[illegible]

پہلا حصہ مؤلفہ حافظ عبد الستار [illegible]

ابی عبد السلام [illegible]

[illegible] یہود و نصاری [illegible]

[illegible] کہ اسلام کے دلائل [illegible]

[illegible] عقائد باطلہ [illegible]

[illegible] اسلام سے موافقت کرنیکی [illegible]

[illegible] اسلام کے زبردست [illegible]

[illegible] حسب فرمائش منشی [illegible]

[illegible] کے اہتمام سے [illegible]

[illegible]

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٣	١٩	ابنا چہرے	ابنا ابن چہرے	٨	٢	[illegible] مسعود	[illegible] کو مسعود
٩	٢	ورثہ پایا	ورثہ تھی	١١	٢١	تام ادرام	تام کے ادرام
١٢	٣	اوشرنا ان	اوشرنا ان [illegible]	١٣	٢	[illegible]	[illegible]
١٣	١٩	[illegible]	[illegible]	١٣	١٥	اورت [illegible]	ادرتا کی [illegible]
١٨	١٩	[illegible]	[illegible]	١٤	٥	اسلام [illegible]	اسلام [illegible]
٢١	٧	[illegible]	[illegible]	٣٣	١٢	تام باد	تام کے باد
٢٢	٥	دیا ان	دیا ان	٣٣	٢٢	[illegible]	[illegible]
٢٣	٧	[illegible]	[illegible]	٣٥	٧	لنا	[illegible]
٢٤	١٠	[illegible]	ایاں	٣٦	٥	[illegible]	[illegible]
٢٥	٢٢	[illegible]	[illegible]	٣٣	١٠	[illegible]	[illegible]
٣٢	٢٣	[illegible]	[illegible]	٤٣	٨	اور	اور دل
٣٠	٨	[illegible]	[illegible]	٥١	١٥	[illegible]	[illegible]
٣٩	٢٨	[illegible] سے	[illegible]	٥٢	٢٣	[illegible]	[illegible]
٥١	٢	[illegible]	[illegible]	٥٣	[illegible]	[illegible]	[illegible]
٥٣		[illegible]	[illegible]	٥٧	١٣	[illegible]	[illegible]
				٥٩	٢٣	[illegible]	[illegible]
				[illegible]			
٦١	٢١	[illegible]	[illegible]	٦٢	١١	[illegible]	[illegible]
٦٢	٢٢	[illegible]	[illegible]	٦٦	٨	[illegible]	[illegible]
٦٨	٥	[illegible]	[illegible]	٦٠	٣	[illegible]	[illegible]
٦٩	٢	[illegible]	[illegible]	٦٠	١	[illegible]	[illegible]
٧٣	٩	[illegible]	کرتے	٦٣	٢٥	[illegible]	[illegible]
٧٩	٨	[illegible]	[illegible]	٨٠	٨	[illegible]	[illegible]
٨٠	١	[illegible]	[illegible]	٦٥	٩	[illegible]	[illegible]
٨١	٣	[illegible]	[illegible]	٨٨	٥	[illegible]	[illegible]
٨٦	٢٤	[illegible]	[illegible]	٨٩	٢٠	[illegible]	[illegible]
٨٧	١	[illegible]	[illegible]	٨٦	١٣	[illegible]	[illegible]
٨٨	١٥	[illegible]	[illegible]	٨٩	٣	[illegible]	[illegible]
٩٠	٢٠	[illegible]	[illegible]	٩٢	٨	[illegible]	[illegible]
٩٣	٣	[illegible]	[illegible]	٩٤		[illegible]	[illegible]
٩٤	٩	[illegible]	[illegible]	٩٦	١١	[illegible]	[illegible]
٩٦	١٨	[illegible]	[illegible]	٧٥	١٦	[illegible]	[illegible]
[illegible]	٣	[illegible]	[illegible]	٢٢	٦	[illegible]	[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً لله فی ارضنا کم
کان ترہانا و نور آذانہ
حق کو دیا لوگوں نے اسلام سے

والصلوٰۃ دائما فی هادکم
محمد الارسال فی ما دکم
دیکھی دلداسکی کیا دیتے ہو تم
یادہیں دن تمہیں اندھیرے کے

شیدالکو بتین حکم المرسلین
جاء بالاسلام نور ساطع
جان و مال سبھی صحابہ سے فدا
جاہلیت کو اب کہتے ہو تم

تا الیک یا الہ اتحاد کم
شاع شرقا مغربا من یا دیکم
اسپر شیدا کیوں نہیں ہوتے ہو تم

باغ اسلام کی پرورش میں صحابہ اسلام کی جان نثاریاں تاریخی واقعات دیکھئے واقعہ پوشیدہ نہیں جہاد وغیرہ
مورخین یورپ کی تاریخیں تک جنکی داد دے رہی ہیں۔ سچ تو یہ ہے ان عاکم ملو بود جسنے پھلی بودے پہلے میں نکی
آبیاری کا کام صحابہ کرام کے خون نے دیا ہے اور اسپر مال فدا کر دینا جان قربان کر دینے والوں کے نزدیک تو چیز ہی
کیا تھا اس کا کسیقدر تفصیل سے بیان بمناسبت مقام حصہ دوم میں آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

دوبکار ہے لو جہر شاہ اعم جل بسبی توحید انعرب عجم

آجمالی کتاب نظری نصاب کہنو والا تو ذکر ہی کیا ہو۔ نصاری صاحب کتاب پہلی ملت والے تھے جنہوں نے
ہی اعتقاد توحید کو جو آدم تا ایندم کتب عہد عتیق کا سبق محکم اور انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اعتقاد یا زمہ
چلا آتا تھا تثلیث پر قربان کر دیا۔ اور مشرکین نے تعدد الٰہ کے اعتقاد کو سہارا۔ اور دم دیا۔ تو دوسروں سے
اور کیا شکایت۔ چونکہ توحید نقلاً و عقلاً دلائل سے ثابت ہے اسلئے مجوس منافی توحید کے تثلیث وغیرہ کا
اعتقاد رکھنے والے بھی زبانی جمع خرچ سے توحید کا دم بھرتے اور باوجود اشتراک مشرک کہلانے سے
ناخوش ہوتے ہیں۔ نصاریٰ کے ان بناوٹی خیالات ہندوں کے وجہ سے نہ سہی البتہ بھی جو آتا ہم

انہا کار یعنی روح اور شیو اور مادہ کی قدامت کو بری ہو گئے۔ مجوس اہرمن و یزدان دو مستقل خدا مانتے تھے یہود کی ایک جماعت تو عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا ٹھہرا چکے تھے۔ جیسے نصاریٰ ابن نصاریٰ کو ابن ثالث بعض الفاظ کتب عہد جدید سے خدا کا اقنوم ثابت نکالنے کی تکلیف اٹھانا پڑی۔ کرات و عناصر پرستی اور مظاہر طبعی کے پوجنے کا شرک تو عالمگیر ہو چلا تھا۔ خالص توحید کا ڈھیر دھریا نہ کوئی عرب میں نظر آتا تھا نہ عجم میں۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے شرک حقیقی مانع نجات اور شرک صوری کا انحصار اپنے رسالہ تقسیم انواع شرک میں چھ قسموں میں کیا ہے۔ چنانچہ عبارت رسالہ مذکور کی مع ترجمہ کے یہ ہے۔

أنواع الشرك ستة شرك الاستقلال وهو إثبات الٰهين مستقلين كشرك المجوس وشرك التبعيض وهو تركيب الإله من آلهة كشرك النصارى وشرك التقريب وهو عبادة غير الله ليقرب إلى الله كشرك متقدمي الجاهلية وشرك التقليد وهو عبادة غير الله تبعا للغير كشرك متأخري الجاهلية وشرك الأسباب وهو إسناد التأثير للأسباب العادية كشرك الفلاسفة والطبائعيين ومن تبعهم على ذلك وشرك الأغراض وهو العمل لغير الله وحكم الأربعة الأول الكفر بالإجماع وحكم السادس المعصية من غير كفر بالإجماع وحكم الخامس التفصيل فمن قال في الأسباب العادية أنها تؤثر بالذات أو بطبعها فقد حكي الإجماع على كفره ومن

قسمیں شرک کی چھ ہیں ایک شرک استقلال کا اور وہ ثابت کرنا دو مستقل معبودوں کا ہے (یعنی ہر ایک کو اپنی ہستی میں دوسرے سے بے نیاز خود بخود موجود ازلی ابدی ماننا) جیسے شرک مجوس کا اور دوسرا شرک تبعیض ہے اور وہ ترکیب کا ہے ایک معبود کو کئی معبودوں سے جیسے شرک نصاریٰ کا اور (تیسرا) شرک نزدیک کر دینے کا ہے اور وہ پوجنا غیر کا ہے تاکہ وہ غیر اپنے پجاری کو اللہ کے قریب نزدیک کر دے جیسے شرک (زمانہ) جاہلیت کے مقتداؤں کا۔ اور (چوتھا) شرک تقلید کا ہے[1] اور وہ عبادت غیر اللہ کی ہے غیر کی تابعداری سے جیسے شرک زمانہ جاہلیت کے پچھلوں کا اور (پانچواں) شرک اسباب کا ہے اور وہ منسوب کرنا تاثیر کا ہے اسباب عادیہ کے لئے جیسے شرک فلاسفہ اور طبائعیین اور ان کا ہے جو انہیں کے تابع ہیں۔ اور (چھٹا) شرک اغراض کا اور وہ عمل کرنا ہے غیر اللہ کے لئے۔ اور حکم پہلی چاروں قسموں کا (یعنی مجوس اور نصاریٰ اور اگلے اور پچھلے جاہلیت کے مبتلا ہوتے) کفر (مانع نجات) ہے بالاتفاق اور حکم چھٹی قسم کے شرک (صوری) کا بالاتفاق معصیت ہے نہ کفر (اس لئے کہ دکھانے سنانے لوگوں سے بھی غرض ہر ایک کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے۔ گو وہ ریا کار اس عبادت کو ان لوگوں کے لئے کرنے ان کو معبود بنانے پر ہرگز راضی نہ ہوگا لہذا مشرک

[1] قولہ شرک تقلید کا یعنی جیسے دوسروں کی تقلید سے غیر اللہ کو پوجنے والا مشرک ہی ہے ایسے ہی دوسروں کی تقلید سے توحید ماننے والا بھی موحد ہے۔

قال انها تؤثر بقوة اودعها الله فيها
فهو فاسق مبتدع وفي كفره قولان
انتهى ملخصا ان يعتقد ان الاشياء
تؤثر باعطاء تاثير الله تعالى فيها
ولا يعتقد ان الله اودع فيها
التاثير مرة فيؤثر بذلك التاثير
المودع ابدا لا حاجة الى اعطاء
التاثير الجديد (الى ان قال) والقرآن
من اوله الى اخره مملو في هذا الباب
ان المؤثر في الحقيقة هو الله تعالى
فيكفي للعاقل اية واحدة منه
قال الله تعالى في موضع مخاطبا
له صلى الله عليه واله وسلم
ان يمسسك الله بضر فلا كاشف
له الا هو وان يردك بخير فلا
راد لفضله يصيب به من يشاء
قال ابن حجر المكي في الفتح المبين
شرح الاربعين ان الغرض
من هذه الاية توحيد الله تعالى
في الحاق الضر وحصول النفع
فالضار والنافع والمعطي المانع
هو الله تعالى فقط لان عنان
سائر الموجودات في يده وهكذا
قال النبي صلى الله عليه وسلم
احاديث منها حديث واحد

تھا ان عبادت الٰہی کو دوسرون سے اپنی غرض پورا کرنے کے لئے کیا لہذا عاصی ہوا) اور حکم پانچوین قسم کا تفصیل رکھتا ہے پس جو کہے اسباب عادیہ (کے بارہ) مین کہ وہ اپنی ذاتی اور طبعی تاثیر سے اثر کرتے ہین تو حکایت کیا گیا ہے اجماع اوس کے کفر پر اور جو کہے کہ وہ اسباب عادیہ اثر کرتے ہیں اوس قوت سے جسکو ودیعت فرمایا اور رکھدیا ہے ان مین اللہ نے تو وہ فاسق اور بدعتی ہے۔
اور اوس کے کفر مین دو قول ہین۔ ترجمہ رسالہ مذکور کی عبارت کا تمام ہوا خلاصہ اسکا یہ ہے کہ اعتقاد رکھے اس امر کا کہ چیزین تاثیر کرتی ہین اون چیزون مین اللہ تعالے کے تاثیر عطا فرمانے کے سبب اور یہ اعتقاد نہ رکھے کہ اللہ نے ان مین ایک بار تاثیر سونپ دی ہے پس اس سونپی ہوئی تاثیر کے سبب ہمیشہ اثر کرتی رہتی ہین (نئی) نئی تاثیر عطا فرمانے کی محتاج نہین (یہانتک کہ کہا) اور قرآن مجید اول سے آخر تک بھرا ہوا ہے اس باب مین اس سے کہ موثر حقیقت مین اللہ تعالے ہے۔ بس کافی ہے واسطے عاقل کے ایک آیت اوس سے فرمایا اللہ تعالی نے بیچ جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب فرماکر کہ اگر ضرر پہنچاوے تجکو اللہ تو اوس کے سوا کوئی اوس مصیبت کا کہولنے والا نہین۔ اور اگر ارادہ کرے تجکو بھلائی دینے کا (یعنی نفع رسانی کا) تو کوئی اوس کے فضل کو رد کرنے والا (روکنے والا) نہین پہنچاتا ہے اسکو جسکو چاہتا ابن حجر مکی نے اربعین کی شرح فتح المبین مین کہا بیشک غرض اس آیت سے یکتائی ثابت کرنا ہے اللہ تعالی کی ضرر لاحق کرنے اور نفع ہو جانے مین۔ پس نفع اور ضرر پہنچانے والا اور عطا فرمانے والا اور منع کرنے والا فقط وہی اللہ تعالی ہے اسلئے کہ باگ تمام موجودات کی اوس کے ہاتھ مین ہے۔ اور ایسے ہی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہین بہت حدیثین جنمین سے ایک وہ جامع حدیث ہے جسکو روایت کیا ہے ترمذی نے کہ

كما هو رواه الترمذي اذا سألت
فاسئل الله واذا استعنت
فاستعن بالله ان الامة
اي جميع الخلق من الخاصة
والعامة والانبياء والاولياء
وسائر الائمة لو اجتمعت
على ان ينفعوك بشيء لم
ينفعوك الا بشيء كتب الله
عليك الحديث ولاجل ذلك
قال في التفسير الكبير ومن المشركين
من قال انها اي الكواكب ممكنة
الوجود لذاتها محدثة و
خالقها الله الا انه فوض تدبير
العالم الاسفل اليها انتهى۔

جس وقت مانگے تو مانگ اللہ سے اور جس وقت مدد چاہے تو بس مدد مانگ اللہ سے بیشک امت یعنی تمام خلق خاص اور عام انبیاء اور اولیاء اور سارے پیشوا اگر جمع ہو جائیں اس پر کہ نفع پہنچائیں تجھکو ساتھ کسی چیز کے (تو) نہیں نفع پہنچا سکتے تجھکو مگر ساتھ اوسی چیز کے جسکو لکھدیا تجھپر اللہ نے الحدیث اور اسی سبب سے فرمایا تفسیر کبیر میں اور منجملہ مشرکین وہ ہے جو کہتا ہے بیشک وہ یعنی کواکب ممکن الوجود ہیں اپنی ذات میں اور نو پیدا اور پیدا کرنیوالا انکا اللہ ہے مگر اللہ نے سونپدیا ہے نیچے کے جہان کی تدبیر کو طرف اونکی ترجمہ ابن حجر کی شرح کا تمام ہوا علامہ سیوطی کی عبارت سے معلوم ہوا کہ قائل اس امر کا کہ اسباب مادیہ اپنے اندر خدا کی ودیعت فرمائی ہوئی قوت سے اثر کرتے ہیں بار بار کرنے میں انکو تاثیر جدید عطا فرمائے جانے کی حاجت نہیں فاسق مبتدع ہے جسکے کفر میں دو قول ہیں اور امام معظم فخر الدین رازی کی اس تفسیر سے اور ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الہین من دون اللہ الآیہ کی تفسیر سے اور آیت سبا قل ادعوا الذین زعمتم من دون اللہ لا یملکون مثقال ذرۃ فی السموات ولا فی الارض وما لهم فیهما من شرک وما له منهم من ظهیر کی تفسیر سے صراحۃً ثابت ہے کہ جو معتقد ہے اسکا کہ کواکب باوجود حادث اور مخلوق الہی ہونے کے اللہ تعالے کی تفویض سے عالم اسفل کے تدبیر کرتے ہیں۔ یہ کام اللہ تعالے نے اونکی سپرد کر دیا ہے تو وہ حقیقی مشرک یعنی شرک جلی یعنی کافر ہے۔ اور یہ ایک مذہب ہے منجملہ چار مذہبوں شرک کے وجہ اس فرق کی یہ ہے کہ پہلی صورت میں اللہ سبحانہ کی صفت فعلی تکوین کا کہ تدبیر بھی جسکی ایک نوع ہے ذات باری سے جدا ہو کر مخلوق کو ملنا لازم نہیں آتا اور پچھلی صورت تفویض میں لازم آتا ہے۔ پس اسباب مادیہ خواہ وہ سورج چاند وغیرہ کواکب ہوں یا دیوتا اور فرشتے یا انسان اور حیوانات طبیعی انکی تاثیر نے جتنی چیزوں میں اثر کیا ہے انکے وہی خالق اور مدبر اس مذہب پر ٹھیرینگے۔ اور یہ مخلوقات مخلوق الہی ہونے سے نکل جاینگی بلکہ حق اس مخلوق کے اللہ سبحانہ اس مخلوق کا معبود بھی نرہیگا اسلئے کہ جو جسکا خالق مکون مدبر وہی اوسکا معبود۔ اسی استلزام بر بضاعتی کو اللہ سبحانہ کی الوہیت کی نفی کرنے والا ٹھیرایا ہے امیت اولی منقولہ صدر میں کما سیاتی اور کوئی اسلامی فرقہ اس کا قائل نہیں کان صاحب الامن و العلی نے شغف حب

اہل اللہ میں اس روش کو اختیار کیا ہے چنانچہ الامن والعلی مطبوعہ خانگی کے صفحہ ۳۴۴ میں ارقام فرماتے ہیں۔ اور پروردہ عطائی امور تکوین کی اسناد بھی شرک نہیں قال اللہ تعالےٰ فالمدبرات امرا ۵ قسم ہے اُن مقبول بندوں کی جو کاروبار عالم کی تدبیر کرتے ہیں انتہیٰ فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا ۵ کے ذیل مدارک میں مرقوم ہے کانشناک الملٰئکۃ یدبرالیہا لانہا من اسبابہا یعنی اسناد تدبیر کی طرف انہیں ملائکہ کے اسلئے ہے کہ وہ اسباب ہیں تدبیر کے انتہیٰ۔ نہ فاعل تدبیر نوع تکوین کے اور مجازاً ایسی اسناد کتاب وسنت عرف وعادت اور محاورات میں بکثرت مستعمل ہے۔ مشین کا بنا ہوا کپڑا مشین کی بنائی ہوئی دیاسلائی مشین کا سیا ہوا کپڑا عموماً بولا جاتا ہے اور جسکی کھوپڑی میں تھوڑی سی بھی عقل ہے اُس کو اس کا وہم بھی نہیں ہوتا کہ بدون سٹیم تیل وچلانیوالوں کے ان مشینوں نے خود ہی کپڑا بن لیا ہے۔ دیاسلائی بنائی ہے کپڑا سی لیا ہے۔ ایسے ہی تنگ خیالوں نے لنگ (مردی) اور جلہری (عورت کی شرمگاہ) کو اولاد کی داتا خیال کرکے اولاد کی خالق ٹھہرا کر پوجنا شروع کیا۔ مؤلف الامن کو اقسام اسناد نہ پہچاننے پر دہا ہوں سے اسی الامن میں بڑی شکایت تھی آپ اس اسناد میں ایسی موٹی بات نہ سمجھے یا دیدہ ودانستہ گریز فرما گئے حق چھپا گئے وَھُمْ بِاَمْرِہٖ یَعْمَلُوْنَ نص قرآنی کے بموجب فرشتے اللہ کے حکم کے موافق عمل کرتے ہیں اور عمل کسب کی خبر دیتا ہے نہ بے محنت مشقت کمائی کے کن یعنی ہوجا کہکر ناموجود کو موجود کر لینے کی اور تکوین اس میں ہو نہیں سکتی کتاب وسنت وکتب عقائد میں کہیں وارد نہیں ہوا کہ عطاء الٰہی اللہ کے مقبول بندے بھی بے محنت مشقت کمائی کن کہکر ناموجود کو موجود کر لیتے ہیں۔ ائمہ اہل بیت کے ساتھ امور تکوین کو وابستہ جاننے کی حکایت بے سود ہے وابستگی معنی صدری کی جیسے فاعل کی ساتھ ہوتی ہے مفعول کے ساتھ بھی ہوتی ہے۔ مطلب یہ کہ وہ پہلے سے ہی اور صبر راضی ہوجاتے ہیں جو تکوین الٰہی کے تحت آتی ہے نیز الاہی یہ رضا بقضا کا مشرب فاصلان خدا کا حصہ ہے۔ سیدی ابویزید بسطامی اور غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے اپنے اس مقام سے خبر دی ہے یہ نہیں کہ وہ مکون کسیقدر ساتیات کے ہوگئے ہوں چند خیالات پر صاحب الامن کے کچھ عرض معروض، خیر حصہ ہذا آیت آئیگی انشاءاللہ تعالےٰ۔

توحید القرآن نمبر ۳ اسوقت تک ہمنے قرآنی توحید کے متعلق چند جدید اسلوبوں سے پہلوؤں کو دیکھا اُن کا حاصل تو صرف اسقدر تہا (۱) کہ موحد منکر ہے (تعدد الٰہ کا) مشرک مدعی ہے (تعدد معبودان کا) اسلئے استدلال وبرہان کی اہم تر ذمہ داری مشرک کے سر ہے۔ موحد اس سے بالکل سبکدوش ہو (۲) اسکے بعد اسنے تنبیہ کی کہ تمام کائنات کی متحرک مشین چلانے کے لئے اسی طرح عالم کی ایجاد کے لئے ایک خدا کو عقل کافی سمجھتی ہے دوسرے کی ضرورت محسوس نہیں کرتی (۳) پہر اسکے بعد اسنے دعوے کیا کہ صرف یہی نہیں کہ ایک

بلکہ توحید کا مسئلہ شرک کی نظریہ سے بہرحال انسانوں کے حق میں مفید ہے (اور شرک کا ڈنکو پہلا مضر و مہلک)
میں نے تفصیل کے ساتھ تینوں اسلوبوں پر اقسام کے گزشتہ نمبروں میں بحث کی ہے۔ بہرحال قرآن مجید
اب اور آگے بڑھتا ہے بلند آواز اور منادی بنا ہو کر دنیا کے تمام مشرکانہ دماغوں کو ایک زبردست دھکا دیتے ہوئے
دعوے کرتا ہے توحید ہی یقینی اور نہ ہلنے والا خیال ہے۔ سچائی صرف اسی میں ہے کہ اس عالم کے لئے ایک ہی
موجد۔ ایک ہی خالق اور جہان کے رہنے والوں کے لئے ایک ہی معبود مانا جاتا ہے۔ شرک ایک وسوسہ ہے
جسکی سرشت میں فقط برائی اور مناہی نہیں بلکہ بطلان اور زہوق بھی ہے۔ مشرک صرف خرابیوں میں ہی
مبتلا نہیں بلکہ ایک جھوٹا عقیدہ رکھتا ہے۔ اسکی تمام کارروائیاں جھوٹی ہیں۔ توحید میں اگر صدق و راستی کے
سوا کسی کمزوری اور برائی کا وہم نہیں تو بجنسہ اسی طرح شرک کے گمراہوں میں باطل و لغو اور بیہودگی و خرافات کے
سوا اور کسی قسم کا سامان نہیں۔ قبل اسکے کہ ہم قرآن مجید کے اس غیر مکذوب و غیر متزلزل دلیل کو معرض بیان
میں لائیں ایک تمہیدی گفتگو کو دماغوں کے آگے پھیلا دینا ضرور سمجھتے ہیں۔ اس کے بعد مقصد قرآنی
بآسانی روحوں میں اتر سکتا ہے وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ۔ حکمت قاسمیہ کے اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے جب ہم
اس وسیع کارخانہ عالم اور عظیم الشان سلسلہ نظام کائنات میں غور کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اس دنیا کی کوئی
ایسی چیز نہیں جسکی طرف انسان محتاج نہ ہو۔ بہتے ہوئے دریا چمکتا ہوا آفتاب۔ پھیلی ہوئی زمین۔ چلنے والی
ہوائیں الغرض جس چیز کو ہم دیکھتے ہیں صاف نظر آتا ہے کہ بنی آدم کو اسکی حاجت ہے۔ اگر پانی نہ ہو تو ہم
مر جائیں۔ ہوا نہ ہو تو ہمارا سانس رک کر ہمیں قبر تک پہنچا دے۔ زمین نہ ہو تو ہماری غذائیں دوائیں۔
خوراک۔ پوشاک۔ سکونت کے اسباب کہاں سے مہیا ہو سکتے ہیں۔ آفتاب کی کرنوں کی بارش اگر رک جائے
تو روشنی کے تمام فائدوں سے ہم محروم ہو جائینگے۔ نہ ہمارے درختوں کے پھل پک سکتے ہیں نہ کھیتوں میں
کھیتی کی بہار اور غلہ کی پیداوار کا نظارہ نظر آسکتا ہے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ پہاڑوں کی چوٹیوں میں اگنے والے
بوٹے جنگلوں کی کنج میں پیدا ہونے والی جڑیوں کے متعلق اگر تمہیں علم نہیں تو ڈاکٹروں طبیبوں سے پوچھو
کہ تمہاری بیماریوں کی کتنی شفائیں اس میں مستور ہیں۔ الغرض سوچنے والوں نے سمجھا ہے کہ اس کائنات کا
ہر جز خواہ علوی ہو یا سفلی بنی آدم کی خدمت گذاری میں مصروف ہے۔ شیراز کے عارف پر جب یہ مسئلہ کھلا
تو وجد و سرور میں بیساختہ اسکی زبان پر جاری تھا۔ ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند تا تو نانے
بکف آری و بغفلت نخوری۔ جلیل القدر نوامیس سماوی کے محافظوں نے مختلف پیرایوں میں اس جملہ کو
دہرایا کہ اِنَّمَا الدُّنْیَا خُلِقَتْ لَکُمْ وَاِنَّمَا خُلِقْتُمْ لِلْاٰخِرَۃِ دنیا تمہارے لئے پیدا کی گئی ہے اور تم
آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ قرآن مجید نے ایک جگہ نہیں بلکہ بہت جگہ اسپر اشارہ کیا۔ تسخیر

شمس و قمر آسمان و زمین کے نظریہ کا بار بار ذکر کرکے یہی سمجھایا کہ کائنات کا ہر ذرہ انسانوں کی ضروریات کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اگر اس کا کوئی حصہ درمیان سے نکال لیا جائے تو بنی آدم زندہ نہیں رہ سکتے۔ ایک ہوا ہی نہو انسان ایک سکنڈ زندہ نہیں رہ سکتا۔ بلکہ اُسکے ما یحتاج بہت سے اوس کے ساتھ فنا ہو جائینگے۔ بہرحال یہ اب بدیہی مسئلہ ہوگیا ہے کہ انسان دنیا کی ہر چیز کی طرف اپنی بقا اور کمال کے لئے سر بسر محتاج ہے۔ ہوا کو اپنی ناک کے رستے سے دل تک پہنچا کر اُسکی حدت میں کمی پیدا کرتا ہے۔ پانی کی شکل سے سیرابی حاصل کرتا ہے الحاصل جمادات نباتات حیوانات بہ نہایت آزادی کے ساتھ متصرف ہے۔ اُسکی صورت دودھ سے گھی سے بلکہ گوشت (اور پوست وغیرہ) سے بھی فائدہ اٹھاتا اور اوسے اپنا حق جائز قرار دیتا ہے اب اسکے بعد غور کرو کہ اگر اس کائنات کی ایجاد میں (العیاذ باللہ) چند خدا شریک ہوں مثلاً ہوا کا پیدا کرنے والا اور ہو۔ پانی کا خالق اور ہو۔ زمین کا موجد اور ہو آسمان کا فاطر اور ہو انسانوں کا خالق اور ہو تو کیا اسکے بعد یہ نظام قایم رہ سکتا ہے ہرگز نہیں۔ سوچو اگر تم میں خود تدبر و تفکر کا مادہ نہیں تو آؤ قرآن کی روشنی میں دیکھو وہ دعوے کرتا اور اس سوال کے جواب میں اعلان دیتا ہے کہ اگر دنیا کی صورت اس طرح تسلیم کی جائے اور چند شریک اس پر حکمران ہوں تو کائنات کا یہ بندھا بندھایا شیرازہ آن کی آن میں درہم برہم ہو جائیگا۔ دنیا تباہ ہو جائیگی۔ آسمان و زمین کا نگران ہو جائیگا۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللهُ لَفَسَدَتَا یعنی اگر آسمانوں اور زمینوں میں چند خدا علاوہ اللہ تعالے کے ہوتے تو یہ نظام برباد ہو جاتا۔ یہ تو گویا بصورت دعوے دلیل کا ایک جزء ہے۔ اب اسکی تکمیل یا اس دلیل کو یوں مدلل کرتا ہے إِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ إِلَٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ یعنی اوسوقت ہر ایک خدا اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں کو لے بھاگیگا اور ایک دوسرے پر چڑھائی کرتے گا۔ اس آسمانی بحث کو صحیح طور سے دماغ میں جگہ دینے کے لئے ذیل کے مقدمات پر نظر ڈالو (۱) ثابت ہو چکا کہ انسان اپنی بقا و کمال میں کائنات کے ہر ذرہ کی طرف محتاج ہے جب تک ان کو استعمال میں نہیں لائیگا وہ کبھی زندہ نہیں رہ سکتا (۲) عقل نے اور مشرک و موحد دونوں کے اجماع نے یہ طے کر دیا ہے کہ خدا ظلم سے منزہ اور پاک ہے (۳) پس اگر جہان کے ہر جزء کا خالق الگ الگ ہوگا تو ہر ایک خالق کو اپنی مخلوقات کی حفاظت دوسرے خالق کی مخلوقات کی جبر و تعدی سے ضروری ہے ورنہ ظلم کا جرم اسپر عائد ہوگا آخر اوس سے زیادہ بے درد ظالم بادشاہ اور کون ہو سکتا ہے جو اپنی رعایا کو دوسرے بادشاہوں کی رعایا کے ہاتھوں سے پامال ہوتا دیکھے اور کچھ نہ بولے۔ اسکے بعد ظاہر ہے کہ انسان جسوقت اس [illegible] کبھی [illegible] کو مثلاً پانی کو ہوا کو حیوان کو اپنے صرف میں لائیگا تو ان چیزوں کا خالق ان کو

اُس سے بچا لیگا نہ بچاے تو ظالم گنا جائیگا پس اگر بچا سکا تو انسانوں کی تباہی لازم آئی کہ وہ بغیر ان پانی ہوا وغیرہ مخلوقات کے زندہ نہیں رہ سکتے۔ اور اگر وہ اپنی مخلوقات کو دوسرے خدا کی مخلوقات سے چھڑا لینے میں عاجز آتا تو لا محالہ دونوں خداؤں میں اپنی اپنی مخلوقات کی حمایت کے لئے جنگ ہو جاتی اور دونوں کی مخلوقات اس تصادم کی وجہ سے برباد ہو جاتی۔ ایک دوسرے پر چڑھ جاتی۔ اور یہی وہ حقیقت ہے جسکی طرف قرآن نے ہمارے خیال میں اشارہ کیا کہ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا پس جبکہ یہ عالم ابتداے آدم سے اب تک موجود ہے۔ اور اوسکی اولاد بلا کسی مزاحمت دنیا کے ہر جز پر متصرف ہے یہی دلیل ہے کہ اس پوری کائنات کا خالق و مالک ایک ہی ہے (اور جو خالق مالک تنہا معبود لہذا وہی ایک معبود ہے دوسرے معبود تجویز کرنا سخت نا انصافی ہے) یہ ماخوذ ہے مولانا سید مناظر احسن گیلانی دامت برکاتہم کی تقریر مندرجہ الفرقان نمبر ۹ جلد ۷ سے۔ افسوس ہے اوس کج خیال والے کی کج خیالی پر جو اپنے خرچ میں آنے والی چیزوں اور خالق کل کے مسخر کئے خدمت انسانی پر لگی ہوئی اشیا کو اس وجہ سے پوجنے پر آمادہ کرے کہ ان پر ہمارا مدار حیات ہے اور خالق تعالی شانہ کے استحقاق عبادت میں اپنے خدمتگاروں کو شریک کرے یہ تو ایسی مثال ہوئی جیسے لکڑی اپنے کو پھاڑنے سے بچانے کے لئے کلہاڑی کے آگے ہاتھ جوڑے ڈنڈوت کرے کہ تو محکوم ہے پھاڑ اور بچا رہے معافی نہ مانگے۔ اور بچارا اوسکی اس حق فراموشی پر فوراً اس لکڑی کو پھاڑ ڈالے تو کلہاڑی کے آگے کی ہاتھ جوڑ اسکو نہیں بچا سکتی۔

تین سو اور ساٹھ بت کعبے میں تھے ہر قبیلے کا تھا بت ایک ایک جدا	گرد اسکے بھی تھیں چھت پر بھی صنم بت پرستی کی تھی زور و ستم کیوں ضرورت ہو نہ اس اندھیر میں	دل میں تھی سارے عرب کے جاری بت سے خالی تھا نہ جنگل اور نگر نور حق کو طالب حق محترم	حالانکہ کافی خزاعہ حرم کے تھے گھر بہ گھر تھے وہ تو تھا قائم و صنم

علامہ سیوطی کی خصائص کبریٰ میں بہ صحیح روایت ابن عمر کے وارد ہے کہ خانہ کے گرد چاروں طرف تین سو ساٹھ بت تھے۔ اور کعبہ کے اندر بھی تین سو ساٹھ ہی بت تھے جنکو فتح مکہ کے روز خود آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے بھی دیکھا تھا۔ اور ابو نعیم کی دلائل النبوۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہم کی روایت میں کعبہ کی چھت پر بھی تین سو بتوں کے ہونیکا ذکر ہے اور مواہب لدنیہ کی روایت میں ہے کہ اندرون کعبہ اسقدر بت تھے کہ آپ داخل نہو سکے اجمق کفار کا اسقدر کثرت سے بتوں کو جمع کرنا یا تو حاجتوں کی کثرت کی وجہ سے تھا یا وجہ یہ تھی کہ خانہ کعبہ بالاتفاق اہل حجاز خانہ خدا تھا۔ پس لازم ہوا کہ ہر ایک حاجتمند اپنا ایک وکیل بادشاہ کی عدالت میں بھیجکر اپنی حاجتیں پوری کراتے۔ اور یہی مطلب آیت ہٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ سے مترشح ہوتا ہے۔ یعنی کفار کہا کرتے تھے کہ یہ بت ہماری مرادیں

پوری کرانے کی اللہ کے پاس سفارش کرتے ہیں اللہ سبحانہ نے فرمایا اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ کیا اللہ اکیلا کافی نہیں اپنے بندہ کو یا وجہ یہی کہ ایک گروہ دوسرے گروہ کے خدا کے پاس جانا بُرا جانتا تھا انتہی مافی الاحسن ملخصاً وملتقطاً قرآن کریم نے جس شفاعت بالاذن کو ثابت کیا ہے وہ اللہ وحدہ کے کافی ہونے کے مضمون سے باہر ہیں جسکی تفصیل اور رفعت شان کے بیان کا محل حصہ دوئم ہے اس کتاب کا اور نصاریٰ کے اعتقاد کفارہ کی شفاعت ہیں معاذ اللہ مسیح نہ ناکافی قرار پاتا ہے اور گنہگاروں کے بدلے میں بیگناہ پکڑا جاتا ہے اور يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ اور لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ کی شان ہے یعنی جو چاہے کرے اور حکم کرے اوس چیز کا جسکا ارادہ کرے اوسکے حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا وہ تعالیٰ شانہٗ اعتقاد نصاریٰ پر دوزخی لزوق کی نسبت جو اوس نے ارادہ کیا ہے اوسمیں نامراد ٹھہرتا ہے معبودان باطلہ کی کثرت کے خیال نے ایک معبود تسلیم کرنے اور معبودان باطلہ کے باطل ٹھہرانے پر جو پیچ و تاب کھایا ہے اور اس اصلاح کی بدولت جو موحدین نے دکھ اوٹھایا ہے قرآن سے دریافت کیجئے اَوَّلُ الرُّسُلِ سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اس ابطال کی بدولت کیا مصارت گذر گیا وہ کونسی ایذا ہے جو مشرکین عرب نے اس ابطال کے صلہ میں سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پہنچائی ہو ایک جماعت صحابہ کی جیسے ہمارے سادات حضرات بلال و عمار و یاسر و سمیہ

جنکا بیان رسعنا ہمارے پیر رسی میں باندہکر گھسیٹ لیجانے اور اونکے سینہ پر پتھر رکھکر آگ جلاتے اونکو پانی میں لمبے لمبے غوطے دیتے کوڑے مارتے جلتے ریتے میں لٹاتے اور دوسری ایذا میں پہنچانیکا حصہ دوئم میں آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ جسکو سنکر کلیجہ کانپ جائیگا۔

توحید کا کلمہ ہنسا کانوں کو ایسا ناگوار اور بھی معلوم ہوتا تھا کہ کسی کو سننا گوارا نہ تھا۔ جب آپ نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی دعوت دی مشرک بلا اوٹھے کہتے ہے کیا ساری معبودوں کو ملیامیٹ کرکے ایک ہی معبود ٹھہرا لیا۔ چنانچہ سورہ ص کی آیت میں حکی ہے وہ آیت مع تفسیر جلالین یہ ہے۔

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا حیث قال لھم قولوا لا الٰہ الا اللہ ای کیف یسع الخلق کلھم الٰہ واحد اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ	کیا اسنے کر دی بہتات سے معبودوں کی عبادت کے بدل ایک ہی معبود کی عبادت اس حیثیت سے کہ فرمایا کہو لا الہ الا اللہ یعنی کیسے کفایت کریگا ساری مخلوقات کو ایک معبود بیشک یہ تعجب کی بات ہے اور چل کھڑے ہوئے کہتے ہیں اون ... ابوطالب کے

سلہ مراد اس سے حلیہ ہوتی ہے

عجیب والظلق الملاء منھم من مجلس اجتماعھم عند ابی طالب وسماعھم منه النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم قولوا لا اله الا اللہ ان امشوا واصبروا علی آلھتکم اثبتوا علی عبادتھا ان ھذا المذکور من التوحید لشیء یراد منا ما سمعنا بھذا فی الملة الآخرة ای فی ملة عیسٰی ص ۳ جلالین ای ملة عیسٰی لانھا اخر الملل وھم لا یوحدون بل یقولون ثالث ثلثة کذا روی عن ابن عباس ومقاتل والکلبی (کمالین)

پاس اکہٹے ہوئے سے مجلس سے اوس مجلس میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنکر کہ کہو لا الہ الا اللہ یعنی سزاوار عبادت اللہ تعالے کے سوا کوئی نہین (یہ کہتے ہوئے ایک دوسرے سے) کہ چلو اور صبر کرو اپنے معبودون پر جمے رہو اونکی پوجا پر بیشک یہ جو ذکر کیا جاتا ہے توحید کا (یعنی اکیلے ایک ہی خدا کی عبادت کا) یہ ایسی چیز ہے ہم سے جسکے (منوانے) کا ارادہ کیا جاتا ہے نہین سنا ہمنے اسکو پچھلی ملت مین یعنی ملت عیسوی مین ۔ کمالین مین ہے اسلئے کہ یہ ملت عیسوی انبیاء سلف کی ملتون سے پچھلی ہے اور وہ نصاری ایک معبود نہین مانتے ہین بلکہ اللہ کو تیسرا معبود منجملہ تین معبودون کے مانتے ہین ۔ ایسا ہی مروی ہے ابن عباس اور مقاتل اور کلبی سے ترجمہ تمام ۔ واقعی توریت شریف کے دس احکام وحی جن مین سب سے بڑا اہتمم بالشان منجملہ مدار نجات اعتقاد وحدت توحید کا یہی مضمون کہ اے موسے تیرے حضور

میرے سوا دوسرا معبود نہو خارج مین دوسرا معبود موجود ہونا تو کیسا خیال موسوی سے بہی دوسرے معبود کے موجود ہونے کی نفی کی جاتی ہے تو پہلا اور دوسرا اور تیسرا معبود ماننا انکو نجات کا امیدوار ہونا آفتاب نیمروز کی روشنی کو شب دیجور ٹھہرانا ہے ۔ افسوس اعتقاد توحید جو سبق اولی ہے تمام آسمانی کتابون اور انبیاء ورسل علیہم الصلوۃ والسلام کی دعوت اور تعلیم کا اوس مین روڑا اٹکانے کے لئے یہی اعتقاد تثلیث کا ہو گیا ہے بہت سے معبودان باطلہ کی عبادت کے جواز کے لئے مشرکین عرب کو بھی یہی اعتقاد جلت پناہ سوجہا ۔ اور جن قبایل کا ذکر دوسری بیت مین ہے انکے بتون اور اونکی بت پرستی کی کیفیت وغیرہ کا بیان آئندہ آتا ہے ۔

نائلہ عورت سے کعبہ میں اساف	کر زنا دونوں ہوئے پتھر صنم کیسی عبرت ہے یہ جو اونکو لگے	گئے تب بھی اونکی دکھانیکے لئے عقل پر پتھر پڑے ہے حسرت و غم	انکو رکھا در پہ تا ڈر ہو بہم

تفسیر روح البیان مین ہے اساف ایک مرد نائلہ ایک عورت یمن کی جن مین باہمی ناجائز دوستی کا تعلق تہا یہ دونون جاہلیت کے رسم ورواج کے موافق حج کرنے گئے ۔ داخلی کے وقت ان نالائقون نے کعبہ کے اندر زنا کیا ۔ ان پر اللہ کا قہر ٹوٹ پڑا ۔ دونون پتھر کے ہو گئے ۔ ادہر ادہر باہر رکھدیئے گئے تھے ۔

چند روز بعد یہ ملعون بت اہل مکہ کے لئے معبود بن گئے بڑے زور شور سے اونکی پرستش ہونے لگی آپ نے بھی اُنکو پجتا دیکھا - مگر اللہ سبحانہ نے آپ کے مبارک ہاتھوں سے اُنہیں غارت کیا دنیا کے بُت پرست اپنے بزرگ نیک لوگوں کی مورتیں بناکر پوجتے ہیں - مگر عرب کی عقل پر ایسے پتھر پڑے تھے کہ دو بدکار زناکار خدا کی لعنت میں گرفتار یعنی کعبہ کے اندر زنا کرنے والوں کو معبود بنالیا وہاں پوجہ کر بیت اللہ کے طواف کے ساتھ ساتھ ان ناپاک مورتوں کی بھی پوجا کیا کرتے تھے - سب سے بڑی غلطی عرب کی شان ایسی ہی تھی جنکی بت پرستی کے واقعات دنیا سے نرالے ہیں مسند دارمی میں وارد ہے قَالَ هَارُوْنُ كَانَ الرَّجُلُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اِذَا سَافَرَ حَمَلَ مَعَهُ اَرْبَعَةَ اَحْجَارٍ ثَلٰثَةٌ لِقِدْرِهٖ وَالرَّابِعُ يَعْبُدُ يعنی ہارون فرماتے ہیں عرب کی جاہلیت کا یہ حال تہا کہ کہیں مسافرت میں چار پتھر راستہ میں سے اُٹھالئے تین پتھروں سے استنجا کیا - چوتھے کو پوج لیا - وہی استنجے کے ڈھیلے تھے اور وہی خدا اور معبود -

دودھ مکھن کچھ چڑھاوے پیا	سگ نے موتا سب پہ تر تھا صنم اس سے بھی عبرت نہوتی ہائے حیف	لومڑی نے بول تو جہا اور کیا کہتے یہ بھی رہا تو عبد الصنم	کہا مجھے ہوا تو یہ تو خراب ہیں صنم

مسند دارمی میں مجاہد سے روایت ہے عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَوْلَايَ اَنَّ اَهْلَهٗ بَعَثُوْا مَعَهٗ بِقَدَحٍ لَبَنٍ وَقَدَحٍ زُبْدٍ اِلٰى اٰلِهَتِهِمْ قَالَ فَمَنَعَنِيْ اَنْ اٰكُلَ الزُّبْدَ مَخَافَتُهَا قَالَ فَجَاءَ الْكَلْبُ فَاَكَلَ الزُّبْدَ وَشَرِبَ اللَّبَنَ ثُمَّ بَالَ عَلَى الصَّنَمِ وَهُوَ اِسَافٌ وَنَائِلَةٌ يعنی مجاہد کہتے ہیں کہ مجھے میرے آقا نے بیان کیا کہ ایک دفعہ زمانہ جاہلیت میں ہمارے گہر والوں نے ایک پیالہ دودھ دوسرے میں مکھن دیکر مجھے اپنے معبودوں کے پاس بھیجا کہ جاؤ انکی نذر کرآؤ حسب الحکم میں چڑھاوا لیکر چلا راستہ میں جی چاہا کہ یہ نعمت میں کہالوں مگر اُن بتوں کے ڈر کے مارے نہ کہا سکا اُسی طرح جاکر رکہتے ہی کتا اُن بتوں کے پاس آیا - دودھ پیا - مکھن کہایا اور چلتے وقت اُس بت کے مُنہ پر موت گیا - اور وہ اساف اور نائلہ تھے انتہی وہاں جہالت کی کوئی انتہا نہی - ایسے واقعات سے بھی عبرت تو کہاں بلکہ اس شرمناک واقعہ کو ایک نہیں اسرار سمجھتے تھے - پھر تھوڑے عرصہ کے بعد یہ بت یہاں سے اُٹھا کر صفا مروہ پہاڑوں پر رکہے گئے - اب تو ان بتوں کے نام کے احرام بندھنے لگے - ان کا طواف اور حج ہونے لگا - چنانچہ یہ مضمون آیت اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ کے تحت تفسیروں میں موجود ہے - تاریخ میں ابن اثیر کی مروی ہے - حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ پرانے بتوں کی پوجا چہوڑ اُنکو نکال اُنکی جگہہ نئے بتوں کی بھرتی پوجا زمانہ جاہلیت کا دستور تہا - دلائل ابو نعیم کی روایت میں ایک صحابی کے اسلام لانے کی وجہ بیان ہوئی ہے کہ وہ سواع بت پر چڑھاوا چڑھا رہے تھے کہ یکایک اندر سے آواز آئی اَلْعَجَبُ

مِنَ الْعَجَبِ خُرُوْجُ نَبِیٍّ مِّنْ بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ یعنی قابل تعجب یہ بات ہے کہ ایک نبی اولاد عبدالمطلب سے اس جہان میں تشریف لائے ہیں راشد بت کے خدمت یہ کلام سنکر حیران ہوئے پھر آکر صبح کو پھر گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بت کے سامنے رکھے ہوئے اُن جو دونوں کو لومڑیاں کھا رہی تھی اور بت کے منہ پر پیشاب کرتی جا رہی ہیں اس ناپاک واقعہ کو دیکھکر راشد کے دل میں نفرت پیدا ہوئی اور یہ شعر پڑھا ۔

اَرَبٌّ يَبُوْلُ الثُّعْلُبَانُ بِرَاْسِهٖ	لَقَدْ ذَلَّ مَنْ بَالَتْ عَلَيْهِ الثَّعَالِبُ

یعنی بہلا وہ چیز بھی رب ہو سکتی ہے جسکے منہ پر لومڑیاں پیشاب کریں اور وہ عاجز (منہ پر موتنے) بات پھر کہلانے سے اونکو منع نہ کر سکے ۔ پھر اسیدن حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوکر اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا نعرہ مارا اور مشرف باسلام ہوئے ۔ اسی طرح کا واقعہ حضرت ابوذر غفاری کے ساتھ ہوا سفر میں بڑے بت کو ہمراہ لیکر گئے تھے لیب ہوتا اُسے تنہا جنگل گئے واپس آنکر دیکھا کہ وہ تو تر بتر ہوئے بیٹھے ہیں گویا جناب نے ابھی غسل کیا ہے ۔ موسم نہایت گرم خشک ۔ عرب کا جنگل جہاں پانی ملتا نہیں غسل کے لیے پانی کہاں سے میسر ہوا تعجب سے فرمایا ۔

لَمْ تُمْطِرِ السَّمَآءُ قَطْرًا	فَمِنْ اَیْنَ اُمْطِرَتْ عَلَیْكَ قَطْرًا

آسمان سے بوند تک برستی نہیں لومڑی منہ پہ کیوں ڈالا	خشک جنگل میں کہیں قطرہ نہیں دیوتا جی اسکو کیوں لایا نہیں	ٹہاکر اشنان کہاں سے کر لیا کیا مراد ہیں خاک ہم بہلا دیتے	تر بتر بیٹھے ہو کیسے بیٹھے ہیں خود کو اور لیکے سو فتنہ ہیں

اصل واقعہ کی تحقیقات کی غرض سے خیمہ کی آڑ میں کھڑے ہوکر دیکھا تھوڑے عرصہ کے بعد ایک لومڑی آئی جیسے بت کو سونگھا ۔ پھر حسب عادت ٹانگ اوٹھا کر منہ پر موتا ۔ حضرت ابوذر نے یہ واقعہ دیکھکر فرمایا واہ جناب جب ہمارے معبود ایسے پاک مبارک پانی سے اشنان کریں تو تباؤ اون کے پجاری اس پانی سے اچھا (گنگا) اور کونسا پانی غسل کے لیے لائینگے ۔ فوراً جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوگئے (یہ ماخوذ ہے احسن المواعظ ۔ اور تقریر نظم و نثر منتخب سے

ہم سنا ماہین محمد سے بیان لائق بلوا نکی پجاری کا ہیت راستہ اس کو برا سمجھ رہا تو کہتے قابیل کی اولاد شیث سب پہلے بت پرستی انکی	باپ کرتے روایت ہیں ہم شیث کی اولاد نے کہا ہم گہومکر جاتے تھے سیاہ ہم جسکا ہے قرآن میں تذکرہ ہم مورت آدم بناکر کے ہم	بت پرستی کا سبب پہلا ہے یہ ہند میں آئے زمین تہا وہ پہاڑ خیال کرکے اسکو عرفہ کا طواف بولا ایک قابیل کی اولاد کا اسکا ہی رستہ لگی تہی وہ طواف	حضرت آدم نے تھی نہ کچھ وہ تھا ہی پیدا اور ہم پایا ہم یعنی اعضائے آدم ہے ہم نہیں وہ محروم رہوئیں گے ہم بعد میں پوجنے لگا پہر وہ صنم

فائدہ ہشام بن محمد بن سائب کلبی کہتے ہیں کہ مجھسے میرے باپ نے کہا ہے کہ آغاز بت پرستی کا اس طرح ہوا کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب وفات پائی تو اون کے بیٹے شیث علیہ السلام کی اولاد نے اُن کو اس پہاڑ کے غار میں رکھا جسپر حضرت آدم ہند کی زمین میں اوتارے گئے تہے - اور اُس پہاڑ کو نود کہتے ہیں وہ زمین کے پہاڑوں میں سب سے ارزانی رکہتا ہے - ہشام کہتے ہیں پہر مجکو میرے باپ نے ابو صالح سے اُسنے حضرت ابن عباس سے سنکر) خبردی کہ بعد اس ماجرے کے حضرت شیث علیہ السلام کی اولاد حضرت آدم علیہ السلام کے جسم کے پاس اوس غار میں آتی تہی اور اونکی تعظیم اور زیارت و دعا کرتی تہی پس ایک شخص نے قابیل کی اولاد میں سے کہا کہ اے اولاد قابیل شیث علیہ السلام کی اولاد کا ایک بت ہے کہ اوس کے گرد گہومتے ہیں اور اوسکی تعظیم کرتے ہیں - تمہارے یہان کچہ نہیں پہر اُنکے لئے ایک بت تراشا بصورت آدم) سو اول سب سے پہلے اُسنے بت بنایا (ترجمہ اغاثہ)

باپ نے کی روایت ہشام دور میں یکماہ کے وہ مر گئے نیک آدمی جان پر سب کی تھی نظر مورتیں تھا انکی وہ کرتے طواف	کیوں نہ اور کیوں یہی پانچوں صنم گذشت کذب کا ہوا اونپر بہم کو بہت بت گرچہ پانچوں صنم قرن پنجم میں شقاوت کے قدم حق نے بھیجا آنپہ تب ادریس کو	ایک ود دوم سواع سوم یغوث بولا یک قابیل کی اولاد کا یہ زمانہ میں تہی ہند کے کی بہت تعظیم پہر پوجنے لگے دین حق بتلا دیں انکا ہم	ایک یعوق اور نسر تہا پنجم صنم انکی صورت کے بنا ماہون علم پانچوں پتھری تھی آدم سے ہم آٹھوں پتھری ہو کے کافر اتم
اُنکو جب لایا اٹھا اُنکو لیا قالوا لا تذرن آخر تک سنو	آسمان پر بیچ ہو تمیں تم بولے بوجی نہ چھوڑو آپ صنم	بو جتی تھی بہت بت قوم نوح ہر طرح سمجھایا پر مانی نہ قوم	خاص تہے اُن سب بت یہ پانچوں صنم ڈوب کر او تھا گیا و نیل سے ہم

عن ابن عباس هذه اسماء رجال صالحين من قوم نوح لما هلكوا اوحى الشيطان الى قومهم ان انصبوا الى مجالسهم التي كانوا يجلسون انصابا وسموها باسمائهم ففعلوا فلم تعبد حتى اذا هلكوا ونسخ العلم عبدت - رواه البخاري

امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک لوگوں کے نام ہیں جب یہ مر گئے تو شیطان نے اونکی قوم سے کہا (یعنی وسوسہ دیا) کہ جن مجلسوں میں بیٹھتے تھے وہاں بت (یعنی اونکی یادگاریں) قایم کرو اور اُن مورتوں کے نام اُن ود سواع یغوث یعوق نسر) کے نام پر رکھو اونہوں نے ایسا ہی کیا پر اُن بتوں کی پرستش نہیں ہوئی یہانتک کہ جب یہ لوگ مر گئے اور علم جاتا رہا تب اونکی پوجا ہونے لگی) ترجمہ تمام ہوا

ابن جریر بروایت محمد بن قیس کہتے ہین کہ یہ لوگ بنی آدمؑ مین سے نیک تھے اور اون کے پیرو تھے جو اُن کی اقتدا (یعنی پیروی) کرتے تھے جب وہ مرگئے تو اون کے تابعین نے کہا کہ اگر ہم اون کی تصویرین بنالین تو ہمکو عبادت کا شوق زیادہ دلا ئین گے جب ہم اون کو یاد کرینگے اس نظر سے اُن کی تصویرین بنا ئین جب یہ تابعین مرگئے اور دوسرے لوگ آئے۔ شیطان نے اُنہین وسوسہ دیا اور کہا کہ وہ لوگ تو اون کی عبادت کیا کرتے تھے اور اُنہین کے باعث مینہ دیئے جاتے تھے۔ پس اون لوگون نے اونکی پرستش کی ف‍ت‍ ۵ ہشام کہتے ہین کہ مجھسے میرے باپ نے کہا کہ ودؔ فتح ۵ اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر نیک لوگ تھے وہ ایک مہینہ مین مرگئے۔ اُن کے۔ اوپر اون کے اقارب کا گشت نکلا تو ایک نے قابیل کی اولاد مین سے کہا کہ لوگو اگر تم کہو تو تمہارے لئے پانچ بت اونکی صورتون کے موافق بنا دون مگر مجھہ مین یہ طاقت نہین کہ اون مین جان ڈالدون بولے بہتر (تب) اُسنے اُنکے لئے پانچ ترا شکے کھڑے کردیئے اور حال یہ ہوا کہ آدمی اپنے بھائی او چچا کے پاس آتا اور اُسکی تعظیم کرتا اُسکے گرد دوڑتا (یعنی اُن پانچون مین سے جسکے عزیز و اقارب زیارت کو آتے طواف کئے بغیر نہ جاتے) حتی کہ یہ قرن گذر گیا اور یہ بت یرد بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم کے عہد مین بنائے گئے تھے۔ پھر اُس پیڑہی کے بعد دوسری پیڑی کے لوگ آئے جنہون نے اُن کی تعظیم پہلے قرن سے زیادہ کی پھر دوسرے کے بعد تیسرے قرن نے کہا ہمارے اگلون نے جو اُن کی تعظیم کی تو صرف اسلئے کہ وہ خدا کے یہان اُن کی سفارش کی توقع رکھتے تھے۔ اسی لئے تیسری پیڑہی والون نے اونکی پرستش کی اور اُن کا کفر بڑہ گیا تب اللہ تعالے نے حضرت ادریس علیہ السلام کو اون کی طرف بھیجا اونہون نے اونکو دین حق کی طرف بلایا پس اُنہون نے حضرت ادریس علیہ السلام کو جھٹلایا تو اللہ نے اُنکو اونچے مکان مین اوٹھا لیا۔ (جہان سے کبھی وہ لوٹ کر نہ آسکے) لوگونکا حال ہمیشہ سخت ہوتا رہا (یعنی کفر مین بڑہتے رہے) ف‍ت‍ ۵ ترجمہ اغاثہ

دب گئی ریتی مین جو طوفان سے	یار جب آئے وہ اکھڑوائی صنم	عمرو کاہن کو بتا یا خواب مین	ریت مین جدہ کے مین پانچون صنم
جج کر موسم مین انہین لا رکھے	انکی پوجا پر بلایا جب کے جسم	دیدیا یہ زاک بیٹے عوف کو	ودؔ جو تہا صورت انسان صنم
عبد ود اُسنے رکھا بیٹے کا نام	کلب نے دودہ مین پوجا صنم	بولا کلبی تھیو مالک نے کہا	اپنی آنکھون دیکھا ہے او دہا صنم
باپ نے بھیجا کہا ود کو بلا	دودہ وہ تیرا خدا ہے لے قدم	راوی کہتا ہے کہ خالد بن ولید	توڑتی تہی وہ گاو رہانتہی ہم

کلبی نے ابو صالح سے اور اوس نے ابن عباسؓ سے جو روایت کی ہے۔ اوس مین قوم کو نوح علیہ السلام کے ایک سو بیس برس تک خدا تعالے کی طرف بلانے کا ذکر ہے۔ پھر دعوت نوح نہ ماننے پر قوم کے ڈوبنے کا اور طوفان کے آنے سے بتون کے جدہ پہونچکر پھر ہوا سے ریت کے تلے دب جانیکا بیان ہے

کلبی کہتے ہیں کہ عمرو بن لحی کاہن تہا اور ایک جن اوسکا دوست تہا اوس نے اوس سے کہا کہ تو تہامہ (یعنی مکہ) سے خیر و سلامتی کے ساتھ جلد سفر کرکے جدہ جا وہان تجہکو بت طیار ملینگے انکو تہامہ مین لے آ۔ اور تامل مت کر پہر عرب کو اونکی پوجا پر بلا تیرا قول مانا جائیگا - عمرو جدہ گیا اور ان بتون کو کہودا پہر انکو تہامہ مین لایا یہانتک کہ تہامہ مین اوترا اور حج مین حاضر ہوکر تمام عرب کو اونکی عبادت کی طرف بلایا اوسکا کہنا عوف بن عذرہ بن زید اللات نے مانا - عمرو نے وہ بت اوسکو دیا جسکا نام ودّ تہا عوف اوسکو اوٹہا لایا اور یہ دومۃ الجندل کے وادی قری مین تہا سو عوف نے اپنے بیٹے کا نام عبد ودّ رکہا اور ودّ کے نام پر اول اسیکا نام رکہا گیا - اور عوف نے اپنے بیٹے عامر کو اوس بت کا خادم مقرر کیا - پس اوسکی اولاد ہمیشہ اوسکی خدمت کرتی رہی یہانتک کہ اللہ تعالے اسلام کو لایا - کلبی نے کہا ہے کہ مجہہ سے مالک بن حارثہ نے کہا کہ مینے ودّ کو دیکہا ہے - میرا باپ مجہکو دودہ لیکر ودّ کے پاس بہیجا کرتا تہا اور کہا کرتا تہا کہ یہ دودہ اپنے خدا کو پلادے مین اوس کو پلا دیتا تہا - راوی کہتا ہے کہ پہر مینے خالد بن ولید کو دیکہا کہ انہون نے اوسکو توڑ کر ریزہ ریزہ کردیا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالد بن ولید کو اوسکے ڈہانے کو بہیجا تہا - عذرہ اور عامر کی اولاد نے اون کو روکا آپ نے اون سے جہاد کرکے انکو تہ تیغ کیا اور ودّ کو ڈہاکر ٹکڑے ٹکڑے کردیا - کلبی نے کہا ہے کہ مین نے عامر بن حارثہ سے کہا کہ مجہہ سے ودّ کا حال ایسا بیان کر کہ گویا مین اوسکو دیکہہ رہا ہون اوس نے کہا کہ وہ ایک بڑے مرد کی صورت تہی جسکا دثار یعنی لباس دو کپڑون کا تہا - ایک کو وہ تہمد کئے تہا اور ایک کو چادر اوڑہا اوسپر ایک تلوار تہی جسکو حمائل کئے تہا - اور شانہ پر کمان ڈالے ہوئے تہا اور سامنے اوس کے ایک نیزہ تہا جسمین جہنڈا تہا اور ایک ترکش تہا جس مین تیر تہے الخ

ضمیمہ باوجودیکہ کتب عہد عتیق و عہد جدید سے تحریف نے امان اوٹہا دی ہے - مگر نام رکہنے مین کسی نبی یا فرشتہ کا بندہ نہ کوئی کتاب بتلاتی ہے نہ کسی نبی نے ایسے نام رکہنے کی اجازت دی اناجیل تک سیدنا عیسی علیہ السلام کو جبریل بخش نام سے یاد نہین کرتین قرآن مجید سے یہ نام بجوڑنا صاحبان الامن والعلی کی دہینگا دہینگی ہے - عبد العزیٰ نام رکہتا یہود مین اور عبد المسیح نصاری مین اور دیبی داس وغیرہ نام ہنود مین رکہے جاتے تہے جنکا ابطال اور ذم قرآن مجید نے پہلے ہی کردی - فرمایا اللہ تعالے نے فلما اتاھما صالحا جعلا له شرکاء فیما اتاھما الآیہ ترجمہ جبکہ دیا اوسی اللہ نے ان دونون کو (بیٹا) صحیح و سالم ٹہرایے اونہون نے واسطے اوسی اللہ کے شریک اوس مین جسکو دیا تہا اونکو آخر آیت تک یعنی اللہ کی عطا فرمائی ہوئی اولاد مین

غیر اللہ کا بندہ نام رکھنے کی وجہ سے غیروں کو شریک ٹھہرایا ہے اگر مراد اس سے قصی اور زوجہ قصی ہے جیسا کہ شرکا بصیغہ جمع لانا اسپر دلالت کرتا ہے اسلیئے کہ انہوں نے اپنے بیٹوں کا نام عبد العزیٰ ۔ عبد مناف ۔ عبد الشمس ۔ عبد الدار ۔ عبد قصی رکھا تھا چونکہ پانچ بیٹوں کو پانچ کا بندہ کہا تو پانچ کے لیے صیغہ جمع کا یعنی شرکا رلایا گیا ۔ پس قصی اور زوجہ قصی کا ان ناموں کے رکھنے میں مشرک ہونا اور ان ناموں کا اسمار شرکیہ ہونا علی الحقیقۃ ظاہر ہے ۔ اور اگر مراد اس سے حضرت آدم و حوا علیہما السلام کو بموجب تصریحات تفاسیر و روایت حاکم اولاد جینے نہ پانے رہنے کی امید پر اپنے بیٹے کا نام حضرت حوا نے عبد الحارث شیطانی دہوکا ہی سے رکھا تھا ۔ اس خیال سے کہ حارث کسان کھیتی کرنے والے کو کہتے ہیں ۔ اور یہ مخلوق اللہ سبحانہ کی کھیتی باڑی ہے اور اللہ اس کا حارث ہے تو عبد الحارث نام رکھنا افادہ عبد اللہ نام رکھنے کی برابر ہے حالانکہ حارث نام شیطان کا تھا اگرچہ حضرت حوا کو اس کا علم نہ تھا تو اس نام رکھائی میں یہ ملحوظ ایسے ہوتا پس اس کا وہم و گمان بھی انکی طرف شرک منسوب کرنے کے لیئے نہ کرنا چاہیئے ۔ یہ بات دوسری ہے کہ ایہام شرک کو نفس لفظ سے ملحوظ فرما کر اللہ سبحانہ نے شرک کے نام سے ہی رد فرمایا ہے ۔ اور باوجودیکہ حضرت آدم علیہ السلام اس نام رکھائی میں شریک نہ تھے جیسا کہ روایت حاکم سے ظاہر ہے ۔ تاہم چونکہ انکے گھر میں یہ نام رکھائی ہوئی تھی لہذا اس انتساب میں انکو بھی لے لیا ع جنکے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے ۔ الامن کے صفحہ ۹۹ میں جو جبریل بخش ۔ عبد البخش ۔ سالار بخش نام رکھنے کو جائز مانا ہے لِاَھَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا ۔ سے تمام مفسرین ۔ سلف و خلف کے خلاف دیا ہے اس تحریفی خیال کے ابطال کو بھی پوری آیت بس ہے قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَھَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝ یعنی کہا انہوں جبریل نے سوا اسکے نہیں (اے مریم) میں تو تیرے رب کا پاکیزہ لڑکا بخشش جانے کے لیے بہیجا ہوا رسول ہوں ۔ تمام تفاسیر سلف و خلف اور محاورات دیکھ لیجئے اللہ کی طرف سے ندائی بخشش اور انعام دے جانے والا ہی کہ میں تجکو بخشش دے چلا یا بخش چلا تو اس سے وہ بخشش الہی اوس سفیر و رسول کی بخشش نہو جاویگی ۔ اور بھلا ائمہ مجتہدین فقہا و محدثین میں سے کسی نے بھی اس آیت سے ایسے نام رکھنے کے جواز کو نصاً یا استنباطاً ثابت کر کے عبد اللہ شرکا را لا کو ثرا اسی ہے ۔ یہ تو سب نرالی جدت طرازی تعبدی امور میں انہیں حضرات کے ہی لیئے دین کا بڑا حصہ ہی جو دو تہائی تک ۔ تد کے صلہ میں اسکا ہو چکا تہا ۔ جیسا کہ الامن میں فرماتے ہیں خامہ سبوح بار رضا خرین ہو سوزی تہذیب میں سب سے نرالا نہ سار رکھا ہے انتہی عبد اللہ بندہ نام رکھنے کے منع کرنے پر جا اللہ من مستقلہ عقیدہ او منصب لاحق ہوا اوس کا اندازہ اس سے کیجئے الامن میں شنوی ... کان کو کو تو

منا کر لکھتے ہیں اسپر ص ۹۳ تو دیکھا چاہتے وہابیت کا جن کتاب مجلے سنجدیت کی آگ کہاں تک اُن جھلے۔ آگے حضرت امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ کا درّہ سیاست دکھایا اور نجدیت کی آگ پر شاہ ولی اللہ صاحب کے پانی کا چھینٹا یوں دیا ہے کہ شاہ صاحب ازالۃ الخفا میں قول عمر کُنتُ عَبْدَہٗ وخادِمَہٗ نقل فرماتے ہیں جسکا ترجمہ آپ ہی نے دو جگہ یوں کیا ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں تھا حضور کے ساتھ تھا اور میں حضور کا بندہ اور حضور کا خدمتگار تھا الخ دونو جگہہ ممکن ہے بہ نسبت کی قید اس سفر کے بیان میں یہ بندہ ہونیکے کیسی بندہ تو ساتھ ہو جب بھی بندہ جُدا ہو جب بھی بندہ راز یہ ہے کہ یہاں عطف تفسیری عبد کو خادم کے معنی میں متعین کر کے عبودیت کے معنی کے احتمال کو اُٹھا رہا ہے ایسے ہی بندگان کوئے تو میں کہ تیرے کوچہ کے خادم ہیں اور پھر یہ تسمیہ بھی تو نہیں جسمیں اصل عبودیت ہے چونکہ شاہی پانی اوٹا یہ چالاکی کی گئی ہے۔ لہٰذا ہم بھی انہیں شاہ صاحب کے پانی کو جسکو مولف الامن آگ بجھانے کیلئے ہیں خرمن پیر پرستی و نفیریت ہو نکلنے میں کالذین فی النار کا کام دیتا دکھائی دیتے ہیں۔ یہی شیخ المشایخ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حُجّۃُ اللّٰہِ الْبَالِغَۃ شریف میں فرماتے ہیں۔

وَمنہم من اعتقد ان اللہ ھو السید وھو المدبر لکنہ قد یخلع علی بعض عبیدہٖ لباس الشرف والتألہ وَیَجْعَلُہٗ متصرفا فی بعض الامور الخاصۃ ویقبل شفاعتہ فی عبادہ بمنزلۃ ملک الملوک یبعث علی کل قطر ملکا ویقلدہ تدبیر المملکۃ فی ماعدا الامور العظام فتلجلج لسانہ ان یسمیہم عباد اللہ فیسویہم وغیرہم فعدل عن ذالک الی التسمیتہم ابناء اللہ ومحبوبی اللہ وسمی نفسہ عبدا لہٰولاء کعبد المسیح و

اور انہیں مشرکوں میں سے وہ ہیں جو معتقد ہیں اس امر کے کہ سردار اور مدبر تو اللہ ہی ہے۔ لیکن وہ کبھی اپنے بعض بندوں کو شریف ہونے اور معبود بننے کا خلعت عنایت فرماتا ہے اور انکو بعض امور خاص میں تصرف کا اختیار دیدیتا ہے۔ اور اُن کی شفاعت بندوں کے حق میں قبول فرماتا ہے جیسے شہنشاہ کہ ہر جانب میں ایک بادشاہ صوبہ دار بھیجتا ہے اور تدبیر اور انتظام اُس ملک کا باستثنائے امور عظام اُس کے ذمہ کر دیتا ہے۔ پس ترکتی اور لڑکھڑاتی ہے زبان اسکی اُن کو بندگان خدا نام رکھنے سے اسلئے کہ اس میں وہ دوسروں کے برابر ہو جاتے تو اس سے گذر کر اُن کا نام اللہ کا بیٹا اللہ کا محبوب رکھتا ہے اور اپنا نام ان کا بندہ رکھتا ہے جیسے عبد المسیح اور عبد العزیٰ۔ اور یہ مرض جہود و نصاریٰ و مشرکین کا اور بعض غالیوں کا دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منافقوں

وعبد العزیٰ وھذا امر من جمہور الیہود والنصاریٰ والمشرکین ولبعض الغلاۃ من منافقی دین محمد صلعم فی یومنا ھذا ۱

سے ہمارے اس زمانہ میں۔ ترجمہ تمام ہوا۔
دیکھو تو یہ وہی شاہ صاحب ہیں جنکے پانی کا چھینٹا لیکر وہابیت کی آگ بجھانے چلے تھے۔ وہی عبد اللہ کا بندہ نام رکھنے کو مرض جمہور یہود و نصاریٰ و مشرکین اور اپنے زمانہ کے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منافقوں کا بتلاتے ہیں۔ اب فرمائیے یہ تو تنا دودہ نہ اگلنا نہ نگلنا ہوگیا جن کو اپنا حاجتی بنایا تھا انھوں نے ہی ایسے نام رکھنے کی بدولت غالی منافق ہونے کا خطاب دیکر ہمسنگ یہود و نصاریٰ و مشرکین بنا دیا اور وہ بھی کیا کریں ولما اتاہما صالحاً الآیہ مجبور کر رہی ہے جسکے ذیل وہی فرماتے ہیں مترجم گوید این تصویر است حال آدمی را کہ نزدیک لعل عمل نیت اخلاص درست کند و چون فرزند بوجود آید آنرا فراموش سازد و در تسمیہ اشتراک بکند و از اینجا دانستہ شد کہ شرک در تسمیہ نوعی از شرک است۔ چنانچہ اہل زمانہ ما غلام فلان و عبد فلان نام نہند واللہ اعلم۔ حضرت مولینا[1] شاہ عبد العزیز محدث دہلوی بھی ایسا ہی فرماتے ہیں صاحب الانوار نے جن کو دیابت ساز ٹھہرایا وہ ابن حجر مکی عبد النبی عبد الکعبہ عبد الدار عبد علی عبد الحسین نام رکھنے کو ایہام شرک کی وجہ سے حرام فرماتے ہیں علی قاری ظاہرہ کفر فرما رہے ہیں اور فصول علائی میں اس کو منع فرمایا ہے اور رد المحتار میں ہے وقالوا لاکثر علے المنع خشیۃ حقیقۃ العبودیۃ کما لا یجوز عبد الدار یعنی اور اکثر علما اس کے ممنوع ہونے پر ہیں بسبب اعتقاد حقیقت عبودیت کے۔ پھر یہ صورت اختلاف ان کے حق میں ہے جو صفت فعل تکوین الٰہی میں تو بعض اور عطا کے معتقد ہوں اس لئے جن کا تدبیر وغیرہ صفت مخصوصہ الٰہیہ میں یہ اعتقاد ہے انکو عبارت حجۃ اللہ البالغہ کی شرک تبلا رہی ہے۔ اس لئے کہ خدا کی تدبیر نوع تکوین محنت مشقت کمائی کی احتیاج سے منزہ ہے جیسے ناموجود کی نسبت کن کہی ہو جا فرمایا نہیں اور وہ موجود ہو گئیں بخلاف مخلوق کی تدبیر کے وہ کمائی کا اثر ہے نہ کن کا۔

تھی سماع کی پوچھنے والی نہ نیل اور نہ تھی یہاں کا تنا اور نشر	اور نہ تھی نشاں کے منبر کے یہاں تم ذبح کی کلاع کی یاں پوچھا کا تم	پوچھنا سکو کہ کی قوم مراد پوچھتے تھے انکو تب بھیجا رسول	پھر علی بیچ نسل نے پوچھا دوم حق ذی تاوہ تو نہ ہو بتا ذریعہ

[1] قولہ حضرت الخ قال فی فتح العزیز تحت قولہ تعالیٰ ولا تجعلوا للہ انداداً الخ۔ انداد بجز اینکہ شبیہہ در نام نہادن خود را بندۂ فلان۔ عبد فلان میگوئید این شرک تسمیہ است وقال شاہ ولی اللہ فی الحجۃ البالغہ سموا انفسہم عبد المسیح وغلام فلان الخ وقال ابن حجر المکی فی شرح المنہاج ویحرم ما اشتہر کا التسمیۃ بعبد الکعبہ ونحو ذلک لیس لغیر اللہ وکذا عبد النبی وعبد الکعبہ وعبد الدار وعلی والحسن لایہام الشرک وقال علی القاری فی شرح الفقہ الاکبر واما ما اشتہر من التسمیۃ بعبد النبی فظاہرہ کفر الا ان یراد بالعبد المملوک انتہی وفی الفصول العلائی ولا عبد فلان الخ انتہی

ہے بخاری میں کہ دیکھا آگ میں	عمرو بن عامر کو جلتا در الم	اپنی آنتوں کو گھسیٹتے تھا لعین	دین ابراہیم بدلا اسکے دم

لیکن یہ روایت سابقہ کا یہ ہے اور عمرو بن لحی کا کہنا مضر و نزار نے بھی مانا اسلئے اوس نے سواع نامی بت (جسکو کمالین میں عورت کی شکل پر بیان کیا ہے) ہذیل کی قوم میں سے حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر کے حوالہ کیا اور یہ بت بطن نخلہ میں سے رہاط مقام پر تھا اوس کے پاس رہنے والی مضر کی قوم اوسکو پوجتی تھی اور اس عمرو بن لحی کا کہنا مذحج نے بھی مانا تو اوسنے یغوث کو انعم بن عمرو المرادی کے حوالہ کیا یہ بت یمن کے ٹیلہ پر تھا مذحج کی قوم اور انکے دوست اوسکو پوجتے تھے۔ اور اوس کا کہنا (قبیلہ) ہمدان نے قبول کیا تو یعوق کو مالک بن مرثد بن جشم کے حوالہ کیا اور یہ خیوان کا نون میں تھا اور ہمدان قوم اور اونکی موافق لوگ یمن میں اسے اوسکی پرستش کرتے تھے اور اس کا کہنا حمیر نے مانا تو اوس نے نسر کو ذی الکلاع قوم کے ایک شخص معدی کرب نام کے حوالہ کیا اور یہ بت سبا کی ایک جگہ بلخع میں تھا اور (قوم) حمیر اور اوس کے موافق لوگ اوسکی پرستش کیا کرتے تھے۔ غرضکہ یہ لوگ اوسکی پرستش کرتے رہے یہانتک کہ ذو نواس نے اونکو یہودی بنایا اور ان سب بتوں کی ہمیشہ پرستش ہوتی رہی یہانتک کہ اللہ تعالے نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا آپ نے اونکو ڈہایا اور توڑا اور صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ وہ دوزخ میں اپنی آنت کو گھسیٹتا ہے اور یہ وہ تھا جسنے اول سائبہ چھوڑوایا اور ایک روایت میں ہے کہ اسنے دین ابراہیم کو بدلا۔ آئندہ اسی بیان کی روایت محمد بن ابراہیم سے مروی جو ابن اسحاق نے نقل کی ہے اوس میں عمرو بن لحی کے دوزخ میں آنت گھسیٹنے کے ذکر کے بعد اوسکو اکثم کے مشابہ اور اس مشابہت سے کچھ ضرر نہ ہونا بیان فرماکر اوس کے دین اسمعیل بدلنے اور بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ اور حام بنانے کا ذکر فرمایا ہے ۔ اور عمرو بن لحی اور عمرو بن عامر ایک ہی شخص ہے جسکے باپ کا نام عامر اور لقب لحی ہے۔

ہے کمالین میں بیان بر شکل مرد	ود کی صورت تھی سواع عورت صنم	تھا یغوث اک شیر گھوڑا تھا یعوق	نسر تھا کرگس کی صورت کا صنم

کمالین میں کتب تفاسیر سے نقل کیا کہ ود مرد کی شکل پر سواع عورت کی صورت پر یغوث شیر کی شان صورت پر یعوق گھوڑے کی صورت نسر کرگس کی شکل پر بنائے گئے تھے صحیح بخاری وغیرہ کی صحیح حدیثوں سے پانچوں کا مرد ہونا اور اولاد آدم سے ہونا ثابت ہے پس ان صورتوں میں تراشنا بنانا اونکا شاید بمناسبت اوصاف ہو جیسے شیر کی سی صولت اور بہادری تھی اوس کو شیر کی شکل میں بھی بعضوں نے اوتارا ہو و علی ہذا دوسری صورتوں مورتوں میں

تھا بت دریا کنارے برسات	اوس و خزرج کی پجاری تھا صنم	سر منڈاتے اوس و خزرج اوسکے تہیں	آج پہلی یہ بلا قبر و غبہ عمم

منڈتی ہے فقر و نہ چٹیا طفل کی
رامپور کے مولوی ارشاد حسین
جہل کا کر دی خدا خانہ خراب
عرس جیلونکی منادیں کان مین سنا

کفر دیر کے جیسے بال و پشم
دیتے ہین فتویٰ اسیک علما کا جم
کفر کی بو اس سے ہی آتی ہے جم
وہ مجاور اوس سر کو ہای غم
اسمین البدع ہین و عیبین بیشمار

قربانی جیلی چہری چڑہتی ہے کہیں
یہ چڑہانا فعل فاعل ہے حرام
گانون ڈیوی مین ہی فی بہنگ کا
جانین ہین اہل اسلام کے بجز اوان
حیف اسکا کچھ بھی انہین کچھ خوف و غم

کہیں عرسونکو ہوتے ہین قلم
اور چڑہاوا ہے حرام اوسکا دوم
بنگیا وارث علی کا بھی صنم
مورتین کیونکر بنانا ہے ستم

ص۲۷ ہشام کہتے ہین کہ مجہسے ایک قریش کے آدمی نے ابو عبیدہ بن عبداللہ بن ابی عبیدہ سے اور اسنے محمد بن عمار بن یاسر سے روایت کی ہے کہ اوس اور خزرج اور اہل یثرب وغیرہ کے عرب جو اونکے ہمسایہ تہے حج کرتے تھے اور سب ٹھہرنے کی جگہہ مین وقوف کرتے تھے۔ مگر اپنا سر نہین منڈاتے تھے۔ اور جب اپنے مکان کو واپس جاتے تھے تو اوس منات بت کے پاس آکر وہان سر منڈاتے تھے اور اوس کے پاس ٹھہرتے تھے اور اپنے حج کو بدون اس فعل کے پورا نہ جانتے تھے اور منات ہذیل اور خزاعہ کا تہا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فتح مکہ کے سال بھیجا آپ نے اوس کو ڈہا دالا الحدیث یہ پہلا بت منات نام دریا کے کنارے مشلل کے ایک طرف کو جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک جگہہ ہے کہڑا ہوا تہا الخ ص۲۸ اسکے واسطے قربانیان بہیجتے تھے اور اوس کے واسطے ذبح کرتے تھے۔ ص۲۸ بطور التقاط نقل کیا اسکو ترجمہ سے اغاثہ کے بتو نپر سر منڈانے اونکی ہیبت چڑہانے کی مطابقت کیجیے جس مسلمان کی ایمانی نگاہ مین ہے اوسکی غیرت اسلامی شہر دا آباد وغیرہ کے بعض مزارات پر بچونکی چٹیا منڈلانے رکہانے دہیلی ہیلی جہیری چڑہانے کو ہرگز تجویز نہ کریگی۔ بزرگون کے مزار مہبط انوار کو منات کا ہمرنگ بنانا کمال بے ادبی ہے۔ خود اس خاندان کے اہل علم حضرات رامپور ان حرکتونکو معیوب جانتے ہین۔ ملا علی محمد مرحوم پہلسانوی کے استفسار کے جواب مین مولانا ارشاد حسین صاحب مرحوم اور اون کے چند تلامذہ و دیگر علماء رامپور نے بنقل عبارات کتب فقہیہ و آیات و تفسیر تصریح کردی ہے کہ قبرون کا چڑہاوا جدا حرام ہے اور چڑہانا فعل فاعل کا جدا حرام ہے منا ہیے اپنے مبلغ سے۔ اور انہون نے حافظ و مولوی عبدالرحمن مدرس امروہہ دار الآثار دیکہ کہ دیہ دیوے مین حاجی وارث علی صاحب کی تصویر بنائی گئی ہے اوس کے سانوہن جادر اونکو مرید اونکی عرض معروض کرتے ہین یہ ایسا فتنہ ہے جسکی نظیر دوسری جگہہ مسلمانون مین نہ ملے گی سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے اس مورتی پوجن بت پرستی کے مٹانے مین جو کچھ اذیت اوٹہائی ہے مسلمانون کے دل اور کان اوس سے ناآشنا نہین خود سید الکائنات علیہ وآلہ وسلم نے اس بلاء بے درمان کو شانہین دہ تو نقشا صدمہ ہی جو نہ اوٹہایا۔ پہر اسکو جلانا مسلمانونکو زیبا نہین بخاری و مسلم مین حضرت عبداللہ

بن مسعود سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا بیشک سب لوگوں سے زیادہ[۱] عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا اور بخاری اور مسلم کی دوسری روایت میں دوسری اسناد سے بھی ایسا ہی آیا ہے - اور یہ کہ مصوروں کو حکم ہوگا کہ جلاؤ جن کو تم نے بنایا اور اسی روایت میں ہے وہ پردہ پر بار یک مورتیں ہونے کی وجہ سے آپ کا گھر میں داخل نہ ہونا مذکور ہے (ترجمہ مشارق ملخصا) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں داخل ہوتے فرشتے[۲] جس گھر میں کتا یا تصویر ہو (اصلاح الرسوم) آیندہ فوٹو کی تصویر کو بھی اسمین داخل کیا اور ثبوت کو پہنچا دیا ہے

عمرو نے اولاد اسماعیل کو کرم چشمہ پر گیا بلقا کو وہ دیکھا وہاں لوگ شامی ہیں خوش	کردیا بے شہر خارج از حرم اور بار بار پر کئی قایم رہے تم مت پرستی کی بدولت خوش ہم	حیف سا کعبہ کا سجا و رنگیا کہا ہوا ایکا وہاں سے بت اٹھا رن کو جتواتا ہی برساتا ہی مینہ	مرض ہی آخر ہوا جب نیم دم لا کر کہا کعبہ کے پاس اپنا صنم کر لیا بت خدا بیت الصنم

ابن ہشام کہتے ہیں کہ مجھسے کسی علم والے نے کہا ہے کہ عمرو بن لحی مکہ سے شام کی طرف اپنے کسی کام میں نکلا جب زمین بلقات سے ماٰب میں آیا وہاں اُن دنوں عمالقہ کی قوم تھی جو عملاق بن لاذ بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں - انکو دیکھا کہ بت پرستی کرتے ہیں - پس اُن سے پوچھا کہ یہ کیسے بت ہیں جن کو تم پوجتے ہو - اونہوں نے جواب دیا کہ ہم اُن سے مینہ کی درخواست کرتے ہیں تو بارش ہوتی ہے اور اُن کے ذریعہ سے نصرت چاہتے ہیں تو فتح ہوتی ہے - اوس نے کہا تم ایک بت مجکو دو کہ میں عرب میں لیجاؤں اور وہ اُسکی پرستش کریں - انہوں نے اُسکو ایک بت دیا جسکا نام ہبل تھا وہ اُس کو مکہ میں لایا اور نصب کر کے اُن کو اُسکی تعظیم اور عبادت کے واسطے کہا ہشام کہتے ہیں کہ مجھسے میرے باپ نے اور اور لوگوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام جب مکہ میں رہے اور اُس جا میں آپ سے اولاد پیدا ہوکر اتنی بڑھی کہ اُن سے بھر گیا - اور انہوں نے مکہ سے عمالقہ کے لوگوں کو نکالدیا تو مکہ ان پر تنگ ہوا اور اُن میں آپس میں لڑائیاں اور عداوتیں ہوگئیں بعضوں نے بعضوں کو نکالدیا یہ لوگ معاش کی جستجو میں ادہر ادہر شہروں میں ہوگئے ابن ہشام کی روایت میں ہے ہبل سرخ عقیق کا بشکل انسان داہنا ہاتھ ٹوٹا ہوا تھا عرب کو ایسا ہی ملا تھا انہوں نے اُسکا ہاتھ سونیکا بنا یا تھا جسنے اُس کو اول کھڑا کیا تھا وہ خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر تھا اور یہ بت خانہ کعبہ کے اندر تھا جسکے سامنے سات تیر تھے ایک پر صریح اور دوسرے پر ملصق لکھا ہوا تھا

---

[۱] تصویر کی تحریم سے بعد والے مصوروں کو [۲] فرشتے رحمت کے ۱۲

جس لڑکے میں شک ہوتا تو ہبل کے آگے قربانی کرتے تیر مارتے صریح نکلتا تو لڑکے کو ملا لیتے ملصق نکلتا تو ٹال دیتے جھگڑوں کے فیصلے سفر جانے کی اجازت ممانعت سب تیروں پر تھی یہی بت تھا جسکو احد کی لڑائی میں ابو سفیان نے کہا تھا اُعل ہبل یا ہبل آپ نے فرمایا اسکے جواب میں کہ اس سے کہدو اللہ برتر اور بزرگ تر ہے (یہ خلاصہ ہی افسانہ کا) ہبل کو زمین ملقا کے مآرب مقام سے لاکر کعبہ سے باہر کھڑا کرنا یہ کام تو عمرو بن لحی کا تھا اور پھر خانہ کعبہ کے اندر کھڑا کرنا یہ کام خزیمہ کا تھا اس سے دونوں روایتوں میں تطبیق ہو جاتی ہے اور دوسری روایت جو افسانہ میں نقل کی ہے اُس میں عمرو بن لحی کے مآرب کے گرم چشمے سے نہا کر تندرست ہو جانیکا بھی ذکر ہے۔ ناقل کہتا ہے۔ عرب میں بت پرستی کے جلد مروج ہو جانیکا ایک سبب یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو عرب نے شام کے لوگوں کو سرسبز کھیتی باڑی میوہ جات سے مالا مال دیکھا اور وہ لوگ بت پرستی میں ڈوبے ہوئے تھے تو بت پرستی کو تونگری اور غنا کا سبب خیال کیا اور جھٹ پٹ بت پرستی پر جھک پڑے اور ایسے ہی موہوم لالچوں کے سبب متبرک مقام چلے جاتے تھے تو رومیوں قسم قسم کے چڑھاووں کی بھرمار سے بکنے لگے ہیں لات کی قبر بکتے بکتے آخر کو تھان ہو گئے جسکے نام یادگی جاتے تھی۔

بت پرستی کا سبب دوسرا یہ ہے	جاتا جو مکہ سے باہر محترم	ایک پتھر شوقیہ ان ہی اُٹھا	ساتھ رکھتا گھومتا اُس پہ ہم

بقیہ روایت صدر کا یہ ہے اور جس بات نے اُن کو بتوں مورتوں پتھروں کی پوجا پر آمادہ کیا تھا وہ یہ ہے کہ جب کوئی سفر کرنے والا مکہ سے باہر جاتا تھا تو حرم کی عظمت اور مکہ معظمہ کے اشتیاق سے حرم کا ایک پتھر اُٹھا لیجاتا اور جہاں وہ ٹھہرتے وہاں اُس پتھر کو رکھکر اُس کے گرد طواف مثل خانہ کعبہ کے اوسکی محبت اور اشتیاق میں کیا کرتے تھے۔ اور باوجود اس کے وہ لوگ بموجب ارشاد حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام کے بیت اللہ اور مکہ کی تعظیم کرتے اور حج اور عمرہ کیا کرتے تھے پھر اونہوں نے جس چیز کو اچھا جانا اوسکی عبادت کی اور جس دین پر وہ تھے اوسکو بھول گئے (جیسے کہ تبدیل ہو گئے بت) اور دین ابراہیمی کو دوسرے دین سے بدل ڈالا۔ جو انکو پوجنے لگے اور اوس طریق پر ہو گئے جس پر اُن سے پہلے (مشرک) قومیں تھیں اور جن بتوں کو قوم نوح پوجتی تھی اونکو حرام جانا سا اور باوجود اسکے اُن میں حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کے وقت کی باتیں بھی باقی تھیں جنپر اُن کا مسلک تھا از قسم بیت اللہ اوسکا طواف اور حج اور عمرہ عرفات اور مزدلفہ میں ٹھہرنا اور اونٹوں کی قربانی بھیجنی اور نزار کی قوم اپنے لبیک کہنے میں یوں کہا کرتی لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِلَّا شَرِيْكٌ هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ یعنی میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں مگر ایک ساجھی جو تیرا ہے تو اوس کا مالک ہے اور وہ مالک نہیں۔ اور سب سے پہلے جسنے دین حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا بدلا اور بت کھڑے کیے

اور سانڈ چھوڑنا اور وصیلا اور حامی ٹھہرایے (رد) عمرو بن ربیعہ اور ربیعہ لحی بن حارثہ ہے اور حارثہ خزاعہ کا بیٹا ہے۔ اور عمرو کی ماں قمیرہ عامر بن حارثہ کی لڑکی ہے اور یہ حارثہ وہی ہے جو خانہ کعبہ کا محافظ اور متولی تھا۔ جب عمرو بن لحی بالغ ہوا تو حارث سے تولیت کے باب میں جھگڑا اوسکے لئے کشت و خون کیا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد پر جرہمی کی اور آخرکار ونپر فتح پاکر کعبہ سے انکو جلا وطن کردیا۔ اور مکہ کے شہروں میں سے نکالدیا اور بیت اللہ کی وہانکا متولی بن بیٹھا۔ پھر وہ سخت بیمار ہوا (آگے وہی بیان ہے شام کی زمین بلقا کے گرم چشمہ پر نہاکر اچھے ہونے اور وہانسے ہبل بت لاکر کعبہ کے گرد کھڑے کرکے پجوانے کا) (انتہٰی)

لات کا بت اصل تھی جسکی صنم	تھا سنیہ نے کیا جسکو بہم

آیت اَفَرَاَیۡتُمُ اللّٰتَ کے ذیل تفاسیر سلف سے ابن عباس سے اور قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کَانَ یَلُتُّ لَھُمُ السَّوِیۡقَ فَلَمَّا مَاتَ فَعَکَفُوۡا عَلٰی قَبۡرِہٖ یعنی لات جو خادم تھا ود سواع یغوث یعوق نسر اوس زمانہ کے بچپن اولیاء اللہ کا وہ انکے لئے ستو گھولا کرتا تھا پس جب وہ مرگیا تو لوگ اوسکی قبر پر معتکف ہوئے۔ یعنی اوسپر چڑھاوے چڑھانے کے لئے اوسکی قبر کے مجاور بن بیٹھے چونکہ لات کے معنی ستو گھولنے والے اور گھولتے کے ہیں لہذا اس معنی سے اُسے لات کہنے لگے تھے۔

بقیہ روایت سابقہ کا یہ ہے پھر اُن لوگوں نے لات کو طائف میں بنایا اور یہ بت منات سے نیا تھا اور ایک مربع پتھر تھا اوس کے خادم (مجاور پجیری) ثقیف میں سے تھے اُنہوں نے اوسپر مکان بنایا تھا اور قریش اور تمام عرب اوسکی تعظیم کرتے تھے اور اوسی کے نام سے اہل عرب زید اللات اور تیم اللات نام رکھا کرتے تھے اور یہ بت اُس جگہ تھا جہاں آج مسجد طائف کا بایاں منارہ ہے۔ اور یہ اسی طرح رہا یہانتک کہ ثقیف کے لوگ مسلمان ہوئے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغیرہ بن شعبہ کو بھیجا اونہوں نے اوسکو توڑکر آگ سے جلا دیا انتہٰی لات کی قبر کے ساتھ کفار کا وہ معاملہ تھا جسکا ذکر اغاثہ اور بیضاوی کی روایت سے اوپر بیان ہوا۔ لات کے نام کے بت کے ساتھ یہ معاملہ تھا۔ ہاں اوسکی قبر پر ہی یہ پتھر رکھدیا ہو اور قبر ہی زیادہ زمانہ گذرنے کے بعد تہاں قرار پائی ہو پھر پتھر رکھکر اوسکا پجاپا شروع ہوگیا ہو۔

تھی عزّیٰ بھی تیہ پیڑ کی
حکم نبوی سے کٹے تینوں درخت
ضرب احدی میں اوسکا جیر

اوسکی جڑ وادی نخلہ بیچ ہم
دیکھی جن بال بکھرے زشت خم
کو بلا وہ ہو گئی ناپاک یہ دم
آنکر سامنا سنایا ماجرے

جسکو اوپر تھا بنایا ایک مکان
کنگنی ذی ذات خادم تھا عجب
قتل پھر خادم کو بھی اوسکے کیا
بولے مخبر کی تھی نہ پھر اسکو دم

اُس مکان سے دی تھی آواز تم
بولی غالب ہو کب ... ہم
کاٹ ڈالا پھر درخت آخر اوسکا جسم

بقیہ اوس بقیہ کا روایت سابقہ کے یہ ہو اضافہ ہے ۔ بعدہٗ لوگون نے عزّٰی کو بنایا جولات کی نسبت کر بنایا تہا جسکو ظالم بن اسعد نے بنایا تھا ۔ یہ مورت وادی نخلہ مین ذات عرق کے اوپر تھی لوگون نے اوس کا دہر سکان بنایا تہا اور اوس مین سے آواز سنا کرتے تھے ۔ ہشام کہتے ہین کہ میرے باپ نے ابو صالح سے اور اوس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ عزّٰی ایک جنتی تھی بطن نخلہ مین تین درخت سمر پر آ کرتی تھی جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ معظمہ کو فتح کیا تو خالد بن ولید کو ارشاد فرمایا کہ بطن نخلہ مین جاؤ تمکو وہان تین درخت ملینگے اونمین سے پہلے کو کاٹ ڈالنا ۔ اونہون نے جا کر اوسکو کاٹ ڈالا جب خدمت عالی مین حاضر ہوئے آپ نے پوچھا کہ تمنے کچھ دیکھا عرض کیا کچھ نہین فرمایا اب دوسرے کو کاٹو اوس کو بھی کاٹ کر واپس آئے تو آپ نے پوچھا کہ تمنے کچھ دیکھا ۔ عرض کیا کہ نہین ۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تیسرے کو کاٹ ڈالو وہ کاٹنے گئے تو دیکھا کہ ایک حبشن بال بکھیرے ہاتھ مونڈھے پر دھرے دانت بجاتی ہے ۔ اور اوس کے پیچھے اوس کا خادم ہے ۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ مین تجھکو ماننے والا نہین تو ناپاک ہے ۔ مینے دیکھا کہ خدا تعالے نے تجھکو ذلیل کیا ۔ پھر ایک ضرب ماری اوسکا سر چیر دیا ۔ پھر جو دیکھا تو وہ کوئلہ ہو گئی ۔ پھر درخت کو کاٹا اور خادم کو مار ڈالا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آکر ماجرا عرض کیا آپ صلعم نے فرمایا کہ یہ عزّٰی تھی اُسکے بعد عرب والون کے لئے عزّٰی نہین (انتہٰی) جیسا کہ اُعل ہبل یعنی بالا ہو تو اے ہبل ہبل کی نسبت ابو سفیان نے کہا تہا ایسا ہی عزّٰی کی نسبت بھی ابو سفیان کا قول صحیح بخاری کی روایت مین حکایت کیا گیا ہے مواہب اللدنیہ کی روایت مین سعد بن ظالم غطفانی کا فرکا صفا مروہ سے پتھر لیجا قریب طائف اپنے گانون مین لا رکھنا اور یہ کہنا کہ لو یہ تمہارا خدا ہے ۔ صفا مروہ یہان آگئے ہین ۔ مکہ جانے کی ضرورت نہین ۔ رفتہ رفتہ جاہلون کا اُس کو پوجنا پھر اوس جگہ کا تیرتھ گاہ بنجانا عرصہ کے بعد عمرو بن لحے کا یہ کشف لوگون سے بیان کرنا کہ آسمان کا خدا موسم گرما مین اس عزّٰی بت کے پاس رہتا ہے اور جاڑے کے موسم مین مکہ مین لات کے پاس بسر کرتا ہے ۔ اُسی دن سے اُس بت کا نام عزّٰی یعنی بڑی عزت والا ہو جانا اور وہان بڑی عمارت بنجانا مذکور ہے ۔ سب سے بڑا خدا کفار مکہ کے خیال مین یہی بت تہا ۔
ہنود دہرم شجا پر میشو کو سردی گرمی بسر کرانے مین کفار عرب کا ہمخیال ہے ۔ بموقع مناسب اس مضمون کے سنتر وید سے آئندہ نقل کرینگے ۔ سفیان کے فریب سے کسیکو امن نہ ہونا چاہیے ۔ ہمارے شیخ کے مسکن قدیم کے قریب بھی ایک بھلے مانس نے خواب سے ریتا شاہ کی قبر کاذب بنکر جلوسے مانڈون کے جہنڈے نکی دھرما سے بجنے لگی ۔ قوالی سے بھی نوازی جاتی ہے ۔ ہیلے کے وار پار کے گاؤن تک اہل علم موجود ہین مگر کسی کی غیرت ایمانی حرکت مین نہین آتی جو اُس فتنہ شرکیہ کی قباحت ہی بیان کردین ۔ وہابیت کے

مرغون کے تو تڑ سے نے اُنھیں مرعوب کر رکہا ہے انّا للہ و انّا الیہ راجعون

جنتیاں جو رو فرشتے بیٹیاں	حق کو شیلا بن تم اف رکہتے ہم عجب جب شکی ین آ جاتے یقین	جب تابی پیچ آجا تا ہے بہار جی ستاتے اپنی معبود و نکی ہم	یک خدا کو کتا سے ہو ہم

وقال الضحاک اراد بالاناث الملائکة فانّھم کانوا یقولون الملائکة بنات اللہ تعالی قال اللہ تعالی وجعلوا الملائکة الذین ھم عباد الرحمن اناثا (مظہری جلد اوّل ۱۶۵۳) یعنی ان یدعون الّا الآیہ کی تفسیر میں فرمایا ضحاک نے ارادہ کیا اللہ سبحانہ نے ساتھ اناث کے فرشتوں کا اسلئے کہ وہ فرشتونکو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ فرمایا اللہ تعالے اور ٹھہرایا اُنھوں نے فرشتونکو جو ہیں بندے رحمان کے مادئین۔ نصاریٰ کی طرح عرب بنی بنو ملیح وغیرہم بھی فرشتونکو خدا کی بیٹیاں اور جنوں کے سرداروں کی بیٹیوں کو معاذ اللہ تعالیٰ خدا کی جوروان کہتے تھے۔ مظہری ارتان عبارت مذکورہ سے اوپر یہ ہے فرمایا امام بغوی نے نازل ہوا ہے حق میں اہل مکہ کے اللہ تعالیٰ کا یہ قول ان یدعون الآیہ یعنی نہیں پکارتے ہیں نہیں پوجتے ہیں مگر مادئین کو۔ جلالین شریف مجتبائی دہلی صفحہ ۲۳۳ میں مرقوم ہے قل ادعوا الذین زعمتم انھم الہة من دونہ کالملائکة وعیسیٰ وعزیر فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا الی غیرکم ترجمہ کہدو ان کافروں سے کہ پکارو تم اون کو جن کو گمان کیا ہے تم نے کہ بیشک وہ معبود ہیں سوا اللہ تعالیٰ کے جیسے فرشتے اور عیسیٰ اور عزیر ہیں وہ مالک نہیں تکلیف اور مصیبت (مرض وغیرہ) کھولنے کے اور نہ اوسکو تم سے ہٹا کر تمہارے غیر کی طرف پلٹ دینے کے ترجمہ تمام ہوا آیت معالم التنزیل مطبوعہ بمبئی کے صفحہ ۵۲۹ میں دیکھو تو اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ فرمایا حضرت عبداللہ ابن عباس نے اللہ تعالیٰ کے عبادی (میرے بندوں) سے مراد اللہ تعالیٰ کی (اس آیت میں) من دونہ سے حضرت عیسیٰ اور اونکی ماں اور عزیر اور فرشتے اور سورج اور چاند اور تارے ہیں۔ اور تفسیر حسینی مطبوعہ نولکشور کی جلد اوّل صفحہ ۵۰۴ میں اور تفسیر مدارک التنزیل مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۴۲۳ میں اور تفسیر کبیر مطبوعہ استنبول جلد پنجم کے صفحہ ۵۱۶ میں کہا ہے مراد اللہ تعالیٰ کی اس من دونہ سے عیسیٰ اور عزیر علیہما السلام ہیں افحسب الذین کفروا ان یتخذوا عبادی من دونی اولیاء الملائکة و عیسیٰ و عزیرا من دونی اولیاء ارباباً [illegible] المذکور لا یغضبنی ولا اعاقبھم علیہ کلّا انّا اعتدنا جہنم للکافرین نزلا ای ھی معدة لھم (جلالین مجتبائی جزو ۱۶ کہف اخیر صفحہ ۲۵۱) ترجمہ [illegible] کیا گمان کیا کفار نے کہ ٹھہراوین میرے بندوں کو یعنی میرے فرشتوں اور عیسیٰ اور عزیر کو [illegible] (الی قولہ) معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ کیا گمان کیا کفار نے یہ کہ ایسا [illegible] [illegible]

جیسے عیسیٰ اور عزیر علیہم السلام کے حمایتی کارساز رب ٹھہرا لینے کی قسم سے) بہ غضبناک نہ کریگا تمکو اور آپ
نہ عذاب کرونگا میں اُن کو نہیں نہیں ہرگز نہیں بیشک ہمنے تیار کر رکھی ہے جہنم اونکی اور اونکے غیر کفار
کی مہمانی کے لئے۔ ترجمہ تمام ہوا تفسیر ابی السعود میں بھی مراد اس من دونی سے فرشتے اور عیسیٰ اور عزیر بتلایا
اور بیضاوی اور مدارک میں فرشتے اور عیسیٰ علیہم السلام جب مذکورہ بالا حاجت روائی مشکل کشائی کا مالک
ذی اختیار بالخصوص قرآنیہ ملائکہ عیسیٰ عزیر مریم علیہم السلام سورج چاند تاروں کسیکو نہیں بتلاتے صحابہ کرام
اور ان کی تفسیر میں ایسا ہی فرماتے ہیں اور ان امور میں اُن کی کارسازی کے اعتقاد کو کفر اور ایسا اعتقاد
رکھنے والیکو کافر جہنمی آیت بتلا کر اُنکی مہمانی کے لئے دوزخ تیار بتلاتی ہے۔ اور اس نصرانیت بھرے زہر سے
مسلمانوں کو بچانے کے وہ اہتمام ہورہے ہیں جسکی نورانیت کی جھلک سے نصوص حصر قرآنی مالا مال ہیں
بطور نمونہ جنمیں سے قدرے اوپر نقل کرکے ہدیہ نظر ناظرین کر چکا تو اس زہر کو اہل اللہ کی محبت کے شربت میں
گھول کر ہوئے ہمارے افراد کو مسلمانوں کو دنیا مشرقی کا یا مغربی کا مسلمانو بہ ستم کرتا اور اونکو ہندو دھرم کے
سماچار مجوسی آئین نصرانی بپتسمہ دینا سکھاتا ہے اور خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق بنانا غیر اللہ
سے پوجنے اور اُن حاجتوں مصیبتوں میں جن کا بر لانا دفع کرنا خواص الوہیت سے ہے۔ غیر اللہ کی پکارنے
کی تفتیش میں جب آیات قرآنی کو پیش کیا جاتا ہے۔ اور اون کے عمومات سے اہل اللہ سے بھی ان معاملوں
کے ممنوع ہونے پر استدلال کیا جاتا ہے تو بوارق عبارتوں میں دکھایا جاتا ہے کہ مراد اس سے بت ہیں
نہ انبیا۔ اور اولیا۔ اور فرشتے تو اُن کو ایسی حاجت روائی مشکل کشائی میں پکارنا اور اُن کو حاجت روا
اور مشکل کشا ماننا بلا لحاظ تفرقہ مساوات وغیر مساوات سب درست وہ ہر جگہ حاضر ناظر ہیں جنکی قدرت جنکی قدرت کے
ہم ہیں اسلئے کہ مؤلف الامن کی تصریح ہے جب صفات الٰہیہ اللہ کے مقبول بندوں کی
صفات میں صرف ذاتی عطائی کا فرق ہے تو جس کا نام شرعاً تکوین کا کہ تخلیق اور مارنا جلانا اور تدبیر کرنا
وغیرہ جسکی نوعیں ہیں اللہ سبحانہ کر دیتا ہے۔ یہی کام بطور قدرت الٰہی محبوبان خدا بھی کرسکتے ہیں۔ تمام
فرق اسلامیہ سے نرالا یہ ایسا عقیدہ ہے کہ جسکو معنی تکوین ہی کے خود باطل کرتے ہیں اعلام الاذکیا کے
صفحہ ۸ میں ابن حجر مکی سے نقل کیا کہ صفات الٰہیہ کے ہمنام جو صفات مخلوق ہیں وہ صفات الٰہیہ کے غیر ہیں
اور ذاتی عطائی کا فرق جب کرسکتے نہیں ہو جب صفات مخلوق صفات الٰہیہ کے عین ہوں مثلاً جیسے
اللہ سبحانہ بلا احتیاج محنت مشقت کمالی کے صرف کن یعنی ہو جا فرما کر ہر نا موجود کو موجود کر لیتا ہے
ایسے ہی محبوبان خدا بھی کن یعنی ہو جا کہکر موجود کر لیں مثلاً روح قبض کرنے کے لئے اُن کو آنکڑے
ڈالکر آنکڑے بدن میں ڈبا ڈبا کر یا خود ڈوب ڈوب کر جان نکالنے کے لئے محنت مشقت کافی نہ کرنی

پڑے اور جب ایسا ہوا تو آپ ہی یہ تدبیر یعنی صعب تدبیر تدبیر الٰہی کی غیر ٹھہری تدبیر الٰہی ایسی کمائی
جانکاہی کی احتیاج سے منزہ ہے وَلَا یَؤُدُہٗ حِفْظُہُمَا الآیہ اور وَمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوبٍ
الآیہ وغیرہ نصوص قرآنیہ شاہد ہیں اور محبوبان خدا کے دوسرے کام بھی احتیاج مذکور سے خالی نہیں
اور صفت الٰہی[ل] کا کسی کے حدود وجود میں تصرف فرما کر اپنا کام کر جانا خدائی کام ہے نہ بندہ کا۔ سورۂ آل عمران میں
تیسرے پارہ کے چوتھے ربع کی یہ آیت دیکھیے وَلَا یَأْمُرَکُمْ أَن تَتَّخِذُوا الْمَلَائِکَةَ وَالنَّبِیِّینَ
أَرْبَابًا أَیَأْمُرُکُم بِالْکُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ترجمہ اور نہ تم کو (وہ بشر جسکو رسالت
و نبوت سے اللہ سبحانہ نے سرفراز فرمایا اور کتاب دی ہے) کہ ٹھہراؤ فرشتوں اور نبیوں کو رب کیا تمکو کفر
سکھلائیگا انبیاء کے تم مسلمان ہو چکے ترجمہ تمام ہوا صحیح العبارۃ النص اس آیت میں منصوص کہ فرشتوں
اور نبیوں کو رب ٹھہرانا ان کو کفر سکھلانا ہے اول سے آخر تک قرآن کریم میں دیکھ لو کوئی آیت صفت
مختصۃ الٰہیہ ربوبیت کو غیر اللہ کے لئے نہ ذاتی ثابت کرتی ہے نہ عطائی۔ رب بمعنی آقا کہنا کسیکو یہ دوسری
بات ہے عموماً رب بمعنی مختص ٹھہرانے کو فرشتوں اور نبیوں کے جب آیت صدر نے صاف کفر کہا
عطائی کی نوع کو اس سے نہ نکالا تو تفرقہ مذکور طبعی حدیث سے دوہرا تحریف معنوی ہے خواص الوہیت
میں عطا کا دند کیسا ان کی سمائی کو الوہیت درکار ہے عبودیت میں اسکی سمائی بھی محال ہے کما سیاتی
من التفاسیر ہر غیر اللہ کی اس پکار کو جسکو آیت و حدیث آئندہ نے عبادت فرمایا ہے عباد کو پکارا
جائے یا جماد کو باطل کریگی اور یہاں تو آیات صدر میں من دونہ اور من دونی سے مراد الٰہی صحابہ
وتابعین وغیرہم کی مفسرین ملائکہ و عیسیٰ و عزیر و مریم سورج چاند تارونکو بتلا چکے آیت آل عمران میں
ملائکہ و انبیا کی تخصیص موجود ہو۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا ہی عبادت ہے
پھر فرمایا (یعنی پڑھا اپنے اس قول کے استشہاد میں) وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُونِی أَسْتَجِبْ لَکُمْ إِنَّ الَّذِینَ
یَسْتَکْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِی الآیہ کو روایت کیا اس حدیث کو امام احمد اور چاروں سنن والوں نے اس آیت
میں حکم فرمایا اللہ سبحانہ نے دعا کا اور جواب میں قبولیت دعا کا وعدہ فرما کر دعا سے تکبر کرنے والوں کو
اپنی عبادت سے تکبر کرنے والا جتلا کر آگاہ کیا کہ ایسی دعا ندا پکار عبادت ہے غیر اللہ سے جسکا

[ل] حضرت امام مجدد رضی اللہ عنہ کے مکتوب شریف سے آئندہ آئیگا کہ سوفت میں نہ منظر صفت الٰہی کے
سایہ کا ہوتا ہے نہ عین صفت الٰہی کا۔ اس لئے کہ صفت الٰہی ذات الٰہی سے منفک یعنی جدا
نہیں ہوتی ۱۲

برتاو نہ چاہئے) دوسری آیت مع تفسیر جلالین یہ ہے فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین
لہ الدین اے الدعاء اے لا یدعون معہ غیرہ لانھم ولا یکشفہا الا ھو انتہی ترجمہ
پس جبکہ سوار ہوتے کشتیوں میں پکارتے اللہ کو اللہ کے لئے خالص دین کرکے یعنی پکارتے اللہ وحدہ کو
نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ غیر اللہ کو اسلئے کہ وہ اس یعنی سخت مصیبت میں ہوتے جسکو اللہ کے
سوا کوئی کھول نہیں سکتا الخ آگے آیت فلما نجاھم الی البر اذا ھم یشرکون میں ارشاد ہوا کہ پس
جب نجات دیتا ہے اللہ ان کو (اس مصیبت سے) جنگل اور خشکی میں پہنچا دینے سے (تو) اوسوقت میں
وہ شرک کرتے ہیں جلالین وغیرہ تفسیریں بتلا رہی ہیں کہ وہ اوسوقت میں بجائے اللہ کے غیروں کو پکارنے لگتے
ہیں جن بلاؤں اور مصیبتوں کا دفع کرنا اللہ سبحانہ کے ساتھ مخصوص تھا اور ہوا سات کی امداد و امداد کو
اوس میں دخل نہیں ایسی مصیبتوں میں غیر اللہ کے پکارنے کو آیت شرک کرنا بتلا رہی ہے اور مشرکین عرب جب
اسلام لائے ہیں تب اس بلا شرکیہ سے انکو نجات ملی ہے اور پھر ایک آیت مع تفسیر بیضاوی یہ ہے
ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہم (انکار) ان یکون احد اضل
من المشرکین حیث ترکوا عبادۃ السمیع المجیب القادر الی عبادۃ من لا یستجیب لہم
[illegible] دعائہم فضلا ان یعلم سرائرھم ویراعی مصالحھم الی یوم القیمۃ ما دامت
الدنیا وھم عن دعائہم غافلون لانھم اما جماد واما عباد مسخرون ومشغولون باحوالہم انتہی
ترجمہ اور کون زیادہ گمراہ ہے اوس سے جو پکارتا ہے اللہ کے سوا اوسکو جو نہ جواب دے انکو یعنی مشرکوں سے زیادہ کوئی
گمراہ نہیں کیونکہ وے چھوڑ کر پکار اللہ پکار سننے والے دعا کے قبول کرنے والے قادر کی چھوڑ کر اسکی پوجا پکار کی جو انکو
جواب نہیں دے دعا انکی قبول کرے اگر سن بھی لیں پکارنا دینا اور یہ تو زیادہ ہے کہ جانیں انکے بھید اور رعایت کریں
انکی مصلحتوں کی اختیار [illegible] دنیا تک جب تک دنیا ہے اور وہ اون کی پکار سننے دعا مانگنے سے
غافل ہیں اسلئے کہ وہ جن کو وہ پکارتے ہیں یا تو بے جان ہیں (جیسے بت) یا اللہ کے بندے
جاندار) مسخر و مشغول ہیں اپنے احوال میں انتہی (جیسے فرشتے جن کو مسیح وغیرہ اہل عرب پوجتے
پکارتے تھے ہم جب تفاسیر سلف جن میں سے ضحاک کی تفسیر ان یدعون الا اناثا
یعنی فرشتوں کے پکارنے کی تصریح کی اور تفسیر مظہری سے نقل ہو چکے
اور دوسرے نیک بندوں کو پکارنا آڑی مصیبت میں اون کے بچاؤ کا
جیسے نصاری حضرت عیسی علیہ السلام کو پکارتے اور صلیب سے مدد چاہتے تھے۔
جیسا کتب سیر و تواریخ میں مذکور ہے دومۃ الجندل و آلمشرکین اور کو نہیں پکاریں

یا دیا طے پر سواع کو ہذیل دسضر توبیں پکاریں یا یمن کے ٹیلے پر کے یغوث کو مذحج کی قوم آوراون کے ساتھی
یوجیں پکاریں اور ہمدان تھاوتی والے یعوق کو ہمدان اور نبی پوجیں پکاریں یا نسر کو قبیلہ حمیر وغیرہ کا
ہندیں جو دہ مہر رتھا موں میں شولنگ کی پوجا گنگا جل وغیرہ کر کے ہو یا ہزاروں باطل معبودوں کی گنگا
جمنا بہ سری دیارا جی کی جے پکاریں کفار ہند یا کوسلا پرسب کی پوجا پکار معبودات نصوص قرانی گمراہی
گمراہی - اس سے فاضل بدایونی کا وہ مشہور عذر مدفوع ہوا کہ یہ آیتیں بتوں کی پوجا پکار کی تقبیح میں نازل
ہوئی ہیں نہ اولیاء اللہ کی اسلئے کہ غیر اللہ صرف بت ہی نہیں ہیں اور ہم غافلون اور مَن مُقصَر و مُظہر و موصول
صیغے عقلا کے آیت میں مخصوص اور تفسیر میں عباد دونوں مذکور ملائکہ کی پکار کا خود آیت میں صریح
بیان ہو جیسے تفسیر ضحاک جس سے مراد فرشتے اور آیات صدر میں دو ن من دونی سے مراد الٰہی صحا-
اور تابعین وغیرہم کے مفسرین ملائکہ عیسیٰ عزیر مریم - سورج - چاند تارونکو تبلا رہے ہیں کما مر
ود سواع یغوث یعوق نسر اولیاء کی حدیثوں اور آیتوں میں تصریح - اور پھر یہ کچھ بھی ہوتا تو بموجب تصریحات
کتب اصول خصوص مورد کا دافع عموم لفظ کا نہیں ہوتا اور یہاں تو عموم بھی متبادر ہے اذہان مذکورین
بالا کی طرف دوڑا دینے والا ہوتے ساتے ان امور کے عذر مذکور کا موقع نہیں ہے قابو بات میں پکار پکار
قابو کی بات میں حد سماعت کے اندر ابواب مواساۃ میں پکار ندبہ اور شوق کی پکار مجاز ہے سب اس سے
برکنار - لہذا یہ عباد تنہیں ایسے ہی مراسلت اور مکاتبت کے خطابات معاینہ پر سب ٹھانے لگی. تیرہ سو
او حضور اقدس فداہ ابی وامی و روحی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تو دنیاوی ڈاکخانہ ہے
نہایت تیز ڈاک فرشتوں کی صلوٰۃ و سلام پہنچانے پر مامور الصلوٰۃ السلام علیک یا رسول اللہ
کلام اعتقاد فاسد میں ہے فتاوی بزازیہ میں مرقوم ہے من قال ان ارواح المشائخ حاضرۃ
تعلم یکفر یعنی جو کہے ارواح پیروں کی حاضر ہیں جانتے ہیں کافر ہو جاتا ہے ورتل القرآن ترتیلا ؏
کے ذیل تفسیر فتح العزیز میں مسطور ہے - دریں نوع تقرب اللہ کا وجیز سے بایداد حاجتی باذکار قلبیہ

و لسانیہ ذاکرین یا وصف تخالف امکنہ و ازمنہ و مدرکہ و السنہ تا ذکر قلبی و لسانی ہر ذاکر را معلوم کند و ہم
ہمہ نزد یکسان شدن الی قولہ و این ہر دو صفت خاصہ ذات پاک او تعالیٰ است ہیچ مخلوق را حاصل

لہ [illegible] اہل السنت [illegible] مولانا افضال الحق رامپوری [illegible] صاحب مدظلہما [illegible]
یوں فرماتے ہیں - حضرت شاہ عبد العزیز [illegible] ایک جامع شریعت و طریقت عالم [illegible] وغیرہ [illegible]
وغیرہ [illegible] سب کے نزدیک مسلم ہیں [illegible]

نیست ارسے کفرہ درحق بعضے از معبودان خود بیرپرستان از زمرہ مسلمین درحق پیران خود امداد را ثابت

میکنند و در وقت احتیاج بہمین اعتقاد ازانہا استعانت مینمایند الخ ترجمہ اور اس قسم کے تقرب میں اللہ

کو دو چیزیں چاہئیں اول اعانۂ علمی ذاکروں کے دلی اور زبانی ذکروں کے ساتھ باوصف باہم مختلف

ہونے مکانوں زمانوں اور ایکوں زبانوں کے تو کہ ذکر قلبی و زبانی کو ہر ذاکر کے جانتے دوسرے

قوت نزدیک ہونے کی عرف شرع میں جسکو دنو و تدلی قرب و نزول کہتے ہیں الخ اور یہ دونوں صفتیں خاصہ

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کا ہیں کسی مخلوق کو حاصل ہونے کی چیز نہیں ہاں کفار اپنے بعض معبودوں کے حق

میں اور پیر پرست فرقہ مسلمانوں میں کا اپنے پیروں کے حق میں امداد کو ثابت کرتے اور حاجتوں کی وقت

ساتھ اسی اعتقاد کے اُن سے مدد چاہتے ہیں الخ ترجمہ تمام ہوا حضرت عطار قدس سرہ پندنامہ شریف

میں فرماتے ہیں — در بلا یاری مخواہ از ہیچ کس ٭ زانکہ نبود جز خدا فریاد رس ٭ ہر کہ خواند غیر حق را ای پسر

کیست در دنیا ازو گمراہ تر ٭ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری توشیح میں فرماتے ہیں ومنھم الذین

یدعون الانبیاء والاولیاء باعتقاد ان ارواحھم حاضرۃ تسمع النداء وتعلم

الحوائج وذلک شرک قبیح وجھل صریح قال اللہ تعالیٰ ومن اضل ممن یدعوا

من دون اللہ الآیۃ ترجمہ اور منجملہ مشرکین وہ ہیں جو پکارتے ہیں انبیا علیہم السلام اور اولیا

علیہم الرحمۃ کو باین اعتقاد کہ روحیں اونکی حاضر ہیں سنتی ہیں پکار اور ندا کو اور جانتی ہیں حاجتوں کو اور یہ

شرک قبیح ہے اور جہل صریح فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور کون زیادہ گمراہ اوس سے ہے جو پکارتا ہے غیر اللہ کو

الآیۃ اولیاء اللہ قدس اسرارہم کی شان میں جو ہم القاسم میں افادات علماء دیوبند سے یہ دیکھ چکے ہیں

کہ ایک ہی وقت میں ایک ولی کا بہت سے مقاموں پر حاضر و موجود ہونا ثابت ہے ہمکو اس کے ماننے میں

عذر نہیں مگر اوس کے معنی وہ ہیں جو امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نہ وہ جسکو

وہابی پیر پرستوں نے اپنا اعتقاد خراب کر رکھا ہے ایسا ہی فیض و برکات و تصرفات روحانی اولیاء اللہ

کا حال ہے۔ امام موصوف مکتوبات شریف جلد اول کے ۲۱۶ مکتوب بنام میرزا حسام الدین احمد میں فرماتے

ہیں۔ واولیاء کہ صاحب علم و کشف اند جائز است کہ بر بعضے از خوارق خود اطلاع پیدا کنند بلکہ صور

ط قولہ ممن یدعوا الخ کالکواکب والنجوم المسخرۃ قال الملا علی القاری فی المسیح الازہر اتفقوا کلھم علی ان العالم

من جنس دعوۃ الکواکب استعانۃ وغیرہا والحناجۃ او حفظ ہا او السجود لھا والتقرب بما ناسبھا من ما تیا

من اللباس والخواتیم والبخور ونحو ذالک فانہ کفر انتھی نا قلا من الخیر الخامس من کتاب المواعظ سبحنا — ترجمہ

مثالیہ ایشان را در امکنہ متعددہ ظاہر سازند و در مسافات بعیدہ کارہاے عجیبہ ازان صور بظہور آرند
کہ صاحب آن صور را تنہا اطلاع نیست ع از ما و شما بہانہ بر ساختہ اند ۞ حضرت مخدومی قبلہ گاہی
قدس سرہ مے فرمودند کہ عزیزی می گفت عجائب کار و بار است مردم از اطراف و جوانب می آیند بعضے
میگویند کہ ترا در مکہ معظمہ دیدہ ام و در موسم حج حاضر بودہ اید و باتفاق حج کردہ ایم و بعضے دیگر میگویند کہ ترا
در بغداد دیدہ بودیم و اظہار اشتیاق مینمایند و من ہرگز از خانہ خود نہ برآمدہ ام و ہرگز این قسم مردم را
ندیدہ ام چہ تہمتی است کہ بر من میکنند اللہ سبحانہ اعلم بحقائق الامور کلہا زیادہ برایں انتخاب ہے صفحہ ۲۲۲
اس سے مثل آفتاب نیمروز کھل گیا کہ متعددہ مقاموں پر ایک ولی کا ایک ہی وقت میں ظہور جو واقع ہوتا ہے
اوسمیں یہ بات ہے خود تو وہ ولی حقیقۃً ہوتے ہیں اپنی مقاموں میں اونکی مثالی صورتیں ہوتی ہیں ۔
تو تحقیقی حقیقی صورت کو تو اونکی خبر بھی نہیں ہوتی ۔ آنحضرت نے اپنے والد ماجد کے فرمان سے بھی یہی
ثابت کیا اور اونکو اونکے عزیز نے سنایا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مجھکو موسم حج میں مکہ معظمہ میں دیکھا اور ساتھ
ہمارے حج کیا ہے ۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ اسی موسم میں بغداد میں دیکھا ہے اور حال یہ ہے کہ میں اسوقت
میں گھر سے باہر بھی گیا نہ ان لوگوں کو میں نے دیکھا ۔ اللہ سبحانہ کی قدرت ان صور مثالی سے عجیب و غریب
کام لیتا ہے مولف کہتا ہے جہاز کو تباہی سے بچانا مظلوموں کو ظالموں کے پنجے سے بچانا اللہ تعالی نے
جس صورت سے چاہا ہے کام لے ۔ صورت مثالی سے یعقوب علیہ السلام کی وہ کام لیا کہ یوسف علیہ السلام
کو مہلکے سے بچالیا ۔ جاننا چاہیے کہ ان صور مثالی میں فرشتوں کا ظہور کراتے ہیں اور بعض موقع اوس ولی کو بھی
اطلاع بخشی اور حضرت شیخ محقق دہلوی کے کلام (واین شخص مقدس کہ آن شنودہ وحی است ہمان جا است
واین صورت کہ در تخیل او انداختہ اند صورت مثالی است) سے بھی ایسا ہی سمجھا جاتا ہے اگرچہ محل
ظہور صورت مثالی خارجی مقام ہیں نہ تخیلہ ہے خیال کرنے والے کا مقام ہیں ۔ اور اوسی کے ۲۶
عجیب بات فرماتے ہیں ۔ و نور ارشاد و ہدایت او شامل تمام عالم است از محیط عرش تا مرکز فرش
ہر کسے را کہ رشد و ہدایت و ایمان و معرفت حاصل میشود از راہ او مے آید و از و مستفاد میگردد ۔
بلا توسط او ہیچ کس بآن دولت نمے رسد مثلاً نور او در رنگ دریا سے محیط تمام عالم را فرا گرفتہ
است و آن فرد یا گویا منجمد است اصلا حرکت ندارد و شخصیکہ متوجہ آن بزرگ است و باد اخلاص
دارد یا آنکہ آن بزرگ متوجہ حال طالبی شدہ در وقت توجہ گویا روزنی در دل طالب کشادہ میشود
و از ان راہ بقدر توجہ و اخلاص از دریا سیراب میگردد الخ صفحہ ۳۱۲ قطب عالم کے نور ارشاد و
ہدایت سے تمام عالم بھرا ہوا ہے جس کسی کو رشد و ہدایت و ایمان و معرفت حاصل ہوتی ہے

اوسی راہ سے آتی ہے بیواسطہ اوس کے کوئی اس دولت کو نہین پہنچا اور یہ نور ارشاد و ہدایت
ویسا ہی سے محیط منجمد ہے جو ہرگز حرکت نہین رکہتا۔ جو شخص اوس بزرگ کی طرف متوجہ ہوتا ہے یا وہ بزرگ
متوجہ حال طالب ہوتا ہے تو توجہ کے وقت گویا ایک روزن طالب کے دل مین کہل جاتا ہے اور
اوس روزن کی راہ سے اوس دریاے نور منجمد سے بقدر توجہ و اخلاص کے سیراب ہوتا ہے۔ بہرحال
یہ توجہ ... تصرفات اور فیوض و برکات اوس احاطہ علمی کے ثبوت کو سہارا نہین دے سکتے جسکو عزیزی
مین سمجھا کر اس الوہیت بتلایا ہے۔ اور جسکی بنیاد پر توضیح اور فتاوی بزازیہ اور بینہ شاہ مین ارواح مشائخ
سرجا حاضر ہی اور ہر جگہ کی ہر معصیت کے جاننے کے اعتقاد کو کفر و شرک اور گمراہی گمراہی فرمایا ہی آیت سے
استدلال کرکے ملا علی قاری میں شرح فقہ اکبر مین فرماتے ہین۔ کل فقہا متفق ہین اسپر کہ جو کچہہ سات ستارون سیارون
وغیرہ سے دعا مانگنی کی یعنی سے یا اونکو مخاطب کرنے یا اونکو سجدہ کرتے یا اونکی تقریب مناسب لباس اور
انگشتری اور بخور کرنے کی مستحق ہے اور مثل اسکی ہو تو ایسی یہ بلاشبہ کفر ہے ترجمہ تمام ہوا ملفوظ اوبیان فرمایا ہی
جس سے ثابت ہی کہ ہر ایک کام امین سے جدا جدا کفر ہے۔ خواہ کوئی اون سے دعا مانگے کہ اے سید الساطین
مریخ میرے فلان دشمن کو قتل کر یا اونکو خطاب کرے پکارے یا دوسرے امور مذکورہ کرے کافر ہو جایگا

بھیڑ بکری اونٹ کی بھینٹ چڑھانا	جبل کو ذبح کر کھلا دیتے تھے / سکل ہدایت بیت کر رنگ مین تھے	ساتھ چاہی وصیلہ ساتھ ہمیشہ / بر سجدہ وہ تھو نیہ کرتے سر کو خم	تھی جبھی بھیڑ لیے ہیا یم اور خم

جونکہ عرب کی ساری جائداد اونٹ بھیڑ بکری سے گلے تھے اسلئے وہی بتون کی نیاز چڑہائے جاتے تھے اور
آسمان کی طرف اوچھال اوچھال کر کوون کو اون کا گوشت کہلایا جاتا تھا۔ چنانچہ وفد خولان جب مسلمان
ہوئے تو اوسکے بعد ہی انہون نے جاہلیت کے عم انس کا قصہ اس طرح بیان کیا کہ یارسول اللہ ایک وقت وہ تھا
کہ ہم اوس مورت کو جسکا اپنے ہاتہون بنا کر عم انس نام رکہا تہا حاجت روا سمجہتے اپنی کہیتون مویشیو مین
اوس کا حصہ مقرر کرتے اوسپر چڑہاوے چڑہانے کو برکت اور وسعت کا وسیلہ جانا کرتے تھے۔ ہمین خوب
یاد ہے کہ ایک بار ہماری بستی مین ایسا سخت قحط پڑا کہ ہم مردار اور ہڈیان کہانے پر مجبور ہوگئے۔ آخر جب بہوکون کا
بلکہ آنکہون سے نہ دیکہا گیا تو سب نے ملکر سو اونٹ جمع کئے اور عم انس کے پاس آئے کہ انکو قبول کر ہم سے
راضی ہو جا تو۔ ہمارے سبب زبان بچون پر رحم کہا و غضب کی نگاہ اوٹھا تو۔ مینہ برسا تو قحط کی مصیبت دور کر
اوس کے بعد ہمنے وہ اونٹ ذبح کر کے سوائی جانور اور چیل کوون کو کہلا دئے۔ یارسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سچ ہے حق تعالی کی اوسوقت اوس گوشت کے پرندون سے زیادہ حاجتمند تھے۔ مگر
یہ دلون پر ایسی سوتی سخت پڑی ہی بات کا اثر تھا کہ خود بچون کے منہ پر چڑہاتے تھے دبلے فاقوں سے مر رہے تھے

ناتوان بچون کو بہلا پہلا کر کاندہون پر چڑہائے ہوئے تھے ۔ اور گندہ کو دونکو گوشت کہاتا ہوا دیکہکر خوش
ہورہے تھے ۔ اب یہ فتنہ عظیم تہا کہ اس حرکت کے بعد بادل اُمنڈ آیا۔ اللہ نے مینہ برسادیا جسکو ہم
علم السنن کا کام سمجہے اور یہ عقیدہ لئے ہوئے لوگ کہ دیوتاؤن کو بڑی قدرت ہے ۔ اور اون کا راضی رکہنا
خدا کے راضی رکہنے سے بہی زیادہ ضروری ہے کہ یہ خدائی مین کارخانہ اور بیمارون کو حاکم کے مزاج مین
بہت کچہہ دخل ہوتا ہے ۔ غرض دنیا تاریک بنی ہوئی تہی ۔ رسومات نے مذہب کے قایم مقام بنکر لوگون کو اتنا
گرویدہ بنالیا تہا کہ اون رسومات کی برائی اور مذمت سننے کی اونکو سہار نہ تہی ۔ مین گنواتا ہون جنپر عقلا
کو ہنسی آتی ہے اور اونکے عقیدے بنے ہوئے تہے ۔ پے درپے دس بچے جننے والی اونٹنی سائبہ
کہلاتی آزاد کردیجاتی ۔ اوسپر چڑہنا اوس کو ذبح کرنا حرام ۔ مہمان کے سوا اور ہرایک کو اوسکا دودہ پینا ممنوع
تہا اوس سے جو بچہ ہوتا وہ بہی اوسی کی طرح سانڈ بنا کان کاٹ کر چہوڑ دیا جاتا بحیرہ کہلاتا (جیسے جانور مثل
ہنود کے سانڈون بچارون کے چہٹے پہرا کرتے تہے) پاک ناپاک حلال حرام مین کوئی امتیاز نہ تہی مردار کو
خدا کا مارا ذبح کو اپنا مارا بتلا کر ذبیحہ سے مردار کو اولے سمجہتے ۔ زندہ اونٹ کے کوہان زندے
دنبہ کی چکتی کاٹکر کہا جاتے ۔ جانورون کی درد مصیبت مین مبتلا ہوجانیکا ترس نہ کرتے ۔ اسی طرح جس نر اونٹ
سے دس بارہ بچے پیدا ہوجاتے وہ ہی ۔ سانڈ بنا چہوڑ دیا جاتا ۔ اوس کی اون نہ کترتے ۔ حام اوس کا
نام رکہتے ۔ اسیطرح بتونکے نام کی اونٹنی کعبہ کے مجاورون کے حوالہ ہوتی ۔ محتاج اور مسافر کے
سوا کوئی اوس کا دودہ نہ پیتا اور جو اونٹ اپنے جد کا بچہ دیکہتے متبرک سمجہکر آزاد کیا جاتا ۔ سفر دراز سے واپس
آنے والا اپنی سواری کے اونٹ کی نکیل چیر ایک مہرہ یا ہڈی نکالتا گویا منت پوری کردی سواری باربرداری
سے یہ اونٹ بہی حام نام رکہکر محفوظ ہوجاتا ۔ چہہ مرتبہ دو دو بچہ دیکر ساتوین مرتبہ بکری بکرا دینے والی
بکری کی بچہ ۔ وصیلہ کہلاتی ۔ دو بکرے درمیانی بیاہتون کے بتونکی نیاز چڑہائے جاتے
(ان مردہ ۔ رسومات کفار نے قدرے روپ بدلکر جاہل مجاورون کی کربل سے اسلام کا نام بدنام کرکے
اپنا جسم لیا ہے ۔ بعض بتون پر دہیلی پہلی چہری ۔ بعض پر مرغ بعض پر نقد و شیرینی وغیرہ چڑہائی
جاتی ہے ۔ ایصال ثواب کا مشروع طور چہوڑ حضرت بو علی شاہ قلندر قدس سرہ کے نام کی بچہرا بند ا
کہڑا رکہتے ۔ اونکے نام پر لٹانا کا لوکی نیاز بن پہلی ۔ قلندر کی سمتی ۔ پیران کی گڑیا ہی حتی کہ بوہیا کا
روٹ بہا دو نکی نوبین کو ظاہر ہوان مہدو کی سوالیان گرج ڈوب سے و غیرہ جو کچہ تو مسلمونمین مروج ہے اور
ا یاہم چہوتی جاتی ہین ۔ یہ سب یادگار رہا ہے کی اونہیں رسمونکی جنکو مٹاکر پہر عرب کی مین ابتر ۔ ہوا
نہوا) سوا اونٹ والا ہر سال ایک اونٹ بتون کے نام پر ذبح کرتا ۔ اس قربانی کا نام فرع تہا ۔ نہ مرنا ۔

مین بھی ایک قربانی بتون کے لئے کیجاتی جسکا نام رجبیہ اور عتیرہ تہا۔ دو شخص ہوشیار ہوتی معالبہ کیکے اکثر قربانیان کرتے اسکا نام مُعَاقَرَہ تہا۔ جب اس مین بڑھ جاتا معززہ اور ریاض کہا جاتا اس مادہ کے مٹانے کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاف فرمادیا لاتقبلوا دعوۃ المتباریین یعنی ہوڑا ہوڑی باہم ایک دوسرے پر بڑھ جانیکے لئے شیخی جتلانے کو جو کہانا کرتے ہین اونکی دعوت مت قبول کرو۔ ماخوذ ہے فاضل میرٹھی سلمہ کے الاسلام وغیرہ سے۔

لڑکیان جیتی دفن کرتے ہین اور کنوئین مین جہونکدیا کرتے تھے

بہت سے مشہور بڑے عار سے بعض پرورش کے بار سے بعضے غنیم کے ہاتھ پڑجانے کے خیال باطل سے دخترکشی کرتے تھے۔ عرب کے ثبوت اور ہند کے رجبوت اس ہتیا سے نہ چوکتے تھے۔ الحمد للہ ہماری گورنمنٹ کو جزاء خیر دے کہ ہند سے یہ ظلم جانکاہ جسکی بدولت رفع ہوا۔ اور آجتک عرب کے صحرا مین جو بہت سے بے زبان بچے کنواری بتون نے جلکر زندہ دفن کردے معاذاللہ دین عیسوی نے اوسکی ہرگز اجازت نہ دی تھی[1] عرب مین شوہر کے تیور بدلے دیکھکر مان ہی اپنے بچے زندہ بلکنی گڈہے مین ڈال آتی۔ نادہن ڈوبکر بارنا پہاڑ پر سے دھکیل کر مار ڈالنا چہہ برس کی ہوجاتے اور وہ نعرہ سے تو اوس بچی کو سجا کر کنوان جہنکانا اور پیچھے سے دہکا دیکر اوسے گرا دے ابن ماجہ آنا منہدین مگل سوس مار ڈالنا ناند کے بیچی زندہ دبا دی جاتی یا آنا ماجرہ ضلع مراد آباد علاقہ حدیدہ یا ستارا پور کے قریب ہی یا دریات مین نا ندون والا باغ مشہور ہے جسمین کہود نے سے عدہا ناندین نکلی تہاجن مین بیگناہ جیتی بچیاں دفن کی گئی تہین اوکی ہڈیاں نکر بنا پائی گئی تہین۔ افسوس جیو ہتیا ماننے والے ملک مین یہ ظالمانہ حرکت ایک تعجب خیز معاملہ ہے۔

عورتین ترکہ پاتین اور یتیم	ہونا نالی صورتین جدا ہیم	آتا سالی جو رو بھی جو رو بدل	باپ کی جو رو بنتی تھی حرم

بہنون بیٹیون یتیم لڑکون کو مرنے والے کے یہ کہکر ترکہ سے محروم کردیا جاتا تہا کہ جو دشمن سے لڑسکے وہی ترکہ پر قبضہ کرے۔ مطلقہ کو طلاق دیکر رجوع کرلینے کے پہیر مین ڈالکر اوہر لٹکی رکہتے۔ عدت کا نفقہ تو درکنار دیا ہوا مہر پہیر لیتے۔ زیور کپڑے اوتار بیزار ولت نکالدیتے۔ باندیان سے زناکی کمائی کراتے۔ یتیم بچون کا مال جلد اوڑادیا جاتا۔ نابالغ لڑکیون کے ولی وعصبہ خوبصورتون ہی مال کی طمع مین

[1] پوس مقدس نے جو تمام عمر کنواری بہلنے یا ترکِ نکاح کرنے کے لئے حکم دیا تہا تو کیا اوسکا نتیجہ معاذاللہ زناکاری اور اولاد زناکی جان بیزاری کو کیہہ باتہا کہ تمہ جیتی دختران بے دینی سے زندہ گور کیا کرنا یاد رہے زیادہ معترض تو کہہ سکتا ہے کہ ان احکام ن نفسہ مال پر نظر نہین کی گئی دور اندیشی کو کام مین نہ فرمایا گیا۔

خود نکاح کرنے - بصورت خلاف طبیعت ہوتیں تو نہ خود نکاح کرنے نہ دوسرون کے ساتھ اسلئے تاکہ مال ہاتھ سے نہ نکل جاوے اسی طرح ڈالا رکھتے - اور اس ظلم کو شجاعت و حسن تدبیر سمجھکر ناز کیا کرتے تھے اور دیگر شرفا میں تو نکاح کا رواج تہا ورنہ عام طور پر نکاح کوئی چیز نہ تہا - عورت سے حاجت روائی کی مختلف صورتین نکال رکہی تہین - بچے نجیب و شریف سخی اور بہادر ہونے کی ہوس مین وضع شوہر اپنی عورت کو کسی مشہور شریف یا سخی یا بہادر کا نام لیکر اوس سے بچہ لینے کی اجازت دیتا تاظہور حمل آپ ہم بستر نہ ہوتا اسکا نام استبضاع تہا نومرد شرکت مین ایک عورت کا نام نکالتے دیگر ہنود دہرم کا نیوگ بیوہ سہاگن کے دس دس مردون تک کو بہری کر لینے کے بیان مین کمال فیاضی کا برتاو ہے جسکے مسائل دہرم پستکون سے آئندہ آئینگے اور اوس کے ساتہہ ہی ہنود وغیرہ سے رنڈی بازی کے بیوپار بند ہونے مین زنا سے پازیب والے بستی اور رنڈی پر جو دو سے خرچی کا ڈانڈ ہے اوسکے سما چار بہی وہین سنائینگے - اور بعض فرق اسلامیہ کے متعہ کی تجویز پر جو انہی سے مخالفون نے اعتراض کئے ہین اور اپنے اوپر سے اعتراضات ٹالنے کی نئی است نہایت دفعیہ ان شبہات کا اور ردیں کے دندان شکن جواب بہی ہم درج کرینگے) رنڈی فاحشہ اپنے دروازہ پر جہنڈا کہڑا کرتی تاکہ حسب احتیاج ہر ایک بار آسکے - اپنی بہن یا بیٹی یا بہتیجی دیکر اوسکی بہن یا بیٹی یا بہتیجی ست بدلا ہی تہا اور یہ باہمی بدلہ ہی مہر تہا - اس اگلا ساتی کو نکاح شغار کہتے تھے - وہ شخص اپنی بیویون کا مبادلہ کرنے مین غیرت نہ کرتے - ہندو دہرم مین بہی آٹھ قسم کے وواہ یعنی بیاہ عجیب شان رکہتے ہین - قانونی کتابون تک مین اونکی تفریق بعض اونکے اور منا عدد ہونے بیان مہوت ہونا چہپی یا پیار جاتا ہے - عورتون کی حد بھی معین نہ تہی (جیسے شریعت موسوی مین تہین) وہ ہنون کو ایک وقت مین دو بہنون کو رکہتے تھے روا تہا - جو روہی خاوند کو طلاق دیتی خیمہ کا رخ بدلنا اوسکی علامت تہی - بڑا بیٹا باپ کی وفات کے بعد سوتیلی مان کے سر پر چادر ڈال اوسکا شوہر بنجاتا وہ نہ بنتا تو اوس کے دوسرے بہائیون کو درجہ بدرجہ یہ حق حاصل ہوتا - عالم سفر مین مفلس نادار غل مچاکر کہتا تاکہ جو مجکو ایک جوتہ جوتی بنا دے اوسکو اپنی جورو کی دختر دون - اس مضمون کی روایت سنن ابی داود سے احسن المواعظ کے صفحہ ۲ مین منقول ہے خاوند کے مرنے پر سوگ سال بہر کیا جاتا نہانا کپڑے بدلنا ناخن کاٹنا تیل ملنا سر مہ لگانا سب موقوف رہتا

ملہ جیسے طلاق نکاح عدت کا کام نہا ،،

ملہ شریعت موسوی جب اس کو حرام کر چکی تہی تو سیدنا یعقوب علیہ السلام کی شریعت پر عمل کرنا جمع بین الاختین مین اب اس کا موقع نہ رہا لہذا قابل طعن ہے ،، منہ

جب سال پورا ہوتا تو کسی جانور یا پرندے کے کسی حصہ بدن سے اپنی شرمگاہ رگڑ کر سوگ کی کال کوٹھری سے نکل آتی ۔ سینگنیاں جھولی میں ڈال نکل کر جو لوگوں کے مارتی پھرتی تب وہ جانتے کہ اسکی مدت تمام ہوئی تب لوگ اوس سے نکاح کی خواہش کرتے تو وہ جس سے چاہتی نکاح کرتی ۔ اس مضمون کو اس رسم جاہلیت کی حدیث میں بھی بیان کیا ہے جسکو چھوٹوں اماموں نے روایت کیا ہے ۔ حمید بن نافع سے تلخیص الصحاح جلد ۲ باب الحداد و الاستبرار کی فصل ۱ کی پہلی حدیث دیکھو (یہ ماخوذ ہے ہمارے شیخ کی کتاب المواعظ اور الرشاد وغیرہ سے) یہ سب کچھ تھا مگر شریف عورتوں میں زنا جب بھی لپچنے کی بات مانا جاتا تھا کمیاتی

تھی شراب یک تا کرتے تھا جوا حلت دختر کی تھی کب امتیاز	اونٹ کے تھے شگون بد و سہم ذوق سے مُردار کو کرتے ہضم	سود خواری تھی میں وہ کہات شاعروں کی ہاتھ میں تھی صلح و جنگ	کاہن اور جوتشی کا کہنا تھا درہم ہجو و الفت شاعری کرتے تھے ہم

اہل جاہلیت کے معاملات اسدرجہ بگڑے ہوئے تھے کہ بیع حصاۃ اور بیع ملامسۃ میں بائع و مشتری کی رضامندی اور اختیار کوئی چیز نہ تھے ۔ دوکاندار خریدار سے کہتا کنکری پھینک جس تھان پر گرگئی وہ ایک درہم میں تیرا ہوچکا بیع ملامسۃ اندھیرے میں تھان وغیرہ چھونے سے ہوجاتی عکاظ پر مذہبی میلا میں رودرہتا ۔ قیدی کسی عیلہ میں بکنے یا اونکا کوئی رشتہ دار فدیہ دیکر چھڑا لیتا ۔ اسی بازار میں اقرع بن حابس دیہہ سالکان حکومت کو فرمان اور حکم نامے حوالہ کرتے قوم اور قبیلہ کا سردار مقرر کرتے تھے ۔ ایک بیع حَبَلُ الحَبَلَہ اونٹنی کے پیٹ کے بچہ اوس بچے کے بچہ ہونے کے وعدہ پر ہوتی تھی ۔ سود کہلم کھلا کیا جاتا تھا ۔ جوا کھیلنا کمالات انسانی میں شمار کیا جاتا تھا جو نہ کھیلتا نکو بنا کہتا بہت قسم کے جوئے مروج تھے ۔ دس یا نسونکا جو ابڑی شان رکھتا تھا " مال نہ تھا لی بابی پچیس داویر لگ سکتے تھے ۔ لچھیئو و الازلام تکولونڈی غلام بناتا ۔ شراب پلانے والی جو تین خوبصورت ہوتی تھیں جو دو شراب میں ناچتی رہتی تھیں ۔ پھر مستی اور بیہوشی میں جو کچھ بھی ہوا اوسکو کہنے والا کون ۔ ناقل کہتا ہے کہ شراب خوری کے عیوب پہیا ہے اُسکی دہ پتے سینہ میں اور اس کے سر پینے والے جو دو دل کو پیتے ہیں ۔

صحیح بخاری کے باب من یستحل الخمر و یسمیہ بغیر اسمہ کی ایک حدیث میں خمری شراب کا نام ام الدواح

---

۶ بعض سلاطین نصاریٰ کا حوصلہ میں اسلام تھا ... بلند دیا ... صحابہ ... منادی کرتا ... تاریخ الخلفاء ... یاد ... عادت ... بیان ... ساتھ ہونا ... دیا ... دیکھو ... تواریخ سلاطین اسلام ... آیندہ ... ملک ... ملا ... رقم ... دیا ... کیے پانی سے آ جائیں گی ۔

یعنی خوشبوؤں اور شادیوں کی بات رکھنا کفار کا حکایت کیا گیا ہے ۔ جھنگ کا نام رُدّ و اعلام کو جنبش کا ہونا
کہنا بھی قریب قریب اسی کے ہے انتہی کلامہ) جانور جنگل گھومتا ہوا ہو یا پہاڑ پر سے کہ گھرا ہو یا درندہ کا پس خوردہ
سب حرام ہے ۔ خیال پرستی اسقدر بڑھی تھی کہ تھیلی میں ہاتھ ڈالکر پانسا نکالتے حکم کا نکلتا تو کام کرتے
منع کا نکلتا تو کام ترک کیا جاتا ۔ یہ فیصلے کے پانسے کعبہ کے متولی کے پاس تھے ۔ کاہن اور نجومی تو گویا اُنکے خدا تھے
کہ اونکی زبان سے نکلی ہوئی بات سند ہو جاتی تھی ۔۔ اتنا نہیں سوچتے کہ اگر آئندہ کے بُرے سے پہلے ان کو
معلوم ہوتے تو اُنکے گھروں میں وہ مصیبتیں کیوں نازل ہوتیں جنکے دفعیہ کا ان سے بندوبست کرایا جاتا ہے
عمرو بن لحی جسنے عرب کو شرک کی گندگی میں سانا ہے وہ کاہن تھا کہانت ہی کی بدولت اسکو عرب نے
پیغمبر کی طرح مانا یہ بد نصیب جسنے ملک و قوم کو دین و دنیا دونوں میں تباہ کیا بیت اللہ کا متولی اس درجہ فیاض
تھا کہ موسم حج میں ہمیشہ دس ہزار اونٹوں کی قربانی سے دعوت عام کرتا دس ہزار جوڑے کپڑے
پہناتا ۔ اسی لالچ پر اسکی چلائی ہوئی بت پرستی چلتی رہی ۔ یہاں تک کہ علاوہ مذکورہ بالا بتوں کے گھر کے اندر
ہر گھر میں ایک بت تھا جسکو وہ سونے سے جاگنے کے وقت سفر سے آنے کے وقتوں میں پوجا کرتے تھے
ریگستان کے سفر کو جاتے چار پتھر ساتھ لیجاتے تین کا چولہا بناتے چوتھے کو پوجتے ۔ ملجاتے تو جو پتھر
سفید اور خوبصورت پاتے اسی کو پوجتے ۔ پتھر نہ ملتا تو ریت کا ٹیلا پوجتے ۔ ٹیلا نہ ملتا تو ریت کا ٹیلا بنا کر
اور بکری یا اونٹنی کا دودھ دوہکر تر کرکے ٹیلا بنا اوسکو پوجتے ۔ کچھ نہ ملتا مٹی کا بت بنا کر اوسی کو پوجتے
سات پتھر بے مورت کے انصاب کہلاتے اونپر بھی قربانیاں کرتے حلوے مانڈے کے طباق چڑہاتے
پھولوں کے ہار پہناتے ۔ شتر مرغ کے انڈے چڑہاتے منتیں مانتے ۔ جو شخص ان بتوں کے میلوں میں شریک
ہوتا بڑا خوش نصیب سمجھا جاتا ۔ جو شریک ہوا وہ شوالے کے مہنت اور مجاوروں میں رسوخ پاتا ہر شوالہ قوم بجا تا
جو اونکی پوجا کے طریق بھی مختلف تھے ۔ کسی کی پوجا سجدہ سے کسی کی اوسکے گرد گھومنے طواف کرنے سے
کسی کی چھونے اور بوسہ دینے سے کسی بت پر قربانی کرتے ۔ کسی پر دودھ کی ۔ علاوہ بالائی چڑہانے سے
اونکی پوجا کرتے تھے چھونا بوسہ دینا ۔ گھومنا ۔ اگرچہ افعال عبادت میں محصور نہیں ۔ بچوں کا بوسہ لینا چھونا
پیار کے طور پر گرد گھومنا محبت کے مقتضا پر جیسے مور موری کے اور مرغ مرغی کے گرد گھومتا کبوتر کبوتری کا
بوسہ لیتا ہے ۔ بزرگوں کی پیشانی و ہاتھوں اور ستونوں کو چومتے بوسہ دیتے ہیں جیسے حجر اسود کے درمیان
چونکہ اقرار نامہ دربارہ توحید لکھا ہوا حضرت آدم علیہ السلام کا محفوظ کر لے رکھا ہوا ہے جسکو اللہ کی گواہی
اور نہائی ہوا کر عہد الست پورا کرنے کے لئے جو بار بار [illegible] سند اوس [illegible] ہو لکر ۔ لہذا یہ افعال عبادت
نہیں ۔ اور [illegible] چونکہ یہ افعال عبادت کی نیت سے لئے جاتے ہیں اسلئے انکو طریق عبادت کے ساتھ کیا

بیان کیا ہے ورنہ دراصل یہ کام عبادت کے نہین)
بارہا ایسا ہوا ہے کہ باہر سے کتے نے آکر برتنون کے سامنے رکہے ہوتے دودہ مکہن کے جز باسے کو کہا پی لیا مگر اون کے اس عقیدہ مین کمی نہین آئی کہ یہ خدائی پیشکار ہمارے حاجت روا ہین مینہ برساتے عورتون کے رحم مین بچے ڈالتے حمل کی لڑکیون کو لڑکون سے بدل دیتے مصیبتین ٹالتے ہین ۔ تخیلات وہمیات کا اتنا غلبہ تہا کہ کوئی کام شگون ٹوٹنے ٹوٹکے سے خالی نہ تہا ۔ جب سفر کا ارادہ کرتے پرندا اوڑتے داہنے بازو کی طرف کو اوڑ جاتا سفر کرتے بائین جانب کو اڑتا رک جاتے کوتے کے گہر پر آن بولنے کو جدائی کی اطلاع سمجہکر منحوس ٹہراتے ۔ بیماری کو اڑ کر لگنے کو حق سمجہتے ۔ چیچک وغیرہ کے مریضون سے الگ ہوجاتے ۔ سہیل کے طلوع سے جو بالوں مین مری پہیلنے کا اعتقاد رکہتی ۔ مہمان کے پیچہے برتن پہوڑ دینا اوس کے پیچہے ایکا لوٹنا تہا ۔ مسافر مڑکر پیچہے کو دیکہتا تو کہتے اسے راستے سے لوٹنا پڑیگا ۔ بُرے شخص کی موت سے سورج گہن یا چاند گہن ہونا مانتے ۔ کال پڑتا تو سبع اور عشر کی لکڑیون کا گٹہا گائے کی پونچہ مین باندہ آگ دیکر پہاڑ پر چڑہا دیتے ۔ پہر مینہ کی دعا مین مانگتے ہوئے اسکے پیچہے ہو لیتے ۔ گویا گائے خدا کی درگاہ مین اونکی شفیع تہی ۔ طرح طرح کے جنتر منتر تنتر بہی اون مین رائج تہے ۔ جن بہن ہوا سورج جن ۔ بہوت ارواح خبیثہ سے مدد مانگتے تہے ۔ جنات اور ارواح خبیثہ کے چہوٹ جانے کا علاج گلے مین حیض کے چہیتڑے یا مردہ کی پرانی ہڈیان ڈالنا تہا ۔ سانپ یربوع قنفذ کے مارنے سے جن کا اثر ہوجانا اعتقاد کرتے دوا سے آرام ہوتا تو جنات کی بہینٹ چڑہاتے ۔ اور مارے ہوئے سانپ کی دیت دیتے ۔ بیٹی کے اونٹ پر گیہون لادکر سانپ کے سوراخ مین پہنچاتے ۔ اونکا اعتقاد تہا کہ جبراً جماع کرنے سے اولاد قوی بہادر بانغز ذکی پیدا ہوتی ہے ۔ رتوندے کا علاج اونٹ کی کوہان اور کلیجی کا کہانا تہا[۱] ۔ ایک کی ہلاک پر انگشت شہادت پہیر کر منتر پڑہکر دم کرتے ۔ خاوند کے بالون تلے کی سنت تہا کہتا خاوند کے جلد واپس آنے کا عمل تہا محبت ہمیشہ قایم رہنے کے لئے مرد عورت کا برقع پہاڑ دیتا عورت مرد کی چادر پہاڑ دیتی ۔ خاوند سفر کو جاتا تو ایک دہاگہ کسی درخت کی جہکا شاخ مین باندہ جاتا واپسی پر اوسکو ویسا ہی پاتا تو بی بی کو پاکدامن خیال کرتا اور دہاگا کہلا یا ڈہیلا پاتا تو کہتا میری بی بی اپنی عصمت کہو بیٹہی دوسرون سے دل لگاکر میرے عقد سے نکل گئی اس وہمی خیال کی بدولت پاکدامنین فاحشہ کہلائین ۔ اور بدکار چالاک عورتین پاکدامن قرار پائین

---

[۱] اتوار سنیچر سات بوٹیان کلیجی کی کہلانا رتوندے والے کو یہ بہی کفار کی تقلید ہے ۔ طبیب حاذق دیندار علاج اسکو بدون تعیین یوم بتاوے تو کچہ مضائقہ نہین ــ ۱۲

مقلات مرت یعنی عورت جسکی اولاد نہ جیتی وہ اولاد جینے کے عمل مین کسی شریف مقتول کی لاش اپنے
پاؤن سے روندتی جس لڑکے کا دانت ٹوٹتا وہ سورج کو دانت دکہا کر اوس سے اچہا مانگتا جسکی خبر
نہ ملتی اوسکو کنوئین مین جہانک کر پکارتے کنوئین کی گونج سنکر کہتے زندہ ہے وہ جواب دے رہاہے
کسیکا پاؤن سو جاتا تو وہ اپنے پیارے کو پکارتا[1] خیال تہا دیر لگنی اسنے مین سن اوترجاتی نام پیارے کے
نام پکار لیکا ہوتا جس فریق مین لڑنے کی طاقت نہوتی اپنی عورتون سے طرفین کی صفوف قتال کے درمیان
پیشاب کرواتا اسکو لڑائی کی آگ بجہنے کا ٹوٹکا سمجہتے ناچار صلح ہو جاتی ۔ ہوتری دار گہوڑے پر سوار ہوکر
گہوڑے کو پسینہ آجاتا تو یہ خیال کرتے کہ سوار کی عورت غیر مرد سے ضرور ہمبستر ہو جائیگی عورت سے بدگمان
ہوکر جدا ہو جانے سے اوس کو بدکاری کا موقع دیتا پہر اپنی شناخت کے اعتقاد مین پختہ ہو جاتا دبا
اور جنات کے اثر سے بچاؤ کے لئے گدہے کی آواز بولتے ۔ بڑا ویرگول تو وہ بہاتا اونٹنی کا پاؤن باندہکر
دو جفا کہینچتا جدا رہتا ۔ اونٹنی کے کان مین اوسکی مان کا نام لینا بدکنے کا علاج تہا سارے گہونٹا
ہوتے آنکہہ پہنسیاں تو تکلیف کسی اونٹ کے اور داغ دیا جانے سے دوسرا تندرست ۔ ہزار اونٹ والا
نظر لگ جانے کے بچاؤ کے لئے ایک اونٹ کی ایک آنکہہ پہوڑ دیتا دو ہزار ہو جاتے تو دوسری بہی
پہوڑ دیتا ۔ سانپ کے کاٹے ہوئے کے گلے مین عورت کا زیور ڈالتے ۔ چنانچہ بچاتے ۔ کلمات کفر شرکیہ
دہاگون مین گرہ لگاتے ۔ سانپ اور نظر بد سے بچانے کو بچہ کے گلے مین خرگوش کے ٹخنے کی ہڈی ۔ لومڑی
بلی کے دانت ڈالتے ۔ زچہ اور بچہ کی حفاظت کے لئے سرخ گوند کے نقطے پیشانی پر اور رادسی کی لکیر
بچہ کے منہ پر لگاتے ۔ مختلف قسم کے منکے گلون مین پہنتے ۔ اونکی مختلف تاثیرین مانتے ۔ حسب بعض
منگنی نکاح تسخیر قلوب کے شرکیہ منتر پڑہے جاتے ۔ ساری لڑائی اور مفاخرت کا مدار شعرون پر تہا
شعرا اپنی جادو بیانی سے برسونکے بگڑے ہوئے دلونکو بہائی بہائی بنا دیتے ۔ دو الفت والے قبیلون مین
ایسی جنگ برپا کرا دیتے کہ ہزارون بچونکو یتیم سیکڑون عورتونکو بیوہ بنا کر چہوڑتے ۔ جب کوئی نوآموز عمدہ شعر
کہنے لگتا تو اوس قبیلہ کے تمام آدمی جمع ہوکر عید مناتے ۔ عورتین ناچتی گاتین تماشے دکہاتین دوسرے
قبیلون کے لوگ مبارکباد دیتے ۔ عمدہ کہانے پکا کر کہلائے جاتے ۔ کسی کی ہجو کا ارادہ کرتے تو اشاعر
آدہے سر پر تیل لگا ایک پاؤن مین جوتا پہنتا ایک نکال سکتا ۔ چونکہ عرب مدح اور خود سرائی کے دلدادہ تہے
ہجو سے پریشان ہوتے ۔ جب کوئی شاعر قید مین آتا تو اوسکی زبان ڈورے یا تسمہ سے باندہتے ۔

[1] حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یا محمداہ کہنا پاؤن سو جانے مین پیارے کے نام لینے مین سن کا خیال ہٹانے کو
تہا نہ بخیال اہل جاہلیت ۱۲ منہ

شے۔ کی دوڑ میں سبقت لے نکل جانے والے گھوڑے کا سینہ شہسوار کے خون سے رنگتے - کمزور قبیلہ
دوسروں سے دب کھانے کی نسبت مرجانا بہتر سمجھتا - دیت پر مشکل سے راضی ہوتے - ناچاری میں
بھی آسمان کی طرف تیر پھینکتے - بے خون لگا واپس آنے کا حیلہ لگا کر خون بہا پر راضی ہوتے - باندی کی اولاد
اگرچہ باپ سے پیدا ہوتی باندی غلام بنائے بغیر نہ چھوڑتے - اون میں سے لائق کو آزاد کرکے بیٹا بنا لیتے
ناراض ہو کر بیٹے کو بیٹا ہونے سے خارج کرنے کا اعلان میلہ یا بنہم کے مجمع میں دیتے قتل خطا کی
دیت کا سوال البتہ اس کا اوس کے ادا کرنے سے اوس کا اس سے اٹھ جاتا - آزاد کئے ہوئے غلام کو پھر بیچ لیتے
اون لیکن کسی کے گھر میں داخل ہونا بے پردہ کرنا کوئی جرم نہ تھا - حضرت بعض شرفا کی عورتیں پردہ نشین تھیں
باقی سب بے پردہ - پردہ دریدہ والی عورت اور اوس کا خاندان نظر حقارت سے دیکھا جاتا - مال دولت
عام دفتر سخاوت - شجاعت - حلم - عفو - شرافت نسبی وغیرہ میں بڑائی مانتے - مرد اون تک کو گنوا دیتے
قید کیں آئے ذی رتبہ کی پیشانی کے بال کاٹ کر چھوڑتے - اون بالوں کو مجمعوں میں دکھاتے کہ ہم
فلاں رئیس کے ہیں جسکو شجاعت سے قید کیا تھا - اور سخاوت سے چھوڑ دیا - عرب میں دو عیدیں منائی
جاتیں - عید و لیاں پھیر کر نکلتے - سلام کے ساتھ پھول ایک دوسرے کو نذر کرتے - جاہلیت کا سلام دیر تک
کا اور رہتا اور شام تک کا اور رات کا اور دن کا اوجیسے انگریزی سلام وقت وقت کا جدا ہے - عورتوں
میں کمال گند ہوانے کا عام دستور تھا - موچنے سے بال اوکھیڑ کر بہوؤں کو باریک کرتیں - وہ ست
دانت گھسوا کر سونے کی میخیں لگواتیں - رجب - ذیقعد - ذی الحجہ - محرم کے مہینوں کی تعظیم کرتے -
ان چار ماہ میں لوٹ مار جدال قتال بند رہتا - خود غرضی ان مہینوں کو دوسرے مہینوں سے بدل کر
قتال وغیرہ کا موقع بھی نکال لیتے - اسکا نام نسی تھا جسکو پہلے بنانے والا حذیفہ فلمس تھا - حج کی رسم
اونمیں رسم قدیم سے تھی - امراء میں بیشمار بدعتیں تھیں جنکے یہاں ذکر کی ہیں جنکی تفصیل منقول منہ میں
موجود ہے - یہ نمونہ ہے زمانہ جاہلیت کے ان عقاید و اعمال عبادات عادات و معاملات و ہمیات و
تخیلات کا جنمیں عام باشندگان عرب ڈوبے ہوئے تھے جن کا اثر چاروں طرف پھیلا دوسروں کو اپنی شوریدہ
طوفان میں غرق کئے جاتا تھا - اس بگڑی ہوئی قوم کی بد حالی و بد اعتقادی کا نقشہ تھوڑا سا کھینچکر
دکھا دیا جس سے اوسکی تصویر قوت خیالیہ میں آسکے - پس اب ذرا توجہ کے ساتھ سوچو کہ ایک بڑا ملک ہے
جسمیں دولت کے آدمی آباد ہیں - عہدہ دار - مالدار سلاطین انکی حالت تو یہانتک گر گئی ہے کہ اون کو
شما کی صورتوں ہی سے وحشت ہے - انکو علما کی باتوں پر ہنسی آتی ہے - مال و سلطنت کا نشہ اونکو ظالم جفا شعار
بناتے ہوتے ہیں - رعایا کی پاسبانی اونکے نزدیک اسی کا نام ہے کہ رعایا کو اپنا غلام مملوکہ بندہ سمجھیں اور اپنے آپکو

سب کا مخدوم بلکہ خدا اونکے نزدیک دین کوئی چیز نہیں نہ آنے والی زندگی کوئی شے ہے جسکا فکر ہو نہ دوزخ کسی
وجود کی چیز ہے نہ جنت واقعی ہے کہ طمع کریں نیک و بد افعال کی امتیاز فضول ہے اور ترقی دنیا سے بے توجہی کسل
وکاہلی کم ہمتی و دنائت ہے نبوت کوئی چیز نہیں جو مانی جائے اور نہ اصول آخرت کی گفتار کوئی قابل سماعت امر جو
جسپر کان دھرا جائے ۔ دوسری قسم وہ جو دیندار کہلاتی ہے جنکو علما درویش احبار رہبان کہا جاتا ہے
یہ لوگ اللہ والے مجاور متولی خانہ خدا سمجھے جاتے تھے ۔ انکی حالت یہانتک گری ہوئی تھی کہ شرک و کفر انکے
یہاں اعتقاد توحید اور وحدانیت کی جگہ ہو گیا تھا ۔ بدعات و رسومات واہیہ کے دلدادہ ہو گئے تھے ۔ چونکہ
عوام اتباع کو ان پر اعتقاد اور اعتماد تھا اس لئے کفر و شرک و بدعات اور انکی تحریفات ان کے داؤ گھات
سب دین کی صورت میں مقبول تھے ۔ انھوں نے محض جاہ و نمود کی غرض سے اپنی بڑائی اور بڑے دالی جمانے کی غرض سے
اپنے تابعین کو پامال توہم پرستوں ۔ خواہشات نفسانی کے بندوں کا یہ دین تھا جسکا کچھ ذکر ہم کر چکے
اب بتاؤ اون کا کونسا پہلو تندرست تھا جسپر نظر رکھکر بیچاری طبیعت کو علاج کی ہمت ہو ۔ اُن کے کان
آنکھ دل سب کچھ تھا مگر حق کو دیکھکر سنکر حقیقت حق ادراک کرنے کا جوہر قلبی جہالت کی تاریکی میں کھو بیٹھے تھے
کفر و بت پرستی کی ظلمت کے ایسے گہرے سمندر میں ڈوبے ہوئے تھے جس سے نجات دشوار تھی ۔ ایسے تمام
کے اندر پیدا ہو کر انھیں میں نشو و نما پانیوالا وہ یتیم بچہ بتاؤ کس عقیدہ اور کس خیال کا ہونا چاہئے جسکی تربیت
کیلئے باپ کا سایہ بھی سر پر نہو اور ملک بھی ایسا کہ جہاں علوم کا چرچا نہو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اوسکی حالت اپنی
قوم سے ممتاز اور جدا ہوگی ۔ کیا یہ نونہال جن کو آنکھ کھولتے ہی اپنے کنبہ اور خاندان کی عورتوں ۔ سمجھ بوجھ
سب بوڑھوں میں یکساں دیکھا اُس کے نقشے سے دل پر قبضہ نہ کرینگے ۔ کیا اوس کو اپنی جان عزیز پیاری نہ ہوگی
کیا لوگوں کی موافقت کر کے اون کا مخدوم بننا اوس کو اچھا معلوم ہوگا ۔ کیا کوئی ایسا شخص ہے جو اوسکو ان
باطل عقائد و خیالات سے ہٹائے جبکہ اوس کے ملک نے پرورش پائی اور یہ بچہ بھی اونھیں میں پیدا ہوا اور انھیں میں
پلا پھلا ہو اور اوس کو ان عقائد و خیالات کی خرابی سمجھانے والا بھی اس وقت تک کوئی نہ ملا ہو ۔ باایں ہمہ
اُن کے عقائد و اعمال و توہمات و تخیلات سے طبعی بیزار پیدا ہوا ہو ۔ اور بیزار ہی نہیں بلکہ سب کا مصلح
و ہادی بنکر کھڑا ہو گیا ہو ۔ انکی ایک ایک توہم پرستی کو چن چن کر برا بتایا ہو اور برائی کو کھول دکھایا ۔ اونکی عبادت
مذہبی مالی کی ظلمت کو شائستگی سے بدلنا سکھایا ۔ انکی معاملات میں ترمیم کی اونکی بدعات عملی و اعتقادی شادی و
غمی کی رسومات مٹا دیں ۔ اونکی مضرتیں اور برائیاں ظاہر کیں بجائے اونکے سہل دین دنیا اور آخرت دونوں میں
نفع دینے والا ہر شخص کی حیثیت کے موافق قابل برداشت و مشہور طریقہ سکھایا اون کے تمدن
اور معاشرت کے نقصانات بتائے اونکے عقائد کی مضرتیں کھولیں ۔ اُنکے روحانی امراض مزمنہ کے

رسومات و علامات کو کتاب کے اوراق کی طرح کہولکر علاج کے لئے ملاحظہ مشفقانہ طور پر تیار ہو گیا اور انکے دلوں سے
برس کی گندگیوں کو دھو دیا۔ بدعات و رسومات قومی و ملکی جیبوں میں جمی ہوئی میرانی کو ایک سخت بغض و نفرت سے
بدلکر ملیا میٹ کیا اونکی آنکھیں کھولکر انہیں نور بھر دیا۔ کانوں میں حق نیوشی کا مادہ ڈالدیا۔ ہاتھ پانون کی رگوں
میں حمیت حق کا خون دوڑا دیا اون کو متحرک قابل گرفت و رفتار الٰہی بنا دیا۔ دلوں میں پاکیزہ حیات کی روح پھونک کر
زندہ دل بنا دیا۔ عقل و فہم ہوش و حواس کو ایسا منور کر دیا کہ چالاک سے چالاک بھی اونکو دھوکا نہ دے سکا
کیا اس شخص اعجاز مجسم کو عیسٰی فرشتہ اور اس کے کارنامہ کو اعجاز نامہ کہہ سکتے۔ دنیا کا رنگ دیکھو۔ خود دیکھو
تجربہ کار رہو۔ مداہنات پر نظر ڈالنے والوں سے پوچھو۔ چھوٹی سی برادری میں بڑی ہوئی بد رسم سردار مانتے ہوئے
بڑے سے بوڑھے کے مٹانے سے نہیں مٹتی۔ ایک نوجوان بچہ یہ کہکر مخالف ہو جاتا ہے کہ جو بات بڑوں سے چلی
آتی ہے اس کو کیوں چھوڑ دیں تو اس کمزور مخالفت کا کیا اثر ہوتا ہے۔ اور تجربہ کار بڑے میاں تو چھوٹوں سے
اپنی ڈاڑھی کو دھوپ میں سفید نہیں کیا تھا اپنی خیر خواہانہ اصلاح میں کتنے الجھاؤ پیش آتے ہیں اور پھر کتنی
کامیابی ہوتی ہے یا نہیں۔ سب ہی ایک انکار پر اصلاح عرب اور اشاعت اسلام کے اس عالیشان
عمل کی تعمیر کو قیاس کرو جسکا معمار وہ پاک نفس معجزہ مجسم تھا جسنے عیسوی سال کی چھٹی صدی کے اخیر میں تاریک
پیدا ہو کر اسی توہم پرست ملک میں پرورش پائی جسکی کایا پلٹنی اور اونکو دنیا کا استاد بنانے کے لئے دنیا میں آیا تھا
اور صرف تریسٹھ سال زندہ رہکر ساتویں صدی کے وسط میں اپنی سورج کو ایک سچا اور باتید المعجزہ بنا ہوا چھوڑ کر
مظفر و منصور رخصت ہو گیا۔ واللہ اگر اللہ کا فضل امت محمدیہ کا حامی و مددگار نہ ہوتا تو یہ پیغمبر روحی فداہ زیادہ
مستحق تھا کہ اگر عزیر و عیسٰی علیہم السلام اپنی امت کی زبان سے ابن اللہ کہلائے گئے تو یہ حیرت خیز کارنامہ دار
اپنی امت کے نزدیک خدا قرار پاتا لیکن ایسا ہوتا تو اوس کمال پر نقص تھا جسکا ہم ثبوت دے رہے ہیں بس
با ایں کمال و عظمت سب کو اقرار ہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
رسومات مذکورہ کے بیان کرنے سے یہ بھی نفع ہے کہ مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ آج زمانہ کی مروجہ رسومات سے
زمانہ جاہلیت عرب و ہند کے اندھیرے کا کتنا رنگ و روا اندھیرے رکھا ہے۔ قریش کی زیادہ تر تباہیاں بڑھنے کا
بڑا سبب اصحاب فیل کا عبرتناک واقعہ بھی ہوا۔ کہ حق تعالیٰ نے جابر و نخوت پسند بادشاہ کے پنجہ سے مکہ کو بیت اللہ
کی خاطر محفوظ رکھا۔ نجاشی بادشاہ حبش کے صوبہ دار یمن ابرہہ نے جو عیسائی تھا خانہ کعبہ کو مرجع خلائق و ملک
حسد کیا۔ اور اپنے دار الخلافہ شہر صنعاء میں ایک عالیشان گرجا تیار کراکے لوگوں کو مجبور کیا کہ کعبہ
کی مانند اوسکی تعظیم کریں مگر اس میں ابرہہ کو کامیابی نہوئی۔ گو صوبہ کے باہر باشندے اوسکا طواف اور احترام
کرتے تھے۔ اتفاق سے گرجا کے قریب قافلہ عرب ٹھہرا تھا انہی سے اوس قافلہ کے کسی نے آگ [illegible]

جلا دیا۔ جیسے ابرہہ کے دل میں اشتعال پیدا کیا ہو (ا) جب تک مکہ کے مقدس گھر کی اینٹ سے اینٹ نہ بجا دونگا آرام سے نہ بیٹھونگا۔ ابرہہ تیرہ ہاتھی اور لشکر جرار لیکر مکہ پر چڑھ آیا۔ باشندگان شہر کو لوٹ کر مال غنیمت نذر شاہی میں لیا۔ باشندگان شہر مکہ شہر چھوڑ پہاڑیوں۔ غاروں جنگل کے وادیوں میں جا چھپے۔ جب صبح نمودار ہوئی ابرہہ نے فوج کو مکہ میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ اور جنگی ہاتھی جنسے مضبوط مکان منہدم کرائے جاتے تھے آگے بڑھائے گئے سب میں زبردست ہاتھی محمود نامی چند قدم چلکر بیٹھ گیا۔ فیلبان نے مار کر اوٹھایا مگر اُسنے مکہ کی طرف چلنے کا نام نہ لیا یہاں اس پریشانی میں سب مبتلا تھے کہ دفعتہً جدہ کی طرف سے چڑیوں کا غول نمودار ہوا ان کے پنجوں اور چونچوں میں سنگریزے اور کنکریاں تھیں۔ اوس غول نے سروں پر پہنچکر اونپر کنکریاں پھینکنی شروع کیں ان عذاب الہی کی کنکریوں نے بندوق کی گولیوں کا کام دیا جس سوار کے سر پر پڑیں بھیجا پھوڑا شریان کاٹتی ہوئی گھوڑے کے پیٹ سے گذرتی ہوئیں زمین پر گریں ہزاروں سپاہی اسطرح ہلاک ہوئے باقیماندہ بھاگ نکلے۔ پہلا عذاب ختم ہوا تھا کہ دوسرا عذاب آیا۔ سمندر کی طرف سے طوفان نمودار ہوا اور سیلاب عظیم نے بھاگتے ہوؤں کو خس و خاشاک کی مانند بہاکر سمندر میں لیجا ڈالا مغرور سپاہیوں کے پانوتلیں دیکر ابرہہ کا عضو عضو چور چور ہو گیا۔ آخر اسی حالت بے بال و پر پرند کی طرح کاندھے پر ڈالے صنعا پہنچے ابرہہ نے چند روز میں تڑپ تڑپ کر جان دی۔ دفن کے بعد اوس کا بیٹا یکسوم گدی پر بٹھا دیا گیا۔ چونکہ یہ ایک مہتم بالشان واقعہ تھا جو آج چودہ سو برس تک تاریخی صفحات کا جزو بنا ہوا ہے اسلئے اہل عرب نے اسکو سال کا مبدا قرار دیا اور آئندہ واقعات کی تاریخ کا حساب اسی سے شروع کیا یہ سال عام الفیل کہلایا اور اسی سے سنہ ایک دو آخر تک گنے جانے لگے۔ یہاں عبدالمطلب نے پہاڑی سے اوتر کر لاشوں کو دو گڑھوں میں دفن کیا۔ چاندی سونے جواہرات کے ڈھیر جمع کرکے بحصہ رسدی سب ہموطنوں پر تقسیم کر دئے عبدالمطلب کے حصہ کا مال اسقدر تھا کہ عمر بھر مالدار بنکر تمام خاندان کی زندگی بسر کرنے کو کافی ہو

اصحاب فیل کی اس ہلاکت و ناکامی کو سورۃ الفیل میں بیان فرما کر قریش پر احسان جتایا ہے مقتضائے شکر گذاری تو یہ تھا کہ وہ رب البیت کے احسان مند ہوکر کعبہ کی سچی عظمت برقرار رکھتے جسکے احترام کی بدولت عرصہ کو نصرانی لشکر سے نجات ملی اور خاشع خاضع ہوکر عبادت الہی میں ترقی کرتے۔ مگر افسوس بجائے تقویٰ ان میں تکبر نخوت غرور پیدا ہوا تعلّی کے ساتھ کہنے لگے۔ ہم ایسے باعزت لوگ ہیں جنکی خاطر بیکسی اور بے بسی کی حالت میں لشکر جرار رکھنے والے اصحاب فیل نگونسار ہوئے۔ اسکے بعد ان میں اور خطرناک بدعتیں خرافات رسمیں اور بھی پیدا ہوئیں جنکو عام اہل حجاز یہ کہکر تسلیم کرتے گئے کہ قریش کا جو بھی کام ہے خدا کو پیارا ہے۔ جب قریش کی عزت و عظمت نے اہل ملک کے دلوں پر قبضہ کر لیا اور

اور ادنکی ہر بری سے بری ادا بھی خوبی کے ساتھ دیکھی جانے لگی تو جو کچھ بھی ظاہر ہو وہ تھوڑا ہے۔ چنانچہ اس باب میں جو کچھ رسومات، وتوہمات پرستی کا ڈھنڈ دکھایا گیا ہے وہ فتنہ مشرکیہ وبدعیہ داہیہ کو جگہ دینے والی اسی حالت کا ایک شعبہ تھا اور انہیں کی اصلاح کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعجاز مجسم دنیا میں تشریف لائے تاکہ سب سے پہلے اونکے قلوب کی گندگیاں اور فاسد صوری و معنوی انکے دور کرکے نورانیت سے منور کریں اور جب ادنکی طرف سے اطمینان ہو تو الاقرب فالاقرب اطراف عالم کے جملہ جن وانس کو صراط مستقیم دکھا کر معرفت الٰہی کے مراتب طے کرائیں۔ ناقل کہتا ہے طیراً ابابیل کی سنگریزہ بازی سے نوبتکی ہلاکی پر جو استبعاد کیا جاتا ہے کہ یہ محال عادی ہے اس عناد اور فلسفیت کی ٹھوکر کھانیوالی افتادکی ہجباں الم اسم جاہد؟ ہنبر ۶ وقیرہ میں پورے طور سے اڑادی ہیں۔ افسوس انسان کا سکھایا ہوا بیلا کنوئیں میں کوڑی جیسا چھوٹا ہوا گرتے ہوئے کو راستہ ہیں سے بچا لاوے۔ طوطا توپ میں بتی لگا توپ چھوڑ دے۔ مجلس میں پان بانٹے۔ اور بہت سے اور پرندے اعجوبہ تماشے تماشا گاہوں میں جو بھی ہوئی آنکھیں دیکھ چکیں ونکو وہ تو استبعاد نہ ہو۔ انسان کے سکھائے ہوئے پرندوں کے کرتب سب ممکن اور وقوع استبعاد ہو تو کسپر اللہ کے سکھائے ہوئے ... پرندے بھلا کیسے تاک کر سر پر کنکریاں چھوڑیں اور ان کنکریوں نے کیسے گولی کا کام دیا۔ حال کا تجربہ خبک کا ہونا کیا ایسے گرم حاردہ دماغوں کو آنکھیں ملنے سے ابھی فارغ نہیں کر چکا۔

عیدیا دیتے شادی غمی کی مجلس	کردیتے تھے بی دام درم	ہوتی جب مجلس تو کرتے لوٹ مار	خرچ کرتے پھر تفاخر میں رقم

خوشی کی اقسام ہوں پر پندرہ کھانے کئے جاتے تھے پہلا کھانا ولیمۃ الخرس دردزہ کی نجات پانے کی خوشی میں ہوتا۔ دوسرا عقیقہ بچہ پیدا ہونے کے ساتویں دن۔ تیسرا کھانا اعذار نام ختنہ کی دعوت میں دیا جاتا چوتھا کھانا ذوالحذاق نام عام برادری مختلف قبیلوں لوگوں کو شادی۔ تیراندازی۔ شاعری دیگر کمال حاصل کرنے پر دیا جاتا۔ پانچواں کھانا ولیمۃ الملاک نام منگنی کرنا جب ہی دیا جاتا۔ چھٹا کھانا میاں بی بی کے یکجا ہونے پر ولیمۃ العرس کے نام سے دیا جاتا۔ ساتواں وکیرہ مکان بنانے کی خوشی میں کھلایا جاتا۔ آٹھواں کھانا شنوخ کھوئی ہوئی چیز ملنے پر دیا جاتا۔ نواں کھانا تحفہ دوستوں ملاقاتیوں کو کھلایا جاتا۔ دسواں کھانا سفر سے بخیریت واپس آنے کی خوشی میں ہوتا اور نقیعہ کہلاتا۔ گیارہواں کھانا قری مہمانوں کا تھا۔ بارہواں وضیمہ فیاضی کے طور پر کھلایا جاتا۔ تیرہواں کھانا عتیرہ ہر سال رجب کا چاند دیکھنے کی خوشی میں ہوتا۔ چودھواں کھانا نقری جسکے لئے خاص خاص لوگ بلائے جاتے تھے۔ پندرہواں کھانا جفلی دعوت جس میں سب کو کھلایا جاتا۔ مردے کے کفنانے دفنانے کا بھی رواج تھا۔ نوحہ کرنے والی عورتیں بین کرتیں جب مردے کی خوبیاں شجاعت سخاوت فیاضی۔ شرافت کو اشعار یا مقفی عبارت میں

بیان کرکے چلا چلا کر رونا رُلاتیں۔ کنبہ کی تمام عورتیں اپنے سر کے بال کھول کر ۱۱ سر منہ کھول کھڑی ہو کر میت کا نام لے لے کر چیختیں چلاتیں پچھاڑیں کھاتیں۔ چھاتیاں کوٹتیں بال کھسوٹتیں گریبان پھاڑتیں منہ نوچتیں رخسار سے پیٹتیں۔ جنازہ کے ساتھ لنبے ننگے پاؤں ہوتا جب جنازہ قبر پر پہونچ جاتا تو اوس کا ولی امام کی طرح اوس کے سامنے کھڑا ہو کر اوسکی تعریفوں کنبہ کے صدمہ و بکار رونا روتا۔ جو لوگ دفنا کر آتے سب میت والے گھر میت کے رشتہ داروں کی لائی ہوئی کھچڑی کھاتے اس کھچڑی کا نام وضیمہ تھا بعد اس کے روز تہم صبح کے وقت اور جب کوئی ماتم پرسی کو آتا تو پچھاڑ سے پر نوحہ کرنے والی پچھلے دار غم کے گیت گا گا کر محلہ کو سر پر اوٹھا لیتیں۔ اس کھچڑی کے علاوہ غمی کی تقریب میں کچھ ضیافتیں اور بھی کی جاتی تھیں۔ تیسرے۔ نویں پندرہویں۔ چالیسویں دن۔ چھٹے مہینے اور برسی جن کو اہل محلہ دوست آشنا برادری کے لوگ میت والے کے گھر جمع ہو کر کھاتے تھے اور ان تقریبوں کو تیجہ نویں۔ پندرہویں چالیسویں۔ چھماہی برسی کے نام سے پکارتے تھے۔ عرب میں رئیس اور بڑے شخص کی موت کا اعلان دیا جاتا۔ اوسکی قبر کے پاس گڑھا کھود اونٹنی گردن مروڑ کر اوس میں ڈالدیجاتی بلیہ اوس کا نام ہوتا کہتے قیامت کو مردہ اوٹھکر اس پر سوار ہوگا۔ اور بہتیرے تو قیامت حشر نشر جزا سزا کے منکر تھے کہتے بوسیدہ ہڈیوں میں پھر جان نہ آئیگی۔ قبر پر صدقہ اور خیرات کو خصوصیت کے ساتھ نافع سمجھتے قبر و منبر قربانیاں کی جاتیں ان کے خون سے قبر ترکی جاتی۔ قبروں سے شیم اور دل ٹھنڈا کرنے کو شراب اوس کی قبر پر چھڑکی جاتی۔ کہتے مقتول کی کھوپڑی کا گل کر اوس سے ہامہ اور صدی کو کی شکل کا پرندہ پیدا ہو کر روتا چیختا پھرتا ہے۔ قاتل سے بدلا ملنے پر اوسکی پیاس بجھتی ہے۔ یہ اوپر کی عبارت تکبیہ کی نقلوں کے ذیل مسطور ہے ماخوذ ہے الرشاد جلد ا نمبر ایک تا ۷ سے اور احسن المواعظ اور ہمارے شیخ کی کتاب المواعظ کے چند اجزا سے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المتباریان لا یجابان ولا یوکل طعامھما قال الامام احمد یعنی المتعارضین بالضیافۃ فخرًا وریاء رواہ البیہقی فی شعب الایمان صفحہ ۲۷۹ مشکوٰۃ لا تقبلوا دعوۃ المتباریین بصیغہ نہی بھی صحیح حدیث میں وارد ہے

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فخر کرتے دکھانیکو ایک دوسرے پر بڑھ جانے کو دعوت کرنے والوں کی دعوت نہ قبول کیجائے اور نہ کھایا جاوے کھانا اون کا۔ فرمایا امام احمد نے (متباریان) کے معنی یہ ہیں کہ فخر اور ریا کی راہ سے ضیافت کے ساتھ دو باہم معارضہ کرنے والوں کی ضیافت نہ قبول کی جاوے روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں (مشکوٰۃ)

خوشی کی تقریبوں میں بندرہ کھانے اور ضیافتیں اور سات بھتیاں اور ضیافتیں غمی کی تقریب میں
پنج زمانہ جاہلیت کے جو ہوا کرتی تھیں جنکی تفصیل معتبر تواریخ اور برگذری انکی اور زمانہ کفر و جاہلیت کے
دوسرے اُن کاموں اور رسموں کی نسبت جن کا جاہلیت سے ہی تعلق تھا ملت ابراہیمی و اجازت شریعت
مصطفویہ سے کیا حکم رہا - اسپر بطور ضابطہ تو وہی کہ جوڑا ہوتی ایک دوسرے پر فخر جتانے کیواسطے
فخر دنیا کے طور پر جو دعوتیں ہوتی ہیں ان کو قبول ہی مت کرو جیسا کہ حدیث سے گذرا دوسرے حدیث
صحیح مرفوع متصل قولی رسومات جاہلیت کے کھوتا مٹانے کے لئے یہ پس ہے جسکو روایت کیا ہے
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعثنی بمحق المعازف والمزامیر
والصلیب وامر الجاھلیہ جبکہ اس حدیث سے معلوم ہوگیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی بعثت کی علت معازف اور مزامیر اور صلیب اور جاہلیت کے زمانہ کے رسموں کا مٹانا بھی
ہے تو ان باتوں میں ضیافتوں - بھتیوں اور ان کی خصوصیات اور تعینات میں سے مستثنے وہی ہوگا
جسکی شرع محمدی اجازت دے - اور یہ اجازت دینا بنقل صحیح و دلایل فقہ ثابت ہوجاوے جیسے عقیقہ
بتعین (ساتویں) ہفتم روز ولادت اور طعام ولیمہ اور شکریہ کا کھانا کھلانا اکرام کے ساتھ اور پہلے
دن اہل میت کو کھانا بھیجنا نہ کہ خود ان کا کھانا اور صلہ رحم صدقات خیرات جو دوستوں کو جہ اللہ تعالے
اور کوئی مانع شرعی نہو تو دعوت کا قبول کرنا ان امور کی ترغیب اور مشروعیت کے ثبوت میں حدیثوں سے
کتب احادیث کے ابواب بھرے ہیں - تصریحات فقہیہ موجود ہیں - امام محمد کا عقیقہ کو مکروہ کہنا کسی کو نہ کھٹکے جبکہ
رسومات جاہلیت سے عقیقہ بھی ٹھہرا - اور رسومات جاہلیت کا مٹانا منجملہ اہم مقاصد شارع ہوا تو وہ حکم
محقق نبوی ست جبھی ہوگا جب اس کی اجازت کی نص بمقابلہ نصوص محق امور جاہلیت ہوگی پس یا تو نظر
امام عالی مقام میں ایسا ہے نہیں یا اطلاق عقیقہ میں کراہیت لفظی کی وجہ سے کلام ہے اسکو نسیکہ
کہنا چاہئے اور زیادہ بسط اس مسئلہ میں دیکھنی منظور ہو تو کتب حدیث و فقہیہ و شروح موطا و صحیحین وغیرہ خصوصاً التعلیق
الممجد دیکھو بصیر کو اس سے سبق ملتا ہے کہ جب عقیقہ جسکے ثبوت میں حدیثیں موجود ہیں امام محمد کو وہ کلام
ہو تو ولیمہ اعذار خرس درودہ جسے نجات اپنے کی خوشی کا کھانا اور ولیمۃ الملاک نام منگنی کی تقریب کا کھانا
اور عتیرہ نام ہر سال رجب کا چاند دیکھنے کی خوشی کا کھانا اور وضیمہ یعنی اہل میت کے گھر پر پہلے دن کی
بھی کھانا اور تیجے اور نویں اور بیسویں اور چالیسویں دن اور ششماہی اور برسی کی بھتیاں ضیافتیں
کیا ہے وغیرہ جتنی رسمیں زمانہ جاہلیت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مٹا چکے صحابہ کرام اور اصحاب قرون
ثلثہ نے انکو طریقہ مسلوکہ فی الدین نہیں ٹھہرایا اور ان پر سے کسی کا شاذ و نادر جو عامل ہوا بھی تو فوراً

اوسپر رد و انکار متوجہ ہوا جیساکہ ختنہ کے ولیمہ میں چنانچہ امام احمد کی مسند میں حسن سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن العاص کو کسی نے ختنہ میں بلایا آپ نے جانے سے انکار کیا۔ آپ سے اوسکی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے جواب دیا کہ ہم لوگ عہد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں نہ ختنہ میں کبھی جاتے تھے اور نہ اوسکے لئے بلائے جاتے تھے (اصلاح الرسوم) حضرت سیدنا و ملجانا محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ غنیۃ الطالبین شریف میں فرماتے ہیں دَعْوَۃُ الْخِتَانِ دُنَاءَۃٌ یعنی ختنہ کی دعوت کمینہ پن اور دنی چیز ہے انتہی۔ میت کے بارہ میں دستور زمان نبوت کا مجدد الدین فیروزآبادی شافعی نے سفر السعادۃ میں اور حضرت شیخ عبدالحق محقق دہلوی حنفی نے اوسکی شرح میں ایسا بیان کیا ہے اور عادت نہ تھی میت کے لئے جمع ہونے کی بجز وقت نماز (جنازہ) میں جمع ہوکر قرآن پڑھنے اور ختم کرنے کی نہ قبر پر اور نہ دوسری جگہ اور یہ مجموع بدعت ہی اور مکروہ ہاں ماتم پرسی اہل میت کی اور تسلی دینا اور صبر کرنے کو فرمانا سنت و مستحب ہے لیکن یہ اجتماع (لوگوں کا) تیجے میں اور دوسرے تکلفات اور خرچ کرنا مال کا بغیر وصیت یتیموں کے حق میں تو بدعت ہے اور حرام (میت کی تعزیت (یعنی ماتم پرسی) کی مدت تین روز تک ہے اور تین روز کے بعد تعزیت مکروہ ہے اور بعض نے سات روز تک تجویز کی ہے۔ اور تعزیت ایک بار سے زیادہ نہ کرنا چاہئے جو ایکبار ماتم پرسی اہل میت کی کرچکا دوسری بار نہ کرے ایساہی مروی ہے ہمارے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور عزا کے لئے بیٹھنا دروازہ اور راہ پر سخت مکروہ ہے جاہلیت کی رسم ہونے کی وجہ سے اور گھر یا مسجد میں بیٹھے تو اسکی رخصت ہے۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جعفر اور زید اور ابن رواحہ کی شہادت کے بعد مسجد میں محزون بیٹھے تھے اور لوگ آتے تھے لیکن سادہ اسکی کیفیت کے کہ ابتک دستور ہے اور اب ایام متعددہ معین کرتے ہیں (جیساکہ بعد تیجہ کے دسویں بیسویں چالیسویں چھ ماہی برسی میں کرتے ہیں) نہ تھا اور بر سر قبر قرآن پڑھنے میں (قاری کو بٹھلانے میں) اختلاف ہے۔ اور جو کچھ زیارت کرنے کے وقت پڑھا جاوے بالاتفاق جائز ہے الخ ترجمہ تمام ہوا جب عزا کے لئے دروازہ اور راہ پر بیٹھنا جاہلیت کی رسم ہونے کی وجہ سے مکروہ ہوا تو تیجہ۔ دسویں۔ پندرہویں۔ چالیسواں چھ ماہی۔ برسی۔ عرب کے زمانہ کفر و جاہلیت کی رسم ہونے کی وجہ سے۔ اور تیجہ دسواں۔ بیسواں تیرہواں۔ ستر ہویں۔ چالیسواں۔ چھ ماہی۔ برسی ہنود کی رسم منقلب ہونے کی وجہ سے بدرجہ اولیٰ سخت مکروہ ہونی چاہیے۔ اسیواسطے جب سے یہ رسمیں صحابہ کے بعد زندہ ہوکر چل پڑی ہیں اوسوقت سے ان پر رد و انکار ائمہ و فقہا و محدثین کا ہوتا رہا ہے۔ اور جاہلیت کی رسم اگرچہ مشروع چیز کے ساتھ ملکر ظہور میں آئی تاسپر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سخت انکار ہوا ہے۔ بابا السویر بدعا

کرنے کا صورتیں مسخ ہو جانے کی مقصد ظاہر فرمایا ہے۔ جزء ثالث مشکوۃ کے باب البکاء علی المیت کی فصل ثالث میں یہ حدیث وعن عمران ابن حصین وابی برزۃ قالا خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی جنازۃ فرأی قوما قد طرحوا اردیتھم یمشون فی قمص فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم أبفعل الجاھلیۃ تأخذون او بصنیع الجاھلیۃ تشبھون لقد ھممت ان أدعو علیکم دعوۃ ترجعون فی غیر صورکم قال فاخذوا اردیتھم ولم یعودوا لذالک رواہ ابن ماجۃ **ترجمہ** عمران ابن حصین اور ابو برزہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نکلے ہم ساتھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ایک جنازہ (کی اتباع) میں پس دیکھا حضرت نے ایک قوم کو کہ چادریں اتار ڈالی ہے (اور صرف) کرتوں میں چلتی ہے۔ پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا جاہلیت کے فعل پر عمل کرتے ہو یا جاہلیت کے کام کے ساتھ مشابہت کرتے ہو البتہ البتہ قصد کیا میں نے اس کا کہ تم پر ایسی بددعا کروں کہ پلٹ کر ہو جاؤ تم اپنی صورتوں کے غیر صورتوں پر۔ کہا پس لے لیا انھوں نے اپنی چادروں کو اور آیندہ ایسا نہ کیا۔ روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے صرف جاہلیت کی رسموں میں سے اتنا ہی کیا تھا کہ چادریں اوتار دی تھے جس پر حضور نے بددعا کے مذکور سے ڈرایا ان لوگوں نے فوراً چادریں لاکر اوڑھ لیں اور پھر ایسا نہ کیا تو پھر دوسری رسمیں جاہلیت کی جن کی مٹائی ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترک فرمائی ہوئی صحابہ کرام اور تابعین اور ائمہ مجتہدین کی آج کیونکر زندہ کرنی حلال ہو جائینگی۔ کہاں تو تیجہ وضیمہ۔ نویں۔ پندرہویں۔ چالیسویں۔ چھماہی۔ برسی کی سات بھتیاں زمان جاہلیت میں غمی کی تھی ان بان کے ساتھ مروج تھیں اور کہاں ایسی مثیں کہ بجز تعزیت اور اہل میت کو پہلے دن کھانا دینے کے اہل میت کے پاس جمع ہونے اور اہل میت کو کھانا تیار کرنیکو صحابہ کرام نوحہ جاہلیت میں شمار فرمانے لگے امام ابن الہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں ویکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام من اھل المیت لانہ شرع فی السرور لافی الشرور وھی بدعۃ قبیحۃ روی احمد وابن ماجہ باسناد صحیح عن جریر ابن عبد اللہ قال کنا نعد الاجتماع الی اھل المیت وصنعھم الطعام من النیاحۃ **ترجمہ** اور اہل میت سے کھانے کی ضیافت لینا اور ان کا ضیافت تیار کرنا مکروہ ہے اسلئے کہ وہ مشروع ہے شادیوں میں نہ غمیوں میں۔ اور یہ بُری بدعت ہے بدلیل اوس حدیث کے جسکو روایت کیا ہے امام احمد اور ابن ماجہ نے [illegible] اسناد کے جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہا انھوں نے شمار کیا کرتے تھے ہم [illegible] اکٹھے ہونے کو اہل میت کے پاس اور انکے کھانا تیار کرنیکو نوحہ سے ترجمہ

تمام ہوا جاہلیت کی رسومات کے مٹانے میں آپ کا یہ ارشاد کہ میں اُنکے مٹانے کو مبعوث ہوا ہر رسم جاہ
اتباع جنازہ میں چادریں اُتارنے پر مسخ صورت کی بددعا کی دعوتی میت کے کھانونسے منع کرنے میں
وہ اہتمام جو حدیث کے اماموں کی صحاح ستہ سے عنقریب آتا ہے جسپر عمل صحابہ کی یہ شان کہ صحابہ کرام نے
نماز جنازہ کے غیر وقت میں اہل میت کے پاس جمع ہونے اُنسے کھانا لینے کو نوحہ کی مد میں شمار کر رکھا تھا صرف
تعزیت کو جاتے اور چلتے ہوتے۔ اونکے پاس بجز اتفاقیہ امر اجتماع نکرتے تھے۔ قرون ثلاثہ میں جو ایصال
ثواب الی المیت ہوا وہ پابندی ایام و طرز جاہلیت کے تقید سے مجتنب ہوکر ہوا اگرچہ کنواں کھدوا کر اوسکا
پانی فی سبیل اللہ کردیا اور میت کو اوس کا ثواب بخشدیا۔ مگر یہ نہوا کہ اوس طرح پر کھانا کہا ہو جس سے کھانیوالونکے
چشم انتظار اور منہ کی خواہش کسی دستور معین کی وجہ سے اوس کھانے کی طرف سے لگے ہوں۔ البتہ زیارت
قبور کے وقت جتنا چاہا قرآن شریف پڑھکر ثواب بخشدیا اس کام کیلئے وہ کسی مقبرہ میں بہ پابندی تاریخ اکٹھے
ہوتے نہ مسجد میں نہ اہل میت کے گھر اہل میت پر نہ اونھوں نے اپنی خورد و نوش آؤ بھگت وغیرہ کا بار رکھا
اور نہ اہل میت سے بخوشی یا کسی دباؤ اور دستور کی وجہ سے نقد یا کھانا شیرینی وغیرہ اونکو دیا تو قرون ثلاثہ
اور مجتہدین آئمہ اربعہ زمانوں کے بعد بھی تخصیص ایام وغیرہ کی پابندیاں مٹائی ہوئی شرع کی کیسے مشروع
ہو جاتیگی۔ اور وہ جو عاصم بن کلیب کی روایت کو سنن ابی داؤد و امام احمد سے پیش کیا جاتا ہے کہ ایک موقع پر
اہل میت کے یہاں کا پہلا تیار شدہ کھانا آپ نے بھی کھالیا ہے گو بجائے دیگر لقمہ اگلدیا ہے۔ یہ حجت
ساتھ بھتیوں میں سے ایک بھتی وضیمہ کے جواز کی نہیں ہوسکتا اسلئے کہ اس موقع کے بعد پھر کبھی آپکو
وضیمہ کھانے کھلانے کھلوانے جاری رکھنے اجازت دینے محقق نے استثنا فرمانیکا اتفاق نہیں ہوا
ممکن ہے کہ جیسے اہل میت کو طعام بھیجنا مکارم اخلاق سے ہے ایسا ہی آپنے اپنے آپ کو
اور اپنے ساتھیونکو منجملہ اہل میت شمار فرمایا ہو یا میت والے اور بیمار دار کے یہاں کے کھانیکو بیماری
اور موت لگجانے کے خوف سے جو بعض کفار نہیں کھاتے ہیں اوس کے ابطال کا اسمیں مقصد فرمایا ہو
اسلئے کہ کھانا پہلا تیار شدہ اوس میت والے کے گھر کا ہی تھا باہر سے نہیں آیا تھا۔ اسیواسطے فقہانے
اسکو منہی عنہ اور ممنوع سے مستثنے نہیں کیا اور پھر پہلے دنکی بھتی بھی تو دوسرے کسی صحابی کے یہاں نہیں ہوئی
چہ جائیکہ دستور ہو جاتی۔ شیخ علی متقی صاحب کنز الاعمال کے رسالہ دمعات التعزیہ میں مرقوم ہے

الاول الاجتماع للقراءة بالقرآن على الميت بالتخصيص في المقبرة او المسجد او
البيت بدعة مذمومة لانه لم ينقل من الصحابة رضي الله عنهم شيئا

ترجمہ اول اکٹھا ہونا قرآن پڑھنے کے لئے میت پر ساتھ تخصیص کے مقبرہ یا مسجد

یا گھر میں بدعت مذمومہ ہے اس لئے کہ اس میں سے کچھ صحابہ سے منقول نہیں جامع الرموز میں ہے
وَیُمْنَعُ القراء عنه ولا یعطی لهم شئ کما فی المنیہ ویکرہ اتخاذ الضیافۃ فی هذه
الایام وکذا اکلها کما فی خیرۃ الفتاوی **ترجمہ** اور منع کیے جاویں قرآن پڑھنے والے
اور نہ دیا جاوے انکو کوئی چیز جیسا کہ منیہ میں ہے اور مکروہ ہے تیار کرنا ضیافت کا ان دنوں میں اور ایسے ہی
مکروہ ہے کھانا اسکا جیسا کہ خیرۃ الفتاوی میں ہے اور فتاوی بزازیہ میں ہے کہ مکروہ ہے تیار کرنا اہل میت کا
کھانے کو لوگوں کو کھلانے کے لئے پہلے دن اور تیسرے دن اور بعد ہفتوں کے اور لے جانا کھانا
طرف قبر کے موسموں میں مکروہ ہے۔ اور مکروہ ہے مقرر کرنا دعوت کا بدلے قرات قرآن کے اور جمع کرنا
صلحا اور فقرا کا ختم کے لئے یا سورہ انعام یا سورہ اخلاص کی قرات کے لئے انتہی۔ نیا ناج جب بعض میں یا باہم
یا کوئی تیوہار ہوتا ہے تو بعض جگہ کھانا تیار کرکے قبر کی طرف لے جاتے ہیں وہاں قبرستان کے مدرسگار کو
دیدیتے ہیں یا حاضرین کو بانٹ دیتے ہیں یہ مکروہ ہے اور بنظر تقرب اگر قبر پر چڑھایا جاوے تو چڑھانا فعل
فاعل کا اور چڑھا ہوا دونوں جدا جدا حرام ہیں انتہی یہ مولنا محمد ارشاد حسین الرامپوری وغیرہ من علماء ہم
وعلماء بلدنہ **جامع الروایات** میں مسطور ہے فی شرح المنہاج الامام النووی الاجتماع
علی المقبرۃ فی الیوم الثالث وتقسیم الورد والعود واطعام الطعام فی الایام
المخصوصۃ کالثالث والخامس والتاسع والعاشر والعشرین والاربعین
والشهر السادس والسنۃ بدعۃ (مذمومۃ) ممنوعۃ **ترجمہ**
امام نووی رح کی شرح منہاج میں ہے جمع ہونا قبر پر تیسرے دن اور بانٹنا گلاب کے پھول اور اگر کی
بتیاں اور کھانا کھلانا ایام مخصوصہ میں جیسے تیجہ پانچواں نواں دسواں بیسواں چالیسواں دن چھماہی
برسی بدعت ممنوعہ ہے۔ ترجمہ تمام ہوا۔ یہ دو مسئلے ہیں ایک قبر پر تیسرے دن جمع ہوکر پھول اور اگر کی
بتیاں بانٹنا جیسا دوہری لکیر ہے۔ دوسرا مسئلہ کھانا کھلانا ایام مخصوصہ میں جیسے تیجہ تا برسی جیسا یہری
لکیر ہے ان دونوں کا حکم بتلایا کہ بدعت ممنوعہ ہیں۔ پس مولف انوار ساطعہ مرحوم کا پچھلے مسئلہ کو بھی
قبر پر کھینچ لیجانا کہ وہاں جاکر ان ایام مخصوصہ میں تیجہ پانچویں۔ نویں۔ دسویں۔ بیسویں۔ چالیسویں
چھماہی۔ برسی کے کھانے کھلانے کو قبر پر لیجانے کی وجہ سے بدعت ممنوعہ یعنی مکروہ فرمایا ہے نہ ایام
مخصوصہ کی وجہ سے یہ کوری تحریف ہے دونوں مسئلوں کو واو عاطفہ سے جدا جدا بیان کیا ہے۔ قبر پر کا
تیجہ جدا اور گھر پر کا تیجہ تا برسی کے کھانے جدا۔ اور اگر یہ ایک ہی مسئلہ تھا تو دو تیجے کیسے اور پھر
ہمارے فقہا و حنفیہ کی تصریحات صدر کے ہوتے ساتے ایسی دیانتداری کب چل سکتی ہے

ایصال ثواب عبادت بدنی و مالی کا اموات کو مشروع طور پر ہونا چاہئے نہ جاہلیت کی رسموں درایام مخصوصہ کے علاوہ میں ان کے مثال راسے کو افسوس ہم کیا ختنہ دکھائینگے جبکہ ہم ان دنوں کو منا ہیں ہیں مشروع طور پر قربانی کر دیا تلاوت حج کر دیا عمدہ کھانا کھلاؤ یا دوسری قربت سب کا ثواب پہونچتا ہے جیسا کہ کتب فقہیہ میں صرح ہے از انجملہ وان تبرع عنه اسے عن المیت له الاکل لانه یقع علی ملك الذابح والثواب للمیت (للشامی ردالمحتار) یعنی اور اگر بطور تبرع اپنے مال سے قربانی کی میت کی جانب سے جائز ہے واسطے اُسکے کھانا (اوس قربانی کا ہے) اسلئے کہ وہ ملک ذابح پر واقع ہوتی ہے اور ثواب ہوتا ہے میت کے لئے۔ ترجمہ تمام ہوا۔ اور اگر قربانی کی میت کی وصیت پر میت کے ترکہ سے تو اوس کو صدقہ کرے تو نہ کھائے۔

قال فی ردالمحتار انه ان بامر المیت لایاکل منها والا یاکل انتہی

اور اگر میت نے وصیت نہیں کی تو ترکہ میں سے خرچ کرنا سوائے تجہیز تکفین کے درست نہیں اور اگر وارثا نابالغ ہوں تو اونکی اجازت معتبر نہیں ولی کو اُنکے مال میں سے خرچ کرنا اس امر میں حلال نہیں۔ بالغ اپنے مال سے کریں درست ہے۔ اور وہ جو بعض کتب فقہیہ میں نقل کیا ہے کہ میت کا کھانا دل کو مردہ کرتا ہے اور حدیث بخاری میں آیا ہے کہ صدقے میں پہل میں (صدقہ دینے والے) لوگوں کے اور صحاح ستہ کی حدیثوں میں جو میت کے کھانے سے نہی وارد ہوئی ہے۔ اس کی توجیہ میں فرمایا حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رضی اللہ تعالے عنہا نے فتاوی عزیزی میں ہے۔ مراد از طعام میت طعامی است کہ تا چہل روز میخورانند و وجہ اماتت قلب آنست کہ بیشتر از ہنگام سوانح موت میت و ہم بعد از ان خیال سرانجام طعام و تقسیم آن فیما بین الاقربا یا سکان مساجد و اسکیر خاطر میشود کسانیکہ این طعام با آنہا میرسد از وقت موت میت روح و جسم دوختہ بدین طعام میباشند مقصود شرع آنست کہ از موت میت عبرت گیرند و پند پذیرند و در تفکر آخرت مشغول شوند و از غفلت دنیا شوند و این مقصود ازین صورت بالکلیہ مفقود میگردد و آنچہ در حدیث صحیح آمدہ است و در صحاح ستہ موجود است ہمین قدر است کہ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عن طعام المیت جلد ۲ صفحہ ۱۰۵

ترجمہ مراد میت کے کھانے سے وہ کھانا ہے کہ چالیس روز تک کھلاتے ہیں اور (اوسکو کھانے سے) دلکو مارنے کی وجہ یہ ہی کہ میت کے موت کے سانحہ کے وقت سے پیشتر اور نیز بعد میں اوس ہی خیال سرانجام طعام اور اوس کھانے کے بانٹنے کا اقربا یا مسجدوں کے باشندوں کے واسطے خاطر ہوتا ہے جن لوگوں کو یہ کھانا پہنچتا ہے وہ میت کی موت کے وقت سے جسم و دل لگائے ہوئے طرف اوس کھانے کی

ہوتے ہیں (اور) مقصود شرع یہی کہ میت کی موت سے عبرت پکڑیں نصیحت پائیں تفکرات آخرت میں مشغول ہوکر غفلت سے ہوشیار ہوویں۔ اور یہ مقصود صورت مذکورہ میں بالکل نیست و نابود ہوتا ہے اور جو کچھ حدیث صحیح میں آیا ہے اور صحاح ستہ (یعنی بخاری و مسلم و ابو داود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ) میں موجود ہی اسیقدر ہی کہ منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے میت کے کھانے سے ترجمہ تمام علما یعنی میت کے کھانے منہی عنہ سے اسی قسم کے کھانے مراد ہیں اور یہی وجہ زمانہ جاہلیت کی غمی کی ساتوں بھاجیوں کے مٹانے کی ہوئی ورنہ ایصال ثواب طعام و دیگر عبادات مالی کا جو باتفاق مذہب اربعہ میت کو پہنچتا اور احسان محض ہے اور شرعاً ثابت ہے اوسکی نہی کیسی جو خضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عبادت مالی کا اتنا بجہ اکا م کہ کنواں کھدوا دیا کر ام سعد کو ثواب پہونچانے کے لئے وقف کروا دیا اور جونکہ ام سعد کے ترکہ سے اونکی وصیت سے نہ بنا تھا لہذا اوس کا پانی وا قف اور غنی وفقیر سب کو روا ہوا اور بیچنے قرض بٹانے کے کام کا نہ تھا پس جو کھانا اپنے مال سے کوئی میت کو ثواب پہنچانے کے لیے تیار کرانے اوس کو باہنا او تارنے میں کھانے ہوتے کے معاوضہ میں کھلانا حلال نہیں پس اوس کنوئیں کی طرف نہ پہلے سے کسی کی خواہش قلبی و چشم انتظار لگی ہوئی تھی اور نہ کوئی دستور اس کا اسیدوار بنا رہا تھا کب ام سعد رضی اللہ تعالی عنہا انتقال فرمائیں اور کنواں بنے۔ اور نہ اوس کنوئیں کے تیار کرانے پر بدلے اور معاوضہ کا ڈنڈا پھیر رہا تھا جیساکہ غمی کی بھاجیوں جنیا فتوں پر ہوتا ہے اور اپنا کھایا ہوا اپنا یا جاتا ہے۔ جیسے شادی و نادر تجہیز تکفین کی شرکت اتباع جنازہ ماتم پرسی کی اجرت المعروف کالمشروط میں جیب سلوئی منہ بھا کیا جاتا ہے۔ ہمارے نفس امارہ نے یہ کام غمی خالص لوجہ اللہ کرنے گوارا نہ کئے زمانہ جاہلیت عرب و عجم کی طرح کچھ نہ کچھ ڈھب کھانے کا ضرور لگا لیا۔ اور ان کھانوں کے لاگو اور اونکی اعوان سے جو ایذا رسانی مسلمین کو پہنچتی ہے اہل بصیرت سے پوشیدہ نہیں۔

ہمارے شیخ مبصرہ میں فرماتے ہیں

تفسیر مظہری میں بیہقی ہند قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ فرماتے ہیں وَاَيْضًا لَا يَجُوْزُ مَا يَفْعَلُهُ الْجُهَّالُ بِقُبُوْرِ الْاَوْلِيَاءِ وَالشُّهَدَاءِ مِنَ السُّجُوْدِ وَالطَّوَافِ حَوْلَهَا وَاتِّخَاذِ السُّرُجِ وَالْمَسَاجِدِ عَلَيْهَا وَمِنَ الْاِجْتِمَاعِ بَعْدَ الْحَوْلِ كَالْاَعْيَادِ وَيُسَمُّوْنَهُ عُرْسًا انتہی **ترجمہ** اور ایسے ہی جائز نہیں وہ جو کرتے ہیں جہال اولیا اور شہیدوں کی قبروں کے ساتھ سجدہ کرنے اور اون قبروں کے گرد گھومنے۔ طواف کرنے ظہاری ہونے اور ان قبروں پر چراغان کرنے اور اون قبروں پر مسجدیں بنانے کی قسم سے ... ... اکٹھے ہونے سے بعد سال کے مثل عیدوں کے۔ اور نام رکھتے ہیں اوس اجتماع کا

عرس ۔ ترجمہ تمام ہوا ملا علی قاری مکی **شرح مناسک** میں فرماتے ہیں لا یطوف اے لا یدور حول البقعۃ الشریفۃ لان الطواف من مختصات الکعبۃ المنیفۃ فیحرم والعلماء **ترجمہ** نہ طواف کرے یعنی گھومے نہیں گرداگرد بقعہ شریفہ (مزار اقدس مبارک نبوی) کے اسلئے کہ طواف اون امور میں سے ہے جو کعبہ منیفہ کے ساتھ خاص کئے گئے ہیں تو اسی لئے حرام ہوگا گھومنا گرداگرد قبور انبیاء و اولیاء کے اور کچھ اعتبار نہیں اوسکا جو کرتے ہیں عوام جہلا اور اگرچہ ہوں وہ مشائخ اور علماء کی صورت میں ترجمہ تمام ہوا طواف کی ممانعت میں ۔ مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی بھی موافق علامہ علی قاری کے ہیں دیکھو اون کا فتوے دیا ہوا بجواب استفتاء حافظ کریم بخش صاحب مراد آبادی مسلمہ بعد ان عبارت کے چند کتب فقہیہ سے ایسا ہی نقل فرما کر اور نیز یہ کہ بموجب تصریح بعض کتب فقہیہ کہ اگر سوائے خانہ کعبہ کے کسی دوسری مسجد کا بھی طواف کرے گا تو اوسپر خوف ہے کفر کا لکھا **منہج مستقیم** میں پانچ اقسام مبتدعین کے مرقوم ہے ومنھم من دارت علیھم المشیخۃ (الی قولہ) سموہ یوم العرس ولیلۃ لیلۃ بارعام یضربون الخیام ویطبخون الطعام والیبالون بانواع الاثام انتہی **ترجمہ** اور منجملہ مبتدعین وہ ہیں جنپر گھوم رہی ہے پیری (یعنی بزرگوں کی اولاد میں گنے جاتے ہیں یا بزرگوں کے جانشین ہیں) (الی قولہ) اور نام رکھتے ہیں (سال تمام ہونے پر جو ان کی وفات کا دن آتا اور یوم وصال کہلاتا ہے) اوس دن کا دن عرس کا (دولہ دلہن کے وصال کے دن کے محاورہ سے لیکر) اور اس دن کی رات کا شب بارعام نام رکھتے خیمے کھڑے کرتے ہیں اور کھانے پکاتے ہیں اور کچھ پرواہ نہیں کرتے چند قسم کے گناہ کرنے کی ترجمہ تمام ہوا ۔ ناقل کہتا ہے ؎

تیرے نقش قدم نے کر دیا گلشن بیابان کو ۔۔۔ بنا یا لغت فلو بریں کلیر کے میداں کو

ایک مشہور رنڈی کی زبان سے جنے اوسی یوم عرس اور لیلۃ بارعام کے ایام میں سنا ہوگا اور فقہا کی تصریحات موعودہ ضمن کتابات میں مخفی نہ ہونگی ہرچند کہ یہ فتنے اور بام ان لاوام میں مخفی اور وقع ہونے کی چیزیں ہیں مگر دیندار کے لئے بدعتوں سے اپنے دین کو بچانا کچھ دشوار نہیں حق و باطن کی اقتیاز کے اسباب لفضلہ تعالیٰ اس دین سے اوٹھ نہیں گئے)

بعض رسائل میں **مناہج المرام** سے نقل کیا قال الشیخ الامام الاجل ابو صالح محمد ابن ۵۹۰ھ الشیرازی مایقع فی بلاد العجم من بسط الفرش وضرب الخیام عند مقبرۃ الاولیاء الکرام والعوام یستمدون بھم ویستحون ویعرعون الیھم کلہ مکروہ والمکروہ اقرب الی الحرام انتہی

ترجمہ فرمایا شیخ امام اجل ابو صالح محمد بن ابراہیم شیرازی نے جو عجم کے شہروں میں فرش بچھانے اور خیمے کھڑے کرینگا اولیاء کرام کے مقبروں کے پاس رواج ہے اور عوام لوگ مدد مانگتے ہیں (والعیاذ باللہ) بوسیلہ انکے اور عاجزی کرتے گڑگڑاتے ہیں طرف اونکی یہ سب مکروہ ہیں اور مکروہ بھی کونسا جو قریب باندازہ ہی طرف حرام کے ترجمہ تمام ہوا چونکہ یہ خود انسے مانگنا اون چیزوں کا نہیں جو شخص بالباری ہیں بس بوسیلہ ونکی مانگنا ہو یہ مختلف فیہ ہے متاخرین میں ہاں بسط فرش وغیرہ خیام مقابر کے پاس اسکی کراہت میں کسیکو کلام نہیں۔ اگر کسی ہم یاں کہ علماء ان ہولہ یہ سرف مجتہدین کے اجتہادی خیالات کا خاکہ ہے جیسا کہ تقلید ست کھتا لمحانے والوں کو ہوا کرتا ہے تو ہم اونکی ہدایت کے واسطے طبق مضموں سنت نبوی اونکی روحی غذا کے لئے پیش کرتے ہیں عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَجْعَلُوا بُیُوتَکُمْ قُبُورًا وَلَا تَجْعَلُوا قَبْرِیْ عِیدًا وَصَلُّوا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ کُنْتُمْ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ وَفِیْ مُنْتَھَی الْمَقَالِ وَمَعْنٰی لَا تَجْعَلُوا قَبْرِیْ عِیدًا امام سبکی چنین گفتہ کہ مراد ازان تخصیص وتعیین وقت است برائے زیارت چنانکہ مر عید را بود بلکہ تمام سال وقت زیارت است ویا مراد تشبیہ باعیاد است در اظہار زینت وتجمّع واجتماع چنانکہ در عید امر معہود است بلکہ باید کہ بزیارت ودعا وسلام اقتصار کنند انتہی قال الامام الخطیب الحافظ ابوبکر البغدادی لما کان یوم الفصر ذا البحر یعود کل سنۃ والناس یعودون الیہ اجتماعا وازدحاما من الآفاق یسمّی عید العود مرۃ بعد اخرٰی فنھی النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم امتہ عن الاجتماع علی قبرہ الکریم کاجتماعھم لاقامۃ مراسم العید کفعل اھل الکتاب وذلیلھم بقبور انبیائھم والمعنی لا تجعلوا قبری کالعید

لہ مولانا عیسیٰ بن قاسم سندھی نے تنبیہ الورام میں لکھا لا یجوز الاستعانۃ باھل القبور علیہ الجمہور یعنی استعانت جائز نہیں اہل قبور کے وسیلہ سے اور یہی مذہب ہے جمہور کا اور غرائب فی تحقیق المذاہب کی عبارت ہے رأے الامام ابو حنیفۃ من یاتی القبور لاھل الصلاح فیسلم ویخاطب ویتکلم ویقول یا اھل القبور ھل لکم من خبر (الی قولہ) فسمع ابو حنیفۃ یقول یخاطبھم فقال ھل اجابوک قال لا فقال لہ سحقا لک وتربت یداک کیف تکلم اجسادا لا یستطیعون جوابا ولا یملکون شیئا ولا یسمعون صوتا وقرء وما انت بمسمع من فی القبور انتھی

تزیّنا واجتماعا انتہی ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (یہ فرماتے ہوئے) نہ ٹھہراؤ اپنے گھروں کو قبریں[1] اور نہ ٹھہراؤ میری قبر کو عید[2]۔ اور درود بھیجو مجھ پر پس درود تمہارا پہنچتا مجھکو جہاں کہیں کہ ہوگے تم (دعا بلیغ) روایت کیا اس حدیث کو امام نسائی نے اور منتہی المقال میں ہے معنی لا تجعلوا قبری عیدا کے امام سبکی نے ایسے فرمائے ہیں کہ مراد اوس سے قبر کرم کو عید بنانے (سے) خاص کرنا اور معین کرنا وقت کا ہے زیارت (شریف) کے لئے جیسا کہ خاص کیا عید کے لئے ہوتا ہے بلکہ تمام سال و مدت عمر وقت زیارت کا ہے اور یا مراد منشا یہ ہو جاتا ہے ساتھ عیدوں کے زینت اور تجمل اور اکٹھے[3] ہونے کے اظہار میں جیسا کہ عیدوں میں دستور ہے۔ بلکہ چاہئے کہ زیارت اور دعا اور سلام پر اقتصار کریں انتہی (اور زیارت کر کے چلتے ہوویں عیدوں کا سا یکوقتی مجمع قبر مقدس پر نکریں) فرمایا امام خطیب حافظ ابو بکر بغدادی نے [illegible] ہرگاہ کہ دن عید الفطر اور عید قربانی کا ہر سال [illegible] تجدد و امثال لوٹتا رہتا ہے اور لوگ بھی چار و ناچار طرف اوسکی طرف لوٹتے میں متفق اور اکٹھے ہو کر اسلئے نام رکھا گیا ان عیدوں کے دنوں کا عید مانند [illegible] لوٹ آنے کی وجہ سے ایکبار بعد دوسری بار کے تو منع فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو اپنی قبر بزرگ پر اکٹھے ہونے سے مثل اکٹھے ہونے انکے کے واسطے قایم کرنے مراسم عید کے مثل فعل و عادت اہل کتاب کی اپنے انبیا کی قبروں کے ساتھ اور معنی لا تجعلوا قبری عیدا کے یہ ہیں کہ نہ ٹھیراؤ میری قبر کو مانند عید کی زینت دینے اور بناؤ کرنے اور اکٹھے ہونے کی راہ سے

ترجمہ تمام ہوا ہر دو امام کے بتلانے سے ہوئے ہر دو معنی پر حدیث کے سالیانہ اجتماع کی قبر اقدس پر نہی معلوم ہو چکی ہوتے ہوئے جس نہی کے سالیانہ عیدیں عرسوں کی قبور پر جائز نہیں ہو سکتیں اور یہ امام ابو بکر اور امام سبکی ایسے نہیں ہیں۔ بحکم صحیح و صریح حدیث کے کھلے ہوئے معنی بیان کر دینے میں جنکے قول کو وہابیت کی تہمت لگا کر ٹالدیا جاوے وہابیت سے از بس ناراض مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی جنکی شان میں یہ اپنی کتاب الامن والعلی کے یہ ارقام فرماتے ہیں امام علامہ سید سنی

---

[1] یعنی اپنے گھروں کو برکت نماز سے محروم نرکھو نفل وغیرہ انمیں بھی پڑھ لیا کرو وہ گھر قبر نہیں ہے جو اوس میں نفل فرض کوئی نماز نہ پڑھنی چاہئے ۱۲

[2] جیسے عید الفطر کے لئے پہلی تاریخ شوال کی وقت چاشت کے اور عید الضحیٰ یوم نحر دسویں شوال کی وقت چاشت کے ۱۲

[3] یعنی لوگ عید کے دن عیدگاہ میں غول کے غول آتے جاتے ہیں اور اکٹھے ہو کر فرض منصبی عید کے دن کا ادا کر کے ایک ساتھ ہی چلے جاتے ہیں اپنے ۱۲ منہ گھروں کو ۔

تقی الملت والدین علی بن عبد الکافی السبکی قدس سرہ الملکی جنکی امامت وجلالت محل خلاف شیعہ
نہیں یہانتک کہ میان نذیر حسین دہلوی اپنے مہری مصدق فتوے میں انکو بالاتفاق مجتہد مانتے ہیں
صفحہ ۱۹ غرضکہ اس کے مقابلہ میں وہ روایت جسمیں سال کے سرے پر شہدا کی قبور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا زیارت اور سلام کے لئے تشریف لیجانا مذکور ہے جس روایت کی جڑ جاسے تین طبقے اوپر کے
خالی رہے اور چوتھے طبقہ میں وہ روایت آن براجی کیسے قابل اصغا ہوسکتی ہے خصوصاً اوس صورت
میں کہ حدیث لاتجعلوا قبری عیدا اور اس معنی کی اور دوسری طرق سے دوسری حدیثیں جن میں سے
قدرے آئندہ بیان کرینگے ائمہ حدیث سلف وخلف میں محکم غیر منسوخ معمول بہا ٹھہر چکیں تو اون کو
طبقہ رابعہ میں منہ دکھانے والی وہ روایت کیسے مخصص کر سکتی ہے جسپر یہ ایراد وارد ہے قال الامام
ابن الہمام فی التحریر وبحر العلوم فی شرحہ اذا انفرد واحد بخبر قد شارکہ خلق کثیر
بالاحساس وھو مما یتوفر الدواعی علی نقلہ ممن معہ فی احساسہ حتی لیقطع بکذب
المخبر وخبرہ خلافاً للشیعۃ انتہی ترجمہ فرمایا امام ابن الہمام نے تحریر میں اور بحر العلوم نے شرح تحریر میں
جبکہ اکیلا ہو جاوے کوئی ایسی خبر دینے میں جسکے دریافت کرنے میں باہم شریک ہوئی ہو خلق کثیر اور وہ
خبر اوس قسم کی ہو جسکی نقل پر دواعی بسیار ہوں اون میں سے جو اوس خبر دہندہ کے ساتھ تھے اوس خبر کے
دریافت کرنے میں تو غایت ایسی خبر کی یہ ہے کہ بہت قطعاً یعنی یقیناً (ایسی خبر جھوٹی اور اوس خبر کا دینے والا
جھوٹا خلاف ہے اسمیں شیعہ کا ترجمہ تمام ہوا۔ اب انصاف کیجئے اور سمجھ بوجھ سے کام لیجئے کہ شہدا
کی قبور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لے جانے کی خبر دے ایک شخص چوتھے
طبقہ کا اوپر کے راویوں کا نام لیکر جس خبر کے جڑ سے تین طبقے اوپر کے خالی اور نہ اہل قرون
ثلاثہ کا بطور توارث ہی اس پر عمل ثابت اور نہ بطور روایت۔ اور وہ خبر بھی ایسی نہیں جسکو پردہ واستتار سے
تعلق ہو دن دہولے کی عید قبور شہدا پر تو صحابہ ایسی سنت کے تارک کیونکر ہو سکتے ہیں اور شہید
مختلف تاریخوں میں شہادت پانے والے کے شہید ہونے کے دن سے سال مراد ہو تب تو یکے
بعد دیگرے بہت سی عیدیں قبور شہدا کی جن کو آج عرس کہا جاتا ہے وقوع میں آئیں جنکو
خلق کثیر دیکھتی حالانکہ اس خبر میں پہلے طبقہ کا صحابی تو کیا اس خبر ہی میں شریک ہو سکتا چوتھے
طبقہ کا بھی کوئی شریک نہیں تو یہ خبر اور اس خبر کا دینے والا بھلا کیسے ہوتے اوپر کی عبارت سے تو پوچھو
اور یہاں تو خلاف شیعہ کا بھی کام نہیں آ سکتا اسلئے کہ یہ خبر ایسی نہیں جسکو تقیہ سے تعلق ہو اور کہہ دیا
جاوے کہ بخوف خلفاء ثلاثہ اس کا اظہار نہ کر سکے اسلئے یہ روایت مخلصین شیر خدا کرم اللہ وجہہ کے

سینہ بسینہ ہی چلی آتی رہی جو تھے طبقہ میں موقع پاکر اس کا ظہور ہوا - اور جبکہ بستان المحدثین میں خود حضرت مولینا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رضی اللہ عنہ تصریح فرما چکے کہ چوتھے طبقہ کی حدیث نہ عملیات میں لی جاتی ہے اور نہ معتقدات میں تو سال کے سرے پر شہدا کی قبور پر تشریف لا نے کے تذکرہ والی سے وہی چوتھے طبقہ کی حدیث سے احتجاج کیسے فرمائینگے صرف ذکر کر دینے سے احتجاج نہو جائیگا اور لا تجعلوا بیوتکم قبورا اور لا تجعلوا قبری عیدا الحدیث جیسی نسائی سے اوپر منقول ہو ایسے ہی ابو داؤد نے [۲]ص۱۱ باسناد حسن اور ابو یعلی موصلی کی مسند کو دوسری اسناد کے ساتھ جس احفاد میں امام جعفر صادق کی اولاد میں سے جعفر ابن ابراہیم امام زین العابدین سے روایت فرماتے ہیں اسطرح کہ آپنے دیکھا ایک شخص کو کہ وہ ایک شگاف کی طرف سے جو قبر مطہر کے پاس تھا آتا ہے - اور اوس کے اندر جا کر دعا مانگتا ہے - آپ نے اوسکو منع فرمایا اور کہا تمکو میں وہ حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے اپنے باپ سے اور اونھوں نے دادا سے اور اونھوں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے کہ فرمایا کہ میری قبر کو عید مت بناؤ اور اپنے گھروں کو قبریں اسواسطے کہ تمہارا سلام جہاں میں ہو تم ہو مجھے پہنچیگا [۲]ص۱۱ - اسکو ابو عبداللہ محمد بن عبد الواحد مقدسی نے روایت کیا ہے اور سعید بن منصور نے سنن میں اپنی دوسری اسناد کے ساتھ ایسا ہی روایت کیا ہے مگر اوس میں ابن سلام کی جگہ وہ دوسرے ہیں اور پھر دوسری اسناد کے ساتھ .... کے آنے کے ذکر کو ویسا ہی روایت کیا ہے جیسا اخیر حدیث کے یہ زیادہ ہے لعنت کرے اللہ یہود اور نصاری پر کہ ٹھہرالیں انہوں نے اپنے انبیا کی قبریں مسجدیں اور ورود بھیجو مجھپر کہ تمہارا درود مجھکو پہونچیگا تم اور اندلس کے لوگ برابر ہی ہو تو یہ دونوں مرسل حدیثیں ان دو مختلف صورتوں سے اصل حدیث کے ثبوت پر دلالت کرتی ہیں خصوصاً اوس صورت میں کہ جسنے اوسکو مرسل کیا ہے وہی اوسکو اپنی حجت ٹھہراتا ہے - اس سے لازم آتا ہے کہ اوسکے نزدیک [۲]ص۱۱ حدیث ثابت ہے - اور یہ جب ہی کہ ان دو وجہوں کے سوا کوئی اور روایت سند نہو پس بیان دوسری حدیثیں بعض الفاظ اور متقارب الفاظ کے ساتھ سند دار بھی بیان ہو چکیں تو پھر ثبوت کیسے نہوگا شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ دلالت حدیث کی وجہ یہ ہی کہ قبر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روے زمین کی قبروں سے افضل ہے جب اوس کو عید بنانے سے منع فرما دیا تو اور دوسری قبروں کو عید بنانا بدرجہ اولی ممنوع ہوگا - یہ ماخوذ ہے ترجمہ الفاظ سے متون اور بشمول اسنادوں کے دہرین کیجئے - پس جبکہ امام بیہقی اور اونکے مقابل امام ابن القیم اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ سے ثابت بالاحادیث قبروں کی عید نہ منانے کا مسئلہ تو یہی سنوا چکے تو اوس کے خلاف آپ کا کہنا اولی نہیں - جب جب اسکا عمل ترک کرنے لائق ہو ---

باب قراءة القرآن للميت (مشروع طریق میت کے لئے قرآن خوانی اور قل و فاتحہ خوانی کا بیان)

عن عبد الرحمن بن العلاء بن اللجلاج عن ابیه قال قال لی ابی اللجلاج ابو خالد یا بنی اذا انا مت فالحدنی فاذا وضعتنی فی لحدی فقل بسم الله وعلی ملة رسول الله ثم سن علی التراب سنا ثم اقرأ عند رأسی بفاتحة البقرة وخاتمتها فانی سمعت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یقول ذلك رواه الطبرانی فی معجم الکبیر و اسناده صحیح **آثار السنن** حلد ۲ قوله رواه الطبرانی الخ قلت قال حدثنا الحسین بن اسحاق التستری قال حدثنا علی بن حجر ثنا مبشر بن اسمعیل حدثنی عبد الرحمن بن العلاء بن اللجلاج عن ابیه فذکره وقال الحافظ الهیثمی فی مجمع الزوائد رجاله موثقون قلت وله شاهد من حدیث عبد الله بن عمر قال سمعت النبی صلی الله علیه وآله وسلم یقول اذا مات احدکم فلا تحبسوه واسرعوا به الی قبره ولیقرأ عند رأسه بفاتحة البقرة وعند رجلیه بخاتمة البقرة رواه البیهقی فی شعب الایمان وقال والصحیح انه موقوف علیه قلت وفی الباب روایات اخری قال السیوطی فی شرح الصدور واخرج الخلال فی الجامع عن الشعبی قال کانت الانصار اذا مات لهم المیت اختلفوا الی قبره یقرؤن له القرآن واخرج ابو محمد السمرقندی فی فضائل قل هو الله احد عن علی من مر علی المقابر وقرأ قل هو الله احد احد عشر مرة ثم وهب اجره للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات واخرج ابو القاسم سعد بن علی الزنجانی فی فوائده عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم من دخل المقابر ثم قرأ فاتحة الکتاب وقل هو الله احد والهٰکم التکاثر ثم قال اللهم انی جعلت ما قرأت من کلامك لاهل المقابر من المؤمنین والمؤمنات کانوا شفعاء له الی الله تعالی واخرج القاضی ابو بکر بن عبد الباقی الانصاری فی مشیخته عن سلمة بن عبید قال قال حماد المکی خرجت لیلة الی مقابر مکة فوضعت رأسی علی قبر فنمت فرأیت اهل المقابر حلقة حلقة فقلت قامت القیامة قالوا لا ولکن رجل من اخواننا قرأ قل هو الله احد وجعل ثوابها لنا فنحن نقتسمه منذ سنة واخرج عبد العزیز صاحب الخلال بسنده عن انس ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال من دخل المقابر فقرأ یٰسٓ خفف الله عنهم یومئذ و کان

له لبابه من فيها حسنات قال السيوطي هذه ان كانت ضعيفة لكن مجموعها يدل ان لذلك اصلا ۱۲ بتعليق الحسن صفحہ ۲۶، تحفۃ اسانید ترجمہ روایات الباب کا یہ ہے

فرمایا ابو خالد رضی اللہ عنہ نے اے میرے بیٹو جب میں مرجاؤں تو بغلی قبر کھودنا میری پس جب رکھنے مجھکو میری قبر میں تو کہنا بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ - پھر مجھپر مٹی جھاڑ دینا پھر پڑھنا میرے سر کے پاس فاتحۃ البقرۃ (یعنی الم سے مفلحون تک) اور خاتمہ اوس کا (یعنی آمن الرسول سے ختم سورہ تک) پس بلاشبہ سنا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتا اسکو روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر میں - اور اسناد اس حدیث کی صحیح ہے نیموی دوسری اسناد نقل کرنے کے بعد ذکر کر کے اس حدیث کا کہتے ہیں کہا حافظ ہیثمی نے مجمع الزوائد میں رجال اس اسناد کے ثقہ کہے گئے ہیں اور واسطے اوس کے شاہد ہے حدیث عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ تعالے عنہما) سے ابن عمر فرماتے ہیں سنا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے جب مرے کوئی تمہارا تو نہ روکو اوس کو اور جلد لیجاؤ اوسکو اوسکی قبر کی طرف اور چاہئے کہ پڑھے پاس سر میت کے فاتحہ البقرہ اور اوس کے پاؤں کے پاس خاتمہ بقرہ کا - روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان میں اور کہا صحیح یہ ہے کہ حدیث موقوف ہے[1] ابن عمر پر اور کہتا ہوں میں (نیموی) اس باب میں روایتیں اور بھی ہیں فرمایا سیوطی نے شرح الصدور میں روایت کی خلال نے جامع میں شعبی سے - کہا جب ہوتا تھا انصار میں کوئی میت مختلف ہو جاتے اوسکی قبر کے (چاروں طرف) اور پڑھتے اوس میت کے لئے قرآن اور روایت کیا ابو محمد سمرقندی نے قل ہو اللہ احد کے فضائل میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مرفوعاً روایت ہے جو گذرے قبرستان میں پڑھے قل ہو اللہ احد ۱۱ گیارہ مرتبہ پھر بخشے ثواب اس کا مردوں کو دیا جاتا اجر بشمار مردوں کے اور روایت کی ابو القاسم سعد بن علی زنجانی نے اپنے فوائد میں ابو ہریرۃ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو داخل ہووے قبرستان میں پھر پڑھے فاتحۃ الکتاب (یعنی الحمد شریف) اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ پھر کہے اے میرے اللہ بخشا میں نے ثواب اوس کا جو پڑھا تیرا کلام قبرستان والے مومن مردوں عورتوں کو وہ شفیع ہوں گے اسکے اللہ کے پاس اور روایت کی قاضی ابو بکر بن عبد الباقی نے اپنی مشیخت میں سلمہ بن عبید سے کہا حماد مکی نے نکلا میں ایک رات مکہ کے قبرستان کی طرف تو ایک قبر پر سر رکھکر سو گیا تو دیکھا میں نے

---

[1] اور ایسی باب میں موقوف بھی حکم مرفوع کا ہے - اور یہ مرفوع و موقوف دونوں طرح روایت کی گئی ہے ۱۲

(خواب) میں مردوں کو حلقے باندھے ہوئے پس کہا بیٹے کیا قیامت قایم ہوگئی بولے نہیں ولیکن ایک مرد ہمارے بھائیوں میں سے قل ہو اللہ پڑھکر ثواب بخشگیا تھا ہمکو پس ہم بانٹ رہے ہیں اوس کو ایک سال سے ۔ اور روایت کی عبدالعزیز صاحب خلال نے اپنی سند کے ساتھ انس رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو داخل ہووے قبرستان میں پس پڑھے یٰس ہلکا کردیگا اللہ اونسے اور ملیگی اوسکو بشمار اونکی جو قبروں میں ہیں نیکیاں فرمایا سیوطی نے یہ روایتیں اگرچہ ضعیف ہیں لیکن مجموعہ اون کا دلالت کرتا ہے اسپر کہ اسکی کچھ اصل ہے ۔ ترجمہ تمام ہوا فرمان نبوی سے فاتحہ خوانی کی یہ ہیئت ثابت ہوئی کہ بوقت زیارت بعد ادائے وظیفہ مسنونہ (سلام) سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد اور الہٰکم التکاثر پڑھے ۔ پھر انکے پڑھنے کے بعد دعا مانگے (اے اللہ میرے بخشا میں نے ثواب اسکا قبرستان والے مومن مردوں عورتوں کو) اب آپ کی بتلائی اس صورت کو جو یوں متغیر کرے کہ قل فاتحہ کو بھی دعا کی ہیئت میں ہی داخل کرلے تو وہ تعلیم نبوی میں اصلاح کرتا ہے اور جو محل آپ نے قل و فاتحہ خوانی کا بلا انعقاد مجلس فاتحہ خوانی تعلیم علی حنیف ... فرمایا ہے اوسکو بے محل اور متغیر الہیئۃ کئے دیتا ہو ۔ غمی کی بھبتیوں اور اموات کی فاتحہ خوانی کی نسبت جو ہمارے زمانہ کے علما میں اختلاف اور نزاع ہے بعض مجوزین نے اونپر عوام کو ... مذہب پر لگا جما دیا ہو کہ یہ لوگ اموات کی خیرخواہی میں کوتاہی کراتے ہیں پس ہر منصف خدا ترس جو اپنے دین کو عذر یہودیت و نصرانیت سے بچانے میں اپنے دین کی خیر سمجھتا ہے امور ذیل میں وہ غور کرکے حق خالص اور طریق صواب کو قبول کرے ۔ مثلاً مانعین بدعت مردوں کی قل و فاتحہ خوانی و قرآن خوانی کا وہ طریق بتلاتے ہیں جو آثار السنن وغیرہ کی حدیثوں سے انصار صحابہ کے برتاؤ سے ثابت ہے ۔ پس جو لوگ بمحل قرآن خوانی فاتحہ خوانی مشروع طور پر بتلائیں پیمبر کی تابعداری غلامی بر لاتے ہیں اسکو تو اس خیرخواہی اور امداد اموات کا منکر بنایا جاوے ۔ اور جو نئے نئے طریق اپنی ایجاد کی اس فاتحہ خوانی قرآن خوانی میں ادا ہی کریں صحابہ کے طلاف اماموں کے خلاف گو یا بزبان حال کہیں کہ پیمبر کے سیکڑوں طریقے اور دستور جاری ہیں تو دو چار ہمارے بھی سہی وہ دینی وضع کے متغیر کرنیوالے خیرخواہ اموات بن بیٹھیں ایسے ہی میت کی بھبتیاں جو زمانہ جاہلیت میں بپابندی تواریخ بعود دستور مروج تھیں ۔ عرب اور عجم کے کفار و مشرکین میں ۔ اور شارع علیہ السلام نے اونکو مثا کر کسی دوسری تاریخ میں اون بھبتیوں کو تبدیل نہیں کیا تھا بلکہ ایصال ثواب عبادت بدنی و مالی میں کسی تاریخ کا مقید نہیں کیا بلکہ ان پابندیوں کی وجہ سے میت کے کھانے کی طرف کھانے والوں کی چشم انتظار اور خواہش دلی

لگے رہنے کو مقصود شرع کے خلاف سمجھ کر البتہ کھانوں چیتیوں سے میت کی منع فرمایا تو آج وہی کھتیان
بہ پابندی تواریخ مروج کرنا حضور کے منشاء ہوتے کو زندہ کرکے ہمیشہ کا مقابلہ کرنا اور اماموں اور
پیشواؤں سے نرالی چال چلنا ہے اور کھانا ہوئی بھاجیوں کا بیچارے مردوں کے بہانہ بدلا دینا
مُردوں کو دھوکا دینا ہے اور اس کا نام مُردوں کی خیر خواہی رکھنا ایسا ہے جیسا کوئی بیحیا کا نام
حیادار اور بے وفا کا نام وفادار رکھے - افسوس جن نا مشروع بدعتوں میں یتیموں کے حق تلف ہوں
اون کے مال و جھولوں میں بکھرے جائیں وہ دینی وضع بنائی جائیں - قل ہو اللہ کا ثواب تہائی قرآن
کی برابر الحمد للہ افضل الدعا بموجب حدیث ترمذی مُردوں زندوں سب کو نافع اوسکی ایسی ضرورت
کہ اوس بغیر کوئی رکعت نہو دونوں کے فضائل کے بیان میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں وہ کونسا مسلمان ہے
جس کو اسکے انکار ہو کلام بے محل پڑھنے میں ہے نہ بر محل میں ہم لوگ قرآن و حدیث کے سنی یعنی پتا
مانکر کے مکلف پیشواؤں کے مقلد ہیں احادیث معجزات سے آزادانہ استدلال کرنا عیب جیسے یہ لوگ
خودرائی سے نرالا مقصد ثابت کرنے لگتے ہیں ہم اوسنے کم ہی مثال کے طور پر آپکو دکھاتے ہیں موجب
حدیث مذکور جب الحمد شریف افضل دعا ہوئی اور بموجب حدیث صحیح میں اکثروا الدعاء فی السجود
فقمِن ان یستجاب نکر کثرت سے سجدہ میں دعا کرنے کا حکم اور قبولیت کا وعدہ ہے پس اس سے تو
فاتحہ خوانی سجدہ میں بلا تکلف ثابت ہوئی - مگر تمام سلف اور خلف سے نرالی رہی لہذا کوئی اسکا قائل
عامل نہیں پس طعام معجزات پر دعا کرنے کی حدیثوں کو سے دو نازہ نرالی لاتے ہیں کا جسکا ذکر آتا ہے
ہمارے زمانہ کے بعض فضلاء سے مدالو رسم فاتحہ کی مجموعی ہیئت کذائیہ کو ایک طریقہ رقیہ
کا ٹھہرا کے خواص کی طرف اشارت یا صراحت فرمائی تھی - اور فی الواقع اگر اس میں کوئی دوسرا مانع ہو تو
رقیہ میں سمجھ یہ تجربت ہی لامحالہ جسکو اس عمل سے نفع ہوگا اوسیکو جائز اور مباح ہوگا - مگر یہ بناوٹ بنتی نہیں
اسلئے کہ جب کھانے اور اس پر فاتحہ وغیرہ کی تلاوت کا اخیا اور اموات کو ثواب پہنچایا جاتا ہے تب تو
یہ تلاوت وغیرہ عبادت بدنی اور مالی کی معجون مرکب ہوئی اور اصل عبادت خصوصاً اس میں بموجب
تصریح امام غزالی و علماء حنفیہ رحمہم اللہ تعالے بدعت نہیں ہوتی مگر سیئہ اور بموجب عبارت مجموعہ
فتاوی الکفوی وغیرہ انہیں سے تو وہی مشروع ہوگا جسکو شرع مشروع رکھے اسکو بدعت
اور اجتہاد اصلیہ مشروع نہیں بنا سکتی اور اصل عبادات میں یہ ہے کہ اوس میں سے کوئی چیز ممنوع
نہ ٹھہرے جب تک کہ مستثنیٰ نہ ہو سکے بتفصیل ادلہ شرح اور بسط کے ساتھ اس مسئلہ کو ہمارے
شیخ نے اپنی کتاب القاذ الخیرات عن رائحۃ البدعات اور تنزیہ المعجزات عن طعنۃ المحدثات

میں بیان فرمادیا ہے۔ اور کتب مبسوطہ فقہیہ و اصولیہ میں ہمارے فقہاء اور اصولیوں نے
اسکو کھولکر مبرہن و مدلل کر دیا ہے۔ حال کی تالیفات میں صحیحین وغیرہما کی احادیث کے بتغیر
الفاظ نقل کر کے دلیل جواز و استحباب فاتحہ مرسومہ میں پیش کیے جاتے ہیں وضع یدہ علی
تلک الحیسۃ وتکلم بما شاء اللہ الحدیث اور اخرجت لہ عجینا فبصق فیہ
وبارک ثم عمد الی برمتنا فبصق فیہ وبارک الحدیث وامثال ذلک یہ حدیثیں
ابواب معجزات کی ہیں جنکا مختص بنبوت ہونا ایسا امر ہے جو مسلمانوں کے عوام اور خواص پر پوشیدہ
ہو اور منزلا عرض ہے کہ اگر مالیدہ پر دست مبارک رکھکر جو اللہ تعالے کیلئے جاتا بجز ہمارے حضور اقدس
صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم کا گندہ ہے آٹے میں آب دہن مبارک ڈالکر دعاء برکت فرمانا
پھر ہانڈی کی طرف متوجہ ہوکر گوشت میں بھی آب دہن مبارک ڈالکر برکت کی دعا فرمانا اگر آپ سے خصوصیت
نہیں رکھتا بلکہ یہ طرز طریقہ مسلوکہ فی الدین بنا امت کے برتنے کو تھا تب تو ان خصوص صریحہ پر صحابہ
کرام اور اہل سنت عظام کے دلدادگان و ائمہ مجتہدین نے ضرور اسپر عمل کیا ہوتا بلکہ اسکو دستور العمل
ٹھہرایا ہوگا سب جھگڑے اسی میں سطے ہوتے ہیں۔ مجوزین فاتحہ مرسومہ اسکو نقل فرمائیں اور اسمیں
کوئی نقل صحیح وضعیف ملیگی نہیں تو اسباب معجزات کی نقالی پر ہر جگہ خیرابد اکو آمادہ نہ فرمائیں اب معجزات
رسالت پناہی کوئی رفیع الشان چیز ہے اور پھر اسمیں خود ہی رافع نزاع موجود ہے اول حدیث کے
اخیر میں ہے ثم بدعوا عشرۃ عشرۃ وقال اذکروا اسم اللہ ولیأ کل کل رجل مالیہ موجود ہے جسکا کھلا ہوا ترجمہ یہ ہے
پھر آپ دس دس (صحابہ) کو بلا کر فرماتے رہے کہ بسم اللہ کرکے کھاتے ہر فرد اوس طرف سے جو اسکے
متصل ہے۔ ترجمہ تمام ہوا اپنے لائق کام آپنے کیا صحابہ کے لائق جو کام تھا صحابہ نے کیا الحمد سہارا یہ
ہوا اور جو کام تھا وہ اللہ نے کیا کہ ایک پیالہ بھر مالیدہ سے تین سو صحابہ شکم سیر ہوئے اور سا بدا و نقیہ
تھا جتنا حضرت انس لاتے تھے بلکہ اور زیادہ ہوجاتا کہ کمان ہوتا تھا۔ یہ تو دوسری حدیث کا بیان ہے
نہ کسی کی ایسی تابی اگر مالیدہ پر ہاتھ رکھ کر کچھ پڑھنا آتے اور گوشت میں تھوک کر دعائے برکت
کرنا دینی بڑائی کی غرض سے ہوتا تو سب سے پہلے صحابہ پھر تابعین پھر تبع تابعین آئمہ مجتہدین ایسی سلف کو تثبیتہ
ترک کر سکتے اور جب ایسی بزرگی شان یا نہ کسیتے بھی اسکی نقالی میں ہاتھ رکھکر مالیدہ پر کچھ نہیں پڑھلو
نہ کھانے میں تھوک کر کسی نے دعاء برکت کرنا طریقہ مسلوکہ فی الدین ٹھہرایا تو انکے بیٹے بغیر بتایا دین
کب باطل ہو سکتا ہے بعض فضلا سے مراد آپ دینے جو یہ فرمایا کہ اگر اس حدیث کے بموجب دعا برکت
کرنا سنت ٹھہریگا تو کھانے میں تھوکنا اوس سب سے پہلے سنت ہوگا اسلئے کہ دعاے برکت سے پہلے

حدیث مذکور میں تھوکنے کا ذکر ہے اسپر صاحب تبیان نے نہایت سخنی سے کام لیا اور تھوکنے کے خلاف کو ہی نہیں بلکہ نفس تھوکنے پر انکار فرما کر لکھا کہ تھوکنے کا ذکر نہیں بلکہ آپ نے دہن مبارک ڈالنے کا ذکر ہے اسپر سنا ہر حق کی عبارت پیش کی مگر سب ہیچ حضور کی طرف نسبت کرتے ہیں آب دہن لفظ فارسی ہر کسی اگر تا نہایت ادب کے ساتھ ہے اوسکا ترجمہ اگر ہندی میں کیا جاتا ہے تو تھوکنا ہی کیا جائیگا صراح میں مرقوم ہے البصاق والبزاق واحد اور مولف الوار ساطعہ مجوز رسم فاتحہ مولوی عبدالسمیع کی حمد باری تھا ہے تھوک کو کہتے بزاق اور ریق رال ہے بکار آروغ سے تے منہ کا اچھال ہ اس سے وہی ثابت ہو گیا جو صاحب اتباع السنۃ نے فرمایا تھا۔ اعتراض مذکور نئی چال و ڈھال برتنے دین کی رو سے بغیر دستگ خلاصہ کلام یہ کہ فاتحہ خوانی قل اور سورہ تکاثر کی ثواب رسانی کا طریقہ وہی جو آثار السنن اور اسکی شرح کی روایتوں سے گذرا وہ جو اپنے اوپر سے

گوئے جاناں سے خاک لائینگے ہم اپنا کعبہ جدا بنائینگے

کا الزام پڑ ہنے سے ڈرتے ہیں انتہی۔ مختصراً ملتقطاً والبسط فی الکتابین المذکورین۔ چونکہ احادیث میں آئے ہوئے صحابہ کرام کے برتے ہوئے طریقہ اہل قبور کی ثواب رسانی کے لئے قل و فاتحہ خوانی میں محض لوجہ اللہ ہی شان ہے اسکے معاوضہ میں کھاون ماون کا ڈول نہیں لہذا نفس سرکش لوبھی نے اس فاتحہ خوانی کو روکھا پھیکا سمجھ جب سلوک کرنے کی فاتحہ خوانی کا ڈہب لگا یا کھانکی قبور پر شیر برنج شیرنی وغیرہ لذیذ کھانے سامنے رکھوا کر دل تھمن کر لی فاتحہ خوانی شرع کی صورت ہی بدل لی سامنے کھانا رکھا ہوا ہے۔ اور ہاتھ کھانے پر اٹھاتے ہوئے فاتحہ خوانی ہو رہی ہے کل کا ادھار نہیں بلکہ لمحہ بھر دیر کرنے کے لئے قرار نہیں اکثر تو بصورت المعروف کالمشروط ہی ہے شاید کسی نیک بخت کی اور کچھ نیک نیتی ہو واللہ اعلم

جنگ داحس بکر و تغلب کی قتال — کر گئے دونوں قبیلوں کو ہضم

جنگ جاہلیت بھی اہم باتسمے تھی بکر و تغلب دو قبیلوں میں بیالیس برس جنگ برپا رہی طرفین کے ستر ہزار آدمی تیر کی انی اور تلوار کی دہار کے پار اتر گئے سبب اس کا یہ تھا کہ اونٹ نے کھیت کھا لیا تھا کھیت والی عورت نے اوس اونٹ کو مارا۔ اونٹ والے نے اوس عورت کی پستان کاٹ ڈالی جب طرفین کے قبیلے لڑ مرے ایسے ہی گھوڑا بدکانے پر لڑائی شروع ہو کر طرفین کے قبیلوں میں ساٹھ برس جنگ برپا رہی قبیلے کے قبیلے ختم کر گئی۔ جب اسلام نے عرب کی زمین پر قدم رکھا تب اس جنگ کی آتش بجھی۔ سیر و تواریخ میں یہ اور اس قسم کے اور بہت سے قتال عرب کے

مذکور ہیں جنکی بنا محض جہالت پر تھی ۔

بت پرستی کا سبب ہے اور بھی
بت کی اندر جو ہے شیطان رجیم
آسمان کی تارے سورج چاند کا
بولتا ہی بائیں احمق بت کا بول
جسکی ہے تاثیر سے خلقت کا وہم
انکی دانا کہتے ہیں ہے روحانی دم

عزیٰ کی بتخانہ کے ڈھانے و انت بجانے کی حدیث اور مگرندی اور دلایل ابونعیم کی روایت سے سوزیع بت کے اندر سے آواز آنا کہ ایک نبی اولاد عبدالمطلب سے اس جہان میں تشریف لاتے ہیں اور اسپر ایک شخص ظالم نام کا مسلمان ہونا پھر اون کا نام راشد رکھا جانا اور منقول ہوا باقی کتب سیر و تواریخ سے چند روایتیں امام ابن القیم نے اغاثہ میں نقل کی ہیں جن سے بعض بتوں اور اکثر کاہنوں کے اندر سے شیطان کی آواز کا آنا ثابت ہوتا ہے ۔ اور حضرت حلیمہ سعدیہ کی روایت ہبل کے اندر سے اپنی بلا کی آواز آنا حصہ دویم میں آئیگا انشاء اللہ تعالے اغاثہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ کواکب پرستوں میں کے سمجھدار لوگ تو یہ خیال کرتے ہیں کہ ارواح کواکب کی ان کو بتوں میں بول رہی ہے اور ان کے ناسمجھوں کا یہ خیال ہے کہ بت ہی بول رہے ہیں ۔

مندر ایسے جنکی تھا عالم سیاہ
جنکی ہر ہر بت میں تصویریں تھی
جو بنایا تھا شتابو سے
تھی مکان اونکی بت اونکی خدم
حضرت عثمان نے وہ توڑے صنم
سب سے بڑھکر کہیں ہے سندر ہرم
جسمیں تھا صفہاں میں اسکا مکان
شہر فرغانہ میں سورج روپ کا
جگمگ تھی خاص اندھیارے تہا
توڑ صفاہن جنمیں تھے صنم
معتصم باللہ نے توڑا صنم
کفر نے کالا کیا تھا کل عجم

یہ مضمون اغاثۃ اللہفان اور چند کتب سیر و تواریخ کی روایتوں کا ہے ۔ اصفہان ملک فارس میں نہایت آباد شہر ہے عمارتیں اوسکی دلچسپ آب و ہوا نہایت عمدہ اور صنعا تخت گاہ ہے ملک یمن کا ابرہہ بادشاہ صوبہ حبش کا یہیں گذرا ہے ۔ اصفہان کے ایک بتخانہ میں اور صنعا کے تین مندروں میں زہرہ ناچنے گانے والی کی نہایت خوبصورت تصویریں تھیں جن مندروں اور اون مندروں کے اندر کی مورتوں کا توڑنا مٹانا اللہ سبحانہ نے حضرت سیدنا عثمان خلیفہ سوم کے دم قدم کی برکت سے آسان کیا شہر فرغانہ بن سورج کی مورت بنی تھی جسکے ہاتھ میں ایک جواہر آگ کی مانند روشن و تابان تھا جسکو معتصم باللہ نے مٹایا ۔

ہندوؤں کی بتکدے بھی زیادہ
ڈھائی سومنات کی زنجیر ہیں
[illegible]
ہر شہر ہند میں دیکھو گے ہم
سج رہا تھا جیسے گھنٹا و سبد ہم
[illegible]
سب سے تھا سنہرا ایک بتکدہ
بادشاہ محمود نے توڑا جسے
[illegible]
تھا ہیولی شکل کا جسمیں صنم
آئینہ میں دیکھ لو افسانہ رقم
[illegible]

ڈھائی سومنات کی زنجیر اور گھنٹہ کا ذکر بقول [illegible] مؤلف تاریخ آئینہ نامہ لکھا ہے باقی

مضمون اغاثہ کی روایتوں کا ہی - آریہ گوت ہندو فارس و بابل وغیرہ عجم کا سب ایک صرف بعض امور علمی و اعتقادی میں مختلف ہیں پس سیدنا خلیل علیہ الصلوۃ والسلام کا بحث کرنے کے لئے ہند میں آنا ضرور نہیں تخم الہیہ کا مزود اور مزود پوشیر پورا کر دیا گویا سب پیدا کر دیا ہے۔

تین سو سے زیادہ فرقے ہیں ہندو	بودھیا سورج کا ہی ہندو دہرم

بہر حیثہ کا سلسلہ ہمارا تجربہ الآبادیں یہ عذر پیش کرتا کہ وید کے رشیوں کو تجربہ سے معلوم تھا کہ سب لوگ ایک دستور کے پابند نہیں ہو سکتی - اس لئے جیسا جس فرقہ کا اعتقاد اور دستور تھا اوس پر صاد کر دیا تاکہ اپنے اپنے خیال پر ہر گروہ منزل مقصود کو پہنچے - اسی واسطے ویدوں میں برنا وہ خیالات و اعتقادات متضادہ کا بیان پایا جاتا ہے انہی محققانہ عقلا کے نزدیک یہ عذر بدتر از گناہ ہے جسمانی و روحانی امراض میں بیماروں کو شربت بیمار کر دینا دیدہ و دانستہ اونکو ہلاکت میں ڈالنا ہے واضع قانون چور کو چوری زانی کو زنا کی قاتل کو قتل کی تعلیم دیکر خود بریم زنت انتظام دہان کا ٹھہریگا -

ویدوں کے مضامین کی تتبع کرنے والا یہ راے قایم کر سکتا ہی کہ کثرت فرقوں کی ہندو دہرم میں وید کی روشنی ماند پڑنے یا تحریف ہو جانے سے جسکی سری کرشن جی کو بھی شکایت ہے اور استعداد زمانہ رسم و رواج کے پرانے پرانے پڑ جانے کی وجہ سے مختلف صورتوں کے احتمالات پیدا ہو جانیکی وجہ سے ہی نہیں ہوئی بلکہ وید کے گیت گھڑے جانیکے وقت ہی کہنے والوں کے مختلف خیالات اور مصالح کل کی مراعات یہ تفرق پیدا کرائی ہے وید کی بابت یورپین محققین کی تحقیقات بھی اس راے کی تائید کرتی ہے پس ہمارے مہربان آریوں کا وید کی نسبت دون کی لینا اور وید کو توحید کا معلم اور بت پرستی کا دشمن بتانا مناسب نہیں یا یجر وید ادھیا چالیس منتر ۹

اندھم تمہ پرو شتی تے سمبھوتی مپاستے ✦ تتو بھوے اِو تے تمو اِے او سمبھوتیا مرتا

ترجمہ گہرے اندھیرے میں پڑتے ہیں جو غیر مادی چیزوں کو نہیں پوجتا اس سے بھی زیادہ گہرے اندھیرے (دوزخ) میں جاتے ہیں جو کہ اشیا سے مادی میں دل نہیں لگاتے یعنی جو لوگ مادی چیزوں اشیا کو نہیں پوجتے وہ گہرے سے گہرے اندھیرے یعنی دوزخ کے جاتے ہیں (دید کلپ حصہ ۲)

وید کی اس دلیل نے بت پرستی مورتی پوجن ظہورات طبیعی کی پرستش کا جو بازار گرم کر رکھا ہی صورت علی اوسکی خود تصدیق کر رہی ہے کیا شی متہرا شہر گانوں میں ہندوستان کے اوتا ہوت بھو میلہ سالی ہوسٹا حتی کہ جودہ مشہور مقاموں میں شو لنگ جیسے پتھر خود دیکھ لو - اور جب اس غیر منا سبت کے لئے یہ جابرانہ دلیل ہے تو وہ خیال برچہ مذکور کا کہ وید نے کیا لانا ہے شدہ ہے اکا ہے بلکہ جسکا

جیسا خیال ہوا وہں کو اوس میں رہا پاتا ہے صحیح نہ ہا اسلئے کہ وید کے منتر مذکور نے خالی الذہن بیچے جہاں سے مادی وغیرہ ادنی مخلوقات کی پوجا پردہ جلی دیکر لگاتے ہیں - اگرچہ جو اسپر تحریف کی گہری جڑ ہاتے ہیں وہ پر اسنے استحکام کو دھاک نہیں سکتی - چنانچہ اہل بصیرت کی نظروں میں مضحکہ صبیان سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی آئندہ وید منتروں کے ترجموں میں دیانند جی کا برہان بھی سورج اور ہوا کے بچا پلے اور سرور بخشنے علم و دولت وغیرہ دینے میں دکہائی دیتے ہیں -

صاف نادانی یہیں سمجھو ہوئی
جو گیانی دیوتا اوسکو کہیں
کہو سورج کو بنائی مخلوق ہے

آگ کو گھر کو کہا خالق سمجھ
چاند تاروں کو کہیں اسکا کرم
واں کی اوسکی بنایا ایک صنم

گر کہو سُنہاری کو کہدیویں لہار
کہیں سورج بنی ہیں سورج کی نسل
ہاتھ میں جسکے جواہر آگ سا

کیا عجب ہے غور یہ کرتے ہیں ہم
جیسے چندر بنسی ہیں چندر کا دم
جس کا نہیں اوسکی ہے نور کی ہم

ستیارتھ پرکاش کے مقدمہ میں دیکھو پرمیشور کے منہ سے اگنی پیدا ہونے کا بیان ہے - پھر اگنی کا دوبارہ پرمیشور پر حملہ کرنا موذی کا پرمیشور سے جدا ہو جانا اور اگنی کے دفعیہ کا مشورہ دینا جسپر پرمیشور کا پچھتا کر اپنی ہتھیلیاں افسوس میں ملنا اور اُن سے دوبارہ دودھ نکالکر اگنی پر ڈالکر اگنی کو فرو کرنا اور اگنی پر دودھ جڑ جیسے سورج اور ہوا کا پیدا ہو کر موالید ثلاثہ کو پیدا کرنا مذکور ہے - مگر پرش سکت کے جسکے ہم معنی منتر اور بھی نقل کرینگے یہ سمجھا جاتا ہے (۲) برہمن اسے مکہہ آسیت باہو راجنیہ کرتا ارو تد سیہ یدویشیہ پد بھیام شودرا جایت (۳) چندرما منسو جاتش چکشو سوریا اجایت شروترا د وایو پرانشچ مکہا د اگنر اجایت

ترجمہ (۲) برہمن اوس پرمیشور کے منہ سے پیدا ہوتے - اور اوس کے بازون سے راجپوت ہوئے اور رانوں سے بنئے کیسان ہوئے - اور دونوں پاؤں سے خدمتگار پیدا ہوئے (۳) چاند اوس کے دل سے پیدا ہوا اور اوسکی آنکھوں سے سورج پیدا ہوا اور کانوں سے آسمان اور خلا پیدا ہوا اور اوس کے سانس سے ہوا پیدا ہوئی اور چہرہ سے اُسکے آگ پیدا ہوئی ( ) اس سے معلوم ہوا کہ کائنات مذکورہ منتر کو پرمیشر سے جزئیت کا علاقہ ہے - بابو پیارے لال ملک عدم میں لکھتے ہیں - ہمارے بارہی حبشی امریکا کی دیسی قومیں سورج کو باپ اور خالق موالید ثلاثہ اور خدا مانتے چلے آتے ہیں - ارسطو نے اس سورج کو بے داغ بے مثل مانا ہے - پھر اوسی ملک عدم میں دوربین کی وجہ سے پانچ کروڑ ساٹھ لاکھ سورج ثابت کرنے کے

---

(۱) اس منتر میں ایسے الفاظ سنسکرت واقع ہوئے ہیں جو بلا تغیر اردو کی محاورہ میں تھوڑے سے تغیر سے ویسے ہی بولے جاتے - مکہہ منہ کو کہتے ہیں - باہو بازو کو باہیں کہتے ہیں - راجنیہ راجپوت برہمن معلوم مکہہ معلوم باہو راجنیہ سب کہلے ہوئے ... سوا خوبیوں جو ذات قوموں کے نک پرمیشور کے اعضا سے نشو و نما پیدا ہونے کے مخبر ہیں - پیدا کرنے والیکا جسمیں پتہ نہیں -

جدید لکھتے ہیں اسکی مانند کئی کئی سورج ہی چاند کی جگہ بعض نظاموں میں بڑے سے بڑے سورجوں کے گرد
گھوم رہے ہیں۔ اور بعضے سورج تو اس سورج سے ہزار گنے بڑے ہیں اور یہ سورج بھی چاند کی طرح دامندار
نکلا اور کسی مہا سورج کے گرد یہ بھی گھوم رہا ہے ۲۴ روز میں اس کا ایک دور ختم ہوتا ہے۔ اب تو اسکی
خدائی میں بھی کلام ہو گیا یہ خلاصہ ہے بابو موصوف کی تقریر پر تہافت کا خیر سورجوں کی تحقیقات میں اقوام
مذکورہ ہند فارس مصر و امریکا وغیرہ کی باغیانہ مشرکیہ غلطی تو کھل گئی۔ اور ویدوں اپنشدوں وغیرہ
و دھرم پستکوں اور دساتیر کے ناموں کی کرامات پرستی عناصر پرستی کا بنا بنایا بھانڈا پھوٹ گیا اور ایسے استاذ
افلاطون سے بھڑ جانے والے ارسطو کی فلسفیت کی تہافتیں اور ٹھوکریں تو کھل گئیں سورج کو ہمیشہ
داغ لگا کر اس کے پجاریوں کے دل بہلانے کا ڈھنگ ٹوٹ گیا کہ اس داغدار کی شکل اور اس سے
بڑھ کر گردش میں گرفتار اور بہت سے سورج خدائی خدمتگار بند سے مجبور و ناچار ثابت ہو گئے اور یہ بھی
اسلیے کہا کہ چیونٹی اور جوں تک کو تو یہ اختیار کہ بلا پابندی جدھر چاہے چلی جائے۔ اور سورج کو
یہ مجبوری کہ اپنی معمولی گردش و رفتار سے باختیار خود تل بھر بھی تجاوز کر سکتا کہو اُترا کہا دکھن
سمت کو سیدھا جاتے کسنے اسکو دیکھا ہے بحکم سخر لکم الشمس والقمر الایہ ہماری خدمت پر
مامور بھلا یہ خادم کیسے مخدوم اور معبود بن جائیگا۔ یہاں ایک امر اور قابل گذارش ہے ویدوں میں اگرچہ ادیتیہ
اور سورج نام کے کئی دیوتا بیان ہوئے ہیں۔ مگر یہ کرہ سورج ایک ہی بیان ہوا ہے۔ حالانکہ اپنے معبودوں
سورج نارائنوں کی تلاش اور بحث اوس کا موضوع اور وظیفہ تھا اوس سے وید بے زبان اور اون کا
سراغ لگایا تو کسنے گلیلو کی دوربین نے حالانکہ وہی مولف ملک عدم فخریہ کہتے ہیں کہ ہمارے علمائے نجوم
بقاعدہ علم نجوم اپنی کتب میں علاوہ سات سیاروں کے دو سیارے اور بتلا گئے تھے سو ہی دوربین
ایجاد ہونے پر وہ دونوں نپٹوئن و یچون دوربینوں میں دیکھے گئے۔ مگر حیف دھرم پستکوں کو سورجوں
اور چاندوں کی کثرت کا کوئی سپنا بھی دکھائی نہیں دیا کتب سماویہ علم ہیئت کی کتابیں نہیں اس
کثرت کا اظہار ان کا وظیفہ اور فرض نہیں خصوصاً ایسی حالت میں کہ ایک عالم سورج ایک ہی بتلا رہا ہو۔
اور اوسکی کثرت کا اظہار موقوف علیہ کسی ضروری امر کا ضروریات دین سے بھی نہیں خواہ مخواہ اس
کثرت کے اظہار سے آسمانی کتاب کو آلۂ لغزش بنانا حکمت کے خلاف ہے۔ اسیواسطے قرآن کریم کی متواتر
قرأتوں میں اس کا نام تک نہیں لیا۔ البتہ ارباب کشوف اولیاء اللہ نے بھی اسکو اسی کوئی تہ
پر چھوڑ دیا جیسے بوستان میں۔ ور پاکیزہ پیکر چہ حور و پری ٭ چو خورشید و مہ از سر دیگر بری
اور ایسے ہی عارف رومی نے مثنوی شریف میں افادہ فرمایا کہ سورج کی مثل جناب

مین نہیں[۵] تو ذہن مین تو اوسکی مثل تصور کرسکتا ہے ۔ مگر اللہ سبحانہ کی مثل جیسے خارج مین نہین
ایسے ہی ذہن میں بھی متصور نہین ۔

مگر قربان جائیے قرآن مجید کے اس کثرت کا بیان جن کا وظیفہ تہا اور ان سے اس کا اظہار نہوا اہل بصیرت
پر اون کا نقص ظاہر کرنے کے لئے قرأت غیر متواترہ مین اس کا اظہار بھی فرما دیا چنانچہ سورہ الفرقان کے
حمزہ اور علی کی قراءت میں سُرُجًا بصیغہ جمع سورجونکی کثرت کا اور چونکہ ہر سیارہ اول میں جلتا بلتا ہوا کرتا ہے
اور پھر ٹھنڈا ہوکر یہی بے نور چاند سا ہو جاتا ہے باین وجہ چاند سورج ابتداءً ایک لہذا اس کثرت میں
چاندونکی کثرت بھی آگئی جدا قمر کی جمع لانے کی ضرورت نرہی اور جو اسکی بھی جمع بغیر سیری نہو تو اسکی
وغیرہ دو قاریوں کی قرأت میں قمراً بھی بصیغہ جمع آیا ہے جسکو امام رازی نے تفسیر کبیر مین قمر کی
جمع ٹھہرا کر چاندنی راتونکی کثرت کی تاویل سے ٹھکانے لگایا اور بعض صفوں کے اعتراض سے
آیت کو بچایا ہے اور ایسے ہی سورجون کی کثرت مین یہ تاویل کی ہے کہ بڑے بڑے تارون کو سورج کہا ہے
مگر اب تو دوربین کی دید کا بھنڈا دوا پھٹ گیا اب تو ان قراءتوں میں سورجوں اور چاندونکی کثرت کی اظہار
ہمارا دست دگریبان نہ پکڑوائے اعتراضات اور طعنہ زنی پر اور ہار کہاتے والو اب موقع یہ ہے کہ وید
سے سرگوشی کی جائے کہ حیف تو نے وظیفہ کے اظہار سو ایسا کھٹکا کھایا کہ لوگ زبان تک لے دن کا
ذکر نہ آیا اور تجھے اونکی خبر ہی کب تھی یہ خبر اوس بشیر کو تھی جسکا یہ کلام ہے دونوں قراءتوں مذکورہ بالا
میں تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سُرُجًا وَقُمُرًا مُنِيرًا ہ
ترجمہ بڑی برکت والا ہے وہ جسنے بنائے آسمان مین برج اور رکھے اوس مین بہت سے
سورج اور بہت سے چاند یہ ترجمہ تمام ہوا سراج کی مستقل جلالین میں ہے وَفِي قِرَاءَةٍ سُرُجًا
بِالْجَمْعِ اے نیرات **ترجمہ** اور ایک قرأت مین (حمزہ اور علی کی کتابین)
سُرُجًا بصیغہ جمع آیا ہے یعنی نیرات (بہت سے سورج) اور ان تحقیقات کو بسط کے ساتھ
دیکھنا منظور ہو تو ہمارے شیخ کا رسالہ مستقل اسمین دیکھو ۔
اغاثہ میں ہے کہ یہ لوگ سورج کو فرشتہ نفس و عقل والا بھی مانتے ہین (یعنی جیو گیانی دیوتا)
جسنے موالید ثلاثہ یعنی نباتات جمادات حیوانات کے جسمون جانورن کا یا صرف جسمون کا بنانے والا

---

[۵] یعنی جیسے یہ سورج ہمکو دیکھتا ہے ایسے اسکی مثل اسکی برابر کا ہمکو نہیں دیکھتا تاکہ دیکھے بھالے کی
دوسرے دیکھے بھالے سے مماثلت خارج مین دکھلا سکین ۱۲

عنصروں یا اون کے گرہوں یا صرف سورج اور ہوا کو مانا یا انکو صفت تکوین الٰہی میں شریک و مددگار کارخانہ تخلیق مانا ۔ الوہیت کے استحقاق کی معرفت میں ایسا باغیانہ شرکیہ جرم کیا کہ عقل سلیم کے مرتبہ ابتدائی کے بھی لایق نتہا ۔ اور خواص الوہیت کو اون چیزوں کو بخشا جن کو اپنے خلاصہ اشرف المخلوقات انسان بلکہ اوسکی حیوان کی برابر بھی قدرت اختیاری نہ تھی ۔ دنیا کے کاریگروں کاسبوں کی کاریگری میں غور کرو پانی مٹی سے مصوّر تصویر بنا آگ سے بخار رنگ چڑہا تصویر طیار کر لیتا ہے ۔ کمہار مٹی سے بذریعہ چاک و اوسے برتن بنا پکا لیتا ہے لوہار لوہے سے بذریعہ لہاری و اوزار وغیرہ طوق زنجیر بنا تا ہے بڑھئی لکڑی سے بذریعہ آری نہانی برمہ بسولا وغیرہ میز کرسی تخت تیار کر لیتا ہے ۔ اس سے کسی کند عقل والے کو بھی یہ وہم نہیں ہوتا یہ تصویریں پانی مٹی آگ ہوا رنگ نے اور یہ برتن مٹی اور چاک وراوے نے اور یہ میز کرسی تخت لکڑی آری برمہ نہانی بسولہ وغیرہ نے یا ان چیزوں مٹی پانی لکڑی لوہا وغیرہ کے جز اوّل نے مصور کمہار نجار لہار کے ساجھے میں یا بے ساجھے بنائی ہیں اور جو ایسا کہے بیوقوف کہلایا جاتا اور مضحکہ بنتا ہے ۔ تو اسے عقل سلیم کی روشنی سے دیکھنے والو تمہیں عقل سلیم اور فہم ثاقب کی رو سے کہدو تخلیق اجسام خدائی کام ان عناصر و کرات عناصر کے سرکیسے منڈھ دے جاوینگے جو اس کارخانہ تخلیق میں خود خرچ ہو رہے ہیں اور نہ ہر ہر ے جاتے ہیں اور جنسے صرف حرارت و برودت وغیرہ لی جا رہی ہے وہ بھی حرارت و برودت وغیرہ جبھی دے رہے ہیں جب لینے والا خود اونکی خوراک دیکر جبر نقصان کر رہا ہے اور جب اس کو بند کر لیگا شہر جاوینگے فنا ہو جاوینگے اور ان اشیا کو ان کے ساجھے سے بنا ماننا بھی ٹھیک نہیں اگر یہ کام شرکت سے چلا ہے تو بڑھئی کے ہاتھ لگائے بغیر لکڑی نہانی برمہ بسولہ سے حصہ رسدی میز کرسی تخت آدہا بردا کچھ تو بنوا دیجئے تاکہ باقیماندہ کو اپنے حصہ کے موافق نجار بنا کر پورا کرے بغیر نجار کے ان سے کچھ تک نہ بنیگی اگرچہ ہزار برس تک لکڑی پر دہرے رہیں یا لکڑی انکے اوپر پڑی رہے ۔ اور یہی خیال دوسرے کاریگروں کی نسبت بھی کر لو اور اسی سے فلاسفہ اور طبائعین اور اونکے چیلوں کی فلسفیت کا اندھاپن شرک اسباب کے قول میں پرکھ لو پس جبکہ قسم اول کسب میں بمثل ممکن کو شریک بنانا حماقت ہوا تو ثانی کارخانہ تکوین میں غیر اللہ کو جو مستحیل الشرکت ہے شریک ٹھہرانا بغاوت شرکیہ بارگاہ الوہیت سے ہوگا تو اور کیا ہوگا ۔ اور نیز چونکہ عناصر اور انکے کرے ہے اجسام میں اور اجسام کے کام جسمانی قوانین

۸۱ ۔ برج میں ڈہم دار ستارے وغیرہ ایندھن کی جگہ نہ جھکنے رہتی تو کبھی کا بے نور ہو گیا ہوتا ۔

سے نکال صرف ہو جاتا کہ کسی چیز کو بنا نہیں سکتی غایت یہ کہ انکی حرارت برودت وغیرہ پہونچ سکتی ہے
اوس کو صورت گری میں اتنا بھی دخل نہیں جتنا مصور کو نہ اتنا جتنا رنگ بھرنے کو اور نہ عنصروں کو
کرتے ہونکو کسی نے مثلاً انڈے اور بچہ دان کے اندر خاک باد و آب آتش کی لگدی بنی ہوئی یا پتلی
بناتا دیکھا اور نہ اتنا اور بچہ دان بچہ کی شکل کے ہونٹ کا سا بچا اور پھر یہ کام تو سانچہ سے کے
بس کا بھی نہیں بیرونی و اندرونی اعضا رگیں پٹھے نسیں وغیرہ — آنکھ ناک کان دل دماغ جگر
پھیپھڑہ وغیرہ اور انکی ادراکات گوناگوں حکمتوں منفعتوں پر مشتمل ان بے شعوروں بے اختیاروں
سے بن پانیکی چیز ہیں جن کو خود بھی پہچاننے کا مادہ نہیں انڈے کے اندر بچہ کر اپنے دوست
دشمن کی پہچان خوراک مناسب و نامناسب کی امتیاز کیا انھیں عناصر بے شعوروں مجبوروں نے
سکھلائی ہے۔ کیونکہ بچہ اس پہچان کو انڈے کے اندر ہی سے لاتا ہے چیل کوّے کو دیکھ
ماں کے پروں میں چھپ جاتا غذا مناسب کو لینا سیکھا ہوا آتا ہے اس معرفت میں یاگولک جی
کے سماچار یا گولک سمرتی کے ۷۱ و ۷۲ شلوک میں یوں ہیں کہ ہوم کرنے سے سورج دیوتا خوش
ہوتا ہے اور سورج سے بارش ہوتی ہے اور بارش سے نباتات پیدا ہوتی ہے اور نباتات
کھانے سے منی بنتی ہے۔ اور جب یہ مادہ جفت ہوتے ہیں۔ اور نطفہ خون حیض میں ملجاتا ہے
اوسوقت پانچوں عنصر اور روح اور پرمیشور اوس میں متعلق ہوکر قیام کرتے ہیں انتہی چونکہ یاگولک جی نے
کاریگر کے ہاتھ لگائے مباشر فعل ہوتے بغیر کاریگری کو بنتا نہ دیکھا تھا اور بچہ دان چونکہ بچہ کے جسم مناسب ہیں
اندرونی و بیرونی اعضا وغیرہ بنانیکا سانچہ نہ تھا ناچار اسلئے خون حیض میں پانچوں عنصروں اور روح کے
پہلے پرمیشور کو متعلق ہوکر اونکے ساتھ قیام فرمانے کی ضرورت ہوئی تاکہ وہاں ٹھہر کر اون اشیاء مذکورہ
کی لگدی سے بچہ کی صورت بنادے۔ جب قادر مطلق سرب شکتیمان جسم سے منزہ ذات عالم کن کو
صورت بنانے کے لئے بچہ دان میں قیام کی ضرورت ہو تو سورج کو خالق اجسام ماننے والوں کو انکار ہے
کہ سورج کو تو بدرجہ اولے بچہ دان میں ٹھہر کر صورت بنانے کی ضرورت ہوگی اور چونکہ سورج کا قیام وہاں نہوا
لہذا وہ خالق اجسام کسی ڈھینگا ڈھینگی سے بن نہیں سکتا۔ اور قادر مطلق کی قدرت کاملہ کا کمال اوس
احتیاج سے منزہ ہے جسکو یاگولک جی نے مخلوق کاریگروں کی کاری گری پر قیاس کرکے اوس قدوس
تعالی شانہ کی طرف منسوب کیا ہے سبب یہ کہ سب قدرتوں سے بڑہتی چڑہتی قدرت والا تو بھی
مانا جاسکتا جب اوس کا حکم کن وہ کام بنا دے جو ساری کائنات کی محنت شاقہ کمالی کی مجموعی
طاقتوں سے بھی نہ بن سکے اور ایسا نہ کرسکے تو وہ قادر مطلق سرب شکتیمان کیسے کہلائیگا۔

اگر کواکب مجبور بے اعتبار وکلی تاثیر خدا دادسے یہ کارسازیاں ہوتیں تو نظر بر نظام بطلیموس و نظام فیثاغورث و تسمیات متاخرین قانون حرکت وغیرہ تمام اجسام و اعضا و اجسام ہر فرد پر انفرادی تاثیر سے اس کروی ○ شکل بلاد ہر فرد پر کواکب دائرہ کی اجتماعی تاثیر ملنے اس پیچ پیچ ایک کروی بیشمار کو ایک کروی درکروی کروی درکروی غایت تعداو تک ایسی شکل سے بھی زیادہ بیشمار پیچوں کی شکل بنجاتی یا کرہ زمین پر ہنہار کی چوڑی کی طرح ہر جسم جھلا سا چڑھ جاتا جیسے چرخی بنتے وقت رول پر چھلا سا چڑھ جاتا ہے اور یا کواکب کی تقابلی تاثیر و تصادم سے دیگر پڑسنے سے ہر جسم کرہ زمین بکھرا نظر آتا بنے کی جگہ بکر بکھر جاتا کمہار کو دیکھو تو گھومتے چلتے چاک پر اوس سے ٹکورا چوکور ا مثلث پہلو برتن بن نہیں سکتا وہ ہر برتن کے کروی بنانے پر مجبور ہوتا ہے - باقی رہی تقریر نظام فیثاغورث بلا دستی مثال یہ ہے کہ گھومتا شخص مثلاً پانی لوٹے کی ٹونٹی سے گرتے گرتے پانی کا دائرہ بنجائیگا اور یہ بھی کب جب کہ گھومتا متقابل ہوں اور پہلے ردے پر دوسرا چڑھنے کی نوبت آئے ورنہ وہی بکھیڑا اور دیگر ان جسموں کا لازم آئیگا پہلے جسم بنے بجائے نہر بننے کی جگہ بگڑنے بکھرنے کی قیامت آگئی - چونکہ ایسا ظہور میں آتا نہیں لہذا قطعاً ثابت ہوا کہ اس کرہ زمین پر کوئی ایسی قدرت جسموں کو بنا رہی ہے جسکو کسی کرہ موثرہ و متاثرہ تبدلات ہوتے سے کا عارضی حرکت و سکون اجسام و اعضا و اجسام کی کرویت پہ مجبور نہیں کرتا او ساوس قدرت کاملہ کی روک تھام امدادی سر انجام میں سب مجازی طاقتیں تاثیریں ناکام بمنزلہ معدوم ہیں بنا بر حکمت نہ بنا بر حاجت و ضرورت وہ جو کام لے مجبوراً و سرنگوں ہوتی ہیں - اتنے پر بھی بس کرتا ہوں زیادہ بسط اسمیں ہمارے شیخ کی کتاب المواعظ میں امام متکلم رازی کی عبارت محصل کے ذیل موجود ہے -

کیا ہیں اسباب کی غلطاں کیا	الٰہی فلسفہ بکواس والے جہنم	خلق چرخ کے کاموں کا کیا ہما	وہ بھی تو لا ظلم کا مشتہا دم

کاریگران دنیا کا ساجھی ٹھہرایا بیکار اوزار اسباب و آلات کو جب کاریگر میں راست نہ آیا تو جب تقریر صدر کے تو کارخانہ تخلیق میں اسباب تخلیق کیسے ساجھی ہونے راست آسکتے ہیں - اس باطل رائے والوں نے جب دیکھا کہ کاریگروں کے بیکر لکڑی لوہا وغیرہ اوزار اونکا اوزار وغیرہ محض بے شعور مجبور ہیں اور کاریگر باشعور ذی اختیار اور اونکے سارے کام میز کرسی طوق و زنجیر وغیرہ بنانے کے اونکی شعور و اختیار سے ہورہے ہیں اور انھیں کے کاموں پر خدائی کا مونکو قیاس کیا تو شرک اسباب کے قول کا محل بجز اسکا نظر نہ آیا نا چار یہ کرنا کہ صانع تعالیٰ شانہ سے تمام مصنوعات بے اختیاری سے صادر ہوئی ذاتیہ تثبیت تو سو سطائیت سے بھی زیادہ گہرے میں ڈوب گئی اور باطل کو دم دینے کی نئے جگہ کا عذر سنگے - لیے اور جعلی قاعدے اور اصول گڑھ گڑھ اسکی پشت پناہی کی گئی سب لغو امید ہیں ود حیر آباد خم ادا مغوری

وغیرہم حکما ء اسلام کی تقریریں تو اس باب میں دیکھو شرک اسباب والونکی قلعی کہولتی ہی

ہتی ہین ہنود کیسو بر گہو درا	جیسے مکہیا حالہ اُف ہی ہم	مادہ خبکر نکلا کہدیا	بولے وہ جیسو ہمین لیا ہم ہم
اُسکی عضو ہین یہی خلق سکا	مانا جب کیا تنا آل ورحیم	کرلیا خود بر قیاس اللہ کو	سوتا فکہا بھی کہا سرح آہم

آتما روح کو کہتے ہیں اور پرم آتما خدا کو جیسے داد ا پرم دادا یعنی بر دادا اس سے معلوم ہوا کہ ہنود کی معرفت کی غایت یہی ہی کہ انھون نے خدا کو کائنات سے نرالا نہین مانا بلکہ منجملہ جنس ارواح اوسکو اعلے درجہ کی روح مانا ہے اور جب ساری کائنات انکے اعتقاد مین اوسی مین سے نکلی اوسی مین گھس جاتی ہی اور استحقاق مین بھی ظہورات طبعی اور اعلی چیزین اوسکی برابر بلکہ بعض جگہہ وہ محروم اور غیرونکی ہوگی دھوم ۔ غرض جو سب ذی ارواح روحانیون کا حال وہی اوسکا ایشور یعنی معبود ہیسر ہے مگر وہ مریا سہی گو آپ نہ پوجین اور پروا نہ پوچھیں موجہات کا دہوان یہ دسبک پھیلا رہا ہے مہتی صانع عالم کے سماچار وید بھگوان نے یون گائے ہین رد تکذیب براہین احمدیہ حصہ ۲ میں سیتارتھ پرکاش دیانندی کے صفحہ ۷ کی عبارت بھاشہ منقول ہی اور اوس میں اوس کا ترجمہ یہ ہی پرمیشور دنیا میں اور دنیا پرمیشور میں آباد ہے اسواسطے اوس کا نام بسو ہے ۔ وید بھاشا بھومکا صفحہ ۱۳۳ بضمن وید منتر مرقوم ہے الخ یعنی پرمیشور میں تمام مخلوق کا قیام و قرار ہی اور اہل عرفان مرکزی میں جا گھستے ہیں صد[۱] یجر وید ادھیا ۳۲ منتر ۱۱ پریتی بھوتانی پریتیا لوکا ن پیرتی سیروا پردشا ن نہج اوپستہا سے پرتھم جا مرتسیا آتمنا تما ٔ بھسیم ردیش ترجمہ لغوی) وہ پرمیشور بھرپور عنصری دنیا میں بھرپور اس لوک لوکانتر یعنی ہر ایک کرہ مین بھرپور اس جملہ اشیا مین بھرپور دسوں جہتون میں اور خلا صہ مکانوں میں الخ روح رو جونکی بے خوف پرویش کرنے والا یعنی جسطرح گندے آتے ہین پانی ملا ہوتا ہے اسی طرح کل عالم مین وہ بسو پرمیشور رچا ہوا ہی ۔ ایک ذرہ بھی اوس سے خالی نہین اور یہی ذیل کے منتر پری دیاوا پرتھوی سے ثابت ہی الخ صلہ جسکا جی چاہے منتہذ کور کو مع ترجمہ منقول ۔ سند میں دیکھ لے قرآنی طرز تفسیر آیت بآیت سے سبق لیکر منشی لیکھرام نے منتر مذکور کی مٹی یوں کھٹکانے لگائی کہ عنصری دنیا لوک لوکانتر تمام مکانوں گوشوں جہتوں تمام چیزوں تمام عالم میں بھرپور ہونے سے مراد یہ ہی کہ وہ اپنے علم سے سب جگہ حاضر ہے منشی جی نے وید پر بڑی کرپا کی بڑھاپے مین دستگیری کرنا سپوتوں کا کام ہے ۔ مگر من ناوشٹ کو

[۱] اس داخل خارج کی تقریریں و ویدیتے خلق کو آئینہ خالق اور خالق کو آئینہ خلق کی اصطلاحی تاویل کا بھی موقع نرکہا

یہ پرمان وید بھگوان کا کیسے سچے دیکھا کہ جس طرح گذرہے آٹے میں پانی ملا ہوا ہے اسیطرح کل عالم میں وہ سب پرمیشور رچا ہوا ہے اور کل اوسی میں سے نکلا ہے اور اوسی میں گھس جاتا ہے او سب کچھ دنیا میں پرمیشور کے کہاں پاسینگے قرآن کریم بیان ذات و صفات و اسماء و افعال الٰہی میں کسی کی شبت بناری کا محتاج نہیں وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ٭ وَقَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ٭ سے سمجھا دیا اور کسی کو احاطہ ذاتی کا خیال بطور ذوق و وجدان ہو تو اوسکو لیس کمثلہ شی کا کلمہ سے ضابطہ شرعیہ سے نہ نکلنے دیا اتحاد و حلول کا اعتقاد نصاریٰ کا جب قرآن مجید میں بالیقین وجوہ رد کر دیا گیا تو آج کون اوسکے کسی کلمہ پر اس باب میں تمہارا کہا سنتا ہے۔ اور اس طرح کی ہی جسکی کل بیکل ہو گئی اوسے کون سنبھال سکتا ہے۔ انجام کار منشی لیکھرام ہی کی زبان قلم سے وہی ٹپکا پڑا جو دیدکی جھنی میں بھرا دھرا تھا آپ الفاظ وید کا یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ وہ اپنی طاقت کا بھی پرمیشور ہوا انتہی تو اسپر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ اپنی طاقت کا بھی خدا اور خالق ہے تو اوس سے کیسے سماچار کیا ہیں۔ جب وہ بیطاقت تھا سست بچہ ہے بچہ میں طاقت رفتہ رفتہ ہی آتی ہے آریا اونکھے تب بھی وید کا چراغ تاراگ میں بساہیرا گ نہ ملا جیسا منتر میں تھا ویسا ہی بیان قلم سے نکل گیا جب تمام عالم کو پرمیشور کے انش یعنی حصے بتلانے والے وید کے اندر احاطہ علمی کا کوئی منتر نہیں اور نہ ہونا ہے بیان مذکورہ وید کو اوس کی حاجت بھی نہیں اسلیے کہ وہ برہم زن وید کا سے بجانی تعلیم کیا ہے۔ تو انوار قرآنی کی روشنی وید میں تبلانا بیکار ہے سبلا تو اوس کو بابو بیارے لال ستاتن دھرمی کی کتاب ملک عدم میں ایسا دیکھا تھا کہ پرمیشور میں سے اکاش و پران نکلکر نباتات کا سلسلہ چھڑ جاتا ہے اس حالت کو پرمیشور کی جاگنے کی حالت کہتے ہیں پھر جب مہا پرلے یہ مادہ عالم نہایت لطیف او سیاہ باریک ہو کر پرمیشور میں گھس جاتا ہے اور یہ عالم سنسان ہو جاتا ہے تو اس حالت کو پرمیشور کے سونے کی حالت کہتے ہیں رفتہ رفتہ اوس میں پھر طاقت آتی ہے تو اوس میں سے اکاش و پران نکلکر وہی دورہ دورہ شروع ہو جاتا ہے انتہی ملخصا و ملتقطا اسی کے مہنیہ میں ہے ہی ایشور ایک ہے جس سے تمام دنیا (عالم) پیدا ہو کر پھر اوسی میں ملجاتی ہے وہ شروع میں ایتھر سے بھی زیادہ باریک لطیف صورت نکلتے ہوئے اکاش کے موافق غیر محدود خلا میں بھرا رہتا ہے۔ وہ ہماری طرح دنکو جاگتا اور رات کو آرام کرتا ہے۔ قیامت کے بعد اوسکی یہ حالت ہوتی ہے انتہی ملفظہ پری دیا واپہ تحوی رگوید منڈل ۴ کی تیسری ادھیا کے ورگ ۲۴ کا چوبیسواں منتر ہے۔ آریہ لوگ میں اوس کا ترجمہ یہ کیا ہے اے پرمیشور تم سب خوشی کے سبب ہیں اور سب کو اپنے میں بسانے والے ہو اور کل استھول

الغرض ہوائے آگئی تو یہی سب کے الہام کا باعث اور صورت اور سرور ہوا اور ستیارتھ مطبوعہ بار
دوم کے صفحہ ۱۸۰ میں ہے جیسا کہ گولر کے پھل میں کیڑے پیدا ہو کر اوسی میں رہتے ہیں اور اوسی میں مر جاتے
ہیں ویسے ہی پرمیشور کے پیٹ میں خلقت ہے انتہی۔ وید کی حقیقت میں عبارت متن مطبوعہ ستیارتھ
سے نقل فرما کر لکھا نہ معلوم وید کا مصنف اوس سے باہر کیونکر نکل آیا اور پھر کیونکر داخل ہو کر
قل مچاتا ہے۔ مگر افسوس دیانند جی نے یہ نہ بتایا کہ جس طرح گولر شاخ میں اور شاخ پیڑ میں اور
پیڑ آگے تک سلسلہ رکھتا ہے اسی طرح پرمیشور کے پیٹ میں مخلوق اور پرمیشور گولر کی طرح کونسے پیڑ
میں لٹک رہا ہے اور آریہ اوس کے سر یا سترن یا سینہ سے یا گنیش کی طرح کسی دہرم پتنی کے
میل سے پیدا ہوتے ہیں یا اونکی بیل کسی دوسرے جہاڑ پر پھیلی ہوئی ہے۔ وید چار مضمونوں سے
بنائے ہوئے ہیں جیسا جو عقیدہ تھا اوس نے وہی درج کیا جو ہمہ اوست (یعنی بطلاق حلول و
اتحاد والی) کا معتقد تھا اوسنے وہی لکھ مارا اور جو آواگون کا تھا اوسنے آواگون کی جاتی جیسے جنگلوں
میں آگ سلگائی تھی اوسنے ارتک بنائی اور زمین شعر میں پارس کے پیل جاتے اور جیسے
گولر سے جہنکا ذرا درائی تھی اوس کو وہی سوجہی توحیدی مضامین نازک خیالی کہاں سے آتی سو
فلک پر کس قدر ہمہ اوست اوس دیانندی ترجمہ منتر ہائے وید سے ٹیکاری ثبوت اپنے علم سے
سب جگہہ حاضر ہونے کی ڈہے گئی اوسی ملک علم میں نامی پیدا ہوتا جہنڈا جڑ کے اکٹھے ہونے کا نام ہے
اور مرنا اون کے جدا ہونے کا صفحہ ۱۹۰ ہو جب اس کے جب اکاش و پران پرمیشور میں سے نکلے تو
پرمیشور اولنے اور وہ پرمیشور سے جدا ہو جانے کی وجہ سے مر گئے اور جب اکاش اور پران
پرمیشور میں کھسک کے ہو گئے تو اب پرمیشور پیدا ہوئے سمجھو بھلا جن شلوکوں میں پرمیشور کی نسبت
ایسے سما چار ہوں اون سے قدم و ازلیت باری کے ثبوت کی امید خیال خام ہے جن لوگوں نے
خود پر خدا کو قیاس کر کے اوس کے اعضا سے تناسل کائنات ارضی و سماوی اکاش اور پران
کا اور پھر سانپ کی طرح نکل جانا ان کا مانکر اوس کا نام بسوا در پرکھو درا دھر لیا حاملہ کی طرح سے
کراہتا سوتا جاگتا سہرن گربھ ہرنی کے حمل سے ظاہر ہوتا وغیرہ لوازم جسمانیت اوس کے تئے مانے
گائے بجاتے وید اور بعض مختلف خیالات مذاقوں والوں کی مٹی پر جا وہی الف لیلا ہے۔ آج
اوس کو آسمانی اور یہاں والوں کی دیکھا دیکھی آسمانی کتاب بنایا جاتا ہے۔ اس لئے زمین اور آسمان
کے قلابے ملانے اوس کے حمایتوں کے گلے کا ہار ہو گیا ہے ورنہ ۵

لکھیں جا جا پرتم بھائی ٭ اوت نگر کی چھٹی آئی ٭ ہل چلاتے ڈہولک بجاتے ٭ آج گربیاں دو ماگم مستی یا نامین

جیسے گایا جاتا ہے ویسے ہی یہ وید گانے بجانے اُچھل کود کی کہانی کہاں تھی یعنی کمال سُر تال
تال تک تھئے سے بنایا جاتا تھا تتا تھئی تتا تھئی تہا تھئی سے بجاو مذہب اور تمدن
کی سُدھ بُدھ نہ تھی کبھی کبھی کیسے ادت بھوت بھومیا عناصر لوک لوکا منتر دیوتا وغیرہ کی پوجا پاٹ
بلبنٹ جانوروں کے قربانی جھٹکا انکے نام کا گایا بجایا گیسنے آسمانی ادیان کے طریق کی بھی
کوئی بات کہہ سنائی اوسی ملک میں ہے کیونکہ اول تو وہ (فرشتے) کہلاتے تھے نہیں جس سے
بے اعتدالی ہو دوسرے اعتقاد نہیں رکھتے جو دریا دریم ہوصلا ۹۶ دہ قول سے ایسے خوش اعتقادی
اور پرمیشور سے ویسی آگ ہیں کہ اوس کو سوتا جاگتا کرتا ہتا اکاش دیوتان کو جنتا ٹکٹلا وغیرہ سب کچھ
کہہ ڈالا منڈوک اُپنشد کا قول ہے کہ مکڑی جیسے باہر سے کوئی چیز نہیں لیتی اپنے تن سے
تار نکالکر جالا بنتی ہے اور خود ہی اوس میں کھیلیں کھیلتی ہے ویسے ہی پرمیشور اپنے جسم سے
دنیا نکال خود ہی اوس میں گوناگون کھیلیں کھیل رہا ہے ستیارتھ پرکاش مطبوعہ اجمیر کے صفحہ ۲۳۱
میں ہے کہ تمام روحیں نجات پاکر پرمیشور میں ملجاتی ہیں اور پرش سکت کے دوسرے منتر میں ہے
پرمیشور ہی جملہ جہان ہے جو کچھ ہوا ہوگا یا ہے وہی تھا اور ہے اور ہوگا الخ فاضل سیانا چاریہ
اسکی شرح میں لکھتا ہے کہ انسانوں کے وجود گذشتہ و موجودہ و آیندہ سب پرمیشور کے وجود ہیں
اور جو کچھ انسان کھاتا ہے وہ بڑھتا ہے اور تمام عالم اوس کے ساتھ پھولتا پھلتا فروغ پاتا ہے
یجروید کی ادھیا ۱۷ کے ۱۹ منتر کا ترجمہ یہ ہے ان گنت اوس کی آنکھیں ان گنت اوس کے منہ ہیں ان گنت
اوس کے بازو ہیں ان گنت اوس کے پیر ہیں سام وید اتھروید کو دیکھیں بھی ایسا ہی ہے یجروید کی ادھیا
۳۱ کے پہلے منتر کا ترجمہ ہندوستان کے تمام مفسران وید نے یہ کیا ہے ہزار سر اوس پرش (پرمیشور)
کے ہیں ہزار اوس کی آنکھیں ہیں ہزار اوس کے پیر ہیں وہ زمین پر سب جگہ لمبا سیدھا تو بھی بیٹھا ہے دس
اونگلی کے فاصلہ پر (عرض ناقل) بھلا حلیہ بتایا پرمیشور کا ایسی صورت کا عجیب الخلقت جانور ڈراونی
صورت گجانی کے بالوں کی تعداد کو بھی جسنے مات کردیا جسکے ہر چہرہ پہ ہر سر میں ایک آنکھ بھلا کون کہلاتا ہے
حدیثوں میں آنے والے کانے دجال کے چہرہ میں بھی ایک ہی آنکھ مذکور ہوئی ہے۔ حاشیہ صفحہ ۱۸ میں ہے کہ
برہم بھاش میں وقتر اپنی ستھت میں لفظ نابھ (معنی ناف) بڑھا کر کہا وہ پرمیشور ناف سے اوپر
دس اونگلی کے فاصلہ پر بیٹھا ہوا ہے یعنی دل میں اس منتر پر دیانند نے تاویلوں کے جاسے
تنے ہوئے لیے کھلے ہوتے سما چار وید کے نہ ڈھک سکے - کہاں ہیں وہ بزرگ ثم استویٰ
علی العرش پر اعتراض کے لئے جنکی رال ٹپکتی ہے اس منتر میں پرمیشور کو سیدھا ہے اوندھا ہے

پڑے بیٹھے ہوئے ہیں۔ دیانند جی کے مذاق پر نہایت ہی افسوس ہے کیونکہ ہم نے سیدھے سادھے نہیں بلکہ مشکل سے دیانند جی نے خدا کو سادہ سا نیچر ڈال کر ہر ایک چیز میں چھپا سکتے ہیں کیونکہ انہوں نے زمین پر قلب انسان کامل عرش الرحمٰن فرمایا اوس کے خیالات کے رہنے کی وجہ سے جیسے تو عالم بالا کے عالم قدس ہیں عالم قدس کا قلب عرش الرحمٰن ہوا یعنی اس قلب پر اوس کے کمالات کی تجلی مانی تو ہوا ہوا اور بیٹھا - بھلا جو مسلم ایسا کہ اوس کو زمین پر اوتار سیدھا اوس آنکھ کے فاصلہ پر بیٹھا تبلائے اوس بیشک بڑا بہتان اور تشویش رکھنے والوں کو استوا پر اعتراض کا منہ کب پڑ سکتا ہے۔ قرآن و حدیث نے اوس کو عرش پر بیٹھا ہوا نہیں تبلایا قعود و جلوس وغیرہ کوئی لفظ بیٹھنے کے معنی کی بو تک دینے والا وارد نہیں ہوا بخلاف منتر مذکورہ کے کہ اوس میں تو معاذ اللہ ادس کو لٹا سیدھا بیٹھا سب کچھ کہہ ڈالا اور اس سے زیادہ آئینہ آتا ہے سکھمار گا اوس کے رہنے کی جگہ وید ہی تبلا دیگا قرآن میں تو استوٰی آیا ہے جو کثیر المعنی وسیع الشان ہونے کی وجہ سے شان جہانداری کا مظہر ہے اوس کی تعبیر کا ڈھنگ ہر متشابہات میں تنزیہ کو ملحوظ رکھنے والی آیتیں اس آیت سے قبل و بعد نازل ہونے والی قرآن کریم میں خود موجود ہیں جیسے وَاللّٰهُ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ یعنی اللہ بے پرواہ ہے جہانوں سے - بھلا جو سب جہانوں سے بے پرواہ سب سے بے نیاز اوس کو عرش پر آرام کی کیا حاجت لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ الآیہ نے ڈنکے کی چوٹ سنا دیا کہ کوئی اوس کی مثل نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں نہ افعال میں اور پھر اس مسئلہ میں خود نزول قرآن کے وقت ہی فیصلہ ہو لیا ہے کہ کوئی نسبت لفظی و معنوی ایسی جس میں بوئے احتیاج پائی جائے اوس سے اللہ سبحانہ کی ذات پاک ہی وہ اوس طرف سے مستغنی ہے - جبکہ یہودی جب ہفتہ کے دن اوس کے عرش پر آرام کرنے کا افترا کیا باتفاق مفسرین و بتصریح احادیث اونکے اس خیال کے ابطال میں یہ آیت نازل ہوئی وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ **ترجمہ** بیشک بیشک پیدا کیا ہمنے آسمانوں اور زمین اور اونکی درمیانی چیزوں کو چھ دن کی مقدار میں یا چھ حالتوں میں اور نہیں چھوا ہمکو تھکاوٹ اور ماندگی نے کچھ شمہ سے لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ط اونگھ نیند الکس اوس کے پاس نہیں

سلفؔ تحریف سے اگرچہ بائبل سے امان اٹھا دی ہے تاہم ایوب کی کتاب میں دیکھئے باب ۴۰ ورس ۹ کیا خدا کی تو ... بازو ہے کیا تو اوس کی مانند اپنی آواز سے گرج سکتا ہے ۔ مشق ۹ باب ۱۸ ورس ۳۴ زمین بہا اوس کا نظیر نہیں الخ صفحہ ۹ متشابہات کہ جن میں مماثلت کی نفی تاہم اس سے ثابت ہی۔

پھٹ سکنے وَلَا یَؤُدُہٗ حِفْظُہُمَا آسمان وزمین کی حفاظت اوسکو ذرا بھی بھاری نہیں بھلا جو دہرم پرتی بکھوہ وید کا گتا یا بچایا ہوا آسمان کے پار مقام قیام پرمیشور کا تبلادے گویا آریوں کی تازہ گرفت کے حساب سے اُسے عدم الوجود بچاوے خوان بعض بن نطفہ سوم یا پچون عنصر ملتے پر پرمیشور کا قیام بچہ دان میں سمجھادے وہ اوس استوی پر اعتراض کیا پرمیشور کا ڈیرا اور قیام بچہ دان میں تبلایا ہوا یا گویا کہ اسمرتی کا اوسے یاد نرہا۔ پہلا سبب ہی بنائی روح وجسم کی ترکیب بنے میں ایسے مقاموں میں قیام کی ضرورت پڑی اگر اوسی روح یا ذرہ بنانا پڑے پڑ جاتا تو نہ معلوم کون کون سے مصالح اوسمیں خرچ ہوتے اور کتنے برسوں عقبوں تک کس کس پیٹ میں قیام کرنا پڑتا۔ منتر ہرن گربھ کا پورا پتہ منشی لیکھرام نے شرک چھپانے کی غرض سے گو نہیں دیا اور طرہ یہ کہ اوس کو کلام الٰہی بنا ڈالا (اور اوس میں سورہ اخلاص کا شبنا دیکھنے لگے) مگر آنکھ کھلی تو کچھ نہ تھا کھیل بن گیا منوامرگیا والی کہاوت ہوگئی کسمبی دیواسے ہوا سنا کا ترجمہ آپ ہی کا کیا ہوا جسکو باطل کر رہا ہے تکذیب کا صفحہ ۱۰۰ دیکھو جسکا خلاصہ یہ ہے جو سینار کا پتی ہے ہم اوسکی بندگی کریں اور آپ کے گرو دیانند جی کا ترجمہ وید بھاشہ کے صفحہ ۱۰۱۹ میں یہ ہے (اصل عبارت منقول عنہ میں دیکھو)

خلاصہ اوس کا یہ ہے اے اولاد آدم جیسے ہم لوگ اوس ہرن گربھ خالق کل کی بندگی کرتے ہیں ویسے تم بھی کرو اگرچہ یہ دونوں ترجمے بھی صحیح نہیں (کہ وید جنکے ہاتھوں سے دست بدست چلا آتا ہے گو اوس کی سند کا سلسلہ متصل نہیں) مگر یہ بھی دونوں ترجمے اونکی معنی گیری سے نرالے ہیں نئی معنی گری ہے ہرن گربھ میں گربھ لفظ اردو تک میں اُنھیں معنی میں مستعمل ہے جن معنی میں سنسکرت اور بھاشا میں ہے یعنی حمل کے معنی میں یعنی سب سے پہلے وہ ہرنی کے حمل سے نکل آن کودا جیسا کہ آتا ہے) تاہم ان دونوں ترجموں سے ثابت ہے کہ اس کا مصنف کوئی عابد پجاری ہے جو اپنی طرح لوگوں سے ہرن گربھ کو پجواتا ہے اگر اس کو خدا کا کلام بنا ڈالوگے تو اوس متکلم خدا کا خدا بتلانا پڑیگا۔

پنڈت سادہو سنگھ جی نے نعیار رتھ بلیک میں اس کا ترجمہ جو کیا ہے اوس کا اردو یہ ہے

اس موجودات سے پہلے صانع عالم ایک ہرن گربھ (حمل) سے ظاہر ہوا یعنی پرمیشور ہرن کی صورت بنکر سب مخلوقات سے پہلے موجود ہوا۔ پھر اُن نے چرند پرند انسان حیوان نباتات جمادات زمین وآسمان وغیرہ سب کو ہون کا اپنی قدرت سے بنایا اوس ایک دیو پرمیشور کے لئے ہم لوگ قربانیوں وغیرہ سے اوسکی پرستش کریں۔ انتہی۔ وید بھگوان کا بیان تو صرف اتنا تھا کہ سب کائنات سے پہلے پرمیشور ہرن کے گربھ یعنی حمل سے پیدا ہوا اس سے پرمیشور کا حدوث اور اوسکی ہستی سے پہلے ہرنی کی ہستی کا ہونا لازم آتا تھا جس سے تسلسل لازم آتا تھا۔ ناچار اس

حمل و حاملہ و محمول کی یہ تاویل کی کہ سب کائنات سے پہلے پرمیشور برن کی صورت میں آن براجا) وید کی حقیقت مین منشی لیکھرام کا ترجمہ کرایا ہوا وید منتر کا صفحہ ۱۹ و ۲۰ مین منقول ہے اوس مین یہ بھی ہے اس بارکشی سے اپنے پجاری کو اپنے مین استھر (داخل) کرلے تاکہ وہ آواگون سے نجات پاوے منتر ہرن گربھہ کی لے دے رد تکذیب براہین احمدیہ حصہ دویم میں دیکھو جسکا صفحہ ۹۰ سے عبارت سرقہ کرکے اوسکا سر اوڑا دیا تاکہ یہ کھلنے پاوے کہ یہ تبدہ کا کلام ہے اور وہ یہ ہے اوس پرمیشور کی بندگی جیسی ہم کریں ویسی تم بھی کرو اس کا سر توڑ لکھ دیا کہ اوسکی بندگی کرنی ضروری ہے۔ آریہ مت کے پلوٹیون کو جب توحید قرآنی اور مضمون سورۂ اخلاص نے تسلیم پر مجبور کیا اور ہٹ دھرمی نے اعتراف سے ہٹا دیا تو ان مصائب سے وید کے کلام میں توحید کے روکھے رد کھے جاتے ہیں اور یہ ہت ایسی ہی ہٹ پھیریوں سے چلتا بنا گیا ہے۔ دیانند جی وید منتر دینہر بہرٹپیر کی گبری چڑھانے کے ریا یہان سے دم بخود سرگ گئے ہرن گربھہ کا لفظی ترجمہ صریح اعتراض بنتے تھے سمجھنے کے لئے کچھ نہیں کیا آریون کے پرمیشور کا ویدون یا جابجا تشبیہ دیکھ کر سمجھا کہ ان وہم پسندوں کی رو سے جب تک پرمیشور کسی قالب میں حلول نہ کرے کچھ نہیں بنا سکتا وید کی حقیقت میں ہے تیم سو میشم پہیا مرودیم شتم یشے سوبھوا سا گ میرتی ۰ انتیم نوا جیم مولسیدم رتھہ مید رود تیام دسے سوکرتی ابھی) یہ رگوید کے پہلے منڈل کے سکت ۲ کا پہلا منتر ہے۔ ماسٹر مجیمن اس نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے۔ اوس مینڈھے کی بخوبی پوجا کرو جو آسمانون کو ہویدا کرتا ہے جسکی تعریف میں سیکڑون پجاری معروف ہیں میں اندر کے منتر پڑہکر اپنی حفاظت کے لئے رتھ میں سوار ہونے کو وہ رتھ جو چالاک گھوڑے کی طرح بیچ میں ملدی سے آتا ہے منت کرتا ہون ترجمہ تمام ہوا۔ دیکھ تو کر تو آریون کا پرمیشور کیسے کیسے روپ دہارن کرتا ہے اشکال مختلفہ کے بارہ برجون میں تو ایک شکل مینڈھا بھی بتلایا جاتا ہے جسکی پوجا کا پران وید بھگوان اس منتر مین دے رہا ہے گنگا جمنا اگنی وغیرہ کو وید میں یجتا دیکھ سب کو پرمیشور بنا ڈالا شرک پر توحید کا جالا پور شرک کا اول ڈہکدیا۔ مینڈھے کو پرمیشور بنا کر شرک چھپاتا اور باقی ہے جسکے لئے یہ چالاکی ہے یجروید باب ۷ منتر ۲۵ کا دیانندی ترجمہ بھاشا صفحہ ۹۰ کہ اے پرمیشور آپ اصول اور قواعد فقہ پر چلنے سے خاص ہوتے ہین۔ آپ کی ذات مین زمین قایم ہے اور قایم آکاش ادی پدارتون (آسمان سورج وغیرہ اشیا) مین آپ کی ذات بالکل قایم ہے انتہی تجلی صفاتی یعنی ظلال صفات کی تاویل مذوق صوفیہ کا بھی ہوتی نہ کہا پرمیشور کی ذات کے اندر زمین دہرتی اور آسمان سورج وغیرہ میں پرمیشور کو تھوڑا نہ بہت سب کا سب بھر دیا سورج اور اسکا سشن

وغیرہ کرچکوں سکے تجواسنے کا اچھا ڈنڈا لگا دیا رد تکذیب حصہ ۲ میں پڑ دیکھو یجروید کے منتر
برہمت اپنے کھیم اسپہت اور یجروید ادھیا ۲۰ کے منتر ۷ و ۸ کی تشریح ہو چکا صفحہ ۲۰ میں دیانند جی
نے اس طرح کی ہے کہ پرمیشور فرماتا ہے جو پورن بل ہو وہی میری ہو جاتا ہے تا آخر جسکا خلاصہ یہ ہے
کہ پرمیشور کہتا ہے زور میرا بازو ہے حواس سلیم میرے دونوں ہاتھوں کی مانند ہیں تحمل فراست میری
روح کی مانند ہے سلطنت میری پیٹھ کی برابر ہے راجا اور امیر میری ران کی مانند ہیں علم ہندسہ
کے معلم میری کلائیاں اور زانو کی مانند ہیں یہانتک کہ ہر ایک خیر خواہ خلائق میرے اعضاؤں کی مانند
ہے لیکن برہم مہاشوں میں اس آٹھویں منتر کا ترجمہ بشرح اس طرح لکھا ہے کہ سکھ مارگ میرے رہنے کی
جگہ ہے اوچھو کندھے گردن کان جوتڑ کلائی جانگیں گھٹنے تمام اعضا میرے پرجا ہیں ان تمام
دیو کے اور اسی ادھیا کے پانچویں منتر میں داڑھی مونچھوں والا پرمیشور فرماتا ہے (بعد نقل
عبارت منتر) ترجمہ صفحہ ۹ اے انسان میرا سر سرداری ہے اور میرا منہ زور ہے سر کے بال اور داڑھی
مونچھیں میری چراغ کی مانند روشن ہیں بادشاہ میری جان ہے آب حیات کی سی میری آنکھیں خوب
روشن ہیں میرے کان دور سے سننے والے (خلا) ہیں دیانندی اصلاح پر بھی وید کے ان منتروں
سے آریوں کے پرمیشور کے جوتڑ اوچھو کندھے کان گردن کلائی جانگیں گھٹنے پیٹھ سرایں
داڑھی مونچھیں وغیرہ اور پھر انکا اعضا جسمانی ہونا اور اشیاء عالم کی مانند اور برابر اور عین ہونا
کھلے ہوئے لفظوں میں ثابت ہو رہا ہے اور اس خلاف تنزیہ ہونا پر جو اعتراضوں کی جڑیں
پڑتی ہیں اونکی روک تھام کے لئے وید میں کوئی نشان نہیں اور قرآن مجید میں جو ید و جبر وغیرہ کا
اللہ سبحانہ کے ذکر ہوا ہے اونکو جسم اور عضو کے نام سے ذکر نہیں کیا اشیاء عالم میں سے کسی
چیز کی مانند نہیں بتلایا اور نہ کسی چیز کو اونکی مانند بتلایا مثل اور برابر بتلانے کے تو وہم کا بھی موقع
نہیں اللہ سبحانہ کی ذات یا وصف یا فعل کسی میں بھی جو کوئی غیر اللہ کو اللہ کی مثل اور برابر
سمجھے اوس کو کافر اور مشرک قرار دیا ہے ثم الذین کفروا بربھم یعدلون وغیرہ بہت سی
آیتیں برمحل اسی حصہ میں منقول ہیں لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر اس نص قرآنی
میں سمجھا دیا کہ اوس تعالیٰ شانہ کی مانند کوئی چیز نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں نہ اعتبارات میں
حتیٰ کہ سننے دیکھنے میں بھی باوجود ہمہ تامی کے اوسکی مانند کوئی سننے دیکھنے والی مخلوق نہیں
بلکہ ترکیب حصری آیت کی سمجھا رہی ہے کہ جس معنی کا وہ سمیع و بصیر ہے اون معنی کا کوئی سمیع
و بصیر ہی نہیں اور پھر ان ید و وجہ وغیرہ میں تاویل ہم ہی نہیں کر رہے ہیں حق سبحانہ تعالیٰ شانہ

خود سمجھا رہا ہے کہ یہی ید وجہ وغیرہ کیا کل متشابہات قرآنی اپنے ظاہری معنی سے جن کو تم اپنی بول چال میں اعضاء معلومہ وغیرہ پر اطلاق کیا کرتے ہو اونسے پھیرے ہوئے اور تاویل پر محمول ہیں آیت وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللهُ شاہد ہے کہ جو کوئی اطلاق الٰہی قرب کا ہو یا محبت کا وصول کا ہو یا مُبعد کا یدکا ہو یا وجہ وغیرہ کا مشابہ کسی اطلاق مخلوق کے ہو لفظ میں وہ معنی اور حقیقت میں اوس سے پھیرا ہوا اور پر تعبد کا نہ ہوا اسکی تاویل کرنا معنی نہ اور گر او نسر معنی دریافت کرنے کے لئے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا متشابہات البتہ او نسو زیبا تنبیہ ہونے کی وجہ سے اونکا معنی سمجھنا فہم بشری سے باہر ہے علم اور جان کی جسکی طرف راہ نہیں گو عرفا سے ذوق اور وجدان ادسنے مزہ لیتے ہیں مخلوق کے لئے میدان عبارت کا وسیع ہے لیکن صفات الٰہیہ کے لئے تنگ ہے اور ہونا بھی ایسا ہی چاہئے اسکی کبریائی بھی اسی کی مقتضی ہے جس سے خلاف تنزیہ کا وہم کب چل سکتا ہے جبکہ اوسکی شان کی یہ تعریف ہے لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۔ پ ع ۱۹ یعنی اوس تعالیٰ شانہ کو آنکھیں ظاہر و باطن کے حواس کی ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ ابصار کو ادراک کئے ہوئے ہے اور وہ لطیف و خبیر ہے بموجب لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ الآیہ جبکہ وہ موجودات و ممکنات عالم کی حقیقتوں سے نرالا اور بالا ہے اور جن حقائق عالم کو حواس ظاہرہ و باطنہ ادراک کر سکتے ہیں جب وہ اُن حقائق سے ورا ء الوراء ہے تو حواس کے ادراک میں نہیں اسکا حواس کے ادراک میں آنے اور عقل اور قیاس سے حقیقت کا گر پا جانے کے تو یہی حقائق عالم میں نہ کنہ ذات و صفات باری کا دریافت کرنا یہ آیت بغیر کسی تشریح کے اپنا مدعا صاف سمجھا رہی ہے کہ خدا جسم نہیں مجردات و مادیات میں سے کسیکی مانند نہیں اگر ایسا ہوتا تو حواس اوس کا ادراک کر سکتے پس اوس کے ید وجہ وغیرہ اجسام خلائق کے ید وجہ وغیرہ کی مانند ظاہر پر محمول غیر ماؤل ہوتے تو پھر اوس کے ادراک کے استحالہ پر یہ آیت قرآن کریم پیش نہ فرماتا دیکھی بھالی جانی بوجھی پہچانی چیز کبھی نہیں سمجھ بوجھ سے بالا ہو سکتی ہے ۔ چہ ترہ ۔ جا نگھیں اوجھ اور انکی مانند اعضا کو قرآن مجید نے اللہ سبحانہ کی طرف منسوب نہیں کیا یہ ہی کا حصہ ہے ید وجہ عین

ف اسکو بسط کے ساتھ دیکھنا منظور ہو تو امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی مکتوبات شریف خصوصاً جلد اول کے مکتوب نمبر ۲۷۹ و ۳۰۸ وغیرہ دیکھو ۱۲ منہ ف ساگرہ کو اپنے پرچہ ۲۲ دسمبر سنہ ۱۹۱۶ء میں اعضاء جسمانی سے منزہ ہونیکے اثبات کی آیت مطلوب تھی سو یہی آیت مندرجہ متن موجود ہے اوس سے ظاہر ہے کہ خدا مجسم نہیں مجردات مادیات میں سے کوئی چیز کسی صف اور اعتبار اور ذات اور صفات میں اوسکی مانند نہیں ۔

ساق وغیرہ جن کو اُس کی طرف منسوب کیا ہے وہ جیسے اعضا معلوم ہو بولے
جاتے ہیں ویسے ہی ہر زبان میں اون معانی میں بھی بولے جاتے ہیں جو خلاف
تنزیہ نہیں جیسا کہا جاتا ہے کہ زید نے بکر کو ہاتھ دے رکھا ہے للو کا منھ بہ ہاتھ ہو گیا۔
اول یعنی مدد قوت زور ہے اور دوسرا ہاتھ یعنی بات ایسے ہی تمھاری وجہ سے وہ کام ہوا
وغیرہ محاورات ہیں وجہ سبب کے معنی میں بھی آتا ہے اور توجہ اور ذات کے معنی میں
بھی بولا جاتا ہے ایسے ہی آنکھ سے کہیں حفاظت وغیرہ بھی مراد ہوتی ہے کشف ساق
یعنی پنڈلی کھل جانے پر یہی بولنا مقصود نہیں جب پنڈلی کھل جائے اور ہولناک امر کے ظاہر ہونے پر بھی
بولا جاتا ہے کتب لغت سے بہت سے رسائل میں یہ محاورات نقل کر کے بار بار دکھا
جا چکے تفاسیر نے ہر طرح تسلی کر دی۔ مگر حسد اور بغض لا علاج ہیں لا تدرکہ الابصار
الآیہ کو دیکھ کر ویدک اپدیش ہم سے پوچھتے منتر کو جو پیش کیا جاتا ہے وہ [illegible] معلوم کو نہیں
آ سکتا۔ اس منتر کا دیانند جی نے وید بھاشیہ میں اور ایک بالائق آریہ سماجی نے اپنی [illegible]
کے ارتھات میں یہ ترجمہ کیا ہے پرمیشور روا [illegible] غیر متحرک اور خیال سے بھی باریک ہے۔ اول آنکھ
حواس خمسہ سے محسوس نہیں کر سکتے وہ اچل ہے [illegible] دوڑنے والے تو اس میں پہلے
ہی موجود رہتا ہے اور [illegible] باقی کو لئے رہتی ہے [illegible]
کے خیال سے باریک ہونے کی کیفیت کا بیان کرنے والا منتر اور اس [illegible]
ہوا بصورت بادل پانی ہے بلکہ [illegible] کی بجلی کی کیفیت بھی نکلوا رہا ہے۔ رہ گیا [illegible]
[illegible] اس سے سمجھا جاتا ہے [illegible] حلول اور اتحاد کا ثبوت غرض یہی
[illegible] اور کیفیت کا پرمیشور کے ثبوت جس میں تمام لطیف و کثیف چیزوں کی بھری
حواسوں میں سمایا ہوا حواسوں کے ادراک سے بالا نہیں ہو سکتا۔ پس وید کے کلمہ
لا تدرکہ الابصار الآیہ کے رد کرنے کا دعویٰ [illegible] ہو گیا۔ یہ ماخوذ ہے حصہ اول [illegible] تہذیب
اور ہوا [illegible] شیخ ہے اور حصہ دوم [illegible] کیا گیا [illegible] تعریف اس طرح کرتا ہے آگے

منتر بعبارت سنسکرت ہے پوتھی آریہ بھویں ہیں جسکے معنی یہ لکھے ہیں اسے اگنی اللہ تو ہی تعریفوں کے قابل ہے لڑائیوں میں تو ہی سراہا جاتا ہے جو تیری تعریف نہیں کرتا اوسکی کبھی فتح نہیں ہوتی۔ دشمنوں کے مورچوں کا گھاتک تو ہی ہے اور سب سے پہلے تو ہی لڑائیوں میں بھیجنے والا ہے اور تو ہی ہمارے دشمنوں کو جیتنے والا اسواسطے ہماری شکست کبھی نہوگی ترجمہ تمام ہوا۔ الحمد سبحانہ کا نام لیتے جتنے نفرت وہ بولا تو کیا اگنی اللہ اگنی پرمیشور کا گھی کو بھرپ بھروانیکی جگہ۔ اگنی پوجا پر بانے والے اگنی کو سراہنے والے نے اگنی پر بڑی کرپا کی دکھیا پرمیشور بنادہری گمرد وسرے عناصر منہ تکتے چھوڑ سے یہ اپنے معبودونکی ناشکری کی خاکی پرتھو ہوائی پرمیشور انکو پرمیشور نے جمنیا پرمیشوری کو سلیا پرمیشوری یہ سب ان نجر پر تکتے انپر کبھی کرپا کی ہوتی جیسے اندرانی پرمیشوری اشوتیہ پرمیشوری ادھر آگئے آتنگے اپنے اکھیں کبھی ادھورا سدھورا کچھہ تو کیا ہوتا ویدکی عناصر پرستی کا اگن کنڈ بیٹ کر توحید کا دخل بیر ااا۔ ویدمیں تو دکھانے کو ہوتا۔

افسوس! اس پرش کو دل سے توحید کارتی بھربھی پاس ہوتا تو شرک کی پھاورون میں تحریف کی انتی آبری نہ بہتا کہ شرکِ باطل کو کھلکر رد کرتا مگر یہاں تو اہل توحید و شرآنی تردید کالو ہا مانکر ہٹ دھرمی سے کام لیا جاتا ہے۔ شرک پر توحید کے غلاف ڈال ڈالکر چھپایا جاتا ہے بتایا نہیں جاتا تاکہ ویدک شرک سے نفرت نہو جائے۔ غفلت سے جاگ جانے والے منصف ہنود کو۔ اگنے اگنی کو سراہ سراہ اپ جپنے والے جنگ کے گھمسان میں اگنی مناولی گیت ویدونکے بتاتے ہوئے ایسے ہی منتروں بموجب گاتے چلے آتے ہیں جنکے واقعات ویدونکے ساتھ ساتھ لگے چلے آتے ہیں ویدوں کی تیدیں رہکر وہ آج کیسے مٹ سکتے ہیں ہیں ادہر اودھر سے لئے ہوئے نئے مت کو ویدونکے منترون پر تحریف کا غلاف ڈالکر دہلیا کریگی چالاکی کوئی کرنے۔

رد تکذیب حصہ دویم کے صفحہ ۷۰ اسکا خلاصہ یہ ہے۔ سہ نہ بند ہو جیتا الخ اس کو

اثبات تنزیہ و توحید یعنی لم یلد ولم یولد سا ہم معنی تراش کر جو منشی لیکھرام نے پیش کیا اوس
ہنادت کو ادھیتین کے ترجمہ اور دیانندی ترجمہ سے اور پر تورڈ دیا اس منتر سے وہی پرمیشور کا
باپ بیٹا اور رشتہ دار ہوتا اور تیسرے مقام میں قیام کرتا اور اوس کے پاس دیوتا وں کا
جانا وغیرہ ثابت ہوتا ہے وہ ان پوتا پاتوں سے تحریف کی چھپی نہیں سکتا اسلئے کہ یجروید
کی ادھیا ۳۲ کے منتر ۱۰ کا شروع یہ ہی کہ پرمیشور جو ہمارا باپ بیٹا ہے یعنی جننے والا حقیقی و النہ
اور اوسی کی ادھیا ۳۲ کے منتر اول کے آخر میں ہے سہ پتوہ پیا الفت یعنی وہی پرمیشور
بابوں کا باپ ہی اور گیتا کے شلوک ۲۰ ۴ میں ہی اے پرمیشور تم پرجاپتی کے جد امجد ہو لہٰذا
اور خود اوسی تکذیب میں منشی لیکھرام نے اوس کو پرم پتا بڑے ابا کہکر پکارا ہے رگوید کے پہلے
اشٹک کی ادھیا ۶ کے ورگ ۱۶ کے منتر دس کو یجر کی ادھیا ۲۵ میں یوں پکارا ہے ادیتر دیو
اویتر انترکشم ادیتہ ماتا سہ پتاسہ پوترہ وشودیوا ادیتی پنچ جنا ادیتر جاتم ادیتر جنتوم ترجمہ
ادیتی (پرمیشور) ہی سرگ ہی ادیتی ہی خلا ہے ادیتی ہی ماں ہی وہی پرمیشور باپ ہے وہی بیٹا ہے
وہی جملہ جہان ہی ادیتی ہی پانچوں جنا (قوم) ہے ادیتی ہی جو ہے ادیتی ہی جننے والا ہی
اتھروید کا مصنف اسپر یہ حاشیہ چڑھاتا ہے توم استری توم پمانسی توم کمار اوتا کمار
توم جیرنی دنڈین وچسی توم جاتو بھوتوں وشوتو مکہہ ترجمہ اے پرمیشور تو ہی استری
یعنی عورت ہی تو ہی مرد ہے تو ہی کنوارا لڑکا ہے تو ہی کنواری لڑکی ہے تو ہی بوڑھا لاٹھی
کے سہارے چلنے والا ہی [illegible] پیدا ہوتا ہے [illegible] سب مخلوقات ہے ان کی
تیرے منہ ہیں اور یجروید کی ادھیا [illegible] [illegible] غرض [illegible]
تدیو اگنیس تد آدتیس تد وایو [illegible] تد چندرماہ تدیو شکرم تد برہم تا آپہ سہ پرجاپتیہ ترجمہ
وہی ہوا ہی وہی آگ ہے وہی سورج ہے وہی چاند ہے وہی [illegible] وہی [illegible]
پانی ہے وہی رعیت کا مالک ہو [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

اسیر دیانندی جالا ستھیارتھ پرکاش میں ناہوا ہے جیسے باپ ہمیشہ اولاد کی بہتری
چاہتا ہے ویسے ہی پرمیشور بھی سب کی بھلائی چاہتا ہے اسواسطے اوس کا نام
والد یعنی باپ ہی الخ اور چونکہ وہ والدہ کی طرح محبت سے پالتا ہے اسواسطے اوس کا نام
والدہ ہی اور صفحہ ۱۰ میں ہی اور جو اولاد کا نگہبان اور پیدا کنندہ ہو اوس کو باپ کہتے ہیں
اور چونکہ پرمیشور سب کا محافظ اور جننے والا ہی اسواسطے اوس کا نام باپ ہی۔ چونکہ وہ باپوں
کا بھی باپ ہے اسواسطے اوس کا نام دادا ہے چونکہ وہ دادوں کا بھی دادا ہے اسواسطے
اوس کا نام پردادا ہی اور جو محبت سے بچوں کو پالتی ہے اوس کو ماں کہتے ہیں چونکہ پرمیشور
سب کو محبت سے پالتا ہے اسواسطے اوس کا نام ماں ہی چونکہ وہ ماؤں کی بھی ماں ہے
اسواسطے اوس کا نام نانی ہے۔ چونکہ وہ ماؤں کی بھی ماں ہے اسواسطے اسکا نام
دادی ہے۔ اور چونکہ وہ نانیوں کی نانی اور دادیوں کی دادی بھی ہی اسواسطے اوس کا نام پردادی
اور پرنانی بھی ہی۔ مگر افسوس دیانند جی مر گئے اور یہ نہ بتا گئے کہ پرمیشور سب مردوں کی جورو
سب عورتوں کا خصم سب کا بیٹا کنواری کنوارا بوڑھا اور حسب تصریح دید و شتیح
دیانندی [illegible] اگر کس تو چھوٹے سے بچہ کا دیانندی جیلے ہی ہیں
[illegible] دکھا میں (آخر وید تو اونکی اُلٹ پلٹ کا بازیچہ ہو بن ہی گیا ہے) ناقل کہتا ہے
اسکا ستیارتھ پرکاش پرمیشور میں سے نکلا ہوا بسارا اور پھر تمام عالم اوس پسارے کا پتلا تو تو
اوس کو بڑی اماں کہو یا نانی پرنانی بڑے ابا کہو یا دادا دادی پردادی جننا جننی
ماتا پتا کہو یا ناکتخدا کنوارا کنواری سب سوہتے رشتے ہیں اور دا [illegible] اوسکے
اجزا [illegible] اندر سے نکلے ہوئے ہیں [illegible] دیانند جیوں کی کھلے ہوئے لفظوں
[illegible] سوامی جی [illegible] کی گٹھری چڑھا کے کب چھپ سکتی ہیں
مگر ایسی بے ہودہ [illegible] اگرچہ اس کو چھری سمجھے مگر اہل
البصیرت [illegible] تو اس کا فریب کہیں جاتا ہے (قرآن

غیر قرآن ایمان ربا خیالوں کا پہلے ہی شکوہ کر دیا ہے نصاریٰ کو اعتقاد تثلیث میں ایسے
ہی پہلے والوں کے مشابہ ہو گیا بتلایا ہے یضاھئون قول الذین کفروا لا یعنی
مشابہ ہو گئے ہیں وہ قول کفار کے اور وجعلوا لہ من عبادہ جزءا دیں کہ انھوں نے
بندگان خدا کو خدا کے اجزا اور اس میں حصے اور شریک مان رکھا ہے آج روشنی کے زمانہ
میں سورہ اخلاص کے مضمون دلربا ایمانی جلا کو دیکھ کسکی رال ٹپک پڑے تو وید اوسکا
روبرو ہوتے سامنے اس لمبی چوڑی کنبہ داری کے کیسے ٹھہر سکتا ہے مختصراً معنی سورہ
اخلاص کے یہ ہیں او قاطبہ کہہ دے جسکا اسم ذات اللہ ہے وہ ایک ہی پاک بے نیاز
کسیکا محتاج نہیں کسی کو نہیں جنتا اور نہ وہ کسی کا جنا ہوا ہے اوس کے اندر سے کچھ
نہیں نکلتا کہ وہ گھٹے اور اوس میں کچھ داخل نہیں ہوتا کہ وہ بڑھے جیسا کہ پہلے تھا ویسا ہی
اب ہے اور آئندہ کو بھی ایسا ہی رہیگا اوس کا نہ کوئی دادا بھائی بند اور برابر والا کوئی نہیں وہ
ہر عیب و نقص ظاہری و باطنی سے پاک ہے یہ ہے اوسکی ہستی اور شان کا مختصر بیان خلاصہ
قرآن جسکی تصریحات میں ایک عظیم حصہ قرآن کا بھرا ہوا ہے صفات کمالیہ الٰہیہ اور تنزیہیہ
قرآنیہ کو دیکھیے دیکھیے ویدکا کھیں کا روپ بھرو دیا جاتا ہے اور جب کوئی ویدکی اصلی
صورت دکھاتا ہے تو ستیارتھ کی آتش غرض الضالین کو جلا کر بہتان لگاتی ہے کہ
قرآن تو معاذ اللہ خدا کو آگ میں بتلاتا ہے اور اس میں سے آواز دیتا ہے جیسا کہ
اس بنا پر جملہ آیت قرآنی کا دیورک من فی النار لعنت برسا کر بتلا رہا ہے کہ برکت
دئے گئے ہیں وہ شخص کہ آگ میں ہیں یعنی نور میں جو بادی النظر میں مشابہ نار کے معلوم ہوتا
ہے جس سے ثابت ہے کہ اوس نور کے اندر فرشتے برکت دئے گئے جن کا برکت دینے والا اللہ ہے
نادیناہ من جانب الطور الایمن ہمیں نص قرآنی بتلا رہی ہے کہ وہ نداء موسیٰ کو طور کی داہن
جانب سے آئی تھی نہ نور بصورت نار سے جو وادی طوی میں تھا داہن طور سے اور بقول اعداء تعالیٰ
لیس کمثلہ شئی الایہ کی معیار پرکسی ہوئی بے کیف اور بچرا ابن کا لفظ بھی برا سے اظہار کمال

جیسے کہ تورات سے المہیمن ہی بہرہ یاب موجودہ توریت میں آگ کے اندر سے آواز کا اظہار
اول تو ہم حجت نہیں دوسرے اسکے متصل ہی اللہ کے ذی شکل ہونے کی نفی موجود تو
لوازم شکل اوسکی طرف منسوب نہیں ہونگے پس اندریں صورت نا مظہر ظل صفت کلام الٰہی تھا
جیسے ہر صاحب وحی وقت وحی کے ہوتا ہے قرآن کریم اسکی ہستی کو صفات کمال کے ساتھ متصف
بیان کرتا ہے اور ہر ناشائستہ امر سے اوس کو منزہ ہونے میں کسیطرح دست نگر نہیں
بطور نمونہ اتنا ہی ملاحظہ فرمائیے هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ
الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ یعنی وہی اللہ
جسکے سوا کوئی پرستش اور فرمانبرداری کے لائق نہیں اشیا کی خلق اور بقا پر پورا مالک و متصرف
ان تمام عیبوں سے پاک جن کو حس دریافت کر سکے یا خیال تصور کرے یا وہم اوس طرف جا سکے
یا قلبی قوتیں سمجھ سکیں تمام عیوب سے مبرا سلامتی دینے والا امن اور اطمینان بخشنے والا اپنی کمالات
اور توحید پر دلائل قائم کرنیوالا سب کے اعمال سے واقف سب کا محافظ بے نظیر سب پر غالب
ذرہ ذرہ پر متصرف سنوارنیوالا ہمارے بگاڑوں کا اصلاح کرنے والا اصلاح کے سامان
پیدا کرنیوالا اصلاح کی توفیق دینے والا تمام مخلوقی عیوب اور مخلوقی اوصاف سے مبرا تمام
چھوٹے بڑے آسمانی زمینی شریک اور ساجھی سے پاک اور برتر ذات و صفات میں انہی آگے
دوسری صفات فعلیہ و صفات ذاتیہ کمالیہ کا بیان سے پورا رکوع مع تفاسیر صاحب وحی
و صحابہ کرام و تابعین مفسرین سلف و خلف ملاحظہ فرمائیے۔
شرک کی تقبیح اور مشرکوں کی سزا اور تفضیح کے بیان سے قرآن مجید بھرا ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ
یعنی بیشک شرک بڑا ظلم ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ
لِمَنْ يَّشَآءُ ۝ ترجمہ بیشک اللہ نہیں بخشتا اس کو کہ شرک کیا جاوے ساتھ اوسکے
بخشتا ہے اس سے نیچے کے درجہ کے گناہ ترجمہ تمام ہوا اور وید جبکہ شرک کی بھرتی کی پوری
منڈی ہے تو وہ بیچارا شرک کا رد کرکے اپنا بازار کساد کرے جیسے آدھگت سکیں اس سے

دھکیلا جا سکتا ہی اور سے بفائدہ پرانی دیکھا دیکھی لگے بیٹھے او جا اڑا جاتے ہیں اور جب نہ
اُبھر سکی تو شرک پر جعلی توحید کی گبری چڑھا شرک چھپا توحید بتلاتے ہیں ۔ یہ اتفاق کو ضول
عقائد میں جو فروع عقائد میں بعض ہمارے صوفیہ وحدۃ الشہود کے اور اکثر وحدۃ الوجود کے
مذوقات اور مواجید میں روشن متشابہات قرآنی کے خلال کی چلے ہیں اوس کے تحت قید و
اطلاق کے فرق کی وحدۃ الوجود اور اعتقاد حلول و اتحاد کی بلا کے مبتلا چند فرقے ہنود کے آرام لینے
کا خیال خام پکا رہے ہیں اونکی وحدۃ الوجود وغیرہ کے ابطال کو و فاتر صوفیہ جنھوں نے منع البالغ
مولینا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی کی اور الہدیۃ الحامدیہ رسالہ مولینا افضل الحق ظلہ
رامپوری کا اور دعوۃ الاسلام ہمارے شیخ کی بس ہیں ۔ اور مناسب مقام ہذا یہ عبارت الاعلام
علیہ نمبر ۶ کی فتوحات باب ۳ ۰ میں کس عمدگی سے سمجھایا ہے کہ اولیاء اور انبیا کی معرفتوں
میں کسقدر فرق ہے کسی نبی سے وہ اقوال کیوں نہیں منقول ہوتے جو کبھی کبھی عالم سکر میں اولیا سے
صادر ہو جاتے ہیں کہتے ہیں کہ کسی موقع پر میری روح ہارون علیہ السلام کی روح کے ساتھ جمع
ہوئی میں نے کہا اے خدا کے پیغمبر ہم میں ایسے بکثرت افراد ہیں جو اس مقام تک پہنچتے ہیں جہاں
خدا کے علاوہ کچھ نہیں رہتا ۔ مگر عجب بات ہی کہ آپ نبی ہو کر فرماتے ہیں فَلَا تُشْمِتْ بِیَ
الْاَعْدَاءَ ہذا (اے موسیٰ مجھپر دشمنوں کو ۔ یہ آپ نے کس سے کہا کس لئے دشمن کو انکی
ہے شماتت کس چیز کا نام ہی حضرت ہارون علیہ السلام بولے بالکل درست ہی کہ تم جس مقام
ہوتے ہو وہاں خدا کے علاوہ اور کچھ نہیں معلوم ہوتا ۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ جو چیزیں اس
مقام پر تمھیں نہیں معلوم ہوتی ہیں آیا وہ نفس الامر اور واقع سے بھی معدوم ہو جاتی ہیں یا بدستور
ہیں   تو باقی ہیں لیکن چونکہ دل کی آنکھ پر اوس ہستی جبار کی تجلی ہوتی جسکے مقابہ میں
اور تمام ہستیوں کی ہلکی جھلک بھی محسوس نہیں ہوتی اسلئے تم نہیں دیکھنے تم اس کے محجوب
ہو جاتے ہو میں نے کہا عالم تو موجود رہتا ہے ۔ مگر ہمیں اوس کا مشاہدہ نہیں ہوتا (اور جب ہم
ادنے رتبہ والوں کو ایسا معلوم ہوتا ہے تو اعلی رتبہ والوں کو کہ وہ انبیا علیہم السلام ہیں

تو ان سے اس کی زیادہ امید ہونی چاہئے کہ اونپر تجلی ربانی زیادہ ضوفشاں ہوتی ہو حضرت ہارون علیہ السلام نے فرمایا نہیں یہی تو معرفت الٰہی کے نقص کی دلیل ہے کہ تم ایسے مقام مشہد میں ہو جہاں صرف خداوند تعالے نظر آتا ہے اور اوسکی آیات اور نشانیاں تمسے پوشیدہ رہتی ہیں۔ یاد رکھو کہ جسقدر عالم کا شہود کم ہوگا اوسی قدر عرفان ناقص ہے کہ تمام عالم بھی تو خدا ہی کی ایک نشانی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ اس قصہ کو نقل کرکے فرماتے ہیں فَاَفَادَنِی علیہ الصلوٰۃ والسلام علماً لم یکن عندی ترجمہ ہارون علیہ السلام نے ایسے علم سے فائدہ پہنچایا جو میرے پاس نہیں تھا ؎ موہوم یہاں وحدۃ الوجود ایک دکھائی دینا مشاہدہ قلبی سے اور اوسکی نشانیوں کا دکھائی نہ دینا ہستی جبار کی تجلی کے رعب یا غلبہ معرفت کی وجہ سے ہوتا ہے اپنے مشاہدہ میں عالم کو معدوم پانے حالت محو میں اور عالم کو نفس الامر اور واقع میں معدوم نہیں جانتے تو یہاں حلول اور اتحاد اور الحاق اور اتحاد کی وحدۃ الوجود ویدک کہانی اور اپنشد ہری سیاہ جاری کا کیا اسلام محققین صوفیا کرام ... مسئلہ اسرار ہمہ کی تصریحات اسکی نفی اور استحالہ پر شاہد ہیں ... رہی ہیں ... شرح ... اس بارہ میں شیخ اکبر کی عبارتیں ... ہیں دعوت کے منقول ... قید واطلاق دونوں قیدوں سے پاک ہے عارف رومی قدس سرہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎

سلہ ... کے موید ہو مکتوبات امام ربانی کی جلد اول کے مکتوب ۱۱ ... تفصیلت ... عجبا ... از کلمات خواجہ ما است نقل کردند کہ حضرت خواجہ ... امام ... بعض معلوم شدہ است کہ توحید وجودی تنگ است شاہراہ دیگر است ... اما این قسم یقین الکون ... است ... سخن نیز ... میشود کہ ... کار رسیدہ بتوحید ... نداشت ... احوال ... توحید ... باشد ... بلکہ بسیار ... الاعتبار ... است ... مکتوب ... اس سے زیادہ ... توحید ... نفی ... کی دعوت ... صفحہ ۱۴۴ و ۲۵۱ ... نقل کیا ہے توحید فاتق کے صفحہ ... وہ بھی ... ۱۲

جز و کل نے جزو با نسبت بہ کل	نے جزو بوئے گل کہ باشد جزو گل
لطف سبزہ جزو لطف گل بود	بانگ قمری جزو آن بلبل بود

یہ باتیں ڈنکے کی چوٹ ایمان و عرفان اسلام یہ سمجھا رہی ہیں کہ خلق اور خالق کے درمیان کسی قسم کے جزو یعنی قمری اور کل کا علاقہ نہیں ہے نہ وہ تعالیٰ شانہ ایک جزو ہے منجملہ اجزاء عالم کے نہ جزو جزو عالم کا علیحدہ مثلاً عالم جن و عالم انس وغیرہ کہلائے اور اُن کا مجموعہ خدا ہو جدا اس عالم سے جدا دوسری ہستی نہ ہو اب بلکہ یہ نہ خلق وخالق کے درمیان ایسی جزئیت ہے جیسے سبزہ کی لطافت اور پھول کی لطافت میں ہوتی ہے اور نہ ایسی جزئیت ہے جیسے آواز اور آوازوالے میں ہوتی ہے ایسے ہی خلق اور خالق کے درمیان نہیں ہیں ویدک دھرمی دیودھرمی سیانا چاری وحدۃ الوجود والوں کا ڈوبتے ہوئے صوفیائے وجودیہ اسلام کا دامن پکڑنا کاش کے تنکے کے سہارا پکڑنے سے بھی زیادہ پوچ ہے اور اکثر فرق ہنود کے دھرم پر جب تمام عالم پرمیشور کے ٹکڑے بن سکے اکثر حصے ٹھیرے تو انکی برائی بھلائی پن پاپ سب پرمیشور کا پن پاپ بحیثیت کمائی ٹھیریگا نہ پرمیشور کی مخلوق افسوس جن پنڈتوں کا یہ دھرم نہیں ہو وہ[۵] اور انسے بھی نہ انکے خالق غیر دھرمی ہونے پر اعتراض کرنے کے لئے ادھار کھائے اور پرمیشور کو پن پاپ کماتا بتلانے نہ شرماتے اور نہ سوچے کہ خالق پر الزام مذکور نہیں پڑتا کاسب پر پڑتا ہے نفع اور نقصان کمانیوالے ہی ہوتا ہے۔ دنیا میں رنگریز کالا پیلا رنگنے سے کالا پیلا نہیں کہلاتا۔ کالا پیلا وہی کپڑا کہا جاتا ہے جس پر وہ رنگ چڑھا ہے اور اہل کتاب کو اسکے جواب میں کتب عہد عتیق و عہد جدید سے انھیں کے آئینے دکھائینگے

نامیں ہیں مشرک مجوسی دو خدا	بہن بھائی بنتے ہیں جورو خصم
عنصروں کا پوجنا مامور ہے	وید شت شاسان کے اندر رقم
سیکڑوں آتشکدہ تھے ملک میں	آریوں کا یہاں یہ کھلتا ہے بھرم

ع ۵ مذکورہ خوبی کا ماننے والا ۱۲

آگ پوجا سے بھلا جب وید ہو ‖ ہو صفائی شرک سے کیونکہ بہم

گھی جڑا آگنی بیچ یوں لی چھپا ‖ یہ صفائی کا ہوا کی ہے کرم

منتروں میں کفر کی بھرمار ہے ‖ کھول ڈالا جو چھپایا تھا دھرم

منتروں کے ارتھ یہ بتلائے ہیں ‖ سرستی نے بھاشیہ کرکے بہم

گیان ماتا ان دے سورج ہمیں ‖ تجکو پوجیں پوت پاویں تجھسے ہم

پوجی بجوائی ہوا تو دے سرور ‖ اگنی ایشور بھینٹ لو دونو ہم

گھوڑے گئو میں آگ سے تم مانگ لو ‖ وید کی یہ آگیا کیا ہے ستم

تارے دریا اور عناصر دیوتے ‖ گائے بچھیا بیخ کپ بیل بدم

گنگا جمنا اور کوسلا کی سبے ‖ وید نے برجا لے سب پھوڑا کرم

عناصر پرست لوگ تو کانستر ظہورات طبیعی پوج پاج آریوں کا شرک سے پھر منہ چھپنے لائق بیان کی نہیں یہ جو کہا کرتے ہیں کہ ہم جو گھی چاول وغیرہ منتر پڑھ پڑھ اگنی پر چڑھاتے ہیں یہ ہوائی صفائی کا علاج ہے نہ اگنی پوجا۔ ہوا کے اتنے بڑے کرہ کی صفائی کو ہمارے مہربان آریوں کی آگ پر گھی وغیرہ ڈال کر چھٹن من اور چھٹن چھٹن پر کفایت کر جانا ایک مضحکہ کی بات ہے رگوید منڈل ایک سکت ۴۲ کا چھٹا منتر اس پوتا پاتی سے منہ تکتا رہجائیگا جسکی دیانند بھاشیہ کا ترجمہ یہ ہے پوجی بجوائی باہر بھیتر رہنے والی ہوا جو کہ تمام اشیا کی حفاظت کرنے کے سبب جانوروں اور جانداروں کو سرور بخشنے والی اور سورج جو کہ ہم لوگوں کو علم اور دولت وغیرہ دیتا ہے جسطرح علم والے لوگ (یعنی ایرانی) اوسنے اکثر نام درست کر لیتے ہیں ویسے ہی ہم لوگ (یعنی ہندوستانی) اسی طرح ہوا اور سورج کا سیون کیوں نہ کریں (ردتکذیب حصہ ۲ صفحہ ۵۸) شروع منتر میں جب پوجی اور بجوائی ہوئی ہوا کا فقرہ موجود ہے اور جن ایرانیوں سے استفادہ کو دیکھ اس سیون کی سوجھی ہے وہ آتش پرستی عناصر پرستی کی دہوم مچا رہے ہیں جیسا کہ آتا ہے تو یہ سورج اور ہوا کا سیون آریوں کی نوک دکھاویگی تا لم تول سے اندھے

سینے کے سیون کا ہم محاورہ بنکر نہیں ٹکیگا دہی سورج اور ہوا ایک مجہول کے دو بھائی بہنوں کا بچاپا ثابت کریگا جسکی شروع منتر میں خود تصریح ہی سورج اور ہوا کے پوجنے سے پارسیوں کا کام درست کرلینا بتلا کر خود سے آریوں سے سورج ہوا وغیرہ عناصر پجوانے کا ڈھب لگانیوالا منتر دُھر کی مشار رہا ہے۔ دیکھو نامہ تہمورس میں یہ جمہشاد نا موتو۔ نا دھوکا شلودم بیواجم را فرادری مہد فیر سیاسے سوکا ہیم انجم

ترجمہ اسے بندے سورج بزرگ ہوا اور سورج جسکا یاور ہوتا ہے میں کہتا ہوں وہ مال اور دولت سے مالامال ہو جاتا ہے تو اوسکی ستایش اسطرح کر (اس کے آگے سورج کی ستایش کا بیان ہے) یزداں فرماتا ہے سورج کو پوجو یہی تمہارا معاون ہے اور جس کا معاون سورج ہوتا ہے اوس کو کسی چیز کی کمی نہیں رہتی ملاحظہ منتر نیایش بن سے منتر کی پوجا اور منتر سے ہرطرح کی حاجت مانگنا اور رگ وید اشک ایک کے پہلی ادھیا کے سکت دوم کے منتر ۲ و ۳ سے منتر اور ورن کی پوجا اور اُنسے دشمنوں کا ناس کرایا جانا اور مینہ مانگنا وغیرہ نقل کیا ہے صفحہ ۷۶ میں او صفحہ ۹۴ میں ہے اسے آگ پوجاری لوگ حصول قوت کے لئے تیری پرستش کرتے ہیں تجکو منسکار ہو سب دُکھ درد دور کیجئے یہ رگوید کے پہلے منڈل سکت ۱۲ کے منتر دوم کے خاتمہ کا ترجمہ بعینہ ژندی منتر کا ترجمہ ہی وہاں منتے اگنی ہے نامہ ست ستاسان میں ہی فاہیم جباب تاخ ستسکلخ بیبرید زمیا خرشید مستورج با این ہمہ جہاں کہ ازان شکرہ کو دیکھو اوس کو سجدہ کرو خدا کی نماز سے فارغ ہو کر آگ کو سجدہ کرے الخ آتش نیایش بن میں ہے عرز ودز یکام احصنیام استوگا ہیم تنتروشام اشناشبہ۔ ورہینم نخ

ترجمہ اسے آگ بزرگ برتر تو ہر کام میں مجھے جستی چالاکی تیزی ہوشیاری دے اور جلدی جلدی چلنے کی قوت بخش اور عاقل تربیت یافتہ سعادتمند بہادر سخنیوروں کی کھونیوالی ایسی اولاد عطا کر جو گھر اور محلے اور گاؤں اور شہر آباد ہو جاویں ہ نامہ ست ستاسان میں ہی جیسا کہ مشہور ہے

[illegible] ستی دودھ نکال چڑھاتے ہے اگنی سے پیدا ہو [illegible]
[illegible]

ما رید فائم کا ج ہم اب تیج لکمید **ستشرح** اے لوگو چاروں عنصر ونکی پوجا بجا لاؤ
اور اونہیں کسی طرح کی تنگی مت پر تو جہاں با دو ہیں عمدہ طور سے جھک جاؤ ایح اور اسی کے قریب
آریہ مت کے گیت رگوید منڈل ایک سکت دو کے منتر ۳ و سکت ۱۳ کے منتر اول سے
آگ پانی ہوا کو مال دولت دینے ولے پرورش و حفاظت کرنے والے بترجمہ دیانند ہی
بعبارت سنسکرت و بھاشا ر دتکذیب کے حصہ دوم میں دیکھ لو مؤلف نے کسی عذر کا موقع نہیں
چھوڑا اگر افسوس اگنی عناصر ظہورات طبیعی کے پجاری انکو پوج پاٹ کر بھی آتش پرست نہوں اور
سید نا موسی علیہ الصلوۃ والسلام جنکی جوتیوں کی ٹھوکر سے شرک کی بھیت ڈھے گئی وہ انی رأیت
نارا آلایہ یعنی میں نے آگ دیکھی ہے وہاں سے تاپنے ہاتھ پاؤں سینکنے کو آگ لاؤں گا ۔ اور اگر تا پتا
کوئی وہاں ملگیا تو اوس سے راستہ دریافت کرونگا) اس کے فرمانے ہی آتش پرست ہو جائیں
اور یہ بکواس بھی کرسکا جبکے دھرم کی بنا اگنی پوجا کے اصول پر آگ سے پاؤں سینکنا ہے ادنی
تنبیہ ا لاراس سے منع کریں ۔

رشیوں کے آبائی وطن مصنفہ پروفیسر ای ۔ بی ۔ رائے ۔ پادری مدرس علم الہی سہارنپور
کا اقتباس یہ ہے ۔ وسط ایشیا کے آبائی وطن میں آریا قوم آسمان اور زمین کو ماں باپ معبود جانکر
پوجتے تھے اُن کی مختلف شاخوں میں آسمان و زمین کی پوجا پائی جاتی ہے ۔ ہنود کی پرانی کتاب
رگوید میں آسمان دیوتا کو کئی لقبوں سے یاد کیا ہے (۱) دیوس پتری نورانی باپ (۲) دراس
ڈھانپنے والا پناہ دینے والا (۳) ادیتی لا محدود ادیتی نام دیوتے ادیتی ہی سے پیدا
ہوئے ملے جاتے ہیں (۴) برترا گھنہ برترا نام بادل کا مارنے والا (۵) اندر یعنی برسانیوالا
(۶) پرسینا یعنی پالنیوالا وغیرہ زمین کو رگوید میں پرتھوی نام سے پوجا ہے ۔ رگوید کا دیوس پتری
اور یونانیوں کا زیوس پاتر اور لاطینیوں کا جیو پیٹر ایک ہی معبود ہیں جسکے معنی آسمان باپ
پرتھوی کو رشیوں نے ماتا مانا ہے تو یونانیوں کی ڈیمٹر دیوی کے معنی بھی دھرتی ماتا ہیں ۔
آسمان کو باپ زمین کو ماتا ماننے کا خیال ہنود اور یونانیوں میں یکساں پایا جاتا ہے رگوید میں

دیوس پترجی سب دیوتوں کے باپ تو یونانیوں نے زائس کا نام دیوتوں کے باپ یونانی اُرانُس اور ویدک ورونش دونوں کے معنی ڈھانپنے والا آسمان یونانی گانیا سنسکرت گنو دونوں کے معنی گائے اور زمین ژندا وستا میں مستعمل ہوا ہے۔ رگوید میں ورونش یا ورن کو جن لقبوں سے ملقب کیا ہے ترتیب قریب تم انہیں لقبوں سے ژندا وستا میں اہرمزد کو ملقب کیا ہے جسکے معنی مہدان آہر رگوید (۱-۴۲:۱) میں ورن کو مہدان اسر کہا اوستا میں اہرمزد کو خالق خیر اور الکھر و سپنتوں یا اہرمن کو خالق شر کہا ہے۔ وید میں ورن کو خالق اور رشی کو باپ دیوتا یعنی خالق سشر کہا ہے رگوید (۱:۴۲:۹) اوستا میں سفر نام ایک معبود کا ذکر اہرمزد کے ساتھ بہت آتا ہے جیسے ورن کے۔ یا میترا سپواکے سے دکھا ہر گھندا و پارسیوں کا میترا گھندا ایک ہی معبود ہے ویدا اور اوستا میں اسرے اندرا سے جسکی تشبیہ کی وید میں اوس کو اہی دھاک۔ اوستا میں اژی دھاک نام سے یاد کیا ہے ممکن ہے لفظ اژدہا بھی اژی دھاک سے نکلا ہو۔ وید کا اندرا اور پارسیوں کا اندرا ایک ہی باہمی رنجش سے ایرانی آریہ گوت ہندی آریہ گوت کے معبود اندر کو دوزخ میں بھیجا ہوا کہنے لگے اسے جو زرتشت جبر سپتر گھشہ سے راضی اور اندر نام سے ناراض ہو گئے۔ ویدکی رو سے دیوتاؤں کے کاریگر تواشٹری کے بنائے ہوئے بجر سے دیوتاؤں کے دشمن برترا داوتوں کے بعض مارے گئے تو یونانی کہانی میں دیوتاؤں کے کاریگر ہیفیسٹس نے اپنے باپ زیوس کے لیے بجر بنایا تھا جس سے دیوتاؤں کے دشمن کال تی تن ہلاک ہوئے ویدک سوریا (سورج) یونانیوں کا ہیلیوس لاطینیوں کا سل ہولتو تکا کاتر فارسیوں کا خورشید ایک ہی معبود ہیں۔ وید میں سورج دیوتا کئی ایک ہیں جن کا نام لقب ادتیا یعنی ادیتی کی اولاد ہے۔ اون میں سے ایک کا نام وید میں مترا اوستا میں سقمرا ولما ہرمزد ہے۔ وید میں سورج دوڑنے والا گھوڑا ہے تو اوستا میں گھوڑے والا تیز سوار۔ وید میں سورج دیوتا آریاؤں کی شفا امراض کے لیے پوجا ہوتی ہے تو اوستا میں بھی اسی لیے اسکی کی پوجا ہوتی ہے۔ پرانوں میں سورج کا ہاتھ نذر لینے کو پھیلنے کہا تو یونانی کہانی میں

وہ باقتہ شیر نے جاپ لیا - ویدک اور یونانی قدیم آریا قوم یوگو دیوی ماتا پوجتی تھی جسکا نام
ابن اوس اس سنسکرت میں اوراوس ایوس یونانی میں رگوید میں ہ الوآوستا میں دیو
سنسکرت میں یون یونانی میں بات ہوا کہتے ہیں قدیم آریا جسکو پوجتے تھے آریا قوم کی
ساری شاخوں میں کسی نہ کسی نام سے آگ کی پوجا ضرور پائی گئی ہے (صفحہ ۴۰ میں بہت سے
ناموں کی تفصیل اور لفظی اور معنوی یکتائی کا استعمال یونانی لاطینی ژندی فارسی ویدی وغیرہ
اور مولوی ابو رحمت حسن صاحب میرٹھی سلمہ نے اپنی تصنیفات میں نقل کیا ہے) اہل
فارس آتش پرست نام سے مشہور تمام شاخوں میں آریوں کی یہی دستور (ناقل کہتا ہے
ہند کے موجودہ آریہ بھی آتش پرستی کے تعریف کو قبول نہیں کرتے ہاں غلبہ توحید قرآنی و ابطال
شرک فرقانی نے قبول حق سے سرتابی کی گنجائش نہیں چھوڑی ناچار دامن گذاری ترک کو
یہ ڈھنگ اختیار کیا ہے کہ ہم یہ اگنی پوجن ہوا کی صفائی کے لیے کرتے ہیں۔ مگر یہ ہوا بندی اتنے بڑے
کرہ ہوا کی صفائی کے لیے آریوں کے اس کالمعدوم سیوا کو ناکافی دیکھ کر مضحکہ صبیان بناتی
ہے اور منتر شرکیہ جو ہون کے وقت پڑھے جاتے ہیں وہ اس بناوٹ کو بننے نہیں دیتے
تقریر ناقل تمام ہوئی) پادری موصوف لکھتے ہیں زند اوستا رگوید وغیرہ سے واضح ہے کہ قدیم آریہ
جسوقت میں جس معبود کی پوجا کی اوسوقت اوس معبود میں تمام خواص کو الوہیت کا اونہیں
تصور کیا مثلاً خلق کرنا پرورش کرنا انتظام کرنا وغیرہ صفات الہی کو آسمان زمین آگ ہوا
سورج وغیرہ مخلوق اور محدود معبودوں پر محسوب کرکے اونکو پوجا ہے - لہذا خالق کی
صفات مخلوق میں ماننے سے جو قباحت پیدا ہوتی ہے وہ انکے مذہب میں موجود تھی خدائی
خدائی محسوب نکرنے کے سبب ہم ان کو موحد نہیں کہہ سکتے وہ ایک خدا کے پرستار تھے
توحید کا خیال انسان کے دل کا ذاتی خاصہ ہے الخ صفحہ ۹۲ تا ۱۲۵) پادری صاحب نے
بہت سچ فرمایا بیشک خدائی خواص خدا میں ثابت کئے حصر کئے۔ اسکے بغیر توحید نہیں
ہو سکتا - خاصہ کے معنی ہی یہ ہیں کہ وہ اوس پایا جاوے جسکا وہ خاصہ ہے نہ اوسکے

غرضیکہ کل خواص الوہیت خدا میں ماننے سے موحد ہوگا مگر پادری صاحب اس میں کتراتے ہیں کہ منجملہ خواص الوہیت ایک خاصہ بھی غیر اللہ میں مانیگا یا خواص الوہیت کی تفریق وتقسیم کریگا تب بھی موحد رہیگا مشرک ہوجائیگا چونکہ پادری صاحب ایک خدائی خاصہ مسیح میں اور ایک روح القدس میں مانتے ہیں اور ان کو خدا میں محسوب نہیں کرتے بلکہ تینوں کو خدا کی تمام جدا جدا مانتے ہیں لہذا پادری صاحب کے قدر مشترک فیصلہ بموجب ہم بھی قائلین تثلیث کو موحد نہیں مان سکتے

اسم ذات پرمیشور کا ویدوں میں نہیں
ہر شی نے اوم ویدوں سے دوہا
دیوتا سارے بنا ڈالے خدا
روپ بھرنے سے کبھی بہروپیا

لوگوں پر لوگوں کا ہے پھیرا وہم
وہ تو سر کا جھوٹ نکلا اوم کھم
زید ہی نے اس کو توڑا ہے ستم
مختص اصلی کا نہیں پایا جسم

دیانندجی نے اسم ذات نامعلوم پرمیشور کا اوم بنایا مولوی ابو رحمت حسن میرٹھی نے ستیارتھ پرکاش سورن میں منواد ھیائے ۲ شلوک ۶ سے ثابت کیا کہ برہما جی نے الف کہیں سے واو کہیں سے مختلف مقامات وید سے نکالا ہے اندریں صورت وہ اشارات ہوئی یا مقطعات (نہ اسم ذات بلکہ کوئی اسم منجملہ اسماء صفات بھی نہیں ہوتے) جیسے بی۔ اے۔ ایم وغیرہ نہ دیانندی اوم کہ او مصدر سے مشتق (بچانے کا وا د کیجئے جسکے اوں سے اشتقاق کا دعوے کر دیا) ہے پرانے ہندو جبکہ اس سے تری مورتی دیوتا برہما وشنو مہیش یا برہما وشن اور شکتی دیوی مراد لیتے چلے آتے ہیں مولف کہتا ہے اور ہمارے زمانہ کے آریوں کو وید انہیں کے صدقہ سے پہنچا ہے تو ان کا اوم خدائی نام کیسے بچ سکیگا بناوٹ جیسا جیسا اسم ذات ہوا ویسا فقط اسم صفت بھی ہوا ۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی ۔ انتہی۔ دیانندجی کو اپنے (اسلاف کے خلاف) دیوتاؤں کے وجود سے زبہ تقلید مسیح انکار ہے ۔ لہذا بحیثیت دیانندجی کے معتبر مانتے ہوئے برہمن گرنتھوں سے ہی اوم

اور ہیں شد نیچ سرنے کے نئے وید گانے میں شروع شروع منہ سے نکالنے کے
دو لفظ مہمل ثابت ہوئے دیکھیے شت پتھ کانڈ ایک ادھیائے ۴ برہمن ایک کنڈ
کا ۳ ترجمہ (وہ (یعنی وید گانے والا) ہیں سدھی سُر سے نکالتا ہے اگر زور سے
نکالیگا تو اوم کی آواز سے اوسکی آواز مل جائیگی تو دونوں سروں میں کچھ فرق نہ ہوگا
اسواسطے ہیں سے سر ملے ۔ واہ رے پنڈت جی کی باتیں ہیں اور اوم دونوں
آواز اوچارنے کے سُر اور آلے پرمیشور بنا ڈالے مؤ ادھیائے ۲ شلوک ۷۶
اوم سُر ہے اوم سے وید کا راگ اوٹھاتے اور اوم ہی سے بٹھاتے ۔ تامل کہتا ہے
جس سُر تال کی بابت میں دیانند جی کا ستیارتھ پرکاش کے تیسرے سمولاس میں
بصفحہ ۱۲۵ یہ پرمان ہے سُر راگ ۔ راگنی تال گرام ساز بجانا ۔ ناچنا گیت گانا وغیرہ
قرار واقعی سیکھنا چاہیئے انتہی ۔ لیکن فی الحقیقت ہم وہم کی محبت اور حمایت کی یہانتک
نوبت پہنچی کہ سروں کے نام تمام خدا بنا ڈالے اور سچ ہے خواہش نفسانی کی انتہا یہی ہے
کہ وہ اپنے مرہون کی معبود بنجاتی ہے جبکہ سُر راگ کے رسیا نے اوم سُر کو معبود بنا ڈالا تو
اب سونہتا قول پنڈت دیانند جی کا اوم کھم برہم یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۱۷
دیکھئے ویدوں میں ایسے موقعوں پر اوم وغیرہ پرمیشور کے نام آتے ہیں ۔
قول مولانا ابورحمت حسن میرٹھی کا ۔ ویدوں سے اوم ندارد ہے صرف یجروید کے
خاتمہ پر فقط امت کے طور پر ختم کی علامت ہے (نہ دوسرے ویدوں میں جو اس سے
پرانے ہیں) یہ وید کی عبارت نہیں ہے ۔ یجروید والے نے جہاں گانا ختم کیا ہے وہاں
اوم کھم برہم لکھا ہے اور کھم برہم بالائی کرہ کا نام ہے چونکہ تمام کرہوں کو محیط ہے وید والے
اوس سے حفاظت چاہتے تھے جیسا کہ دیگر کرہوں اور دیوتوں سے چاہتے تھے
پنڈت جی اوکی جیات وکیات وغیرہ بیچ میں چھپاتا ہو جیات وکیات وغیرہ کو پرمیشور
بنانا چاہتے ہیں ۔ ورنہ ظاہر ہے کہ ۔ باطل است آنچہ مدعی گوید ۔ اوم سرا

وید کے کنداظہار دیانند جی چھاندوگیہ۔ مانڈوک۔ کٹھ منو۔ کیول وغیرہ کے
مقامات مذکورہ میں اوم نام آیا ہے مولانا وید کے ہوتے پنڈتوں کی پوتھیوں سے
ثبوت دینا (سہارا پکڑنا) ویدوں پر اوس پڑ جانے کی دلیل ہے کیا ان میں نہیں (جن میں
اس اصل الاصول اعتقادی کے ہونے کی ضرورت اور دھرم ہم کے بیان کی حاجت تھی)
اور اشخاص مذکورہ نے پرمیشور کے نام دھرے ہیں یہ تو ایسا ہوا جیسے باپ گمنام کا نام بیٹا رکھے
دیانند جی ۲ و ۳ مثل خلا محیط ہونے سے کھم اور سب سے بڑا ہونے سے برہم پرمیشور کا نام
ہے مولانا کھم برہم صفت موصوف اس کے معنی سب پر محیط خلا کی مانند یہ کرہ کا نام ہے
سب سے بڑا پنڈت جی کے گھر کی ملونی ہے آگے خلا برہم کے معنی ہر جگہ حاضر یہاں کچھ بات
کچھ یہ سب کچھ پرمیشور کے ناموں کا نامہ وید میں بید اگر نیکی بھبینٹ پلٹیاں کھلوا رہی ہے
دیانند جی (۴) بذاتہ متجلی ہونے کے سبب آگنی علم مجسم ہونے کے باعث منو سب کا خالق
ہونے کے باعث اندر (۷) زندگی کا باعث ہونے سے پران (۸) ہر جگہ ہونے سے برہم پرمیشور
کے نام منو ادھیائے ۱۲ شلوک ۱۲۳ مولانا مذکورہ بالا معانی پنڈت جی کی من گھڑت ہے
منو کے شلوک کا ترجمہ نہیں وہ شلوک یہ ہے۔ اسے تت مے کے و دنیتہ اگنم منو مے کے
پرجاپتم۔ اندر مے کے پرے پرانم پرے برہم شواستم۔ لالہ سوامی دیانند صاحب نے
اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ مذکور الصدر برش کو کوئی آگنی کوئی منو کوئی پرجاپتی کوئی اندر کوئی پران
کوئی پر برہم خیال کرتا ہے انتہی (ناقل کہتا ہے جس دھرم کی اولی اور اصلی کتاب نے جو آسمانی
ادیان والوں کے عرف میں آسمانی کتاب اور کتاب اللہ کہلائی جاتی ہے اور آسمانی دین کہنے
والوں کے عرف میں اوس کے قائم مقام پرمیشور کا نام نہ بتلایا تو بیچارے اوس پستک
کے باچنے والے کیسے تو اس عالم کا سر دھرا خیال کریں پس امور تکوینیہ کے کاموں میں جو سبب
اور واسطہ بڑے تھے انھیں کے ناموں کو نام خدا اور اون کو خدا اور مظہر خدا اور اوتار
خداجب جسکے خیال میں آیا کہا یا بجا یا آج اسلامی تجلیات میں جو خلقت خواب وعقائد سے

بیدا ہوئی اور دلائل و براہین قرآنی سے کھل گیا آفتاب نیمروز کی طرح کہ اس عالم کا پیدا کرنیوالا
تمام امور تکوینیہ کا فرمانروا اللہ سبحانہ وحدہ لاشریک لہ کے سوا دوسرا ہو نہیں سکتا تو جلتی
ملتی اگنی کہ جسے اندر وغیرہ تھی تو اگنی اندر وغیرہ کو پرمیشور بنا لینے کی ضرورت سر پر کیتی تاکہ اگنی
ہوا دھرتی ماتا آسمان باپ جل تھل کرہات حیات وغیرہ تجوانا دید شرک کی زد بر سانے کے
الزام سے بچے اور شرک کی بھرمار کے منتر توحید کے جنتر کہدینے آسان ہو جائیں اسلئے نیا آریہ
مت ان زمین و آسمان کے قلابے ملانیکی مصیبتوں کے پل باندھ رہا ہے۔ تقریر ناقل کی
تمام ہوئی) اگنی منو اند پران برہما کے پجاری اگنین پرمیشور بنا دھرمی پرمیشور میں سے نکلے ہوتے
گر جیس توان نام دھر ووں کے نام دھرنے خیال کرنے سے بدون نام والے کے بتانے
اوس کے نام نہیں ہوسکتے بذاتہٖ تجلی کہنا آگ کی ظاہری صورت پر مبنی ہے وید دلغت وید سے
ماخوذ نہیں اگنی کا ترجمہ بقول نرکت کار مقدم آگے آگے کیا جاتا ہے۔ چنانچہ جب کسی دیوتا کی
پوجا کو یا کسی دوسری ضرورت کو جاتے ہیں تو آگ کو آگے لیکر چلتے ہیں اور جلتے وقت بھی آگے
ہی رہتی ہے (اُسکی لپٹ اوپر ہی کو جاتی ہے) اسواسطے اوس سے مراد موجودہ آگ ہی
ہے وہ بذات[۹۱] خود روشن نہیں اوسکی اثر صعنت تیرگی و سیاہی ہے جسکو دلالی ہمے سیاہ کردتی
دیبنی میں رکھکر روشن کرنے والی چیز کا نام ہے۔ ناقل کہتا ہے اوس کے پجاری جب
اُسے پوجتے ہیں تو اوس کو معبود ہی مانکر پوجتے ہیں پس اونکا خدا تو وہی ہوئی اون کا ...
خیال اگنی کو خدا کہے تو اُن سو پتا قول ہے اس سے وہ خدا اسکا نام اگنی کیسے مان لیں گے
جو آگ بے شعور کو اپنے کار خدمت کی چیزوں میں سے ایک چیز سمجھتے ہیں یا اوس تک پکنا
اُس کا کار خدمت جانتے ہیں تقریر ناقل تمام ہوئی اور پرمیشور (سچ سچ) اگنی ہے تو خود
جلنا دوسرے کو ملانا کا لا کرنا ہو گا اوسکی صفت تیزی و حرارت سے پنڈت جی نے
چشم پوشی کی جب اگنی پرمیشور کا نام ہے تو پنڈت جی نے ہنو کے پران میں سو مہ پر موجود

---

[۹۱] بلکہ اوسکی خوراک روشنی دیتی ہے ۱۲

منتر کی تفسیر کرتے ہوئے اگنی سوم گندھروا ون شخصوں کو کیوں بتلایا ہے جو عنبری بی بی کی اولاد حاصل کرنے میں ایک مصنف ایک کتاب ایک ہی اگنی بیان پرمیشور و بان دیر یہ دتا پرانی تریا کو کھہری کرنیوالا اصل بات یہ ہی اگنی اسی آگ کا نام ہے اسکو دیوتا بوجتے تھے اور بزعم اہل وید وہ دیوتاؤں میں پیغمبری کا کام کرتا ہے دُوت کہلاتا ہے اگنی دوتم ورنی ہے ہوتارم وشویدسم اسی تجسے سو کرتم

ترجمہ سب کو جتانے والی دیووں کو بلا لینے والی اس یگ کی سدھارنے والی اگنی دوت (پیغمبر) کو سراہتے ہیں ترجمہ تمام ہوا (اگنی دُوت دو طرف کا بچوانی بچولیا) یگ گاہوں میں بڑے تجربے مبالغوں سے اوس کی پوجا ہوتی تھی پنڈت جی سے جب اسکی پوجا بند ہوسکی تو اوسی دُوت کو پرمیشور بنا ڈالا دیکھو دیدی منتروں میں جو اگنی پوجا کی بھرمار ہے وہ نہ شرماتے) درحقیقت وہ دیوتا ہے اور اسکے گرنتھ ست پتھ (دیانندجی کی معتبر مانی ہوئی کتاب) میں اس طرح مرقوم ہوئے ہیں کہ اگنی نے گائے پر محبت کی نظر ڈالی اور خیال کہ میں اس سے جفتی کھا سکتا ہوں اور پھر اوس سے جفت ہوا اور نطفہ ڈالا وہ دودھ بن گیا اسیواسطے جب گائے دوہی جاتی ہے تو اوس سے دودھ گرم نکلتا ہے اور چمکتا ہوا اگنی کی رنگت ہوتا ہے کہ وہ اگنی کا نطفہ ہے کانڈ ایک ادھیا ۲ برہمن چار کنڈکا ۱۰۔ اگنی نے ایک دفعہ پانی پر محبت کی نگاہ ڈالی اور خیال کیا کہ میں اس سے جفت ہوسکتا ہوں اور وہ اوس سے جفت ہوا اور اوس میں نطفہ ڈالا وہ سونا بن گیا یہی وجہ ہے کہ سونا پانیوں میں سے نکلتا ہے اور چمکتا ہوا اگنی کی رنگت ہوتا ہے کہ وہ اگنی کا نطفہ ہی کانڈ ۲ ادھیاے ایک برہمن ۴ کنڈکا ۵ ناقل افسوس کرتا ہے کہ پنڈت جی سوامی ل ٹھہرایا ہوا پرماتما اگنی کیسا پرمیشور ہی جس سے گائے دھنا اگنی جسنے پانی سے جفتی کھائی دودھ اول کا نتیجہ سونا اوس کا نطفہ) منو میں واویبتی ہے جیسکے معنی من ولا من اندری کا نام ہے منو ادھیاے شلوک ۹۲ دہم ۹ ملاحظہ ہو کہ من اشیا و اسباب الجانے پرگی

ملہ یعنی. ل. را. ہو. وید میں عرفا کے دل الله کو کہتے ہیں ۱۱

آسودہ نہیں ہوتا اس سے صاف واضح ہے کہ دل کو کہتے ہیں (دل کو من کہنا اتباک ہنود کے روزمرہ کی بول چال ہے) اور نیز بقول منو ادھیاے اول شلوک ۱۴ برہما جی کی مخلوق میں سے منو اوس کا نام ہے جو سب انسانوں کا جد امجد ہی اسلامی زبان میں جن کو نوح کہتے ہیں یعنی منو سمرتی کا مصنف اور لغت کے اعتبار سے من کے معنی گیان اندری او جی اوس کو پرمیشور بنا ڈالنا پاؤں نہیں چل سکتا۔ شت پتھ کا نڈ پہلا ادھیاے اول برہمن ۴ میں منو کی بی بی نام منادی لکھا ہے منو کو پرمیشور بنا لینے پر وہ پرمیشوری بنجائیگی جسکو اسرون نے بلیدان کر دیا تھا ایسے ہی من گرفت ذو ید اور دیگر دھرم پستکوں کے سما چاروں سے اصلی ہی) کہ سب کی پرورش کرنے کے سبب اعلیٰ شوکت و حشمت والا ہونے کے سبب اندر اپیشور کا نام ہے یہ لفظ وید یا لغت سے ماخوذ نہیں درحقیقت وہ ایک دیوتا ہے۔ پنڈت جی سے جب یوجا اوسکی نہ مٹ سکی ناچار اُسے بھی ایشور بنا لیا حالانکہ اوس کا کام رزاقی وغیرہ نہیں دیر بید ان کرنا وغیرہ ہے دیکھو منترا یام تو منڈر میشروہ اندر دیوتا ورتر کا قاتل ویدیں مذکور رہا ہی اوس کا حال یوں لکھا ہی یہ کلک شیہ سوم پا تمہ سمدرا ڈپوسنے اُزدی را پوندکا کہ **ترجمہ** اندر کا پیٹ سوم کا رس کثرت پینے سے سمندر کی مانند بھرتا ہے اور جہل کی نمی کی مانند تر رہتا ہے رگوید سوکت ۸ منتر ۶ ھ شت پتھ کانڈ ایک ادھیاے ۱ برہمن ایک کنڈ کا ۷۔ اندر نے خیال کیا کہ اسے سوم سے محروم رکھتے ہیں وہ آن بلا سے مہان کی طرح جو کچھ برتن میں سوم کا رس تھا پی گیا جس طرح طاقتور کمزور پر غالب آجاتا ہے اسی طرح سوم نے اوس کو نقصان پہنچایا اور تمام بدن پھوٹ نکلا کنڈ کا ۱۳) جب اندر ورتر کی تلاش میں نکلا تو لُٹنے اگنی اور سوم سے کہا کہ تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں ورتر تمہارا نہیں ہے تم کیوں اوس غلام کی مدد میرے خلاف کرتے ہو۔ آپ میرے طرفدار نہیں (کنڈ کا ۱۶) ورتر چوٹ لگنے سے لمبا لمبا لیٹ گیا اوس جیسے پکے بھیتے کی مانند جس سے جیز یا نکالنگی ہوں یا استمنہ نکال لیا گیا ہو اور اندر سے ورتر کے قتل کرنیکو حملہ کیا تھے شت پتھ کی ان عبارتوں سے ظاہر ہے کہ اگنی منو منادی اندر ورتر الہو دیوی

(پانی) سوم وغیرہ نرگن پرمیشور کے نام نہیں دیوتاؤں کے نام ہیں۔ دیانندجی کو وید
میں ایشور کر دینے کی ضرورت پڑی تو ہو نہیں انہیں کو ایشور بنا پایا ہے۔ مگر دیانندجی کو اس
جگہ میں یہ شدہ بدھ نہیں رہی کہ میں تو منتر کا منڈل میتری وغیرہ اور ستیہ پرکاش وید بھوگ کے بیان میں
پیچ ستیارتھ پرکاش کے اگنی سوم وغیرہ اون فرشتوں کو بتلا چکا ہوں (جو پہلے لیو دیگری)
عنبر کی بی بی کو اولاد مند کر دیتے ہیں آگے چلکر اندر کو یعنی جاہ و حشمت سے نکالتے انتہا خیال
نہ کیا کہ یہ اندر کو شک کے نطفہ سے پیدا ہوا دیوتاؤں کی صف میں شامل ہوکر ورترکا
قتل کرنے والا وید میں گنا گیا ہے دیکھو رگوید منڈل اول سوکت ۱ منتر ۱۱ پران بھی پرمیشور
کا نام نہیں جان اور اندر باہر جانیوالے سانس کا نام ہے اسیواسطے جانداروں کو پرانی کہتے
ہیں اور سندھیا والے پرانہ یام کرکے اپنی جان کی حفاظت اوم (کرہ بالائی) سے
چاہتے ہیں اور یجروید منتر پران سے سنو ہامی میں کیسے پراون کو شود ھتاہے (پاک صاف
کرتا ہے) نہ اپنی جان کو بالفرض کسی ہندو نے پرمیشور پران کو بنا دیا تو چلو ایک روح پرمیشور
بھی بھی لیکن ان گن ارواح ہونے کے سبب ان گن پرمیشور ہوئے یا ابنا الارواح ہوا
باپ یا ماں ہوگا روحوں کی کہ روحوں کی پیتا یعنی اوسکی روح سے جلی ناقل کہتا ہے انتہا روح
اور پرم آتما جو کثرت استعمال میں پرماتما ہوگیا ہے ایشور کو کہتے ہیں اس وجہ تسمیہ سے ان لوگوں نے
پتہ چلتا ہے کہ انکی معرفت میں خدا روحوں سے نرالا نہیں ہے۔ بلکہ ایک اعلے درجہ کی روح ہے
اور تمام عالم کا نکاسہ مانا اوس سے اسی کو جاتا بھی ہے) دیانندجی نے نمبر ۲ و ۹ میں جو
برہم اور برہما کے معنی گرشتہ اونکو وید ولت اور نوشت حذو بولت نمبر ۳ کے خلاف ثابت
کرکے ماخذ طلبی بد عنی کی شرمندگی جتلا کر مولانا فرماتے ہیں آپ کی غرض برہم لوک
اور اوس میں رہنے والے برہما کو دیوتاؤں کی جماعت سے خارج کرنا اور بد پرستی وغیرہ کے
الزامات سے بچانا ہے سو نا ممکن ہے کیونکہ برہما وشن وغیرہ کی اتبک انسان مورتیں موجود
ہیں جو کہ اونکی ہستی کا بدیہی ثبوت ہیں اور ہندوستان میں اون کا مذہب جاری ہے اور

برہما کی بابت خود منو میں لکھا ہے کہ معہ دنیا کا پیدا کرنے والا بذات خود مخلوق ہی اس طرح پر کہ
پرمیشور نے اپو دیوی (پانی) میں تخم ڈالا وہ مثل انڈے کے بصورت طلائی آفتاب درخشاں
ہوگیا اوس سے برہما جی آپ سے آپ پیدا ہوئے اور اوس انڈے کے دو چھلکوں سے
آسمان اور زمین کو برہما نے بنایا دیکھو منو ادھیائے ایک شلوک ۱۰ تا ۱۳ الخ بس وہ پدوالا
برہم لوک بالائی کرہ ہے اور برہما اوس کا مالک جسکی پوجا سندھیا میں ہوتی ہے اوس ہی اوپر کے
کرہ کا جو سب پر محیط ہے کلمہ برہم نام ہے سندھیا وغیرہ اور آپ کے معزوضہ منتر میں اوم کلمہ برہم
آخر بھی آیا ہے یا ملک برہما کا آباد کنندہ جسکا دریا ہے ایراوتی بھی اس ملک میں نشان اعظم
کے طور پر موجود ہے دیانند جی ہر جگہ محیط ہونیکی وجہ سے وشنو مولانا محاورہ کیجگہ
محیط اپنی مراد ساختہ کے اظہار سے ناچاری جگہ ہوتی تو پرمیشور کہاں آرام فرماتے وشنو
سنسکرت وش سے نہیں ہے نہ ندی وش یعنی خواہش سے نکل زندیوں کا دیوتا جسکو سب
چاہتے تھے ہندو نے بھی (ایرانی آریہ گوت سے لیکر) ویدمیں گایا جوکہ خود سب کو چاہتا ہی
برہما پیدا کرنے والا دیوتا وشن پالنے والا شیو یعنی رُدر مارنیوالا مانے گئے تھے یہاں تک
کُلمسان میں وشنو بھی پرمیشور شمار ہو گئے ۔ حالانکہ ویدوں اور برہمن گرنتھوں میں وشنو کو
اوتار مانا ہے دیوتا اور اسُر پرجاپتی سے پیدا ہوئے دونوں گروہوں میں لڑائی ہوئی اسر
غالب آئے وشنو زمین دہنگیا زمین کھودی تو آپ کا وشنو برابر تین اونگل زمین کھودنے پر
نیچے نکلا شتپتھ برہمن کانڈ پہلا ادھیائے ۲ برہمن ۵ کنڈکا ایک تا گیارہ برین تقدیر
کھال میں محافظ یا مندروں میں مصلوب ہونے کے سبب اگر وید کے ایشور کا نام وشنو ہے
تو اول روحوں کا بھی کچھ نام رکھنا چاہئے جوکہ وشنو اوتار کے ساتھ ساتھ زمین پر جنم لیکر
دنیا کو نفع پہنچاتی ہیں رگوید منڈل اول سوکت ۲۲ منتر ۱۷ میں وشنو اوتار کا تین دفعہ قدم
جماکر دنیا کو طے کرنا دنیا کا اوسکے قدم کی خاک میں جمع ہوجانا مذکور ہے جس سے ثابت
ہوتا ہے کہ وشنو پرمیشور نہیں ہے اوتار ہے آگے دیانند جی نے لغوی معنوں پس گرہی

اپنے اسلاف کے خلاف قدم بڑھانے لگا رفتہ رفتہ ایک کے دو دو کیا ہر جگہ لحاظ ہوسنتے
اوس کا نام اکشر بنا اور لحاظ کو محیط کا محتاج ٹھہرایا ہے جس اکشر کی تعریف وید مین
(ابکشر) ہے وہ باقی ہے دیکھو نگھنٹو ادھیاے ایک کھنڈ ۱۲ فقرہ اکشر اوک نام کا سے
پانچوں کو پرمیشور بنا لینا آپ ہی کا حصہ ہے نور مجسم ہونے سے پرمیشور کا نام سوامات بنا یا ہو تو
سے اس بناوٹ کو تو رگ وید منتر سے ان کا مخلوق ہونا ثابت کر دیا اور آپ منتر کے مضمون
سمجھ درست سے جو اشارۃً اپنی بناوٹ پاؤن چلانا چاہا ہے، وسے درمن سب بے وسٹ دیا کر دیا
سے کال دو یہ سبرن ماتر شوا بھوی استر سوج سونا آتما دیو دیو تا جل اکاش آئی وسو یا بسوا
اور سپتی ماہو کیتو سچے وے دشو یجہ دیو پوجا سنگتی کرن دا نیشو ہوتا ندھو بتا پر بتا مہ
پر بتا مہ ماتا اچاریہ گرو آتما ست جتی انند سروپ برہ مکت موج ارگی ناستی نت شدھ بدھ
سبھاو نرکار نرنجن لنیش گن پتی دیوی منکر ہونت ہجرا تینوں لنگوں شری لکشمی
شری لکشمی سورستی ماہر دسکیتمان نیاکاری دیالو ادو ستیت پرش نرگن مہادیو سو مبہو
دن وغیرہ پنڈت جی نے پرمیشور کے نام بناکر گمنام کو نامی کر دیا مولانا نے فرمایا اسمآ
مذکورہ کی بابت جہاں عناصر دیوتاؤں اور اہل قرابت کے نام (جیسے ماتا پتا سے ماں
باپ سمجھا عوام تک کو شبہ نہیں ڈالا) تو ضرور یہ پرمیشور کے سر منڈہی تھی ایسی
اور بھی ڈہال رکھتے ہیں مگر بے سود اسلئے کہ پرمیشور کے بتاے (اور اپنے نام کر کے) گنائے
ہوتے نہیں ھو اللہ الذی لا الٰہ الا ھو تا آخر کی دیکھا دیکھی اب نام و نمود کی نوبت
سوجھی) اندیشہ ہی کہ اس کے صلہ میں البتہ رحمت رنجیدہ ہو اور نام دھرتوں کو سو سو سناد سے
ناقل کہتا ہی کہ دیانند جی نے اسماء مذکورہ بالا کے معنوں کو وید مین کھینچا اور فریب بیداعت
دوسرے دین تقسیم لوں سے ڈانا چاہا دیکھ شرک کی بھر مار سے ناچار ہوتے یہ بھر مار ست
تو بھی ہندو ویدی پت رکھنے کے لئے ان بیچاروں کو پرمیشور کا روپ بھروایا مگر ضعف انہا
و مکون چھپا سکتا ہے اور وہ بناوٹ اہل بصیرت کے روبرو کب چل سکتی ہے جسکی شہادت

علمی و عملی اگلون سے نہ پہنچے تقریر ناقص تمام ہوئی نمبر ۳ و ۹ کا تمام ایک نمبر ۸ و ۴۴ کا ایک
۴۳ و ۶۶ کا ایک اتا پاتا ماہی یا مہ وغیرہ کے معنی ایک اور تمام دو دو سورہ یہ بھلی لگتی بظاہر
معنی ایک علی ہنا ورن اریمانیا سے کاری ہم ہرم راج لفظ جدا جدا معنی ایک پس ازروئے
حقیقت معنوی آپ کے معروضہ اسم کل تین قسم کے ہیں اول میں صفت حال و محل و محلول
کی روشن ہے جسکو آپ نے غلط فہمی سے محاط کا محیط کہا پھر تو پر خیال کیا اس طرح پر کہ کوئی
ذرہ اوس سے اور وہ کسی ذرہ سے خالی نہیں کھم برہم وشنو اکثر بھی دیدیہ آتما برماتما وراث
شو اسکا حق کو پر وسود شو نا راین پرش سہیو سو ریہ سینچرا شتریامی آہت بران گو رشا ماتر شوا
ہرن کر بلہ وغیرہ پس ان اسماکی رو سے عبدیت اور معبودیت کا بطلان ظاہر ہے
اسلیے کہ حال و محل محیط و محاط باہم لازم و ملزوم ہوتا ہے اور لزوم کی وجہ سے لازم اپنے
ملزوم سے جدا نہیں ہو سکتا دوسرے مظہر مساوات جیسے کہ وسوان وغیرہ ان صفات کی رو سے ثابت
ہے مخلوق خالق میں بستی ہے اور خالق مخلوق میں اور خالق مخلوق کو کھاتا ہے اور مخلوق خالق
کو کھاتی ہے جس سے عبدیت اور معبودیت کا بطلان یہاں بھی ہویدا سوئم بو مارک جلسی ہوتا
شو جند بیکل شدہ بران ردر و ابو جل وغیرہ ان اسما سے عجیب بو باراوس کا ثابت
ہوتا ہے لینے لایق چیز لینا دینے لایق دینا اپنے بھگتوں کو راحت پہنچانا دشمنوں کو رلانا
یہ اونہی کو دیتا ہے غیر تو خود پیدا کر لیتے ہیں اوس کے محتاج نہیں نیا بنی ہماری نظر وں کو
جاتا ہے مگر آپ انصاف نہیں کرتا انصاف کرے اوسکی صفت رحمت باطل ہو رحم کرے
تو انصاف ندارد علیم ہے یا بدہ اتنا بڑا کہ سب کو علم بخشا لیکن آپ آیندہ کے حالات سے
واقف نہیں جو موجود ہو جاتا ہے اوس کا علم اوسے بھی ہو جاتا ہے اور جو ابھی موجود نہیں
اوس کا علم اوس کو بھی نہیں۔ مارنا جینا تا آجتک نہیں سیکھا۔ خلقت آپ ہی اپنے کرموں پیدا
ہوتی آپ ہی مرجاتی ہے خالو سیلت ضرور ہے پر آگ سے گرمی پانی سے خنکی ہوا سے
جھونکا۔ جیشکی طاقت سورج سے روشنی جدا نہیں کر سکتا ادنی ذرہ نہی سے کیڑے کی جان

نہیں بنا سکتا دیکھو ستیارتھ سمولاس ۱۰ نمبر ۱۴ ناظم اتنا بڑا کیا بجال بلچھوں کا سا چلن اختیار
کرے یا اوس کے انتظام میں فرق آوے۔ اسلام عیسائیت دہریت جینیت
گلی گلی پھیل گیا۔ گوشت خوروں کی بن آئی۔ بجائے گئوشالا کمیلے۔ بجائے دھرم شالا
مدرسہ اسلامیہ بجائے آتشکدہ ہون کنڈ مسجد گرجا بن گئے۔ ویدوں کی جگہ قرآن انجیل
پڑھائی جاتی ہے۔ دہریا تھا جنکے سایہ سے بچکر نکلا کرتے تھے انہیں کی جلسیں بھرتے
ہیں دیوی شکتی پاؤں دہوتی لکشمی پہرہ دیتی وید پاٹھیوں کے تن پر لنگوٹی اور پیٹ بھر
روٹی کے تین وہ شیو چندر منگل پریہ پران ایسا ہے کہ اوس کو کسی کی تکلیف کی کچھ پرواہ نہیں
جہان خفتہ است کہ تو گوئی مردہ است ویاشند جی متاخرین کی کتابوں میں ایسی بھی
تحریریں دیکھنے میں آتی ہیں شری گنیشائے نمہ سیتا رام کو نمسکار رادھا کرشن کو نمسکار شری گروچرن
کمل کو نمسکار ہنومان کو نمسکار درگا کو نمسکار وٹک کو نمسکار بھیرو کو نمسکار شیو کو نمسکار سرسوتی
کو نمسکار نارائن کو نمسکار ان کو عقلمند لوگ وید و شاستر کے خلاف ہونے کی وجہ سے غلط
سمجھتے ہیں اسپر مولوی ابو رحمت حسن میرٹھی فرماتے ہیں گنیش اور شیو اور سرسوتی
اور نارائن کو تو ابھی آپ ہی نے پرمیشور کے نام بتایا تھا (ناقل کہتا ہے انکو نام خدا وید کی
دیوتا و عناصر اوتار پرستی چھپانے کے لئے مسلمانوں کے روبرو کہدینا۔ انکے پوجا ہے پر
دیانند جی کو کیسے راضی کر دیگا توحید قرآنی دل میں گھر کر گئی ہے۔ مگر مثل یہ ہے کہ اگر
گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل مولوی صاحب آپ بھی معافی دیجئے۔ جب چاروں ویدوں نے بھی
گوپتھ ماہ ودنان دشنبکر لاگ سانکہ ہوتیا ہے ویدانت مہابھاشیہ وغیرہ
قدیم کتابوں کے شروع میں سورج شری گنیشائے نمہ لکھا ہوا چلا آتا ہے تو آپ متاخرین
کی کتابوں کا عیب اس کو کیوں جتلاتے ہیں تقریر ناقل تمام ہوئی۔ پس جبکہ چاروں
پرمیشور کے نام ٹھہرے تو ان ناموں سے کتاب کا شروع کرنا یا ان کو نمسکار (جو حسب
قرینہ و موقع کہیں سجدہ، عبادت اور کہیں سجدہ سلامی کا کام دیتی ہے) آپکے نزدیک بھی

دیکھو دوسرے انصاف) قابل اعتراض نہ تھی اب رہا سیتارام اور رادھا کرشن وغیرہ کو نمسکار
سو وہ وید جاننے والوں پر مخفی نہیں یجروید کا ادھیائے ۱۶ پورا دیکھئے خصوصاً منتر ہائے
ذیل (۱) نمو گنے بھیو (سب گنوں کو نمسکار) گن پتی بھیشچ وو نمو (اے گنپتیو تم
سب کو نمسکار) نمو وراتے بھیو ورات پتی بھیشچ وو نمو (سب وراتی قوم کو نمسکار
اے وراتیوں کے صاحبو تم سب کو نمسکار) نمو گرتسے بھیو گرتسپتی بھیشچ وو نمو گرتی
ستوں کو نمسکار اے گرتس کے صاحبو تم سب کو نمسکار) نمو وروپے بھیو وشو روپے
بھیشچ وو نمو (سب اچھی شکل والوں کو نمسکار اے بہت سی شکلیں دھارنے والو تم
سب کو نمسکار) ۲۵ (۲) نمہ شمبھوانے چ (اور شمبھو کے لئے نمسکار ہو) میو بھوائے
چ نمہ (اور میوبھو کے لئے نمسکار ہو) نمہ شنکرائے چ (اور شنکر کے لئے نمسکار ہو
میسکرائے چ نمہ (اور میسکر کے لئے نمسکار ہو) نمہ شوائے چ شوترائے اور
شو کے لئے نمسکار ہو اور شوتر کے لئے نمسکار ہو (۳) نمو تجے دھیکنتے ہوئے کو نمسکار)
بھری و پچتے (ہر طرف ٹھگتے پھرتے کو نمسکار) شاپونام پتے نمو (چوروں کے
بادشاہ کو نمسکار) نمو نشنگن اشودھی منے (تلوار والے ترکش لیکر چلنے والیکو
نمسکار) تسکرانام پتی نمو نمہ سری کالی بہیو (ڈاکوؤں کے سردار کو نمسکار) وجرگہا نوائے
کو نمسکار) جنگھام سد بھیو (قافلوں کا بندوبست کرنے والوں کو نمسکار) مشن نام پتے نمو
رعایا کا دھن چھیننے والے راجاؤں کو نمسکار) نمو اسی مد بھیو نکلنچر دبھیو (کو ہل
دینے والے (چوروں) لٹیروں کے سردار کو نمسکار) (۲۱) نمبر اول میں صدہا گنپتیوں
سمیت دوسری قوموں اور روپ بدلنے والوں کو بھی نمسکار کہی گئی اور نمبر دوم میں شنکر جی
اور شیو جی کو نمسکار درج ہے نمبر ۳ میں چوروں ٹھگوں لٹیروں تک کو نمسکار مذکور ہے
جب ان سب کے لئے نمسکار لازم آئی تو معتقدین کو اپنے بزرگوں کے نمسکار کا بجا لانا
ادائے فرض واجبی ہے۔ نیز جبکہ ہر (چیز) میں ہر یعنی پرمیشور ہے تو یہ نمسکار اوسی کو

ہے جو ہر چیز میں ہی پس جبکہ درگا وغیرہ بھی ہیں ہر بہا تو درگا کو نمسکار بھی ادسی کو نمسکار
گو بظاہر عنوان دوسرا نظر آتا ہی اور بالکل ویدوں کے موافق ہی کہ جب منتر ایشا
اب لست پیابشا واسیدم سروم یت کنچ جگتیام جگت پرمیشور ذرہ ذرہ میں بھرپور ہے
تو ذرہ ذرہ نمسکار کا مستحق پس بھرپور کا نمسکار سے انکار بیجا اور دوسرا اعتراض حفظ ہے ناتھو
نا تفصا ناقل کہتا ہی ناظرین یہاں غور و تامل سے کام لیں دیانند جی کو توحید اسلامی تمام
انبیاء و مرسلین (صلوات اللہ تعالی وسلامہ علیہم اجمعین) کے دین کا اولی اعتقاد فرض
ایمانی من بھایا سما چار بیچار میں آگیا تھا وید جس سے نا آشنا تھا خدا کے نام اور کام سے
خالی۔ وید کو ۳۳ دیوتاؤں۔ جہات کرات عناصر وغیرہ کی پوجا پاٹ بھینٹ۔ قربانی
جھنکاوں کے لمبے چوڑے گیت گانے کی مشغولی میں خدا کی خواب دیکھنے تک کی فرصت
نہ تھی پنڈت جی نے وید پر بڑی کرپا کی دیوتا جہات کرات عناصر وغیرہ کی پوجا پاٹ
اعتقاد توحید کی گنجائش جب ست نہ سکی اودہر پرانی پریت نے گل بیاں ڈالیں
ناچار پرانی چھپریا کی پت رکھنی جی میں ٹھان دیوتاؤں جہات کرات عناصر وغیرہ کے
ناموں کو اون ناموں والوں سے جھین جو وید کی فہرست میں معبودیت کے مرتبہ میں آئے
تھے پرمیشور کے نام بنا کر موحدوں میں دم مار دیا۔ مگر جی نو جانتا تھا کہ یہ بناوٹ ہی بناوٹ
ہے اور یہ ریت کی بھبت باتوں کے پاٹ حقایق شناسوں گھر کے بھیدیوں کی نظر و ں میں
قایم رہنے ہرے ہونے نہیں دوسرے تو کیا مانتے اپنا ہی توحیدی خیال اچھال کر بیٹھا کہ گنیش
اور شو اور سورستی اور نارایں وغیرہ کے ناموں سے کتاب شروع کرنا اور ادنکو نمسکار کرنا عقیدہ
شرک کے کھٹکے نے حق کہلوا دیا اور اپنے ہاتھ بنا بگڑی ڈال اوٹھیں ناکھنوں تباہ دیہراو
بناوٹ۔ چھپا نہیں کرتی ہوا پر جو بندھا نہیں کرتی جنکے ہاتھوں وید اوپر سے آرہا ہے اون کی
تفسیریں تشریحیں وید و پر موجود ہیں وہ مستغنی ہوسکتیں تو کیکر کسلیاں آج انبہ اور امیاں
کیسے مان لی جاینگی جنکو محرف خود تسلیم نہ کرسکے وہ دوسرے پاکیزہ طبع لوگوں کو کیسے

جیسا کہ گیتا پرانا کرشن سے اٹ پٹ کی وجہ پوچھی ہے کہ کرشن کے کلام سے جیسا کہ ترجمہ گیتا
سے الفاہم میں منقول ہو تناسخ کے باطل عقیدہ کا بطلان ثابت ہوتا ہے۔ کرشن کو وہ
جنت وغیرہ کا اقرار ہے جو دیانندجی کی نظر میں خار ہے تو رادھا کرشن کی نمسکار پر دیانندجی
کے دلکو قرار کیسے ہوگا۔

ٹھوکریں اندھیر کی کھائی ہوئیں
نام حق کی جا دھرے دیکھے گنیش
اس بناوٹ کو تو تھا جی جانتا
بول اُٹھے سرستی جائز نہیں
بھولے بھالے تک گئے اسکو پرکھ

آج ہماری بنیں کیا کریں
جٹ گڑ ڈالا یہ ہے رب کا ظلم
ہوگیا آخر اُچھال اسکا بہم
یہ شری گنیش لپٹک ہر رشم

دیانندجی رشیوں کی کتابوں میں لفظ اوم اتھ دیکھے جاتے ہیں حسب
مولانا جب اوم اتھ الہامی ارشاد ہیں مصنف اس کے پابند ہیں دسرا دھیار نیکے
لفظ مہمل اوم سے سر جھانا (اگرچہ گویا کی غنغنا ہٹ ہے مگر خدا کا نام نہیں بن سکتی کیونکہ)
اتھ کے معنی ہیں اما بعد یعنی اسے پرانے بعد یہ لفظ اپنے معنی کے لحاظ سے مضمون ماقبل
کو جاتا ہے جو عموماً حمد و نعت ہوتی ہے یا بجائے اسکے شری گنیشائے نمہ وغیرہ ہوتا ہے
جو کہ ہر ایک رشی کی کتاب میں مرقوم ہے مہابھاشیہ مہابھارت شٹنک یوگ سانکھ منو
نیائے۔ ویدانت۔ رگوید۔ یجروید۔ سام وید۔ اتھروید و وید شت پتھ۔ گوپتھ۔
رامائن وغیرہ قدیم کتابیں قلمی اور مطبوعہ بمبئی بنارس کلکتہ وغیرہ قدیم ہنود کی لکھی ہوئی
اور چھپوائی ہوئی ملاحظہ فرمائے سب میں وہی شری گنیشائے نمہ شروع ورق صدرے پر
نظر آئیگا البتہ اُن کتابوں پر مرقوم نہیں ہے جو حال میں دیانند اور دیانندیوں نے بنائی ہیں ناقل
کہتا ہے جب بڑی عرق ریزی سے گنیش دیوتا الیشور بنایا ہے تو اب اون کا نام شروع
سرورق سے ہٹانے کی دُھن کس لئے ہو رہی ہے دُکھتی بلکہ دکھ کا ازالہ کئے بغیر چھٹکی

ایسے ہی اگنی کو آپنے پرمیشور بنا دہرا ہے وہ بناوٹ بھی اُلٹی اتار گلے کو نکال رہی ہے سام وید
کا پہلا منتر اگنی کو ہوا کی ہوئی چیزیں کہلا نیکو بُلا رہا ہے جیسا کہ آتا ہے۔ کوئی دیا نندجی سے
پوچھے کہ یہ کیسا ایشور ہے جسکی کہاے بغیر نہیں پہنچتی رگوید کے پہلے منتر بموجب دیوتوں کو
نذریں پہنچانا اُس وقت کا کام ہے دیا نندجی پر بڑی بھاری پڑ گئی یا تو اب وہ اگنی کو اگنی ہی
رہنے دیں ورنہ اونکو جنکو اگنی نذریں پہنچاتا ہے بڑے ایشور تھی پرمیشور ماننا پڑیگا اور لوٹ رام
کو بڑے رام کو کی مہانی پرانی پاؤں چلانی پڑیگی تقریر ناقل تمام ہوئی۔ دیا نندجی اگنی اٹ
اگنی سے تری سپتا ہا سے چاروں وید شروع ہوتے ہیں ص۲۹ مولانا جہاں سے وید
نقل ہونے شروع ہوتے ہیں وہاں تک کے پستک دیکھ لیجئے ہر ایک پستک کے سرے پر
شری گنیشائے نمہ وغیرہ لکھا ہوا نظر آئیگا الفاظ مذکورہ کا پتہ نہیں۔ بعد اس کے پہلا منتر رگوید کا
یہ ہے جسکے کہلے ہوئے معنی ہر فقرہ کے ساتھ ساتھ دیکھئے اگنی میڑے (ہم اگنی کو سراہتے ہین)
پروہتم (جو بہت بڑا گرو) یگیسے دیوم (یگیہ کا دیو) رتوجم (کارکن) ہوتارم (نذرین پہنچانیوالا)
رتن دہا تمم بڑا دولتمند ہے انتھے سام وید کا پہلا منتر یہ ہے اگن آیاہی (اے اگنی
دیوتا آجا) وتیتے (ہوا کی ہوئی چیزیں کہانے کے لئے) گرنانا (سراہی ہوئی) ہوتی (ہوم
کی چیزیں) واتتنے نے ہوتا (دینے کے لئے تم اچھے ہوم کی چیزیں لینے دینے والے ہو)
ست سی (تشریف لاؤ) ورہشتی اس یگ مین دوسرا منتر یہ ہے توم اگنی یگیانام ہوتا وشہ
شام ہتہ دیوے بھر مانشے جنے (یعنی نذریں پہنچانے والا) مقرر کیا جاتا ہے۔ دیوتاؤں کے
بیچ میں بھی اور انسانوں کے بیچ مین بھی۔ یہاں دونوں جگہ اگنی سے مراد ہوم کی آگ ہے وید کے
مصنف نے اس اگنی کے نام سے وید کو شروع کیا ہے نہ خدا کے نام سے ناقل کہتا ہے
ویدک فلسفہ کو کمال دُھر کی سوجھی۔ آگ پانی بھرے برتن کے نیچے جلاتے رہو انجام کار پانی
اُڑ جائیگا تو گویا دیوتوں کے پاس یہ آگ اس پانی کو بطور نذرانہ پیش کرنے کو لیگئی انکو
دیکھ بھوت پوجا دیوتا پرستی کے رسیا یہ خیال پختہ کر بیٹھے کہ ہم جو گھی چاول وغیرہ ہوم کی چیزیں

دیوتاؤں کی نذر بھینٹ میں اپنی حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے دیوتاؤں کو پہنچانیکا کام
بھی اگنی پر سے رہی لہذا ہوم کی چیزیں ہوم کی بھٹی میں جھونک جھونک بھاگ تک مطمئن ہو بیٹھے کہ
دیوتاؤں کو پہنچ گئیں اور اس خیال کا خاکا دیکھے کتابوں میں اکٹھا ہوا تھا جو وہ چیستا پر دیر ہیں جو آگ کے
گیت گاؤ آج آسمانی کتاب بنائے جاتے ہیں اور چونکہ فلسفیت مذکورہ بالا کی تاریخ کلو آج
روشنی کے زمانہ میں تار عنکبوت سا ٹوٹ کر رہ گئی - اور یہ تمام عالم اللہ سبحانہ کی صفت تکوین
کا بیار اور اسکے ارادہ کی سطحی مراد کہل گیا تو اب ویدوں میں خدا کے نام اور کام
کی تلاش ہوئی چونکہ اس عظیم معتقدات ایجابی مدار نجات جسمانی و روحانی کا اوس میں پتہ نہ تھا ناچار
روکھے سوکھے اوس نام اور کام کے ویدکے کلے جمانے پڑے - اگنی کو پرمیشور بنانے ہیں وہ
نہیں بنتی اور گنیش اور شو وغیرہ اسماء مذکورہ بالا کو پرمیشور بناتے ہیں وہ نہیں بنتے - ویدک فلسفہ
کی سیر شت تیتھ وغیرہ پستکوں میں کیجیے تو ایک عالم ہی جدا نظر آسکتا ہے - گائے کا دودھ چونکہ گرم نکلتا ہے
لہذا اگنی کا نطفہ حالانکہ دودھ تو بھینس گھوڑی گدھیا کتیا تک کا بھی گرم اور سفید ہی نکلتا ہے
مگر ان کو اگنی سے پاکیزہ سور ہونا دیوتا کا نطفہ کہتے ویدک دم رکتا ہے - سونا پانی میں ڈالا ہوا
پانی سے جفتی کھانے کے وقت کا اگنی کا نطفہ لہذا سونا پانی ہی سے نکلتا ہے - افریقہ کے بعض
حصص میں جو زمین اور پہاڑ سے سونا نکلتا ہے اس فلسفہ کو اوسکی سدہ بدہ نہیں یہ فلسفہ
اور آسمانی کتاب سے مقابلہ ارسطو کا فلسفہ جسنے بہت سے کہیں خوندہ راغوں کو متوالا بنا دیا
ہے جب وہی آسمانی آواز کے سامنے نری لفاظی کے سوا حق رسی کا کام نہیں دیتا تو گیت
کون بیچارے ہیں آخر ارسطوی فلسفہ کی ہی تو یہ ٹھسک تھی کہ جب تک بدن روح کے
قبول کرنے کی استعداد نہ پیدا کرلے خدا کتنا ہی چاہے وہ روح کو قبول نہیں کر سکتا اور جب
یہ استعداد اوس میں پیدا ہو گئی تو اب خدا بھی اوس میں روح پہنچانے پر مجبور ہے اوس کے
روح اوس میں داخل ہوئے بغیر رہ سکتی نہیں اور اسپر فلسفی دلیل یہ دیتا تھا کہ آگ میں گیلی لکڑی
نہیں جلتی جب سوکھ جاتی ہے تو آگ اوسکو جلا ہی دیتی ہے کیونکہ قابلیت اور استعداد جلنے کی موجود ہے اور گیلی نہ جلیگی

اسلیئے کہ ادنمین قابلیت مذکورہ نہین اضطراری قانون مجبوروں کا فاعل مختار قادر مطلق پر چلایا یہ احمقانہ حملہ فلسفیانہ روپ بھر کر کیا ہوا۔ من الشجر الاخضر نارا الانہ سے اونہ پا پیچھے ہی کو گر کر رہگیا۔ آخر آگ سے گرمی پانی سے خشکی جدا نہین کرسکتا یہ ویدک فلسفہ بھی قاوسی کا ہم آہنگ ہے جو روسی اور جاپانی پھلجڑی سے ٹوٹا نظر آتا ہے۔ اس پھلجڑی سے آگ نکلتی ہے جسمین گرمی نہیں ہوتی۔ بدن پر ڈالکر دیکھلو ہرگز نہ جلیگا۔ جب کاریگران دنیا آگ سے گرمی جدا کرلیں تو وہ فلسفہ کیسے حکمت ہو سکتا ہے جو خدا کو اس گرمی کے جدا کرنے سے عاجز ٹھیراوے اسی ارسطو کا قول تھا کہ سورج بے مثل بے داغ ہے اب تو دوربین سے اوسکی مثل کروڑون دیکھ لئے گئے۔ بلکہ بعضے اوس سے ہزار گنے بڑے ہین اور یہ سورج بھی سیاہ داغون والا ہے۔ اس کو بابو بیارےلال ملک عدم مین لکھکر بول اوٹھے کہ اب تو اوسکی خدائی مین بھی کلام ہوگیا۔ افسوس ایک سناتن دھرمی نے ہی اس بارہ مین جو ویدکے گیت تھے ریشہ مین ملا دئے ہمیں یہ ذکر آتا ہے

حق کو بتلائے یہ دھرم کہتا نہیں	صرف اسا بون کا یہ بھرتا ہے دم
ناؤ ڈگمگ ہو اگر بیچ دھار میں	وہ ہی ہے ڈر گئے اپ ہی ڈر گئے کی ہم
شرک میں ڈوبے عرب کے مشرکین	وہ کبھی دریا کی جے بولے نہ ہم
غیر کو دریا میں کبھی دیتے بھلا	پار کر بیڑا خدا آپھر سے دم
ہند کا کیسا نرالا کفر ہے	ڈوبتے بھی ڈر جیسے ڈر گئے کی ہم
کوئی کام اون کا نہیں اللہ سے	یہ ہی دم بھرتا ہے یہ ویدک دھرم

بڑے بڑے فلاسفروں کی یہ رائے ہے کہ عالم ہمیشہ سے یون ہی چلا آیا ہے اور یون ہی رہیگا ہنود کا فلسفہ اگرچہ قدامت عالم کا قائل ہے لیکن یونان کے فلسفہ کی طرح نہین[1] ۔ لیکن عیسائی یہودی مسلمان یہ تینون مذہب آسمان کی ہستی کے زمین کی مانند قائل ہین انکے نزدیک عالم قدیم

[1] بابو پیارےلال کی ملک عدم سے بالا سنول سے پہنچا کہ پہلے آکاش دبراک پرمشورمین سے نکلے ہین پھران دونون سے سلسلہ عالم کا چھوٹا جاتا ہی پھر سب فنا ہو کر اکاش دبراک رہجاتے ہین وہ پرمشور مین گھس جاتے ہین اسی طرح داغلتا جو ہوتا رہتا ہے اور یونانی فلسفہ ایسا نہیں کہتا ۔۱۲

نہیں بلکہ حادث ہے اونکے مذہبوں کی یہی تعلیم ہے ۔ اور پنتھون مذہب اس کے بھی قائل ہیں کہ
ہر ایک ذی روح کے پیدا ہونے ہیں (بلکہ ذرّے ذرّے ہر چیز کے پیدا ہونے میں) مشیت ایزدی کو بھی
دخل ہے خواہ کیسی ہی زبردست اسباب موجود ہوں لیکن مشیت ایزدی بغیر کچھ نہیں ہو سکتا اور ہنود کے
نزدیک مشیت ایزدی کو کوئی دخل نہیں بلکہ ہر امر اپنے اسباب کے تابع ہے (الی ان قال) اب قطع
نظر ان تمام مذاہب کے اگر ایک عقلی مذہب قائم کیا جائے اور اوسکی نظر سے عالم کا حدوث یا (؟) کی
قدامت دیکھی جاوے تو چشم غور کن کو صاف ظاہر ہوگا کہ درحقیقت عالم حادث ہے اور قدیم نہیں
اسکی شکل یوں بنتی ہے کہ عالم متغیر ہونے والا ہے اور ہر متغیر حادث ہے پس نتیجہ نکلا کہ عالم
حادث ہے ۔ عالم کا حدوث ایک امر بدیہی ہے لیکن چشم بینا ہونی چاہیے صفحہ ۲۶ و ۵۰
و ۶۷ دیانندی ستیارتھ کے سوال ۸ نمبر ۱۴ سے بالا معلوم ہو چکا کہ خلقت آپ ہی اپنے
کرموں پیدا ہوتی ہے آپ ہی مر جاتی ہے تو جسکی تکوین و مشیت و ارادہ کو عالم میں دخل نہیں تو اوس
طلب حاجت اور دفع بلا میں لو لگانے کی کیا ضرورت ہے اندھیر جہاں سے پیدا ہوا ہے اوسکو
ملاحظہ فرمائیے ۔ مولوی ابو رحمت حسن میرٹھی ستیارتھ پرکاش درپن میں فرماتے ہیں ۔ یجر وید کی
پہلے کنڈ کا میں پانچ منتر ہیں ۔ ہر منتر کا رشی پرمیشٹی پرجاپتی اور ڈناک کی بجنی دیوتا ہے پہلا منتر
اشے تو ا (بارش کے تجکو) دوسرا منتر ۔ اورجے توا (رس کے لئے تجکو) (داسے تجھی کاٹتا اور
صاف کرتا ہوں) وایوہ استھ (ہوا ہیں قیام پذیر ہو) چوتھا منتر دیو دوہ سوتا پرارپتو شریشٹھ تما
کرمن اپیایدھو گھنیا اندرائے بھاگم پرجاوتی رن میوا ایکشما ماوستین ایشت ماگھ شنسو دھروا اسمن
گوپتو سیات وہوی **ترجمہ** اے ہمارے قابل کاٹے سوتا دیو تجکو پاکیزگی سے عمدہ
کے واسطے حاصل ہو ۔ اندر دیوتا کے حصہ کا دودھ خوب ترش ہا ۔ اسے تازہ بیاہی ہوئی گاؤ سے
بیاہتا کے عیبوں سے پاک ہو چھین جانے کی کمزوری وغیرہ سے دور تجھے تعید اور بگھرا سے سلط خود
اور اسے گاؤ سے اپنے مالک کے یہاں دائم تک رہ اور ایک سے انیک ہو جا ۔ پانچواں منتر یجمانسی پشوں پاہی
ترجمہ یجمان کے پشوؤں کی حفاظت کر (اے بجنی اسلا) یہ کہا ہے ڈناک کی بجنی

میں باوشی لگے ہوئے بچھڑے درخت سے جدا کر کے صاف کرتا ہوں۔ اے بچھڑو تم گؤوں سے الگ
ہو جاؤ۔ اسے کاسے سورج دیوتا پاکیزگی اور بچہ کی غرض سے بچھے جنگل چگنے کو دیوے تو اندر کے
حصہ کا دودھ بڑھا سے حال بیاہی گائے وضع حمل وغیرہ کی کمزوری سے پاک چور اور بگھیر اچھبیر
قابو نہ پاوے یجمان کے گھر میں مدام بہت رکھ دودھ اوں بڑھ پوتوں پھل اسے بھی تو یجمان کے
چوپایوں کی چوپانی کر۔ سرحی سے وہی ظاہر ہے کہ پہلا منتر ڈہاک کی شاخ کاٹنے کا دوسرا
صاف کرنے کا تیسرا بچھڑوں کو شاخ کے ذریعہ اون کی ماؤں سے جدا کرنے کا چوتھا منتر اندر دیوتا
کے لئے دودھ بڑھانے کی درخواست میں گنوایا ہے اور یہ کہ سورج دیوتا کے لئے بچھڑے حاصل ہو اور
بچھیر و بادی بگھیر نہ مسلط ہو) پانچواں شاخ کو بلند مقام پر گؤوں کے سامنے رکھنے کا ہے (اور
چھٹے ہے اس التجا کا کہ اے بھی تو یجمان کے چوپایوں کی حفاظت کر) اس میں نام خدا اور خدا کے
نام سے کتاب شروع کرنے کا ذکر مطلق نہیں ہے جیسا کہ اب یہ مشہور کا نام اس منتر سے مذارد،
ویسے ہی پنڈت صاحب کا ترجمہ ہم چھلے دار وہی سے کوسوں دور اصلی مدعا کے مخالف
اور رشی چھند کے حوالے سب بے اصل اور بے محل ہیں وجہ یہ کہ منتر مذکور شت پتھ میں درج ہی نہیں.
بلکہ بعد میں داسلامی ہدایات و تنبیہات سے چونک کر کسی دہرما تما نے بنا بجر کے شروع میں لکھ
دیئے منا قل کہتا ہے واہ رے ویدک فلسفہ تو نے ایک بے شعوری سے گؤوں کی حفاظت
کرانے کی لو لگانا سکھایا اندر کے لئے دودھ بڑھانے کو گئو سے کہنا سکھایا سورج کا جنگل چگنے کو
دینا بتایا ہے افسوس اوس قادر مطلق عالم کے بنانے والے سے پالنے والے سے ایسا بے نیاز
کر دیا کہ نہ اوس سے کسی حاجت کی طلب سکھائی اور نہ کسی مصیبت سے بچانے کی التجا کرنا بتلایا
گئو کا دودھ بہت بڑھانے میں بھی خدا سے سروکار نہیں تو آپ بہ سبب لنگی اسلئے ویدوں میں خدا کا نام
نہیں۔ سنسکی زمین میں خدا کے نام کا تخم ہی نہیں اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں
کھیت۔ اگر کوئی یہ کہے کہ سلی کرو ملی بتاؤ اسلام قبل ظہور کے وید ہی سے ہم تو لا کا جرو ہیں
ہم تو پہلے کوئی دوسرا ذہبی نہ تھا اگر کھڑ جو ہے تو اسلامی ہدایات سے ہوا جیسا کہ اسے پہلے

بہت پہیرسے ویدیں دکھانے پر فخر قوم ہو جاتا ہے۔ دہن بھاگ تتری جے جنی پرہو کی آوازوں کا مستحق ہنجاتا ہے مگر جب آنکھ کھلی نظر پرانی پستکوں وید کی پرانی تفسیر وغیرہ گئی تو اون نظر بندی کے باعثوں میں سے پتہ تک نظر نہیں آتا تو اس قول کو انصاف تو ٹال نہیں سکتا۔ اتھرون وید کا پہلا

منتر یہ ہے یہ ترتی شپتا پری یتی وشواتی روپانی وبھرتہ واچسپتر بلاتے شام تنو ادئے دو ماترے **ترجمہ** جو تین سات یعنی اکیس بہت سے روپ بھرنے والے ہر طرف گھومتے پھرتے ہیں پانی کا مالک اون کا زور میرے بدن میں اب دھارن کرسے (ترجمہ ستیارتھی لفظی لغوی تمام ہوا) یہاں بھی مثلاً جرت دیوتا پرستی درشن کرا رہی ہے خدا پرستی کا نام نہیں و مگر گمان نہیں پنڈت جی جن بھوت پریت سے منکر تھے وید کا مصنف پانی کے مالک سے انھیں کی طاقت حاصل کرکے ہر طرف گھومنا چاہتا ہے۔ خدا کی طرف نہیں آتا پنڈت جی کی انوکھی ساتھ کی راہ نہیں جاتا اسمار منڈر چہ ستیارتھ کی اصلی حقیقت ویدوں کے مصنفین جین مت والوں کے بزرگوں کی طرح خدا اور نام خدا سے ناآشنا تھے منافع مغرب سے عرصہ دراز تک ہند میں داخل ہوتے رہے اون کا عقیدہ تھا کہ پرکھوں کی پاک روحیں چاند سورج وغیرہ کواکب آگ پانی وغیرہ عناصر جنگلات کے دیوتا ہو گئیاں (او پرتک کے گرے) جو انکو پوجتا ہے وہ اوس سے مطلع ہو جاتے ہیں اوس پر پوری مہربانی کرتے ہیں اونھوں نے اونپر کمال بھروسا کرکے ہند میں قدم رکھا اور کھ گیت گانا شروع کیا۔ وہ گیت بہت سے ہو گئے اون کے گانے کا دفع مذہبی رسوم تھا سب اسلئے رسم یجہ بھی یجہ کے لئے کبھی گھوڑا کبھی بکرا کبھی گائے چھوڑتے وقت مقرر پاس کو اس رسم کے کام میں لانے کے وقت اپنے معبود دیوتاؤں کی استتیاں گاتے پہلا دیوتا اگنی جو بزعم اون کے پروہتائی کا کام کرتا تھا۔ دوسرا وایو تیسرا اندر غرضکہ گیارہ آسمان پر گیارہ زمین پر گیارہ خلا میں دیوتا اونکے مانے ہوئے تھے۔ ستو اودھیاے ۴ شلوک ۱۲۶ میں لکھا ہے کہ رگوید کے دیوتا دیو ہیں یجروید کے دیوتا انسان ہیں۔ سام وید کے دیوتا مردوں کی روحیں ہیں۔ انسانوں سے مراد ماں باپ دادی دادا گرو استاد وغیرہ ہیں۔ باپ دادوں کی روحوں سے مراد پتر ہیں جنکے لئے شرادھ کا انت

تیار کرایا جاتا ہے ۔ دیوتوں سے مراد وہی تینتیس ۳۳ دیوتا ہیں جو بحیثیت مجموعی مشہور و معروف ہیں
اور او نکے ساتھ او نکی بی بیاں اور بہنیں بھی ہیں جیسے یم کے ساتھ اونکی بہن یمی اندر کے ساتھ اونکی
بی بی اندرانی یجروید ادھیائے ۱۴ منتر ۲۰ میں وید کا مصنف یجہ میں مدہ نوشی کی دعوت دیتا ہے کہ
اے (سُوتا) اشونی کمار وغیرہ دونو (اکادشی تری بھی) گیارہ تکڑی سمیت گیارہ تنابان تینتیس ۳۳ (دیو
بھی) دیوتاؤں سمیت (وِرتھو میشم) مدہ پینے کو (ایاہم) یہاں آیا کرو ۔ اس سے اشونی کمار وغیرہ کا
جوڑا ثابت ہوتا ہے **ناقل** کہتا ہے وید میں جس دیو بھوت عنصر کرہ وغیرہ کی نذر بھینٹ ہو جاتی تھی
کا ملیا چوڑا چھوٹا موٹا گیت دیانند جی نے دیکھا جھٹ دعوے کر دیا کہ یہ دیوتا وغیرہ کا نام نہیں پرمیشور
کا نام ہے ۔ اس لئے کہ حق عبادت پرمیشور ہی ہے رس پھیر پھار سے وید کو الزام شرک سے بچا دیا
اور سناتن دھرمیوں کی طرف جھکا دیا یہاں اس معمولی کارروائی سے پرمیشور کا گھر آباد ہو جائیگا ۔ پرمیشور
کے ساتھ پرمیشوری سے بھی صحبت بچا لیگی چنانچہ اشونی کمار وغیرہ کا ایک جوڑا تو یہاں ثابت ہو گیا اندر جن کو
دیانند جی نے پرمیشور بنایا تھا او نکے ساتھ اندرانی جی آپ بہ تشریف لاتی ہیں سبحان اللہ
عصا بصدق ما تقریر ناقل تمام ہوئی ۔ اس کے علاوہ اور بھی مقام پر بحیثیت ۳۳ دیوتاؤں
کی تعداد واضح ہوتی ہے ۔ یجروید ادھیائے ۲۹ منتر ۸ ملاحظہ ہو (سوتا برتھمے اہن) سوتا دیو پہلے
دن کا ہے (اگنی دوتیے) اگنی دوسرے دن کا (ترتیا وایو) تیسرے دن کا وایو (ادیتا چترتھے)
چوتھے دن کا ادیتی دیوتا (چندرما نہ پنچمے) چندرما پانچویں دن کا (رتو ششٹھے) رتو چھٹے دن کا
(مروت سپتمے) ساتویں دن کا مروت (برہسپتی اشٹمے) آٹھویں دن کا برہسپتی (چنانچہ
جمعرات کو ہنود برہسپت دو لفظ کی تقسیم میں اسی وجہ سے بولتے ہیں) (متر نومے) نویں کا متر
(ورن دشمے) دسویں کا ورن (اندر ایکادشے) گیارھویں کا اندر (وشو دیوا دوادشے)
بارھویں کا وشوے دیوتا ہے ۔ علاوہ بریں چند دیوتاؤں کو خاص دنوں سے منسوب کر رکھا تھا ۔ آو
جس دن جن کی پوجا کرتے تھے ان کو اسی نام سے منسوب کرتے تھے کہ او سی دیوتا کا دن ہے جیسے کہ
آدیت یعنی سورج کی پوجا جس دن ہوتی تھی اوس کا نام آدیت وار روی وار ایسے ہی سنیچر وار اور اسی طرح

سوم کی پوجا ہوتی تھی اوسکا نام سوموار جسکا مخفف سوتا ہے چندروار اور جس دن منگل کی پوجا
ہوتی تھی اسکا نام منگلوار اور جس دن بدھ کی پوجا ہوتی تھی اوسکا نام بدھ وار اور جس دن برہسپتی
کی پوجا ہوتی تھی اوسکا نام برہسپتی وار اور جس دن شکر دیوتا پوجے جاتے تھے اوسکا نام
شکروار تھا مسلمانوں نے جہاں مندروں کو مسجد بنایا وہاں ہفتہ کے دنوں کو ان مشرکیہ
ناموں سے پاک کرکے موحدانہ دستور (اون ناموں میں بھی) پھیلا دیا نظامی نے یہی اسلامی
روش اختیار کی جیسے اونھوں نے زمین سے جھوٹے معبودوں کے معبدوں کا صفایا کیا تھا
ویسے ہی آپ نے بھی ویدوں پر قلم چلا کر اونکے معبودوں کے ناموں کا قصہ مٹایا (تاقل
دیگر اون کے معنے اور مصدا قوت کا شہ اتنا مٹا ناق ہونے باہر بات تھی اور اون ناموں کے
ساتھ جو خاص ایسے اوصاف مندرج ویدھے جو شان الوہیت کے منافی تھے اونھوں نے
اس نسج عنکبوت کو وید کے چہلے پر ٹھہرنے نہ دیا) یجرو ید ادھیاے ۳۶ منتر ۲ وکھیہ سواہا
چندراسے سواہا نکشتری سواہا ادبھیہ سواہا ورناسے سواہا پو ناسے سواہا) **ترجمہ**
ہر جہت کے لئے سواہا چاند کے لئے سواہا نچھتروں تاروں کے لئے سواہا ناقت والے کے لئے
سواہا سب جہات کرہات نچھتروں سے وابستگی اونکے دیوتاوں سے عقیدت اس سے ظاہر
ہے یہی رگوید کے پراجی ورگ اگنی وغیرہ منتروں سے واضح ہے اسنے یوں التجا کی جاتی ہے
دیو شانتی انترکشم شانتی پرتھوی شانتی اپہ شانتی اوشدیہ شانتی ونسپتیہ شانتی وشویدیوا
بوا شانتی برہم شانتی سروم شانتی سانت ریوشانتی ساما شانتر ودہے ہی **ترجمہ**
اسے سورج کے رہنے کی جگہہ شانتی بخش یعنی راحت بخش دیو شانتی بخش اسے انترکش فضا
کے میدان شانتی بخش اسے آب پانی کے کرہ شانتی بخش اسے اوشدیہ بوٹیو شانتی بخشو
اسے ونسپتی جنگلات کے دیوتا شانتی بخش اسے وشویدیو سب کے دیوتا شانتی بخش اسے
برہم لوک سب سے بلند کرہ شانتی بخش اسے سروم جملہ لوگو شانتی بخشو اسے شانتی راحت کامل
راحت بخش وہ شانتی کہ جو میرے گھر میں راحت ہی راحت ہو ترجمہ تمام ہوا سنا قل

کہتا ہے ویدک دہرم کا فلسفہ دیکھو راحت رسانی کے اسبابوں سے راحت مانگی جاتی ہے
یہانتک کہ راحت سے راحت گھر پھر مانگا اس بات جو لڑکر کو ختم کیا اس راحت طلبی کی فلسفیت
کی مثال ایسی ہے کہ جیسے مقتول کہ جو عنقریب قتل کیا جاویگا تلوار کے آگے ہاتھ جوڑ کے ڈنڈوت
کرے کہ مجھے معافی دے قتل نہ کر اور قاتل کی طرف بالکل التفات نہ کرے اوسکی پرواہ نہ کرے
تو وہ اس بے پرواہی پر اوس کا سر جلدا وڑا دے تو اسے بھگوان سے بھکتو تمہیں بھگوان لگتی کہ جو وہ
تلوار جسکو منا یہ جا رہا ہے قتل کرنے سے قاتل کا ہاتھ روک دیگی جنگل باسی ٹڑبہنی بھیلیاں کھلانے والی
قوم وید دیں میں یہ کہنے والی کہ سینبھل کا درخت سمجھے پاسے خدا کو بھولی ہوئی آج فلاسفر نبانی
جاتی ہے اون کے ویدی گیتوں کو عین حکمت مانا جاتا ہے۔ ناظرین تمنے دیکھا۔ دیکی عقل اور
حکمت کے واقعات کے نسخے یہیں جاو پرویدگار رہا ہے اور آئندہ کا بیگا۔ یہ کوئی حکم تلوہی آپ
کہ جو قدرت بکاملہ اسباب کو اپنے حکم پر جابرانہ طور پر لگاوے۔ افسوس ان پستکون کی زبان سے
حق تعالیٰ سے مانگ مانگ التجا کا کوئی گیت بھولے سے بھی نہیں نکلا۔ حال بتا یا دیا لو جب کچھ
دیتا ہی نہیں تو اوس کا نام داتاؤں کی فہرست میں کیونکر آتا جو دانشرکش بانی حکلات سے
دیوتا جڑی بوٹی جہات کرامات وغیرہ دے رہے ہیں ویدمین اونھین کی کوتا ہیرکی دھوم مچ
رہی ہے۔ حکیم رام کشن بیچ کہتے ہیں کہ ہنود کے نزدیک مخلوقات کے پیدا ہونے میں مشیت
ایزدی کو کچھ دخل نہیں ہیں کہتا ہوں بموجب منترہاے مذکورہ بالا وغیرہ اوس تعالے شانہ کی تکوین
از تخلیق تا تدبیر کسیکا بھی ویدک دھرم جہان بین دخل نہیں تلاتا دیوتا کے قایم مقام بنکر کوئی برہمن
گاے دو ہنے گاے کے پاس رسی لیکر جاتا رسی کو مخاطب کرکے کہتا ہے دیو سے توا سولوپہ

سوے تولوہ باھوبھیام پوشنو ہستا بھیام آددے ادیتی راسناسی **ترجمہ**
اے رسی سوتا دیو کی تحریک سے اسون کماروں کے دونو بازوؤں سے پوسن دیوتا کے
دونوں ہاتھوں سے میں تجھکو پکڑتا ہوں نوادلی کے لئے رسی ہے (اگلے منتر میں گاے کو پکارتا
ہے) اڑا ایہی ادیت ایہی سرسوتی ایہی اساوسے ہی۔ اساوسے ہی اساوسے ہی **ترجمہ**

اے گائے چلی آ اے ادِتے چلی آ اے سرسوتی چلی آ اے سنبھدرنگ والی چلی آ چلی آ
چلی آ رسبھدا زان پچھلی ٹانگوں میں گائے کی رسّی باندھتا ہوا کہتا ہے کہ ادیتی راسناسی
اندرا یا اشسنیشہ پوشا سی ھمر یا یدکیشو ترجمہ اے رسّی تو ادتی یعنی گائے کے تھنے رسّی ہے
(اندرانا) گائے کے سر کا تاج ہے اے بچھڑے تو ہوا کی شکل ہوم کے لئے دودھ نکلوا دو۔
پھر دودھ دوہتے کہتا ہے اشوبے کھیام پوسو۔ سرسوتی پوسو اندراسے پوسو سوااہا۔ ادھرو سے
بار ترجمہ اے دودھ اشونی کماروں کے لئے نکل آ سرسوتی دیوی کے لئے
نکل آ اندر دیوتا کی پی لی کے لئے نکل آ (سوااہا اندروت) اور جو دودھ کے قطرے دودھ نکالتے
میں نیچے گر پڑیں وہ اندر کے لئے سندر ہوم ہوں پھر گائے کے تھنوں کی ستائش کا منتر پڑھا جاتا
ہے اور دودھ نکالتا جاتا ہے کہ اے گائے تیرا تھن (باکھ) سایہ راحت ہے فرحت بخش ہے
گھی کا خزانہ ہے دولت کا بخشنے والا ہے دولت کی کھیتی ہے۔ بڑا لائق ہے اسی تھن
(باکھ) کی بدولت تم تمام انسانوں کی زندگی کے اسباب ہم پہنچاتی ہو ان تھن کو اس یجیہ میں
خیرات کر ڈال (اروا انترکشم انوسے مے) اور میں آسمان کو جاتا ہوں گائے کی خوشامد ہے
کہ دودھ اچھا دے اور آسمانی دیوتوں کو پہنچے اور وہ خوش ہوں۔ ترکیب یعنی ودھی کی
کتابوں گرہ سوتروں۔ ست پتھ۔ گوبھ۔ ایتری کا تاین وغیرہ سے ہر دیوتا کی پوجا اور ہر رسم
کا پتہ ملتا ہے (اس پھر مارے ناچار ہو کر پنڈت دیانند نے اس سے انکار نہیں کیا ہر ایک
وید کے ساتھ دیومالا موجود ہے اور اس میں دیوتا تفصیل وار بتائے گئے ہیں پنڈت جی نے
پھیر پھار سے تھوڑا سا ہی التباس کیا ہے۔ نروکت میں خاص ایک کانڈ ہے اور اس میں وید
کے دیوتاؤں اور دیویوں کا نام بنام ذکر آتا ہے اور جیسا کہ مذکورہ بالا منتر میں دیوتاؤں
اور دیویوں کا وجود پایا جاتا ہے ویسا ہی یجر وید ادھیائے ۱۴ منتر ۲۰ میں لکھا ہے کہ اگنی دیوتا

سلہ لجنگوری جگالی جاتی ہے گویا یہ کیسے بجر رستی رستی ہی نہ سے گی بھلا فلسفیت ہے یا دیوانگی بڑ
جو تم کہو انصاف وہی ہم مان لیں ۱۲

وایو دیوتا سوریو دیوتا چندرما نہ دیوتا وسو دیوتا رودر دیوتا ادیتی دیوتا مروت دیوتا وشو دیوہ دیوتا برہسپتی دیوتا اندر دیوتا - ورن دیوتا - دیوتاؤں کے باب میں جو یورپ کے علما نے تحقیق کیا ہے دیباچہ رگوید ڈاکٹر میکس مولر اور دیباچہ رگوید پادری ولسن اور تاریخ ڈبلیو هنٹر اور تاریخ لیتھ برج اور تواریخ هند درسوم هند مروجہ مدارس سرکاری ملاحظہ فرماویں ان کے علاوہ انوکرمنکا اور دیومالا کہ رگوید کے ساتھ درج ہے ملاحظہ ہو اس سے روشن ہو جاویگا کہ اگنی وغیرہ دیوتاؤں کے نام میں نہ ایشور کے یجروید پورا دھیاے ۳۲ منترا اور منتر ۱۰ وا ۱۰۲ تا ۲۸ حصہ و صاد کیو زبان سے کہنے کی کچھ ضرورت نہیں خود ہی روشن ہو جاویگا کہ اسکا مذکورہ خدا تعالی کے نام نہیں ہیں دیوتاؤں کی بابت جہات وغیرہ کے ہیں۔

دیبی برجیبنی کو ملبرا ہشان پر
ہی پروشان کے اور پرپہ ہا پتی
کالی گردن والا اگنی دیو کو
وایو کو جیتا اور بھی دیو کو
ہے سر دیا خاص دہ اندر دیو کو
دیبیوں پر جھٹکا بچھیا کا کیا
ہے دھواں سا آسمانوں کے لئے
اور چمکتا چیتا بجلی کے لئے
انسان کے جھٹکے کو مت پتا حصر
ہی ست کا جھٹکا برہسپت کے لئے

مارتے کھکڑی کو نہیں ہنستے ستم
آدمی کے ذبح ہونے میں رقم
سوم کے ہے بھوری رنگت کا تم
داغ ہو جس پر نہیں اسے محترم
شکل و صورت میں جو ہو اپنے اتم
کالے کا دھرتی کی خاطر مارا دم
پڑھنے والا دیوتاؤں کو بہم
ذبح کر صداقت و ویدک حرم
متر کو ستر تا ورن کو بھی دم
اور ڈاڈرپاں تو نشتری پر تاند دم

یہ دہشیوں کا پیالہ اوید تا کہ وید پر برجیبون کا جھٹکا کیا جاوے جس زمانہ قدیم میں عمل ہوتا رہا۔ اگر جیسا ہے کتو پونا میں مبالغہ ہوا کہتے ہیں کرنا ہی باپ مانا گیا جیون کی قربانی واسطے خبر تا اور نارا جانے لگا۔ جیسے عیسی کے میلے میں جیت سے ہی آنکھو نکو

وہی برہمن مارتا پھرتا ہی گو اور بکرے مینڈھے مار کر مہمانون کا تا اون کے خاندانون کو کھلا
ہوگا اوس پر اس ویدک برہمان کا عمل درآمد پوشیدہ نرہیگا قربانیون کے بارہ میں ویدک
سماچاریوں میں سام وید کے پہلے وستہ کا منتر ۵ منتر عو پریم پرشیشم آتیتھم رتھم نہ اگنی
یوہ وسنوا ہے یعنی اے لوگو میں مہربان پیارے مہمان سب سے پہلے آنے والے اگنی کو پکارت
لے بلاتا ہون (کرشن گریوا اگنیا) کالی گردن والا اگنی دیو کے لئے (وبھرو سومیا) بھورے
نیولے کی رنگت والا سوم دیو کے لئے (سویتا وایویا) سفید رنگت والا وایو دیو کے لئے (ادتیا
ادیتیا) بے داغ ادیتی دیو کے لئے (سرو پا دھاتری) مخروطی شکل والا دھاتر دیو کے لئے (ولنتر
دیوانام پتنی بھیہ) چھینا دیو رشی بیبیوں کے لئے بہتا (کرشن بھوما) کالا زمین کے لئے (دھومرا
انترکشا) دھواں سا آسمان کے لئے (برہنت دو یا) بڑھنے والا دیو لوک کے لئے (شبلا
ودیتا) سفید دھبیلا بجلی کے لئے (داہل تولہ) الیتھے) قربان کرتا ہے یجروید ادھیائے ۲۴
کے منتر ہاے ذیل کے جملے فقرہ فقرہ کر کے دکھاتے ہیں جو آجکل کی اردو بھاشا ملی جلی زبان میں بھی
اون جانورون پرندون کے نامون سے تھوڑا سا ہی تفاوت رکھتے ہیں جنہیں وید نے اون کا اطلاق
کیا ہے جن میں کسی حرف کی تحریف محاورات السنہ کے ماہر و ہنر پوشیدہ نرہیگی اور وید کے کھلے
ہوئے سماچار و ہنر مکری مالا جیسی چھپ کا پورا ہوا چھپ نہ سکیگا (سوماے ہنسان الیتھے)
سوم کے لئے ہنس قربان کرتا ہے (سنسکرت اور اردو دونوں میں ایک مشہور پرند کا نام
جسکو الیتھے قربانی سوم کے لئے ہو رہی اب اگر ہنس کو مثلاً گنگا جل پہلیا کر دو یا موتی تیاکر
تالم قول کرے بچوں تک کو اپنے اوپر ہنسائیگا اور صدق دیانت کا خون بھی گنوائیگا اور ایسے ہی
آئندہ نامون کے بہت پھیر میں طرار بنا جائیگا) (وایسے وایاکا) منتر کے لئے ششر مرغ یا جکن
(مرغابی) (درناسے چکرواکان) ورن کے لئے چکوا چکوی (الیتھے) قربان کرتا ہے۔
(۲۲) اگنی گروون الیتھے) اگنی کے لئے مرغا قربان کرتا ہے (ولسنتی جلیبہ الوکان) وستی[۵۵]

۵۵ وسنتی جنگلات کا دیوتا جیسے کھیرا بیچی اسی جا ورامین سب نگر کی توکیتیا کرنے والے برہمن کو کہتے ہیں ... جانورون سمیت بکرا اپنے اونا سے کے کی اگر شفقت ہو یعنی غیرہ سے کرتا ہے۔ ۱۲ منہ

کے لئے اُلّو اگے اگنی اور سوم دونوں کے لئے بیل کنٹھ اشونی کماروں کے لئے مور اور مترا ور
ورن کے لئے کبوتر قربان کرتا ہے (۲۳) آگے منتر ۳ میں ہے (اگنی کر ہوتی باروشان) گھر کی
اگنی کے لئے پارس نام پرند ص۱۰۳ تا منتر ۲۹ وید کی حقیقت میں صفحہ ۱۹ دیکھو (پرجاپتی بردشان)
پرجاپتی کے لئے انسان قربان کرتا ہے جو ہاتھی یا تک نام تمام دیوتاؤں پر قربان ہوتے ہیں جن
منتروں میں گویاں گاسے کے اوکان اُلّو کے کنجان کنج کے لوان بٹیر کے کوشپان کلنک کے
انشران سشتراوت کے کبوتان کبوتر کے معنی دیتے ہیں ایسے الفاظ ہیں جن میں مجموعہ السید
اردو زبان میں بعض جگہ بلا تفاوت اور بعض جگہ قدرے تفاوت اور بعض جگہ ہمنامی مادہ کی
ہمرنگی دکھا آن الفاظ کو ترکیب کے کڑی جالے میں پھنسنے سے بچانے کے لئے بس ہے اور جگہ
وید منتر ہیں سے پوچھی ایجوالی سبوتی ہوا ثابت ہوئی اور سورج سے علم عقل صحت تندرستی
اولاد وغیرہ مانگنے کے دستر رکھاد ہے تو اب دیوتاؤں ہوا سورج بجلی وغیرہ کو جانوروں پرندوں کی
قربانیوں سے پوجا جتانا وید کا ماننا پڑے گا اور جب ان پوجاؤں کی بجہ ایسا شرک مذہب کا
تو دیوتاؤں کر بات ہمہات وغیرہ کی اینٹھ شروع سے بے انتہا گہرائی کا سمندر شرک ٹھہرا وید
کا کیسے پٹ سکتا ہے توحید کی خوبو رنگ روپ جس دین الٰہی کے ذرّے ذرّے سے عیاں ہے
وا دیں کا حصہ ہی نہ اوس کا جسکی کوئی کل شرک سے خالی نہیں۔ بطور نمونہ پڑھو آیات قرآنی
وَلَا تَاكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ الآيه وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ
الآیہ اللہ سبحانہ فرماتا ہے مت کھاؤ اوس جانور میں سے کچھ جس پر ذبح کرتے وقت اللہ کا نام
نہ لیا گیا ہو اور بیشک وہ حرام مردار فسق ہے الخ (اگرچہ وہ جانور حلال ہی تھا چونکہ اللہ کے
نام پر ذبح نہوا مردار ہے) اور بتوں اور تھانوں پر جو ذبح کیا جاتے وہ حرام ہے۔
مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ کے فتاوی عزیزی سے نقل کیا فاضل بدایونی نے
بوارق میں وفی الحدیث لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ رواہ احمد وایضاً ملعون من
ذبح لغیر اللہ تعالیٰ رواہ ابوداؤد وفی شرح ابی عبید و سبتان الفقیہ وکنز

المصباح انه لا يجوز ذبح البقرة والغنم عند الثبور لقوله عليه السلام
لا عقر في الاسلام هكذا في سنن ابي داود وكذا لا يجوز الذبح على البناء
الجديد وعند شراء الدار لان النبي صلى الله عليه وآله وسلم نهى عن ذبائح
الجن لانهم يكرهون مخافة انهم يلمرضهم او يؤذيهم الجن فابطل النبي صلعم
ونهى عنه وهكذا في كتب الشافعية كما قال النووي في شرح المسلم ص۱۹۰ وفي
الدر المختار ما ذبح لقدوم الامير ونحوه كواحد من العظماء يحرم لانه اهل به
لغير الله تعالى ولو ذكر اسم الله تعالى عليه الخ ص۹۹ ا ترجمہ: اور حدیث میں ہے لعنت کرے
اللہ اوس پر جو ذبح کرے واسطے (تقرب عبادت و جاہلیت) غیر اللہ کے روایت کیا اس حدیث کو
امام احمد نے اور نیز ملعون ہے جو ذبح کرے غیر اللہ کے (تقرب کے) لئے روایت کیا اس کو ابو داؤد
نے ابو عبیدہ کی عزائب اور لسان المغیث اور کنز العباد میں ہے کہ جائز نہیں ذبح کرنا گائے بکری
کا پاس قبروں کے بدلیل فرمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ عقر نہیں اسلام میں ایسا ہی
ہے سنن ابی داود میں اور ایسے ہی جائز نہیں ذبح کرنا بناء جدید پر اور وقت خرید داری دار کے
اسلئے کہ آپ نے منع فرمایا ہے ذبائح جن سے اسلئے کہ وہ (مشرکین عرب) بخوف ایذا دہی جن کے
ذبح نہ کرنے کی حالت میں جنوں کے اکرام کے لئے ذبح کرتے تھے سو باطل کردیا اس کو آپ نے
اور منع فرمایا اور ایسا ہی ہے کتب شافعیہ میں جیسا کہ فرمایا امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں اور درمختار
شامی میں اور جو ذبح کیا وقت تشریف آوری امیر (بادشاہ حاکم کے) اور اسکی مانند کسی شخص
مشہور کی آمد کے وقت وہ حرام ہے اسلئے کہ وہ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں داخل ہے اور اگرچہ
اوس پر اللہ تعالی کا نام (بھی) لیا ہو اسلئے کہ یہ صورت ہے بھینٹ دینے کی سی) اور اگر ذبح
کیا واسطے مہمان کے حرام نہیں اسلئے کہ وہ سنت خلیل علیہ السلام کی اور اکرام ضیف کا اکرام
لوجہ اللہ ہے الخ (نہ صورت بھینٹ کی) ترجمہ تمام ہوا - سدو وغیرہ کے بکرے میں جو نزاع ہے
خلاصہ فرمایا اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ بعض اہل علم غیر اللہ کی نذر بھینٹ کی نیت کو سدو کے

بکرے کو جو بنام پیر ذبح ہوتے ہیں موتر انہیں جانتے اس جانور کے حرام ہونے میں قائل حلت یہی صاحب لوارق لصفحہ ۲ میں لکھتے ہیں رسالہ نذور مولانا محمد حسین لکھنوی سے نقل کر کے

و نذر شیخ سدو و امثال آن حرام است و نیز و مانند آن که بنام شیخ سدو ذبح میکنند اگر وقت ذبح نام حق گرفته باشند گوشت مردار شود و خوردنش روا نباشد قال اللہ تعالیٰ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق و اگر بنام خدا بسم اللہ اللہ اکبر ذبح کرده باشند اگر چہ در دل نیت فاسد دارند ظاہرا خوردنش حلال باشد۔ لیکن متقی و پرہیزگار را باید کہ نخورد والا جاہلان گمان برند کہ این نذر حلال است پس گمراہ شوند انتہی ملخصہ صفحہ ۲ مولانا محمد حسین

صاحب خلف مولانا محمد حسین صاحب موصوف الصمد جاہی دستی تحریر سے ایک رسالہ میں جو مطبوع ہو چکا ہے اس سدو کے نذر مانے ہوئے بکرے کو اگر چہ بنام خدا ذبح ہوا ہو حرام فرماتے ہیں اور عنوان اور معنون کے فرق سے اپنے باپ کے کلام کی تاویل کرتے ہیں اور حلت میں شبہ کا مورث اون کے نزدیک بھی اون کے اس قول (لیکن متقی را باید کہ نخورد) کو بتلاتے ہیں جب اسلام میں اس باب میں اتنی احتیاط مقصود ہے تو دات کو ت مسافی دیہی کرامات جہات وغیرہ کے جھگڑوں والوں کو اوسکا سپتا دیدک دھرم میں دیکھنا آئینہ کا سا کام لیتا ہے۔

آریوں کا بغض اور غیظ و غضب — دیکھ کر ششدر رہے اور حیران ہم
یا الٰہی یہ موحد کیسے ہیں — ہیں ہوا حیدی معانی جنکو فہم
پردۂ زرین کا جب پردہ نشین — کھول ڈالا کھسک گیا سارا بھرم
منہ ڈھکا لیتور تہا ہم نے غضب — وہ تو نکلا وحشی دنیا پر ستم
دوپہر سورج نکلتے ڈوبتے — بچتا ہے شیطان سورج کے بھرم
تب ہی تو ان تین وقتوں میں نماز — منع ہے ذرا لے تھیں شاد ہم
آریہ بیک قوم کھیتر اوپری — مسکن ہے عشرم ہو جیتا تیرا ہم

کھیلے وہ تو حسب اسلامی کا سانگ　　اور بغل میں ہو دبا ویدک حرم

ردتکذیب حصہ ۲ کے صفحہ ۹۱ میں یجروید کے چھٹے باب کا منتر بعبارت سنسکرت بعینہ نقل فرماکر
اوسکا ترجمہ یہ کیا سنہری پردہ آفتاب میں جسکا منہ ڈھکا ہوا ہے وہ میں ہی پرمیشور ہوں
یجروید باب منتر ۲۵ کا دیانندی ترجمہ بھاشا صفحہ ۲۰۵ کہ اے پرمیشور آپ اصول کے قواعد

نقشہ پر چلنے سے حاصل ہوتے ہیں آپ کی ذات میں زمین قایم ہے اور قایم کا مکمل آدمی

بیدار ہوتیں (آسمان سورج وغیرہ اشیا) میں آپ کی ذات بالکل قایم ہے انتہی پرمیشور کے
اوجھہ کا ذکر جو وید منتروں میں اوپر مذکور ہوا اس منتر سے کھل گیا وہ اوجھہ یہ ہو جاتا ہے تھا زمین کا
اور جب ذات کا لفظ موجود ہے تو صفت علم و قدرت وغیرہ میں ہونے کی تاویل کا بھی موقع نہ
جو کچھ تھا نہ یہ کہدیں زمین جب تھی اوسوقت علم اور ارادہ الٰہی میں اوسکی ایجاد کا نقشہ امتیازی
تھا نہ ظہوری جسمانی، مثال دانشمند کے علم اور خیال کی مجال نہیں اسلیے کہ اول تو
لفظ ذات موجود دوسرے آریہ مت میں علم الٰہی کا اشیاء سے تعلق قبل وجود اشیاء نہیں مانا گیا ہے
اور جب آسمان اور سورج وغیرہ میں بموجب ترجمہ بھاشا دیانندی وید منتر کی تصریح سے پرمیشور
کی ذات قایم فرماتے تو سنہری پردہ آفتاب میں پرمیشور کا منہ ڈھکا ہوا بیان کرنا وید منتر کا
دیانندی صاد کے خلاف نہیں بوجی اور یجر آئی ہوئی ہو بھی منتر وید سے دیانندی جی نے
ثنائی بھی سوریہ پوجن پر سوامی جی کی کرپا ہو گئی بھلا سورج ہو آگنی بلوج اونسے دھن دولت
اولاد ایمان پران کی سلامتی مانگ کر آرتے ہیں۔ موحد نہ بنیگے تو اور کون بنیگا۔ ویدادی دھرم
کی اصلی سیرت کو جس صورت میں آریے چھپائے ہوئے ہیں وہ نقض اور غضب پر ہمیشہ
آمادہ ہو نہیں آریونکو بایں وجہہ مجبور کر رہا ہے - امام محمد کی موطا میں ہے اخبرنا مالک اخ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان الشمس تطلع و معها
قرن الشیطان فاذا ارتفعت فارقها ثم اذا استوت قارنها ثم اذا زالت
فارقها اذا زالت فارقها ثم اذا دنت للغروب قارنها فاذا غربت

نَارَ فِيهَا قَالَ وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ فِي تِلْكَ السَّاعَاتِ مشکٰوۃ باب الصلوٰۃ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَغُرُوْبِهَا ترجمہ تحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بیشک آفتاب طلوع ہوتا ہے اور حال یہ کہ ساتھ اوس کے قرن ہوتا ہے شیطان کا پس جسوقت کہ اونچا ہو جاتا ہے سورج جدا ہو جاتا ہے اوس سے پھر جب کہ سورج برابر ہو جاتا ہے (نصف النہار پر) نزدیک ہو جاتا ہے سورج کے پھر جب ڈھلجاتا ہے جدا ہو جاتا ہے پھر جب قریب ہوتا ہے چھپنے کے نزدیک ہو جاتا ہے اوس کے پس جب غروب ہو جاتا ہے جدا ہو جاتا ہے اوس سے کہا اور منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھنے سے ان وقتوں میں۔ ترجمہ تمام ہوا عبارت کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اثر میں ہے جسکو بخاری ومسلم نے مرفوعاً روایت کیا ہے ..... کہ شیطان کے دونوں قرن طلوع ہوتے ہیں آفتاب طلوع ہونے کے ساتھ اور غروب ہو جاتے ہیں سورج کے غروب کے ساتھ الحدیث کاشف میں ہے کہ شیطان کے دو قرنوں سے مراد اوس کے دو گروہ ہیں جن کو لوگوں کے بہکانے کو بھیجتا ہے (التعلیق المجد) غرضیکہ باپ دادا پوجن اور شیطان پرستی کا بھانڈا پھوڑ دیا آریے اسپر جھٹکا کھاتے ہوئے بیٹھے تھے۔ اگر کوئی شکل کرویت ارضی پر یہ کہے کہ زمین کے کسی نہ کسی حصہ پر سورج کا طلوع اور ایسے ہی غروب اور آفتاب تو ہروقت ہوتا رہتا ہے۔ تو شیطان کے قرنوں کی کثرت اور ہر مطلع وہر مغرب اور ہر استوی پر جہاں کہیں ہو اوس مقام کا شیطان آریے آنے کے لئے مستعد لہذا یہ حکم نہی صلوٰۃ کا اوسی خاص مقام کے متعلق ہوگا۔

بت کدہ بنے ملک انگلستان کے
پارسی آتش کے ہوا اوت بجھ گئے
ہند میں جوالا مکھی کی آگ پر
نکلے بجھ دھاراجی کی بھینٹ میں

پہلا بیٹا ذبح ہوتا تھا ستم
آگ میں ستی جلاتی اپنا دم
گنگ میں گنگا کے پوت ہوتے تھے بھسم
ماں ڈبا دیتی ستم افتاد ے ستم

سچ ہے کہہ رہے ہیں تھے عقلاء جہان	اپنی پونجی جانتے تھے اپنا دم
خودکشی کو حسب عقل جانے نہ تھے	کیسا کالا نکلا یہ فلسفہ ظلم

بقول بعض مورخین بت پرستان انگلستان جب دس بیٹے ہو جاتے تو بڑے بیٹے کو بت کی نیاز
چڑھاتے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے یہ ہتیار ین انگلستان سے منہ
کالا کر گئی۔ یعنی جب وہاں کے لوگ عیسائی ہوئے تب اس حماقت اور ہتیا نے وہاں سے
ڈیرا اٹھایا ہے۔ پارسی خان آتشکدہ پر قربان ہو جانا اپنے آپ کو آگ کی بھینٹ چڑھانا
کمال مذہب کی عبادت اور جان نثاری سمجھتے تھے۔ ستی کا آگ میں جل جانا اور مہربان کا بچے
جگہ گنگا کی بھینٹ چڑھا دینا حضور دھرم کے کمالات فخریہ میں شمار کیا جاتا تھا ہماری
گورنمنٹ [illegible] اور والیان ملک کا خدا تعالیٰ بھلا کرے جنکے دم قدم کی بدولت یہ مصیبت
ٹل گئی [illegible] درد والم میں زندگی سے تنگ آکر یا کوئی علمی بحث میں مات کھا کر یا کسی مسئلہ
کے [illegible] سے گھبرا کر خودکشی کرنے والے فلاسفہ اس وہم و لید فلسفہ کے پنجہ میں گرفتار تھے
کہ جب ہماری روح ہمارے جسم کے اندر ہمارے قبضہ کی صورت اور قبضہ دلیل ملکیت تو خودکشی
سے [illegible] کر دینے میں پھر کوئی جرم خداوندی عائد نہیں ہوتا۔ اس فلسفہ نادانی وہم
نا [illegible] کی چند آیات قرآن کے فلسفہ ربانی نے ایسا ٹھکرایا کہ پھر اس کا
سیدھا [illegible] اور سکے بلوا [illegible] ہی کا ہی ٹھٹ گئے پھر کسی کو نہ ہوا قتل جون جیا کی

سلف [illegible] کا غور طلب ہے سب سے پہلا مسئلہ یہ ہے کہ انسان کو اپنی ذات پر کیا حق ہے۔ مورخین
[illegible] تمام دنیا کا یہ خیال تھا کہ ہر شخص اپنے نفس کا مالک اور خود مختار ہے اس بنا پر خودکشی
کرنا حرام نہیں سمجھی جاتی تھی۔ یونان کے حکما اس کو جائز سمجھتے تھے۔ اور اسے آپ کو ہلاک کر دیتے
تھے۔ لیکن آپ نے خدا تعالیٰ کے کلام کو سنایا۔ (لا تقتلوا انفسکم

یعنی مت قتل کرو اپنے آپ کو۔)
[illegible] غلط فہمی کی وجہ سے قتل اولاد کا بھی رواج ہو گیا۔ مگر اسکو لا تقتلوا اولادکم کے حکم سے منع کیا۔
(یعنی مت قتل کرو اپنی اولاد کو) خلاصہ [illegible] مارچ [illegible] کالم اول۔

مجال نہیں بیان صرف فلولا ان کنتم غیر مدینین الآیہ کو تلاوت کرتے ہیں پورا کیا دیکھئے اس آیت میں بھی صاف سمجھا دیا کہ جب تم اپنی جان کے آپ مالک ہو مالک حقیقی کے زیر حکم نہیں تو حلقوم میں آئی ہوئی روح کو نزع کے وقت (مخصوص قبل انا شہ ہلتہ عمر طبعی) اغذ رہی کیوں نہیں لوٹا لیا کرتے آپ ہی مالک آپ ہی مملوک یا جسم بیجان مالک اور روح لطیف و دراک ہوشیار بیدار مملوک بنتے بناتے کی عدم صحت کے فلسفہ آسمانی سے بیہ بھی قبضہ جب ملکیت کی حقیقت کے سمجھنے سے قاصر ہو گیا نہیں دیکھتے کہ ایسا قبضہ تو زمین کو دھوپ پر بھی حاصل ہے دھوپ کا زمین پر یوں نہیں رہ سکتی بموجب نظام بطلیموس جب سورج جاتا ہے تو دھوپ مقبوض کو زمین اوس کے حوالہ کرنے پر کیوں مجبور ہوتی ہے اور نظام فیثا غورث پر اپنی مقبوض دھوپ اپنے گھومنے میں چھوڑ دینے پر کیوں مجبور ہوتی ہے تہافت الفلاسفہ کو امام غزالی کی دیکھا ان فلاسفہ کی ٹھوکریں کھائی ہوئی کھل جائینگی۔

بالکل سمجھا تھا کہیں تجلی کہیں	یا گیا بھگوان کو ہندو نے ہر
واسطے انکے یوں سمجھا دیا	بوت دیوا ھین بھی دو [illegible]
ان کی پوجا کرنے کی ناشکی نہیں	رام تک سے انکو پوجا ہے دھرم
دیکھو شو پوران میں ان کے کرم	ان کی پوجا ہو گئی پورا دھرم

شو پران منظوم میں مرقوم ہے

پرکیشر ایک جا خلوت نشین تھے	سر کیلاس پہ مسکن گزین تھے
غرض یکدن وہ ارباب پرستش	گئے کچھ لینے اسباب پرستش
ہوا شنکر کے دل میں جوش مستی	ہوئے آمادہ عشرت پرستی
زنوں کے پاس سب تا بانہ پہنچے	کہ جیسے شمع پر پروانہ پہنچے
ہوئیں غائب ہزاروں صورت ہوش	ہزاروں [illegible] کی کوشش
بیاباں سے رکھیشر پھر کے آتے	شگفتہ غنچہ پژمردہ پاتے

ہوتے غواص دریا سے قاق ہیں — دعا یوں کی سدا شوجی کے تو ہیں
کہ لنگ شیو گر سے کٹ کر زمیں پر — نہ رغبت ہو کسی زہرہ جبین پر
ادھر سے ادھر لنگ شو شنکر ہوا صاف — جدا قالب سے ہو کر گر پڑا صاف
مگر اوس لنگ نے آفت مچائی — قیامت دیوتون کے سر پہ آئی
ذرا اوس کو نہ تھا دم بھر کہیں پر — زمیں پر تھا کبھی سقف برین پر
رکھوں نے فرط غم سے ہو کے لاچار — عقیدت کی سری برہما سے اظہار
سری برہما نے فرمایا کہ ہیہات — بڑی تم سے حماقت کی ہوئی بات
کرو جا کر سری گوری کو خوشنود — کہ ہو کچھ آسکا راشکل بہبود
غرض سب لکھ ہوتے سر و قف طاعت — کر آ غر تھے وہ سب مالوف طاعت
ہوا گوری کو جوش مہربانی — بنیں خوذ صورت ارگھ بھانی

لنگ ہی ایسے کرشموں پر نہ تھے تو اور کیا تجے تب ہی تو ہند کے چودہ متبرک مانے ہوتے مقامات کے مندروں میں شیو لنگ کی پوجا کی دھوم ہے۔ اور کیفیت پوجا کا بیان چونکہ شرم و حیا سے تعلق رکھتا ہے ایسے ہی جلہری یعنی استری کی نسبت کی پوجا کا بیان لہذا قلم انداز کرتا ہوں پادری مدرس علم الہی سہارنپور کی کتاب تیرتھ سے صرف اون چودہ لنگون کے مقامون کے نامو کی تصریح مع بعض التوضیح کئے دیتا ہوں پہلا سومناتھ کاٹھیاوار میں دوسرا ملکا ارجن کرشنا ٹنگ میں تیسرا مہاکال اوجین میں ۔ چوتھا اونکار نربدا ندی میں جزیرہ پر پانچواں کیدار ناتھ ہمالیہ میں ۔ چھٹا بھیم شنکر پونا کے قریب بھیم ندی کے چشمہ کے پاس ۔ ساتواں بسویشور کاشی میں ۔ آٹھواں تریمبک ناتھ ناسک کے قریب گوداوری کے کنارہ پر نواں بیجناتھ صوبہ بنگال میں دسواں ناگیشور نظام کی ریاست میں ۔ گیارھواں رامیشور خلیج منار کے جزیرہ میں جو چھ میل کے فاصلہ پر سمندر میں واقع ہے کہتے ہیں اس جگہہ رام کی فوج سمندر میں پل باندھکر اوتری تھی اوسوقت رام نے شیو لنگ کھڑا کر کے اوس کی پوجا کی تھی۔ جو اب تک موجود ہے جسپر

جا تری گنگا جل چڑھا کر پوجتے ہیں بارہوان کرشن لیشور الور میں ۔ تیرھوان امرناتھ کشمیر میں چودھوان پشوپتی ناتھ نیپال میں انکے علاوہ کل عجائبشور تارک یشور بالی ہیں دو باہوا سنکلیشور ہنود کے اعتقاد میں جنکی پوجا سے مردی میں قوت آنکر اولاد پیدا ہونے لگتی ہے اور دیوی کی پوجا سے بانجھ با اولاد ہو جاتی تھے سیتلا دیوی کی پوجا سے چیچک سے امن ملتی ہے یہ زبانزد ہنود ہے اور لوگ یہ وغیرہ لیتے سنا چہ پانی میں ڈبار کھنا تارک لیشور کا یادگار شوجی کی اول حالت غضبناک کا ہوا جبکہ ادھوں نے کیلاش باشی رکھیشر کی استریوں سے بھوگ کیا تھا اسپر رکھیشر کی بد دعا سے شوجی کی مردی کنگ گر پڑی تھی جسکا بیان شیو پران سنکلوم سے بالا گذرا ان بھگوان کے بھگتوں کی عقل دور رس نے اپنے پیدا کرنے والے کے پہچانے میں کمال فلسفیت کو کام فرمایا ہے اور بیشک جبکہ یہ ویدک دھرم اللہ سبحانہ کی مشیت اور ارادہ اور ایجاد و ابداع کا اس عالم میں کچھ دخل نہیں مانتا لیکن اپنے فعلوں کرموں اس عالم کے خود بخود پیدا ہو جانے کا قائل ہے تو آپ ہی لنگ و جھلری کو اولاد کی داتا مثلا سمجھا اور ظہورات طبیعی کی پوجا پرجھکا سکیگا ۔

جنیشٹھ دیور اجنبی ہم قوم سے
ایسے نطفہ سے جو ہوا اوس کو منو
تند خو خاوند کی ترپا بے پچھا وَ
شوہر
غنیسر کے نطفہ کو وارث کردیا

بیج لیتی عورتیں ہندو دھرم
بیج کھیتر بولے اور پورکے دھرم
بیج سے بچہ کرے اوس کو بہم
پانچ شوہر تھے درو پدیر بہم

درو پدی رانی مہا بھوانی ارجن کی استری کا پانچوں پانڈوان سے بھوگ ، ایکمشہور واقعہ ہے جو دھرم پستکوں کا سماچار ہے بعض پرچون میں ہنود کے جسپر عمل بعض حصص ہند کا بران کیا جاتا ہے کہ وہاں اب بھی چند شوہر سا تھے ہیں ایک عورت سے کام نکال لیتے ہیں اور سمبرتہ یہ کام کیا جاتا ہے ظاہر ہے وید کی حقیقت میں ہے ادھی برکشہ ہی دھی ستو ابشنو

سو بیاہ سور چاہ برجاوتی دیر سور دیوزکا مانگی گارتے جیتھم سبرئی ۔ اتھرو وید کانڈ ۱۴

انواک ۴ کا اٹھارہوان منتر ہے دیانندجی نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے ہے خاوند اور دیور کو دکھ نہ دینے والی استری تو اس خانہ داری میں حیوانوں کی خدمت کرنے والی دھرم نیم میں چلنے روپ شوبھ فرزند جننے دیور کی کامنا کرنے اور دکھ نہ دینے والی خاوند اور دیور کو پراپت ہو کر اس گھر کے اگنی ہوتر کی سیوان کیا کر یعنی اسے گھر میں جہاں تو اتنی سختیاں جھیلتی ہے خاوند اور دیور کو دکھ نہیں دیتی (ایک بھائی دیور خاوند دونوں کو پراپت ہو کر دیور کی کامنا کرتی لئے شوبھ پیر فرزند جننی ہے) وہاں اتنی تکلیف اور گوارا کرلے کہ اس اگنی ہوتر نہوست پوجا کرنے والے بھی کر یا کر دیا کر **معترض** اس منتر سے عورتوں کا ادھر خاوند ادھر دیور سے جماع کرانا پھر پھرتا ہوم کرائے والے اگنی ہوتر پرکریا کرنا وید بھگوان کا بہ بان کانوں میں ڈھولا استریوں کی سہر دلعزیزوں کا ایسا فیاضانہ برتاو جب یہ ہم نیم یعنی دھرم کا اصلی امر ٹھہر عالیشان چلن ٹھہرا تو بدچلنی اب کسکو کہا جاوے تبھی تو پانچوں پانڈو سے ایک ہی عورت لیسے ہم بستر ہوتے اور باہم مانوس رہتے تھے دیکھو مہابھارت وغیرہ کو ہسوروشا کو ہسور شونا کو کھتیوم کرنتہ کہو شتقوہ پہ کو وامہ شیونراد رھو پودیورم مریم نیوشاکرتے سدھستا ۱ ا ہ بید رگوید کے منڈل ۱۰ سکت ۴۰ کا دوسرا منتر ہے دیانندجی نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے ۔ اے عورت مرد جیسے دیور کو بیوہ اور سہاگن اپنے خاوند کو لیکر پلنگ پر جمع ہوتے اولاد کو سب طرح حاصل کرتے ہیں ویسے تم دونوں میاں بی بی کہاں رات کو اور کہاں دن میں بستے تھے اور کسی وقت کہاں رہتے تھے **معترض** خاوند اور دیور سے صحبت داری کی کیفیت استری کی سنا مسافر مرد عورت سے سوال کہ اس کیفیت کا ملاو تمہارا رات کو کہاں اور دن میں کہاں سفر حضر میں کیسے کیسے ہوا تھا بھگوان تمہاری سب بنا رہے تمھیں مسافروں (جاتریوں) کی پوچھ کچھ اور دیور اور اگنی ہوتر کی گور گیتا نکروگے تو اور کون کریگا صفحہ ۲۶ و ۲۷ میں منو کی ادھیا ۹ کے ۵۹ — ۹
۶۲ — ۱۴۲ ویں شلوکونکو نقل فرماکر لکھا سوامی دیال جی نے ان کا ترجمہ یہ کیا ہے اولاد کے ہونے سسر وغیرہ سے اجازت لیکر کسی رشتہ دار یا دیور سے خاطر خواہ اولاد حاصل کرے

دیور جیٹھ وغیرہ والد کا حکم پاکر بدن میں گھی لگا چپ چاپ بیوہ سے ہم بستری کرے جب حمل
ٹھہر جاوے تب بڑا بھائی گرو کی مانند[۱] اور چھوٹے بھائی کی بی بی بیٹے کی بی بی کی مانند رہنے
لگیں یہ حکم اوسوقت ہے جبکہ والدہ وغیرہ کے حکم سے یہ کام کیا ہو اگر اپنی مرضی سے دونوں
ہمبستر ہوگئے ہوں تو جیسے چاہیئے ہیں درجہ اولیت سے گر جاتے ہیں یعنی دستے سے
پستے ہو جاتے ہیں جسطرح دوسری اولاد اندروے ورثہ مال دولت لیتی ہے اسی طرح وہ لڑکا
کہ عورت نے سسر وغیرہ کے حکم سے حاصل کیا ہے حصہ (اپنی ماں بیوہ کے شوہر متوفی کے
ترکہ سے) لیوے کیونکہ کھیت والے کا بیج ہے اور اوسکی پیدایش دھرم سے ہے الخ آنیہ
یا گوتم سمرتی کی پہلی ادھیائے ۸ ۱ دوسری کے ۹ ۲ ۱ ادہیا شلوک نقل و ذکر شدہ کو برتاؤ و احکام اسبابہ میں
ثابت کئے اور ایسی اولاد کو دھرم پورک (یعنی دھرم کی رو سے والی فرزند شلوک مذکورہ بالا سے ثابت
ہوتا بتلایا) رگوید منڈل ۱۰ سکت ۱ میں پرمیشور فرماتا ہے کہ جب مرد اولاد پیدا کرنے کے قابل نہ رہے
اوسوقت اپنی جورو سے کہدے کہ کسی دوسرے مرد سے اولاد حاصل کرلے جیسے پانڈو راجہ کی استری
کنتی مادری وغیرہ نے کی تھی۔ اور بیاس جی نے اپنے بھائی کی جورو کو بیٹے پیدا کئے تھے دیکھو اتہاس
پران جو اس باب میں بقول دیانند جی تحقیق ہیں دیکھو ستیارتھ پرکاش نیوگ کا بیان اور ستیارتھ پرکاش کے
صفحہ ۱۰۳ میں ہے۔ اگر خاوند مذہب کے واسطے پردیس گیا ہو تو آٹھ برس علم وغیرہ کے واسطے
گیا ہو تو چھ سال مال دولت کے لئے گیا ہو تو تین برس رستہ دیکھے زان بعد نیوگ کرکے اولاد حاصل کرے

حاشیہ ۱ افسوس جو دھرم اسطرح جیٹھ دیور بیوہ کی کوکھ ہری کرائے ہم بارہا دھرما قرار دیکر ... تعجب کرتا ہوں کہ ... آیا رہ گیا ہے مردوں سے اولاد حاصل کرنے کی اجازت دے اول دھرم کے دھرم کا ... ہو ... بیٹے کی مطلق
سے نکاح کرسکتے ۱۰۳ میں کرکے لئے اوس بھائی کا نام اگر منہ بولا بیٹا اور حقیقی بیٹا ہو ... اسکو گود لینے سے
بیٹی جلیبہ مقرر ہو ... اوسکا اور ایسی چھوٹے بھائی کی بیوہ کی کوکھ ہری کی حمل ٹھہرنے تک وہ بیٹے کی بیوی
کی مانند ہوگئی ۔ شریعت اسلام میں حرام ٹھہرائی ہے جیسا وحلائل ابنائکم الذین ... اور بیٹے
کی زوجہ سے ہمبستری کی اجازت دھرم شاستر نہیں دیتا ۔ مسیحی بیٹے کی زوجہ اور حکم رکھتی ہے اور بیٹے کی زوجہ کی مانند
چھوٹے بھائی کی بیوہ اور حکم رکھتی ہے بااجازت ... پس ستیارتھ ... حمل ٹھہرنے سے پہلے اور بلا اجازت بجز اپنی
مرضی سے دونوں ہمبستر ہوگئے ہوں توجیسے چاہیئے ... دھرم شاستر ... کہتا ہے ۱۲ منہ

جب خاوند آجائے تو نیوگ والے مردوں سے علیحدہ ہو جاوے اور یہی حکم دھرم شاستر کا ہے اور
اسی ستیارتھ کے صفحہ ۱۲۱ میں ہے حاملہ عورت سے ایک سال مجامعت نکرنے کے وقت عورت یا مرد سے
نرہا جائے تو کسی سے نیوگ کرکے اون کے لئے بیٹا حاصل کردے ۔

سوال خاوند بد مزاج تند خو ہو عورت کو ستانے سے باز نہ آئے اوسوقت کیا کرے جواب
ایسی حالت میں خاوند کو چھوڑ کر کسی دوسرے مرد سے اولاد حاصل کرے اور حصول اولاد کو اپنے خاوند کی
جائداد کا مالک اور حصہ دار بناوے لیکن طلاق لیکر کسی دوسرے سے نکاح نکرے کیونکہ طلاق بنا
اور نکاح ثانی برہمن اور ویش اور راجپوت کی قوموں کو دھرم شاستر میں نہیں لکھا - دیکھو ستیارتھ
صفحہ ۱۱۴ و ۱۲۰ انجام تو مانند منتر کے ذیل دیانندی سماج سے گیارہ مردوں سے ایک
عورت کا نیوگ کرنا اور گیارہ عورتوں سے ایک مرد کا نیوگ بھوگ دیکھو ماخذ اسکا رد تکذیب حصہ اول
کا صفحہ ۸ و ۹ ہے آریوں نے اس تہذیب کے زمانہ میں نیوگ بھوگ کے دھرم نیم و دستور سے
شرما کر دیانندی تراجم و تشریحات اور پنڈت اندرمن کی تحفۃ الاسلام کی عبارت عمل نیوگ در شریعت
ہنود جائز ہو اور واقعات تاریخی سے آنکھ موند یہ کہنا سیکھ لیا ہے کہ ہمارے یہاں نیوگ نہیں ہے
توریت میں ہی اس سے وہ اپنا بوجھ ادھر ادھر ٹالنا چاہتے ہیں مگر مضحکہ جب یاں سے زیادہ یہ
بندہ وقعت نہیں رکھتا اول تو اسلئے کہ عہد عتیق و عہد جدید کی کتابیں بوجہ تحریف کے ہمپر حجت نہیں
اور یہود و نصاریٰ کی طرف بھی یہ بات نہیں مرتا اس لئے کہ اس کے ابطال کے واسطے متی کی
انجیل کے ۲۲ باب کی آیت ۲۴ تا ۳۰ بس ہے خصوصاً آیت ۲۴ اے اُستاد موسیٰ نے
کہا ہے جب کوئی بے اولاد مر جاوے تو اوس کا بھائی اوسکی عورت کو بیاہ لے الخ ایسا فرمایا ہوا
بھلا کہیں نیوگ ہو سکتا ہے ہرگز نہیں یہ تو عقد ثانی ہوا نہ نیوگ بھوگ ہنود والی اسلئے کہ بیاہ لینے
کے معنی یہ ہوا نہ بے نکاح کیئے ہنود کی طرح اولاد حاصل کرنا کرانا ۔

گر زنا ہو جاوے کچھ چھپتا نہیں — حیض سے ہو جاوے اس لطفہ کا علم
پاک ہی گر ٹھہر جا زانی کا بیج — لطفہ و شوہر ہو گر اوس پر بہم

استری سب کچھ کرائے پاک ہے — پل دیا اگنی نے یہ کر پا کرم
دن ہیں گندھرب دیوتی میٹھے بولیاں — سوم نے سورن کرین پاکیزہ دھرم

حاشیہ ۲
بقول منو باب ۹ شلوک ۱۹ بدفعلی عورتوں کی جبلی عادت ہے یہ وید و ہمیں لکھا ہے۔ دیکھنے والا یوں کیسے خاموش ہو رہے کہ اگر نطفہ (زانی کا) ٹھہر گیا تو اوس کا خصم اوسکو پاک کرے اگر نہیں ٹھہرا تو عورت آپسے خود ہی پاک ہو جائیگا چنانچہ دھرم شاستر کی ادھیا ۹ کے ۲۰ پانچویں کے ۱۰۷ ودیا شلوک کو دیکھے جسکا ترجمہ لالہ سوامی دیال جی نے یہ کیا ہے۔ اپنی ماں کی زناکاری دیکھ کر کہنا چاہیے کہ میری ماں نے میرے باپ کے سوا دوسرے مرد میں رغبت کی اور یہ فعل بایا اب میری والدہ کے اس بیج روپ غیر مرد کے اس نطفہ کو میرا باپ پاک کرے جو چیزیں پاک کرنے کے قابل ہیں وہ مٹی اور پانی اور چلتے پانی چلنے سے پاک ہو جاتا ہے اور یہی یا گو کا سمرتی کے پہلے باب کے شلوک ۱۷ میں ہے کہ عورتوں کو سوم دیوتا نے پاکیزگی اور گندھرب دیوتا نے شیریں زبانی اور اگنی دیوتا نے سب طرح سے پاک ہونے کی طاقت دی ہے اسلئے عورتیں پاک ہوتی ہیں دیانند جی کو بتقلید سرسید دیوتوں کے وجود سے انکار ہے اور واقعی اس انکار سے بہت سے اون اعتراضوں سے گلوخلاصی ہو سکتی تھی جو ایکی وکالت میں ہو جاتی تھے تو آج روشنی کے زمانہ میں مثل سپید ذات پڑھے بغیر نہیں رہتے لہذا وہ ان تینوں سے اول دویم و سویم درجہ کے بھوگ دینے والا پرانی عورت کی کرکٹ ہی کہ جسکے دسے مراد لیتے ہیں سو کاش کہ یہ تاویل بجا اور انکو لغت سے موافق ہوتی تو کیسا دھرم کبھی نہ ہو اعتراض سے بچانے کے لئے جو کچھ بھی اونکی ہمدردی کی بات ہے مصلحین کی نظروں میں احسان مخفی ہے۔ مگر یہاں یہ تاویل زیادہ اور حرمت اور بھی کھو دیتی ہے لہذا بیجا ہے یہاں مذکور نہیں ہوتی اسلئے شیریں زبانی ایک جبلی وصف ہے اسکا حصول ایک شخص سے بیج لینے کے بعد دوسرے شخص سے بیج لینے پر موقوف نہیں۔ اور سوامی جی کی نرالی تاویل چاہتی ہے کہ غیر مرد سے بیج لیے والے کو دوسرے درجہ کا بھوگ دینے والا سے بیج لینے کا اثر سے کہ شیریں زبانی حاصل ہو اور پہلے سے ہو حالانکہ وہ ہوتی ہے پہلے سے ہی ہوتی ہے جیسا کہ تجربہ اور دیکھا جاتا ہے۔ بطور اختصار انتہاط مولانا مولوی محمد

اعزاز علی صاحب مدرس دیوبند دامت برکاتہم کی عبارت مندرجہ ارشد نمبر ۱ جلد ۲ سے قدرے آگے
نظر ناظرین ہے ۔ عرصہ ہوا کہ آریوں کی شورش پر سندھ کے مسلمانوں نے آریوں کا رد اور اسلامی
توحید کی اشاعت شروع کردی تھی جسکا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ ہندوؤں اور آریوں کی معقول تعداد اسلام
کی حلقہ بگوش ہوگئی اور جو حالت لائبی شعاعیں پھیلانے والے آفتاب کے سامنے تاریکی
کی ہوتی ہے وہی حالت اسلام کے مقابلہ میں آریہ مذہب کی واضح آنے لگی تھی اور آریوں نے
سمجھ لیا تھا کہ بذریعہ بحث و دلائل کے اس گئے گذرے زمانہ میں بھی اسلام یا مسلمانوں پر
فتح پانا ناممکن ہے لیکن مقتضائے طبیعت اپنی است کے موافق اس جماعت نے پھر تعدیتی قدم
بڑھانے شروع کر دیئے ہیں اور ہم کو قادر مطلق کی ذات سے امید ہے کہ پھر وہ جلد دیکھ لیں گے
کہ سچا مذہب ہمیشہ اپنے ساتھ حقانیت کی روشنی رکھتا ہے اور دودھ سے پانی کو الگ کر دیتا ہے
لاڑکانہ (سندھ) کے آریوں نے نیوگ پر پردہ ڈالنے کے لئے تین سوال مسلمانوں سے کئے ہیں جنکا
خلاصہ انہیں کے الفاظ میں یہ ہے (۱) اگر کسی شخص نے اپنی بی بی کو تین طلاقیں دیدیں
تو اگرچہ دونوں راضی ہوں مگر نکاح نہیں ہوسکتا ہے جب تک کہ شوہر اپنی عورت کو دوسرے
مرد کے ساتھ شادی کرکے صحبت کرنے کا حکم نہ دے کیا یہ نیوگ نہیں (۲) مرد مشرق میں ہو
اور عورت مغرب میں ہو ایسے شوہر کی عدم موجودگی میں پیدا شدہ اولاد اُسی شوہر کی ہے یہ
مسئلہ ناپاک ہے ورنہ کم از کم نیوگ سے زیادہ پاک نہیں (۳) پردیس گئے ہوئے شوہر کی عدم
موجودگی میں پیدا شدہ اولاد اُسی شوہر کی ہے کیا نیوگ اس سے بھی زیادہ ناپاک ہے (ان سوالوں کے
جواب کسیقدر تفصیل کے ساتھ ارقام فرماکر لکھا ہے اس مختصر مگر کچھ مفصل گذارش پر غور کرنے
تو معلوم ہوجائیگا کہ وہ حکم ہے جسنے انسان کی تمام خواہشوں اور اُس کے معاشرتی تعلقات کی
تمام ضرورتوں کو ایسے عمدہ طریقہ سے پورا کیا ہے کہ اگر ایک جانب نظام عالم قایم رہتا ہے تو دوسری
جانب زندگی نمونہ فروغ بننے سے بچتی ہے اور شرعی تمام اجازتیں اپنے اپنے مواقع پر استعمال
کی جاسکتی ہیں زوجین کے تعلقات بھی خوشگوار رہ سکتے ہیں ۔ لیکن جسطرح کہ مرض پر قانون

والے کو دنیا کی ہر چیز زرد دکھائی دیتی ہے اسی طرح آریہ سماج کو اسلام کے ہر مسئلہ میں نیوگ کے
پاک اور پوتر عجائبات کے جلوے دکھائی دینے لگتے ہیں اون کا احسان ہے کہ وہ تعلق نکاح کو
نیوگ کا ہم معنی نہیں کہہ دیتے اگر وہ ایسا بھی کہنے لگیں تو کون ہے جو اونکی زبان پکڑ سکے۔ یاد رکھو
کہ یہ صریح جھوٹ اور خالص بہتان ہے کہ اسلام نے یہ حکم دیا ہے کہ تین طلاقوں کے بعد خاوند اپنی
بی بی کو حکم دے کہ وہ دوسرے مرد سے نکاح کرکے مجامعت کرا دے اور پھر اوس کے بعد پہلے
خاوند سے نکاح کرے (ناقل کہتا ہے کیا ان تین سکھوں دھرماتماؤنکو یہ حکم اسلام کا دیا ہوا سپنے
میں دکھائی دیا ہے یا جاگتے کی چمک باوتی ہے۔ بھلا جس مسئلہ کی گرد تک اسلام کی ہوا تیوں کو نہ لگے
اوس کو اسلام کے جز ون ڈالنا ایسے دھرماتماؤں کا کام ہے تین طلاقوں کی عدت ثالثہ میں یا بعد
عدت طلاق دینے والے کو مطلقہ کا حاکم اسلام تو بتاتا نہیں بلکہ جہانتک میرا خیال ہے کوئی
موجودہ آسمانی دین بھی ابھی ان کو نہیں سناتا ہے۔ ہائے رے نیوگ جو گب نیوگ کو کہہ پھری
کرانے کے سنجوگ تیری پیچھے بھی رہو اپنے مت والوں سے کیا کیا متوالیاں کرا چھوڑے گا۔ حاکم نے
اپنی صحیح اور ترمذی نے ۔ روایت کیا ہے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
لعنت فرمائی حلالہ کرنے والے پر اور جسکی خاطر حلالہ کرے اوس پر اور حضرت علیؓ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے محلل اور محلل لہ کو لعنت فرمائی - روایت کیا اس حدیث کو
امام احمد نے اور نسائی کے سوا سب سنن والوں نے اور انکے سوا اور بہت سی محدثین اس باب میں
موجود تو بھلا اس میں آریہ وید ک دھرما کہیں چل سکتی ہے ۔ جب اس نیت اور یہ شرط لگانے والے پر
لعنت ہو بھی جی حالانکہ دوسرا خاوند مر جائے یا طلاق دے اور عدت گذر جائے تو جیسے
پہلے کا اس سے تعلق نہ رہا تھا ایسے ہی اس دوسرے کا اوس سے تعلق نہ ہوگا پھر بھی اسلام
دوسرے مرے ہوتے شوہر کی عدت وفات میں اور زندہ کی عدت طلاق میں نہ پہلے طلاق
دینے والے کو نکاح کرنیکی معتدہ سے اجازت دیتا ہے اور نہ اوسکی غیر کو عورت سے مجامعت
کا فائدہ اوٹھانے کی موجب اسلام نکاح کو ٹھہراتا ہے پاک مشروط کو نیوگ کی گندگی سے

تو اسلام کا نام ہی نفرت کرتا ہے تو اون کے پتا اور پتہر اور مقرر چھو بہو جنہ بیچا کے دھرم
چرچونکا اسلام مین کیا کام بیچارے آریہ بھی کیا کرین تہذیب کے زمانہ مین ایسے نطفون سے
پیدا شدہ اولاد کی ورن کھمن کو یہی ہی کہ اسلام بھی نیوگ کی نظارہ بال رہا ہے اونکو کیا خبر کہ اس
بہتان سے اوپر وَمَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ اور فَاجْلِدُوهُمَا اور مِائَةَ جَلْدَةٍ وغیرہ
آیات کی بجلیان ٹوٹ پڑینگی یہ وید نہین ہی جو انہیں انجیل سوجھگی اور رات سکہتی اور ینگ شریر پڑا سکتی
اہل گنتی کبھی آنہی گلی وغیرہ الفاظ شنا کنواریون جوان عورتون بچانون سانڈ گھوڑون وغیرہ کی منہ تھوتھ
چھوڑون کی دھام مچا دے جسکا بیان آئندہ آتا ہے تقریر ناقل تمام ہوئی) شرعی حکم ہرگز یہ نہیں ہے
کہ تین طلاقین دینے کے بعد پہلا خاوند دوسرے شخص سے نکاح کرا کر اپنی بی بی سے صحبت کرا دے
یا کرنیکا حکم دے بلکہ اس شرط سے نکاح کیا جائیگا تو وہ مکروہ تحریمی ہی اور ایسے نکاح پر شارع علیہ السلام
نے لعنت فرمائی ہی لیکن اگر تین طلاقون کے بعد ایسی صورت پیش آجائے کہ دوسرے خاوند کے پاس
بھی نہ رہ سکے تو (تیسری طلاق کی عدت گذر جانے کے بعد) اس مین کیا گناہ ہی کہ وہ اپنے پہلے خاوند سے
دوبارہ نکاح کرے - اسلام پر صریح تہمت ہی کہ اسمین یہ حکم موجود ہی کہ تین طلاقین دینے کے بعد
پہلا خاوند دوسرے شخص سے کہے کہ وہ اوسکی بی بی[۱] سے صحبت کرے (۲ و ۳) ان دونون اعتراضون
کی وجہ صرف ایک ہی ہے کہ جب عورت مرد مین مجامعت ہی نہیں ہوئی تو اولاد کیونکر ہوئی - اور اگر ہوئی
تو اوس کو حرامی کیون نہ کہا گیا - زوج اول کی کیون مالی گئی - کون نہیں جانتا کہ مجامعت اگرچہ فطرت
انسانی کے موافق ایک ایسی چیز ہے جسپر انسان بالطبع مجبور ہی تاہم وہ عقل وحیا وغیرہ کی اپنی رسیون
میں حکیم مطلق کی طرف سے جکڑ دیا گیا ہے کہ جسطرح جانور اس خواہش کو پورا کر لیتے ہیں اون سے
انسان بہت دور رہتا ہی بے حیا تو ان کا ذکر نہیں لیکن انسانی خصلتین رکھنے والے خوب جانتے
ہیں کہ باوجود اس طبعی تقاضی کے میان بی بی اپنی حاجت روائی کے چھپانے مین کوئی بند و بست اٹھا
نہیں رکھتے جسکی وجہ سے زوجین کے سوا دوسرون کو اس کا علم نہیں ہوتا - جب یہ بات

[۱] طلاق کے بعد نہ وہ اوسکا خاوند اور نہ وہ مطلقہ اوسکی بی بی - تنظر بر علاقہ سابقہ مجازاً اون کو
میان بی بی کہا جاتا ہے -

معلوم ہو چکی تو اب غور کرو کہ ان دونوں مذکورہ بالا صورتوں میں ایک طرف تو زوجین میں وہ سلسلہ قایم ہے جو زنا اور نکاح یا بالفاظ دیگر نیوگ اور نکاح میں زمین اور آسمان کا فرق پیدا کر دیتا ہے دوسری طرف یہ بات بھی قطع نظر کئے جانے کے قابل نہیں ہی کہ جس شخص کی بی بی نے بچہ جنا ہے وہ خود اس سے انکار نہیں کرتا کہ یہ اولاد میری ہے۔ حالانکہ اگر اسنے وطی نہیں کی اور اوسکے نزدیک یہ اولاد اوسکی نہیں ہی تو دیانتہً اوسپر واجب ہی کہ وہ اوس اولاد کا انکار کردے اگر وہ کہدے کہ یہ اولاد میری اولاد نہیں ہی تو اُسکے نسب کا بیشک انکار کر دیا جاتا ہے (بخلاف ویدک دھرم شاستری حکم کے نیوگی اولاد پورک دھرم کہلاتی اور اوربے لاگ خاوند کی کہلاتی اور اوس کے ترکہ کی وارث بنادیجاتی ہے) پھر کیسی بدفہمی ہے کہ اس جائز رشتہ کے موجود ہوتے اس خاوند نے اپنی بی بی سے جماع کر لیا ہو اور عام طور سے خاوند کے آنے جانے یا بی بی کے اس تک پہنچنے کی شہرت نہو سکی۔ پھر یہ خیال صرف احتمال ہی احتمال نہیں بلکہ خاوند کا سکوت اس کو اور بھی پختہ کر دیتا ہے (اور ایسی صورت میں کوئی عدالت کسی دین معتد بہ کی خواہ مخواہ خاوند کو اوس بچہ کے حرامی کہلوانے پر مجبور نہیں کرتی)

اگر کسی لالہ صاحب کے ساتھ ہم ایک بچہ دیکھتے ہیں اور اونکی زبان سے ہم یہ سنتے ہیں کہ یہ بچہ میرا ہے تو ہم کو یقین آجاتا ہے کہ یہ بچہ انہیں کا ہی نہ ہم یہ دریافت کرتے ہیں کہ آپکا تعلق اسکی ماں سے جائز تھا یا ناجائز نہ یہ پوچھتے ہیں کہ یہ نیوگ کے ذریعہ سے حاصل کیا گیا ہے یا کسی اور طریقہ سے تو جس خاوند کی نسبت اسلام پر اعتراض کیا جاتا ہے وہ بھی اپنے سکوت بلکہ تاکید کے بعد بھی نہ بولنے سے گویا بزبان قال زبان حال سے اقرار کرتے ہیں کہ ہم میاں بی بی جائز طور سے جمع ہو چکے ہیں اون کا یہ اقرار کیوں قابل قبول نہیں ہوتا۔ اگر ثبوت نسب کے لئے صرف زوجین کا زبانی اقرار یا زبان حال سے اظہار کافی نہیں تو پھر اسکو مانے بغیر چارہ نہوگا کہ جبتک جماعت کم از کم دو شخصوں کے سامنے نہ ہو نسب ثابت نہ ہوگا اگر یہی قاعدہ مسلم ہو جائے تو بیچارے مسلمان تو درکنار حیا سوز بات کو کبھو لا نقل کر نیگے

ہان جوگ کے متوالون کے لئے میان کچھ اور بیع ہو جاینگا انکے بھدر الی راجہ

رنڈی لشتی گر زنا سے جا مین رک — ڈنڈ دین وہ دونی خرچی کی رقم
حکم دیتے ہے منو کا شاستر — اور ہے یاگولک سمرتی میں یہ ستم

یاگولک سمرتی کے باب ۲ شلوک ۲۹۲ کا ترجمہ لالہ سوامی دیال جی نے یہ کیا ہے جو رنڈی
دام لیکر زنا سے انکار کرے اور بیمار نہو تو وہ چند اور جو پہلے ٹھہرا ہے اقرار کیا تھا (اور کچھ لیا تھا)
اور اب انکار کرتی ہے تو ایک چند دام واپس کرے (یعنی لئے ہوئے دو لنے کرکے پھیرے
اور نہ ٹھہرنے کی صورت میں صرف اقرار پر بعد میں انکار کرنے سے معمولی خرچی (اجرت) دے) اور یہی
حکم مرد کے واسطے ہے یعنی پہلے ٹھہرائے اوسکی معمولی خرچی دے اور ٹھہرانے کے
بعد زنا سے انکار کرے (بار رہے) تو دوگنی خرچی رنڈی کو دے انتہی ان دھرماتماؤں نے
کوئی بیوہار بازار پیشہ بند کرنا گوارا نہ کیا۔ زنا کا قصد کرنے والا اگر بخوف خدا بچا بھی چاہے
تو دونی خرچی کے ڈانڈ کا ڈنڈا اوسے زناکاری پر مجبور کرے گا ورنہ ڈانڈ بھرے گا
جب زناکاری کی گرم بازاری کی یہ حمایت ہے تو اب عفت و عصمت ننگ و ناموس کی
خیر کہاں اور زنا کی سزا ڈھونڈنا وید میں کیا کام

مرد عورت صاحبون کے ماجرا — ہیں جو عبرت و اتقا میں منتظم
جن کو سنکر سنگدل ہو نرم دل — ہو مہذب با حیا اور مستقیم
اوسکو پڑھکر دیکھ سمجھتا تر انگ — اوگ وید سے ہی پڑھو یہ ستہ جم
جار یا اور استری جیو بھوجنا — ہے بحر میں کہہ اہل گت رقم
بجھان جو روتے بولیں ہے دھنا — سانڈ ہو رہے زنے کریا کرم
کنواریوں سے بچا تو نکی جیو تر — کیا یہی تہذیب ہے ویدک دھرم

اُت سکھیا اوگو وید سے ہی سمجھ جار یا بر تن استری نام بھوجنہ یجر وید باب ۳ منتر ۲۱
قرآن مجید نے تشدد کے ساتھ زنا اغلام سود وحشت چوری قزاقی دیوثی وغیرہ بچایا ہے

اور مظالم کی قباحتوں اور دنیوی و اخروی سزاؤں کو اونکے مرتکبوں کی ادنی و اعلیٰ عقول پر کالبیان
کر دیا تھا جس سے عام مرد عورت غیر مذاہب کے بھی انوار اسلام سے کسی نہ کسی قدر بہرہ مند ہو کے
اور بہت سی اون خیالوں اور برتاؤ ونکو چھوڑ بیٹھے۔ جنکا تذکرہ بھی مذہب حق کی نظر میں کھٹکتا تھا
جنپر پہلے نہ کچھ شرم آتی تھی اور نہ کچھ اونکی قباحت دل کو گدگداتی تھی جیسے پہلے انگیا پہنے پیٹ
کھولے ترکاری بیچنا بے کھٹکے بات تھی تو اب ایسی حالت سے بیٹھنے میں شرم آنے لگی۔ سب
کرتیاں پہنکر بیٹھتی ہیں۔ کہانتکا دیری داتا اب تو بیچ لینے کے نام سے ننگ بھگ ہو جا کی کلام
سے چہر ناگے بے سترونکے درشن کرنا مہذب عورتیں اب بیحیائی جانتی ہیں۔ نہان اور اشنان
کے خلاف حیا ہوتا ہے بھی اب اصلاحیں ہو لے گئیں۔ پردہ اور پانی پر چھولداریاں اشنان
کے لئے بعض کو ملحوظ تیج کے لیئے ہیں انہیں قیاس سو ہوگی منترو ید بنا کر ننگی استری کو ٹھیلانا
اب آسان نہیں۔

یہ سب اسلامی تعلیم و تہذیب قرآنی کی برکت ہے۔ سیاسی احکام قتل۔ زنا چوری۔ قزاقی
وغیرہ کی ورثہ تو سزائیں۔ حدیں۔ درّے مارنے۔ سنگسار کرنے۔ ہاتھ کاٹنے۔۔ یا ہاتھ پاؤں
یا دونوں کاٹنے قصاص لینے کے احکام قرآنی احادیث میں جنکی مزید تشریح بھی بیان کی متکفل
کتب فقہیہ جنکو بطور نمونہ کتب مشاہیر میں دکھایا ہے۔ ان سیاسیات حدود و ہدایات کو دیکھو جیسے
وید بھگوان کا کالا کوڑا اٹھا اوسکو پھیر یا دکھانے کے لئے رو کھے جاتے ماتون کے پاپ
لگانے اور اس منتر کو زنا چوری قزاقی کی سزا کا بیان بتاؤ الا کہ زانی اور چور اور قزاق کو
چنین وچنان اُلٹا لٹکا کر مار ڈالو حالانکہ اس منتر میں اسکا سپنا بھی نہ تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو
وید کے پرمان بہ قربان ہو اور یا گو لکچی زنا کرانی استری کی خاطر داریاں ہیں وہ نور بہ پرساتے
جنکو ہم آپ کے ملاحظہ میں اوپر پیش کر چکے ہیں۔ قرآن مجید کے سیاسی احکام جرائم کی سزا
اور حدوں کے بیان تہذیب اخلاق کے فرمان اوز اکرے یہ دین جیکا نمونہ لیئے تیار ندی
تریا کے وہ ناسنکے داستان کو دھرم سنکوٹ سے نہیں دھو سکتا اور سلطنت سے مراد لی

باتونکی باغباڑی کو سر سبز نہین کرسکتا عرفی لغوی ہر طرح کے معنی کئے ہوتے سناتنی آریہ
سماج نہین سکتے - پنڈت جوالا پرشاد ہم بھاشیہ مین اس منتر کے معنی یہ لکھتے ہیں کہ یجمان گہوڑے
کہاتے کہ اسے اپنی طاقت سے حواسون کو قابو مین رکھنے والے تندرست گہوڑے یا انسان
تم رانوں سے اوپر پران کو دھارن کرو لنگ سٹر (یعنی مردی) کو پراکرتی (یعنی عورت) کے نسبت اپنی
داخل کرو لنگ شریر جیو کو زندگی اور بھوگ کا ذریعہ ہے - علاوہ ازین پنڈت بھی دہرم شری گوا اسی طرح
چہاپی سنسکرت کے موافق اپنی تفسیر وید دیپ مین منتر مذکور کے معنی یہ کہتے ہین کہ یجمان گہوڑے
سے کہتا ہے کہ اے طاقتور سانڈ تو میری عورت سے جماع کر تیرا جسم (یعنی فلان) عورتوں کے لئے
روح کی غذا ہے - انتہے حکایت ایک پادری بوہلے شہ سے کہنے لگے قران ظاہری احکام
وانتظام کے بیان کرنے میں بیشک بینظیر اور تہذیب کا سبق سکہانے والا ہے - مگر روحانی تقاضون
کے پورا کرانے میں کمی کر جاتا ہے سنکر کمال تعجب ہوا کہ یا اللہ وہ کونسا تقاضا روحانی تقاضا ہے
جسکے بیان میں قرآن کریم نے کمی کردی - جب اس منتر کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ روحانی تقاضا
یہ تھا جسکو یجمان نے اپنی استری پر سانڈ گہوڑا ڈلوا کر پورا کیا استری نام جیو جنہ تب کیلئے ہوتے
عورت اور اوسکے جیو کے بہوجن معلوم کے مخبر تھے وہ دیا نند جی کو چہپانے سالا لینے پڑتے - صاحب
شاکر رضا بقضا مین کامل فرمانبردار اہل اللہ کے ماجرا بیان کرنا جن کو سنکر گمراہ سنبہل جاتے
اور کیا استقامت پاتے - یہ تو آسمانی کتاب ہونے کے منافی ہو تاکر سمجہاتے اور اس جیو
کے چرچے سنکین آجنگیں وید کی ست دہرم ٹھہریا کہین اسکا نام ہے اس دہاندلی
اور اندھیر کیا -

منتر مندرجہ صفحہ ۴۲ کے الفاظ ارتہانے میں دیانندجی کا آگا جرد مین کہلیان علا وصل مطلب
چہپا جاتا اور بھیرار سکا اگہڑ جاتا بطور نمونہ ملاحظہ ہو - بازسنے روبرو جیسے چڑیان ویسے ہی
سکے روبرو رعیت - یعنی یہان رعایا کا نام (دستکشی) آہل گئی جہان ایک راجا ہوتا ہے
وہان رعایا غارت ہوجاتی تہی - کیسے نہا رعایا کا نام گیہا اور راج کا نام لیا ہے وہی گلگت

ایک راجہ کے راج سے بیزاری شکنتکا کچھ وغیرہ مختلف الفاظ جو ہاتھ آئے سب کو توڑ مروڑ کے بھلا لنکا رعایا (پرجا یا سار) لٹی کھسٹی راج راجہ (بازحضلت) برخیوپ راجہ شاہ ہند تو کی اطاعت پر لگا من بسارا کے ظاہر کر دیا بھلا یہاں یہ بناوٹ کیسے پاؤں چل سکتی ہے جبکہ اگلے مفسران وید امر واقعی کا اظہار بغیر گھونٹو کا سما چار اکھاڑ چکے تو دیکھو آہنتی گلی وغیرہ الفاظ لنگ شریر کو تین گنون والی پرا شکتی میں داخل کرنے اور گوری تہمی سب کو دھارن کرنیوالی پرشکتی کے اوس لنگ شریر کو نگل جانیکی کیسے ملیا میٹ ہوکر شکنتلا اڑ گئی کچھ رعایا سار لٹی کھسٹی غارت بچا گئی جبکہ برہم بھاش میں اس منتر کے معنی یہ لکھے ہیں کہ یہ بہا اٹکا تا ہوا کشنا دیویوں کے ساتھ سوا دکرتا ہے کہ جو ایسا پرکرتی ہے شکتی سے یعنی تیج ہونیکے سبب (پس) لنگ شریر کو (یعنی اوس جسم شرمگاہ کو جسکا عضو تناسل اور مردی کہتے ہیں) کچھ تین گنون والی پرا شکتی یعنی عورت کی شرمگاہ میں (آہنتی) داخل کرتا ہے (گلی) گوری تہمی سب کو دھارن کرنے والی پرشکتی اوس لنگ شریر یعنی مرد کے آلہ تناسل کو نگل جاتی ہے اگلے منتر میں اس کا جواب ہی ٹاقل کہتا ہے ایسی ایسی ویدک تعلیموں سے اپنی چالتی کے اوس زمانہ میں کہ کسی کے اعتراض ور تنبیہ کا کچھ تھا نہ نیوگ جھوک سے پرشون اور استریون کامن پرچار نا ہو جائے تو اوس لطف نہانی یا کچھ ملاح تبار نڈی بیٹیہ کے جلانیمیں چھوڑنے پر دولی خرچی دلا نیکے دکھاو بچا نہ تھی چھوڑکر کنواریوں سے کرنے کرانے میں وہ ونہ جیار کا اتفاق سا چار کچھ تو تم سن چکے اور کچھ آنے ہیں بھلا آج اوس عالمگیر سمندر کی ہمیشہ کا ترسیم اور تبدیل کی اصلاح کہاں ہو سکتی ہے — تقریر ناقل تمام ہوئی۔

---

۱۵۰ تورا انتہی یہ ایسا لفظ ہے جو بہت ہی تھوڑے تفاوت سے ہمارے [illegible] اور [illegible] کی مروج زبان میں بھی انہیں معنی میں مستعمل ہے یعنی آنڈھنے میں — جو چیز چپکتی ہوئی کسی چیز میں داخل ہو تو اوسکو اندھنا اور اوس دخل کرنیکو آندھ ہونا اندھانا کہتے ہیں — کنارے دریا کے جو کنارا ٹوٹ کے بہہ جاتی ہے اور اوسمیں اندھیت ہو جاتی ہے وہ بھی انہیں معنی کی رعایت پر اونچی بولی جاتی ہے اسی لفظ کو [illegible]

پنڈت بھی دھرمے وید و یپ مین اس منتر کو یون روشن کیا ہے کہ یگ کے مکانون
مین یگ کرانیوالے برہمن پنڈت کنواری لڑکیون اور جوان عورتون کو اونکی شرمگاہ کی طرف
اشارہ کرکے یون جیوڈ کرتے ہین کہ عورتین جسوقت جلدی جلدی چلتی ہین تو اونکی شرمگاہ سے
ہل ہلا آواز نکلتی ہے ۔ اور مرد و عورت جب ایک جگہہ جمع ہوتے ہین اوسوقت بھی یہی آواز
نکلتی ہے ۔ یعنی پھی دونون طرف سے نکلتی ہے ۔ اگلے منتر مین کنواری لڑکیان ہنسکر یگ کو ہنسکر
جواب دیتی ہین کہ تیرے عضو تناسل کا سر تیرے منہ کی مانند نظر آتا ہے ست منتیون کے
سامنے سماچار مین دیکھے جانے کی کیفیت کے اظہار اور وہ بھی وید بھگوان کے بیان سے
جسے آج آریون نے خاک پر پھینکا رکھا ہے ۔ ماتا جاتے پاج اگرہم ورنشی رو ہتہ ہر
ترائیتا بھی سنت منجم سمیت یہ یجروید کے باب ۳ کا چوبیسوان منتر ہے ۔ دیانند جی
نے اس منتر کی اونکی معنی کری ہے یون کل بھاشائی ہے زمین کو عالم سورج کو باپ شور
کو باپ کی مانند [illegible] آگے وہی شکایت کہ راجہ کو مت مانو مجلس سمیت سماج کے زیر حکم
ہو حالانکہ برہم جگا شیہ مین اس منتر کے معنی یہ بتلاتے ہین کہ برہما اپنی بیٹی سے کہتا ہے کہ
تیری ما اور تیرا باپ مہانارائن درخت کے اگلے سرے یا نیون پر چڑھتے ہین اوسوقت
تیرے باپ کو اتنی بات کہتے کہتے انزال ہوگیا کہ مین تیرے بھوگ سے خوش ہون یہی ہر
کی وید و بیپ مین ہی بچان کی عورت سے برہما کا سنکر یہ کہنا کہ تیری پیدائش تیرے ماں
باپ کے جماع سے ہوئی ہے اوس کا اوسکو سنکر جواب دینا کہ تیری پیدائش بھی تو اسیطرح
ہوئی ہے ۔ یہ خلاصہ ہے رد تکذیب حصہ اول کے صفحہ ۱۶ تا ۴۸ کی عبارت کا بمنتر وید کے
بعبارت سنسکرت و عبارت وید دیپ وغیرہ وہین درج ہین ۔ وید کا زمانہ بھی عجیب بھولا
زمانہ تھا شرمناک باتون کے کیسے کھلے کھلے چرچے اور کن دھرماتما وک مین مزے لے کر
ہوا کرتے تھے جو آج تہذیب کے زمانہ مین الفرت کی نگاہ سے دیکھے
جاتے ہین ۔

ہند میں جب سے رکھا جانا بسنت
ناچ کے سنگ تھپ بتائے کیلئے
مانگ مالا کے لئے رگو یہ ہے
تال وسُر کی دہوم ہے ہولی بسنت
ہولی کا بھڑوا بنے کیا بھاگ ہے
سکا پڑی کتھک برہمن مگر بھاٹ
ناچ ہولی پاترین ... را نا بتی
جب ستہ بھون کی ہوا ایسی سا تنات

صفدروں پر ناچ با جا دہم دہم
سر جنوں میں تال سُر سب ہیں ستم
ناچتے گاتے کا تیلا دے کرم
چیٹ کیے ہیں ولوے الین ہم
گدگدی اس بھال ہیں سلجے جم
باندھ گھنگرو ناچتے ہیں چھم چھم
بنگیں کچھ تو حیا کرے قلم
پھر کہیں کس کام کو ہم کو کرم

اچھی صورت اچھی ... نعمت خدا ہی ہے۔ مگر ان کو فتنہ کا تخم بنا ڈالنا انسانی ناشکری کا نشان اور نعمت کا کفران ہے۔ اگر کوئی عاشق الہی حالت از خود رفتگی میں اوسکی حمد کے ترانے گائے اور خوف فتنہ کا نہو تو ہمکو ایسا اعتراض نہیں ہاں بھگوانوں کی ستی جیوڑ کنواریوں سے من کی بھانا بجانے میں انگلی چلانا چلاکر اور پھر ان کنواریوں کا کہوان کہ اے بھگوان تیرے دھیان کا سنہرے منہ کی مانند ہے اور لنگ شریر کو پراگنی کے نکل جانے کے گیت دیدیے اور یہ کہ میں تیرے بیوک سے خوش ہوں جیسے کہتے انزال ہو جانے کا بیان جب یہ تال سُر سے صحیح بجا کر گاتے جاتے تو ایسے بھگوان کے بھگتو تمھیں بھگوان لگتی کہو یہ فتنہ انگیزی میں کچھ کسر رکھی ہے۔ ناجرہ کی رضا مقتضا اللہ نام پر بیٹا قربان کرنے میں اسماعیل و ابراہیم علیہم السلام کے فلما اسلما وتلہ للجبین اور اسکی مثل دوسرے عبرتناک قصص قرآنی تو قرآنی شان کے خلاف تباہے جاتے اور اوپر دھرے ہوئے دہرم پترجے دیدے کے تاکہ نقیا قفر کیا ہی نواز کی جانے اور شرم و حیا و عصمت اور ویدکی ساعر میں کچھ فرق نہ اُٹے اس کو۔ ناظرین با انصاف کے فیصلہ پر چھوڑتے ہیں۔

چونکہ دھرم پتکوں نے اس باب میں بڑی ڈھیل دے رکھی ہے تال سُر باجے ضیا ناچ ٹھہرتا

سے ہولی اور بسنت وغیرہ کی دھوم دھام میں وہ کونسا بھگوان کا بھگت ہے جسکے آنکھ کان اس سے آشنا نہیں۔ وید کی شرحیات تال سُر تلانے کی اُستاذ ساز باجا بجوانے کی دمساز وید کو اس کے اس غرضِ منصبی نے حدود و تعزیرات جرائم و امور سیاسی اور تہذیب اخلاق وغیرہ ضروریات میں کے بتلانے کی فرصت نہیں دی۔ آریوں نے ہمارے زمانہ کے اس ویدک تعلیم کے ضرر کا اغماض کر کے بجائے اسکے اسلامی تہذیب سے کام لیا ہے وہ اس ہولی اور بسنت اور اطوار مذکورہ سے اپنے آپ کو بہت ہی بچاتے ہیں۔ مگر دیانند جی نے وید کی آواز کو اصلاح پذیر نہ پا کر یوں بالا ختیار عقدِ پرکاش کے تیسرے سمولاس میں بیان دیا کہ سُر راگ راگنی تال گرام ساز بجانا ناچنا گیت گانا وغیرہ قرار واقعی سیکھنا چاہئے۔ صفحہ ۱۳۵ ستیارتھ پرکاش ہے اوپر کے واقعات آمنگیں جنکی انہیں کر موسلینے سدھ ہونگی۔ اور کاپڑی اور کتھک [۵] اور راگ اور بھاٹ قوموں کا تو پیشہ ہی ہی ہے اور سیکے پیشہ اور کرم کو وید چھڑاتا نہیں اگر چھڑاتا تو پاگولک جی پاگولک سمرتی میں ٹھہر کر زنا سے روکنے میں دونی خرچی کے ڈانڈ ولانیکا پرمان نہ دیتے۔ ویدک دھرم کے نیم دھرم کرم کے دھرم چرب جنتے دیکھ سنے۔ آئیے اب ہم آپ کو اسلام کے وہ احسانات دکھلائیں جنہوں نے حیا کا سبق پڑھا دیا اس سے زیادہ اور کیا کہوں انسان بنا دیا بہیمیت کے ندے ہو ونکو گلے لگا لیا كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ الآیہ ہماری حالت تھی کہ تم نار جہنم کے گڈھے کے کنارہ پر تھے اوس تعالےٰ شانہ کا یہ کرم ہے بدکاموں سے بچا لیا زناکاری اور اغلام فحش اور بیحیائی گہورا گھاری مقدمات زناؤں وکنار وغیرہ تک سے بچانے کے انتظام انسداد کی قباحتوں کے بیان اور سزاؤں کے احکام قدرے سن ہی لیجیے عن ابن عامر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِیَّاکُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَآءِ فَقَالَ رَجُلٌ اَرَاَیْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ مَوْتٌ متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۲۶۸ **ترجمہ** عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے

---

[۵] قولہ کتھک۔ سنا گیا ہے کہ دیانند جی بھی اسی قوم کے ایک لیڈر ہیں ۱۲

کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچاؤ تم آپ کو عورتوں کے پاس داخل ہونے سے پس عرض کیا ایک مرد نے کیا ارشاد ہے دیور کے بارہ میں فرمایا دیور موت ہے روایت کیا اس حدیث کو بخاری ومسلم نے یعنی دیور سے پردہ اور بچاؤ نہ کرنا عورت کی موت اور خاوند کی خرابی ہے۔ مقابل اس کے بد عقیدوں کا یہ بات دیور سے بیاہ کی کوکھ ہری کرانے ستو پیر فرزند چلنے جانے کا ناکرنے کرانے کا دیکھکر اس اسلامی احسان کے شکریہ میں سر سجدہ ہو جائے

فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثَلٰثَةٌ قَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَالْعَاقُّ وَالدَّيُّوثُ الَّذِيْ يُقِرُّ فِيْ اَهْلِهِ الْخَبَثَ رواہ احمد والنسائی یعنی تین شخص پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کی ہے ایک تو ہمیشہ شراب پینے والا۔ دوسرا نافرمان ماں باپ کا تیسرا دیوث جو روا رکھے اپنے اہل میں ناپاکی کو۔ روایت کیا اس حدیث کو امام احمد اور نسائی نے۔ کہا طیبی نے دیوث وہ ہے جو دیکھے اپنے اہل میں بری چیز اور نہ غیرت نہ کرے اور نہ منع کرے اونکو انتہی پس جو زناکاری اور چھپی بازی کو اپنے گھر والے میں روا رکھے اوس کا دیوث ہونا تو ظاہر ہے اور جو اپنے گھر والوں کے لئے بے پردگی اور اجنبی مرد کے ساتھ تنہائی میں بیٹھکر بات چیت کرنے کو روا رکھے وہ بھی دیوث ہے (تحفۃ الزوجین ملخصاً وملتقطاً صفحہ ۱۵ و ۲۲) فتنہ کی زمین اور زمانہ میں بقدر امکان سے پردہ کرنا واجب ہے وعلیہ الفتوی فی زماننا۔ بخاری ومسلم میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آنکھوں کا زنا نظر کرنا ہے اور کانوں کا زنا باتیں سننا اور ہاتھوں کا زنا چھونا اور پاؤں کا زنا چلنا ہے (طرف اوس عورت اجنبیہ کے جو اوس پر حرام ہے شہوت کی نظر سے) ہدایہ اور عینی میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص نظر کرے کسی عورت کی خوبصورتی کی طرف شہوت سے ڈالا جائیگا اوس کی آنکھوں میں سیسا قیامت کے دن اور بھی ہدایہ میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا جو شخص چھوئے ہتیلی کسی عورت کی کہ اوسپر حلال نہیں ہے رکھے جائینگے اوسکی ہتیلی پر انگارے
قیامت کے دن ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لعنت ہو جو خدا کی اوسپر جو کسیکا ستر دیکھے اور اوسپر جسکا ستر دیکھا جاوے
(صمصام الفردوس ملخصا) صلعم اسلامی حکم ارشاد تو یہی ہے۔ مگر وید بھگوان یجمان کا فلان
نظر آتا کنواریوں جوانوں کو ننگا کرنا اون ستر دیکھنے والیوں پر لعنت کرتاہے نہ یجمان ستر
دکہانے والے سخت بیحیائی کی کنواریوں جوانوں سے ہنسی چھوڑ کرنے والے پر اور جب
نہ تاکرانیوالیکو زنا کرے کرائے بھی اگنی دیوتا کی ویاکرپا سے خود پاک اور زانی کا نطفہ ٹھیر جاوے
تو خاوند کا نطفہ اوس نطفہ پر پڑ جانے سے دہرم شاستر پاک بتلاتاہے تو نہ اب پردہ اور
بچاؤ کی ضرورت اور نہ دیوتی سے کچہ مضرت وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا
وَمَا بَطَنَ ۚ سورہ انعام فحش اور بیحیائی کے پاس نہ جاؤ کہلی ہو یا چھپی قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ
يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ
أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ (نور) کہدے ایمان والے مردوں سے
اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور شرمگاہوں کو محفوظ رکہیں۔ اور کہدے ایمان والی عورتوں سے
وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور شرمگاہوں کو محفوظ رکہیں اور غیر محرم پر اپنے بناؤ سنگھار کا
اظہار نہ کریں وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ (النساء) مت نکاح میں لاؤ چھپے یار بنانیوالیاں
فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ (النساء)
پس اگر کریں بدکاری تو باندی پر نصف سزا ہے اوسکی جو آزاد عورت پر ہے الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي
فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ
اللَّهِ جسکا ابھی نکاح نہیں ہوا مرد ہو یا عورت اگر زنا کریں تو مارو ہر ایک کو سو کوڑے اور اوسپر
رحم اور شفقت کوئی نہ کرے خدائی قانون میں الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا
الْبَتَّةَ نَكَالًا مِنَ اللَّهِ بیاہا مرد اور بیاہی عورت اگر زنا کریں تو اونکو پتھر مارے

مارتے مار ڈالو اللہ کی طرف سے یہ عذاب مقرر ہے وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى (احزاب) اے بی بیو قرار سے رہو اپنے گھروں میں اور نہ سنگھار کرو پہلے زمانہ کی بیدین عورتوں کی طرح قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ط کہدیجئے اپنی بی بیوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہ لٹکا لیں اپنے سر و منہ پر چادریں - یعنی اگر نا ہیں وغیرہ سے ملنے جائیں تو سر سے پاؤں تک کی چادر اوڑھ کر جائیں اور گھروں میں رہیں تو وحشی عورتوں کی طرح نہیں بلکہ کرتہ پہن کر کرتہ پر اوڑھنی اوڑھے رہیں وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ اور اپنی چادر کے ساتھ گھونگھا ماریں - ہر ایک عورت نامحرموں سے پردہ کرے - جیٹھ دیور وغیرہ رشتہ داروں سے گھونگٹ نکالے اون کے پاس اکیلے مکان میں نہ رہے - لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثُهُمَا الشَّيْطَانُ رواہ الترمذی یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہرگز ہرگز تنہائی میں نہ بیٹھے کوئی مرد ساتھ کسی (ایسی) عورت کے پاس جسکے پاس تنہائی میں بیٹھنا درست نہیں) اس لئے کہ ایسی حالت میں تیسرا اُن دو میں شیطان (آملیگا) روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے اندھے تک سے پردہ کا حکم حدیث ام سلمہ رضی اللہ تعالے عنہا میں وارد ہے دیکھو مشکوۃ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی صفحہ ۲۶۱ حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا دستور نامحرم میت تک سے پردہ کرنے میں مشکوۃ کے باب زیارۃ القبور میں یوں بیان ہوا ہے كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتِيَ الَّذِي دُفِنَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي وَاضِعٌ ثَوْبِي وَأَقُولُ إِنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَأَبِي فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللّٰهِ مَا دَخَلْتُهُ إِلَّا وَأَنَا مَشْدُودَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِي حَيَاءً مِنْ عُمَرَ ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں میں آتی جاتی تھی اُس گھر میں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اور میرے باپ دفن تھے کھلے منہ اس خیال سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم میرے شوہر ہیں اور حضرت ابوبکر میرے

باب میں پھر جب حضرت عمر دفن ہوئے تو قسم خدا کی میں بغیر خوب کپڑا اوڑھے لپیٹے کی نہیں
داخل ہوتی شرم سے حضرت عمر کی ترجمہ تمام ہوا آفرین ہے اُن عفیفہ صالحہ بی بی پر
جو اس دستور شرعی پر چلتی اور بیبیاں عورتوں کی حیا سوز فضیلتوں سے بچتی ہیں ہماری
دیکھی کتاب اللہ اور حدیثوں میں اجنبی کی قبر تک سے پردہ کی ہدایت دیولی بھیا کی اجنبی
مرد کے اجنبی عورت کے پاس تنہائی میں بیٹھنے کی ممانعت مخالفت اور جنت میں داخل
ہونے سے محروم رہجانے کی وعید اور زنا چوری قزاقی وغیرہ مظالم اور بیجا ہتوں کی وہ شرعی
سزائیں سنگسار کرنے اور ہاتھ پاؤں کاٹنے دُرّے مارنے قتل کرنے وغیرہ کے
عذابوں سے جنکی طرف سوائے چوری قزاقی کی سزا ہی کے ہمارے برادران وطن کی دھرم
پستکوں نے دھیل دے رکھی ہے جسکا مسودہ اوپر دکھا چکا ہوں جوان عورتوں کنواریوں سے
مذہبی سفید اوتی بچیاؤں کی آنکھ شرمگاہوں کی طرف انگلی اٹھا اٹھا کر ہنسی چھوڑ اور اُن سے بیجا
جوانوں کنواریوں کی بے تحفہ توڑ جوابا جوابی کہ تیرے فلاں کا سر تیرے ... کی مانند کہا کی
دے رکھے ہے اور بیجانی کو سانڈ ہونے سے وحشیانہ بیان دین سیکھان اور ہماری ابتک کو یہ
کہنے سکھنے انزال ہو جانے کا بیان کہ میں تیرے بھوگ سے خوش ہوں اور بیجا تجیا کی وہ باتیں
اور اوس کا ویسا ہی جواب پانا ہمیشہ ہے اور وہ پھگوان کا ایسے بیانوں سے دونوں طرف
دل خوش کرنا اور استریوں کے لئے خاوند اور دیوروں پر ہدایت ہو کہ جہاں پہنچی کرپا کہنے کا
پرمان دینا اور عورت کا زنا کرانے سے ناپاک ہونا اور خون حیض کا آنے سے خود پاک
ہو جانا اور زانی کا نطفہ ٹھہر جاوے تو خاوند کا نطفہ ادہیر ٹھہر کر پاک ہو جانا گویا ٹھہرنے کا
کی سی قبولی کی ہدایت آسانی کے بیان کسیکا سا ہو بار بند کرنا حتّٰی کہ رنڈی سادہ سے
ہو جانے پر رہنا سے ترک جانے یا بستی تو دوبی خرچی وانڈ طوبی لینا ... نیوگ سے بھوگ کی
یہ شان کہ بیوہ بی بی کو کھیتی کرنے کے لئے گیارہ تخصیلوں کو اجازت اور ایک مرد کا گیارہ
استریوں کو بااولاد کرنا روا تھا خاوند وغیرہ کی موجودگی بحالت سافری کی ناموجودگی میں

اوسکی عورت کو غیر مرد سے بیچ لینے کی اجازت وغیرہ اسی قسم کے احکام وہرم پستکون
کے برمان ثواب بہرہ کرنے زنا و معذبات نا سے بچنے دیانتی ہے سفر پانے کی کون ضرورت
اسلامی احکام کھلے ہوئے سوتی و مروارید ہین جو اپنی رفعت شان اور بیش بہا ہین کسیکی
تعریف کے محتاج نہین مخالفون تک نے خواب و غفلت سے چونک کر اپنی حیاء ملفت سے
پاسبان فلاح او بہبود کا سامان جانچ پڑتال تجربہ کے بعد مانگ جہولیون مین بھر لیا ہے
ایک زمانہ وہ کہ پانسا ستر برپا کا وہ تھا کہ اوسکے دشمنون چوچلون چہوڑرون کی دنیا خدا
مین ہنسی کی کھاشا ہوتی تھی۔ یا آج قرآنی روشنی کے زمانہ مین اوسکے جوگون کا نام
لشکر سنہ دو دہرم تحریک اور استریان لاجون مرمر جاتی ہین کرنیکا تو ذکر ہی کیا ہے آج
ایکہم اجیس سو بھی منصرویہ ستار کوئی بیچ دیا پرانی استری بر ہاتھ تو دکھ لے لنگ
اور جلدی کی بوجیا کا نام سننے سے شرم آتی ہے مہذب ہندو دوالی کے جوسے اور ہولی
کی دہول اڑانی کیچڑ کی جھینک مارنے بیزار آئندہ وہرم پستکون سے آئیگا اور آپکا کھاتا
اسے کہ موت پیدا ہوتی مرتی جیتی ہے مشیت ایزدی کو اس مین کچھ دخل نہین یہ اعتقاد
عموماً عوام ہندو نے چہوڑ دیا ہے سب یہی مانتے ہین کہ خلق اللہ اسی کی پیدا کی ہوئی ہے
وہ جو چاہے کرے اور جتنا اوسکو ہم اوپر بیان کر آئے ان مین انقلاب یہ سب قرآنی تعلیم کی برکت ہے
اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو خبر دی ہے وہ وقوع مین آکر رہے گی زمین و
آسمان ٹلجاین مگر اوس کا ٹلنا محال مشکوٰۃ کی کتاب الایمان کی فصل ثانی مین ہے
وعن المقداد انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول لا یبقی
علی ظہر الارض بیت مدر ولا وبر الا ادخلہ اللہ کلمۃ الاسلام بعز عزیز و
ذل ذلیل اما یعزہم اللہ فیجعلہم من اہلہا او یذلہم فیدینون لہا فیکون الدین
کلہ للہ رواہ احمد۔ یعنی حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے
کہ انھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ نہ باقی رہیگا

پشت زمین پر کوئی گھر ڈھیلے کا اور نہ اونٹ کی اون کا مگر کہ داخل کریگا اللہ اوس مین کلمہ اسلام کا ساتھ عزت عزیز کے اور ذلت ذلیل کے یا عزت دیگا اونکو اللہ تو کریگا اونکو اہل اوسی کلمہ اسلام کا یا ذلیل کرے گا اونکو تو طریقہ پر تینگے وہ کلمہ اسلام کا (مقداد کہتے ہین) عرض کیا مینے تو ہو جائیگا دین سب کا سب واسطے اللہ کے روایت کیا اس حدیث کو امام احمد نے مخبر صادق صلی اللہ تعالے علیہ وعلی آلہ وسلم کی اس پیشین گوئی کا صدق واقعات اہل ادیان دنیا سے عیان ہے۔ عملی اور اعتقادی اصلاحین ہنود یہود نصارے وغیرہم مین موافق اسلام کے بزبردست مصداق ہین اس خبر کے بیوہ بے نکاحی بیٹھائے کنواریان تن بنانے کنواریون کو دیوتون کی بیاہتا ٹھہرانے ایک مرد کو ایک زوجہ کے سوا دوسری زوجہ کے حرام ٹھہرانے مین امور فطریہ کی مخالفت توریت شریف کی مخالفت گذاریان ہزارون فالتو بیچ رہنے کی مصیبت بہی کیا اور بہت سے امور عملی و اعتقادی مین عفت و عصمت حیا و غیرت کی گلے کی پہانسی کے پہندے جب تک نہ کہلے جب تک نہ کہلے جب تک اسلامی احکام عملی و اعتقادی مین اصلاح و تہذیب اسلامی کو باوجود نہ ماننے اسلام کے چارہ ناچار چارہ کار نہ بنایا۔ گھر مین خیر و صلاح سے نجہی قدم رکہا ہے جب امور مذکورہ بالا اور بہت سے خیالون چال چلن برتاو مین اسلام کے آگے گردن جہکوالی ہے۔ ہماری گورنمنٹ کی نیک نیتی کا پتہ اس سے چلتا ہے کہ یورپ خصوصًا انگلستان مین جسکا جی چاہے اسلام لائے کوئی قانونی ممانعت نہین ہین۔ امریکا مین اسلام کا قدم بڑہایا اور برہما مین یہ ہوا ایک جہلک بعز عزیز و ذل ذلیل بلفظ حدیث کے مفاد کے انوار کی اخبار اہل حدیث جلد ۱۵ نمبر ۲۵ امرتسر مورخہ ۱۴۔ رجب ۱۳۳۶ھ ۲۶۔ اپریل ۱۹۱۸ء کے صفحہ ۴ مین ہے اڈیٹر مسافر برہما مین اشاعت دھرم کے لئے تشریف لے گئے ہین۔ وہان کے حالات اخبار مسافر مین لکھے ہین جن مین سے ایک مضمون اس قابل ہے کہ ہم بھی اپنے ناظرین تک پہنچا ہین۔ خدا کی شان وہ

مسافر جو ہمیشہ لکھا کرتا تھا کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے آج وہی برہما میں اشاعت
اسلام کا ذریعہ اپنے سابقہ خیالات کے برخلاف لکھتا ہے ناظرین بغور پڑھیں (اہلحدیث)
برہمیون کی حیثیت ایک جاتی تباہی عرصہ دراز سے شروع ہو گئی ہے اور آریہ پرستش
یہ بات افسوس کے ساتھ سنینگے کہ آجکل دنیا کی یہ بزرگ جاتی بحالت غفلت موت کی
طرف بڑی تیزی کے ساتھ قدم بڑھاتے چلی جا رہی ہے جسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ بیری آرسے
مین اگر یہی حالت بدستور قایم رہی تو تقریبا سو سال کے اندر ہی اندر سارا برہم دیش
عیسائی اور مسلمان ہو جائیگا۔ اور تیاگ مورتی گوتم بدھ کی بنائی ہوئی یہ جاتی سدیو کے
لئے صفحہ ہستی سے مٹ جائیگی۔ برہم دیش مذہبی نقطہ خیال سے بھارت کے ہندوؤں کے
لئے پنجاب کے سرحدی علاقہ اور بلوچستان کی مانند ہو جائیگا (الی قولہ) عموماً یہاں ہر مسلمان
پہنچکر ایک ایک دو دو یا تین تین برہمی لڑکیون سے حسب خواہش شادی کر لیتا ہے شادی
کرتے ہی مسلمان لوگ برہمی لڑکیون کو اپنی شرع کے مطابق پردہ کا پابند بنا دیتے ہیں
اور رفتہ رفتہ چند ہی روز کے اندر اندر انھیں کٹر مسلمانی بنا لیتے ہین۔ پھر ان برہمی بیویون سے
جو سنتان (یعنی اولاد) پیدا ہوتی ہے مسلمان لوگ اُسے ہر پہلو سے بہت ہی کٹر
مسلمان بنانے کی کوشش کرتے ہین یعنی مسلمان اپنی برہمی عورتون سے پیدا شدہ بچون کو عربی
اردو پڑھاتے ہین۔ اور تمام ارکانون سے اسلام کے اُنکین کا حصہ واقف کرا دیتے ہین
برہمی عورتون سے پیدا شدہ مسلمانون کی یہ سنتان برہما مین زیربادی یا زرباوی کے نام سے
پکاری جاتی ہے اور زربادیون کی تعداد آجکل اس دیش مین اس کثرت اور تیزی کے ساتھ
بڑھتی چلی جا رہی ہے کہ ان کی ترقی دیکھکر کوئی شخص بھی یہ خیال کئے بغیر نہین رہسکتا
اگر یہی حالت بدستور قایم رہی تو ایک ہی صدی کے اندر اندر برہم دیش اسلام دیش
بنجائیگا (آگے یہانکے مضامین کا برہمی لڑکیون سے شادی کرنا اور نوچرخانہ مین اُنکی
اولاد کا کام کمیلہ کرنا لکھا ہے) (الی قولہ) بعینہ یہی حالت آج دیگر اقوام کے مقابلہ مین

ہندو جاتی کے افراد کی ہو۔ ایسی حالت مین قدرتاً جاتی کے ایک ہی خواہ کو سشیپیدا
ہو جاتا ہے کہان حالات مین اس جاتی کی زندگی کتنے دن قایم رہسکتی ہو" مسافر آگرہ مورخہ
۱۵۔ اپریل ۱۹۱۰ء اہل حدیث) ناظرین اڈیٹر "مسافر" کو اشاعت اسلام سے
جو رنج ہو رہا ہے۔ آپ دعا کریں خدا انکو اس رنج مین صحیح سلامت مکان پر پہنچاوے صفہ
ایضاً نمبر ۴۲۔ ۷۔ رجب ۱۳۲۸ھ مطبوعہ، مرقوم ہو مرد کی جسمانی ساخت ہی کثیرالازواجی
کے لئے ایک کافی دلیل ہے۔ مسٹر ناٹس گیو کی تحقیقات ہر گرم ملکون مین لڑکی آٹھ نو دس
سال کی عمر مین قابل شادی ہو جاتی ہے آیندہ کثیرالازواجی کی ضرورت بیان فرما کر لکھا
ان ملکون مین کثیرالازواجی کو رایج کرنا کچھ ہی فایدہ مند ثابت ہوسکتا ہے ڈیو نپورٹ)
کا قول ہو سرد ملکوں میں بھی بعض وجوہ جسمانی زنا سے بچنے کے لئے ایک سے زیادہ شادی
کرنے پر مجبور رہونا پڑتا ہے سکوپن ہرڑی کا یہ اقرار ہو کہ ہم سب بعض اوقات اور ہم میں سے
بعض تو ہمیشہ کثیرالازواجی پر عمل کر رہے ہیں تو اس سے بہتر کوئی راستہ نہین کہ اسکی
اجازت دیجاوے اور وہ مرد ان بہت سی عورتون کا محافظ اور خبرگیران رہے (الی قولہ)
اور سکیم یا غانہم کے الفاظ جنہون نے تمام یورپین تہذیب اور عیسائیت کو پاگل خانہ کہا ہے
وہ شخص ملک ہی سے مٹ جاوینگے اور ساتھ ہی اسکی اُن بدنصیب اور بدبخت عورتوں کا
وجود جنسے آج یورپ بھرا پڑا ہے کالعدم ہو جائیگا (ناقل کہتا ہے ولایتی اخباروں سے
منقول المشیر البدر وغیرہ اخبارات ہند کی عبارتون مین لکھتے جو اسی حصہ میں نقل ہیں ایک
مرد کو ایک بی بی سے زیادہ کی ممانعت پر عمل پیرا ہونے نے پندرہ تا بیس سال لاکھوں
کنواریاں خالتو بنا دیں جنمین سے بہت سی کنواریان عنقریب مائیں بننے والی ہیں۔ بقول سکوپن
ہرڑی جن بدنصیب بدبخت عورتوں سے آج یورپ بھرا پڑا ہے تقریر ناقل تمام ہوئی آگے
انھین خطا سفیر کا قول نقل کیا ہے کہ دنیا کے ہر کونہ میں کثیرالازواجی عملی طور پر پائی جاتی ہے
اور یورپ کے ایک فوجی افسر کا مشورہ کہ ترکون کی طرح جرمنی مین بھی ایک سے زیادہ

شادی کرنے کی اجازت دیتا ہے ۔ جو اس جرمن مؤلف نے اس امر کو تسلیم کیا
ٹھیک کر دیا ہے وہ الٰہی قول ہے جو کسی کثیر الازواجی کے برخلاف کوئی حرف زبان سے
نکال سکتے ہیں جبکہ خود انہوں نے اپنے انبیاء کی اس کو تسلیم کر لیا ہے ۔ اور ان کو ہم آپ کی
جانشینی دیکھ سکتے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں جبکہ ان کا وجود تمام نسل
انسانی کے لئے اسقدر فائدہ مند ثابت ہوا ہے اور جبکہ انہوں نے اسقدر انکی ہتک کی قانون
کثیر الازواجی کو بھی رواج دیا اور ... ایک ایسی ہی پراگندہ گروہ کو ترتیب دیکر ... کے
صحیح اور صاف حکم کے ماتحت کیا ۔ مسٹر گبن لکھتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
نے ان قدیم مذاہب کے قوانین کی پیروی کی جو دریائے فرات کے مغربی طرف رائج تھے
اور عیسائیوں کے نزدیک قرآن حصہ میں ساری دنیا آباد تھی ۔ آنحضرت نے اپنے پیروان
کو ایک سے زیادہ بیبیاں رکھنے کی اجازت دی آگے عیسائیوں کے اعتراض کو داؤد و
سلیمان علیہما السلام کی کثیر الازواجی کے موافق حکم الٰہی ہونے سے رد کیا ہے پھر یہ
لکھا ہے خصوصاً جبکہ حضرت مسیح ان کا بدلہ نہ ... آپ کے پیروان سے مختلف فرقوں نے
آپ کے احکام سمجھے ہیں کوئی ایسا نہیں ... اس کے حکم نہیں دیئے تو اسمیں صاف ...
اپنے ... مضمون ... کہ ہم یہ دیکھتے ہیں تمام قوموں تمام زبانوں میں ...
... کثیر الازواجی کا رواج اور جواز ... تمام ... اور ...
... اس کے ... اور ... اسکی ...
خود ... کے ... کثیر الازواجی ...
عام ہو گیا تھا ۔ حتی کہ تھیوڈوسیس ۔ ... ۳۹۳ء ...
کثیر الازواجی ... تمام رعایا کو ایک سے
زیادہ شادیاں کرنے کی اجازت ... کسی مذہبی دلیل سے ...
ویلنٹینین ... ان ...

لی بیان محققین ان کی بابت تو سینٹ اوس برجینس بھی یہی شہادت دیتے ہیں اسکے بعد ایسی ہی جان ڈیونپورٹ اید منڈبرک وغیرہ کی تحریر ولنسی ثابت کرکے لکھا کہ سب ایک ہی بی بی پر اکتفا کریں تو بموجب نص قرآنی فَوَاحِدَةً اس میں بھی اسلام کی فتح ہی کثیرالازواجی اختیار کرلیں تو اس میں بھی اسلام کی فتح ہے کثیرالازواجی مسلمانوں پر فرض نہیں کی گئی ہے آئندہ خلاصہ میں دس نمبر ویں کے پڑھنے سے کھلیگا کہ انسانی نسل کا ابتدا ہی سے اسپر عمل رہا ہے تمام دنیا میں نمبرہ میں فرمایا بازاری خرافات اور زناکاری کے روکنے کے لئے ایک ہی کارگر حربہ (اور ڈھال) ہوسکتا ہے جسکو کوئی اخلاقی اصلاح کنندہ رد نہیں کرسکتا (۱۰) کثیرالازواجی کوئی خاص اسلامی مسئلہ نہیں۔ ایک بی بی پر اکتفا کرنیکو بہ نسبت کثیرالازواجی کے اسلام سے زیادہ تعلق ہے یہ خلاصہ بطور التقاط ہے صفحہ انکا تحقیقات علماء محققین یورپ اور واقعات تاریخی اور شہادت اخبارات سے کھل گیا۔ کہ ایک سے زیادہ بی بی رکھنے کی ممانعت نے زیادہ کے ضرورتمندوں سے اور فاقتو بچے جننے والی کنواریوں سے انکو ناچار بنا کر جو کچھہ کرا دیا عاقل خود سمجھ لینگے اخبار خود سنا رہے ہیں کہ بہت سی کنواریاں عنقریب بچے جننے والی ہیں اہل بصیرت خود جان گئے کہ ایک زوجہ پر مجبور کرنے کی قید نے وہ وہ بے قیدیاں بے عنوانیاں کرا دیں جنکے مٹانے کا کثیرالازواجی ہی کامل علاج تھی۔ خواہشات بہیمیہ کے ناجائز طور پر پھیر بانٹنے میں کتنے مجبور کیا اور کیسے اس مجبوری کو جائز طور میں محصور کیا اور تنگی سے بچا دیا زناکاری کی ترغیب کا کونسا حکم تھا اور زناکاری کا دروازہ کھولنے کی باعث کونسی رائے فطر یا انجام کا م ہوئی اس منفصل شدہ فیصلہ کو ہم ناظرین اہل بصیرت کی رائے پر چھوڑتے ہیں۔

ارغم کرتا یا۔ ہشام باہی خود ھی ہوم ہوتھی آریہ بھون صفحہ ۴۲ میں دیانندجی نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہوا سے داہود (ہو) تو اپنی عنایت [۵۱] سے ہمارے پاس ہر جگہ موجود ہی ہمنے مدد طریقہ

۵۱ اللہ سے غافل کب کہ سکتا ہے کہ تو اللہ سبحانہ کی عطا اور بخشش سے ہر جگہ اپنے کرتب موجود ہے اور اسکو خدا سے کیا کام۔ وہ تو ہوا سبب راحت و عذاب ہی کو خدا سمجھا ہوا ہے۔

سوم کا بہت اچھا رس نکالا ہے۔ اور نیز سب عمدہ چیزیں اچھی طرح سے بنا کر خدمت عالی میں حاضر
کی ہیں قبول فرماؤ انتہی یجروید کی ادھیا ۲ کے منتر ۵ میں بترجمہ دیانندی — سوم
وغیرہ سے نشہ لا نیوالا عرق دونوں ہاتھوں سے پرمیشور کے نچوڑا جاتا دیکھو جسپر دیانندی
جاسے نے نفس مطلب کے مسخ میں تصرف نہیں کیا ہے۔ دیکھو رد تکذیب صفحہ ۹۱
عرق مستی کی اس سے اور کیا زیادہ عزت افزائی ہوگی کہ پرمیشور کے ہاتھوں کی نچوڑی گئی ہے
مہمانی نشہ پانی ہوا ہر ہیکڑ گویا اوس کا مہمان ہے ویدک دہرم کے اشارہ پر اسبات
اسکے مقابلہ میں اول نصوص کو قرآن و حدیث کے مطالعہ کرو جنمیں شراب اور نشہ آور
چیز کی حرمت اور برائی اور شراب خمر کی سزا کو بیان کیا ہے اگر پردہ پوشی ملحوظ نہوتی تو ہم
تبلا دیتا کہ نشہ کی حالت میں فلاں شخص نے اپنے بیٹے کی بی بی سے منہ کالا کیا تھا اسکو
دوسری بار نشہ کی حالت میں ہی پکھان دیا نعوذ باللہ منہ اسی واسطے بعض کتب
عہد جدید میں خمر خواری میں تھوڑی سی پینے کی اجازت دی ہے اور اسلام نے سرے سے
اس معصیت کا گلا ہی کاٹ دیا ہے۔ ادہو پنچم خود فقرہ ۳ منتر منقولہ صفحہ ہذا میں
دیکھ لو مدہ پینے کو دیوتا بلاتے ہیں جو ی خوری شراب خواری کے بیان سے خالی نہیں

کیا رہوں ہر چار کنواری کنیا — ٹھینٹ دیتے نیل کو مصری ہم
تا پہ طغیانی سے ہو کھیتی خراب — ٹھینٹ لیکر نیل دیگے کہو تو غضب هم
گیارہویں کو وہ قضا کرتے نہ تھے — سال ہیں کہتے ملف بارہ کا ہم
دیکھلو خلفا کی کتب تاریخ میں — یہ روایت کی سیوطی نے رقم
نقل کر عصمت اون تواریخ کی — تب کا سے حدیث میں نیز تم
سو کہنے پر بھی کنواری کنیاں — کرتے ہیں ہستندری دریا ہم
سکتے ہو جا او رشا سنیخ مصر — مصر دون بت ہو گئے اگر ہم
اسبے والی کا سعد نظر — خوب کہتے ہیں کا پھر اس کا ہم

[illegible] والی نامدار [illegible] مالک الملک [illegible]
امیر الامرا رفیع القدر [illegible] دولت انگلشیہ [illegible] مخلص الدولہ
ناصر الملک عالی جناب معلی القاب [illegible] نواب محمد حامد علیخان صاحب بہادر
مسند نشین [illegible] جی سی آئی ای [illegible] دام اقبالہ کی کتاب سیر و سیاحت [illegible] دیکھئے
مجھکو پوچھنے [illegible] صفحہ [illegible] کا [illegible] اور [illegible] کیا پوچھنا
[illegible] تحقیقات [illegible] تاریخ
[illegible] آئینہ [illegible] ابو الحسن [illegible] بروایت
[illegible] کہ جب [illegible] حضرت [illegible]
[illegible] اگر [illegible] طغیانی ہو تو [illegible]
[illegible] دریا [illegible]
[illegible] تاریخ [illegible] لڑکی کو [illegible]
نیل میں غرق کر دیتے ہیں [illegible] حضرت عمرو بن العاص نے [illegible] اسلام [illegible] باتوں کو
مٹانے آیا ہے [illegible] اجازت نہیں دونگا - چنانچہ [illegible]
[illegible] آپ [illegible] حضرت عمر [illegible]
کہ تمنے خوب [illegible] دیا کہ اسلام [illegible] مٹانے آیا ہے
میں اس خط کے ساتھ ایک [illegible] بھیجتا ہوں اوس کو دریائے نیل میں ڈلوا دو [illegible]
[illegible] ابن العاص [illegible] لکھا [illegible] بندہ خدا [illegible]
[illegible] طغیانی [illegible]
حکم [illegible] طغیانی [illegible] خدا [illegible] دعا کرتا ہوں کہ تجھے طغیانی

ه اس [illegible] کے [illegible] کہتے ہیں

بند رہے نقط حضرت عمرو بن العاص نے پھر خط [illegible] تو ڈلوا دیا دوسرے [illegible] روز
نیل جاری ہوا [illegible] کہ کم ہو گیا اور اسی روز سے مصر کا یہ دستور ہمیشہ کو منقطع ہو گیا
(یہ منقول ہے ترجمہ تاریخ الخلفا سیوطی کی فصل حضرت عمرؓ کی کرامات مندرجہ صفحہ ۱۰۷
سے) گیارہ کے عدد میں گیارہ [illegible] تینتیس ۳۳ دیوتاؤں کی خصوصیت بھی ایک خاص تاثیر
خیال کرنا ہوگا کہ زمین پر گیارہ دیوتا ہیں اور آسمان پر گیارہ اور خلا میں بھی گیارہ
چنانچہ تفصیل مواد ہمارے ہم خیال [illegible] سے اور یجروید اور ہمارے [illegible] منتر میں بھی
اوپر منقول ہو چکی چونکہ آریہ قوم ایران سے اور آریہ قوت یونان کے دیوتا ایک ہیں
کفارہ میں بھی اس عدد کی رعایت اس نذر اور [illegible] میں شاید اسی خیال سے کی
گئی ہو مگر ان حالات شریعت اسلام کے کہ اوس میں کسی عبادت بدنی و مالی میں
کسی وقت اور تاریخ کی تخصیص بھی کی گئی ہے تو ان تمام نشانات کفر سے بچا کر
طلوع اور غروب آفتاب اور ٹھیک دوپہر کے وقتوں میں نماز کی ممانعت میں تشبیہ
کفار سے کس قدر اجتناب کیا گیا ہے۔ اگر نماز کا یہ مقصد نہیں ہوتا ان اوقات میں
جو سورج کے پجاریوں کا ہوتا ہے۔ تو کیونکر یہ امید کرنا بجا ہوگا کہ ہمارے مسلمان بھائی
بھی حضرت سید الاولیا محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الثقلین محی الدین ابو محمد شیخ
سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کی [illegible] کو ثواب پہنچانے [illegible] تاریخ
[illegible] اور احتیاط اور اخلاص کو کام فرماوینگے اور جب میسر آئیگا اس کار خیر میں در گذر
نہ فرماوینگے اور ایصال ثواب میں اول حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آل اصحاب کو اور دیگر
اولیا امت کو نہ بھولینگے۔ اور حدیث التوسعہ میں جو دسویں تاریخ محرم الحرام کی تخصیص
[illegible] سے پاک ہے اور [illegible] ہے اور ایک جماعت کثیر کی [illegible]
[illegible] (یعنی [illegible]) [illegible] جیسا کہ امام مستغفری
[illegible] اسناد [illegible] روایت کیا ہے اس طور [illegible] کی رسم [illegible] اور [illegible]

فریب کو توڑتا اللہ سبحانہ کے شیر سیدنا عمر بن الخطاب خلیفہ دوم کے ہاتھ سے بوساطت
عمرو بن العاص یون ظہور مین آیا کہ نیل کے نام یہ نامہ بھیجا بسم اللہ الرحمن الرحیم
من عبد اللہ امیر المومنین الی نیل اما بعد فانک مخلوق لا تملک ضرا ولا
نفعا فان کنت تجری بحولک وقوتک فانقطع فلا حاجۃ لنا فیک وان کنت تجری
بحول اللہ وقوتہ فاجر کما کنت تجری والسلام ترجمہ یہ خط ہے اللہ کے بندہ
امیر المومنین (عمر بن الخطاب) کی جانب سے طرف نیل (دریاے مصر) کی اسکے بعد حمد
وصلوۃ کے (معلوم ہو) کہ بیشک تو مخلوق ہے کہ نہین مالک ہے تو کسی نفع کا اور نہ نقصان کا
پس اگر ہے روانگی تیری اپنی قوت اور طاقت سے تو تو رواں ہو کہ مطلب ہمارا تجھسے نہیں اور اگر
واللہ (بزرگ غالب) کی طاقت اور قوت سے بہ رہا ہے تو جاری ہو جیسا کہ جاری ہوا کرتا ہے
اور سلامتی ہو ترجمہ تمام ہوا (یہ اور عمرو بن العاص کے نام کا خط) دونون علم بن ساریہ
کو دیکر کہا عمرو بن العاص سے سلام کہنا کہ ڈالدو اس خط کو دریاے نیل مین جب پہنچے علم
بن ساریہ مصر مین بیچ خدمت عمرو بن العاص کے اور پڑھا اونہون نے دونون خطون کو
اور ڈالدیا نیل کے نام کا خط نیل مین تو دریا موجین مارنے لگا اور خوش ہوے لوگ اور
خوب کھیتیان ہوئین (یہ اسلام کی پانچوین کتاب مین بھی مرقوم ہے)

پانی بد پرہیزی مہلک وید نے — روکتا اوس سے نہیں ویدک دھرم
شرک اور نفسانیت کی پال پول — روگ جی کے وہ نہیں کرتا ہے کم
عیش کے اسباب اور طبعی ظہور — اونکی پوجا اونکی سبھے اور اونکی جم
وید میں گرچہ تناسخ ہے نہیں — بگڑی بگڑون سے ڈبا اوسکو ستم
آج وہ دیاؤ کے مرتد آباد گے — وہی ہے یہ بنی کو پھر کا ہے کا غم

نشان ہم چلیا ہن ہنود کے الہ آباد سے جو پمفلٹ شائع ہوا تھا کہ وید کے رسالون کو تجربہ سے
معلوم ہو چکا تھا کہ جب آدمی ایک مذہب اور دستور کے پابند نہین ہوسکتی لہذا ویدون مین

ہنود کے مختلف خیالوں دستوروں عقاید سب پر صاد کردیا ہر ایک کی ہر ایک کے خیال کے
موافق تائید کردی تاکہ اپنے اپنے خیال اور خواہشیں پوری کرکے سب اپنی اپنی مرادوں کو پہنچیں
یہ عذر بدتر از گناہ ہے قانون بنانے والے کو یہ خیالی بلاو بچانا کیا ضرور کہ مختلف مذاقوں
کے لوگ ایک وضعی قانون کی پابندی نہ کرینگے ہر ایک کی خواہش پر اوسکو چھوڑ دیا جاوے
ڈاکہ زنی کریں یا چوری عزبا پروری کریں یا سینہ زوری جیٹھ دیور اجنبی ہم قوم سے بیج
لیتے اولاد حاصل کرنے کے لیے بے نکاح بیوہ یا مسافر اور بیمار اور تندخو کی تریا سہاگن بیاہی
مردوں سے نیوگ کرے یا اس قسم کی گیارہ عورتوں کی کوکھ ہری کرے ایک مرد یا ان عذروں
بغیر ہی دیدہ و دانستہ زنا ہو جاتے یا رنڈی بازی ہر پیشہ اور ہر خیال کی تائید کی جاتے
نہ روک تھام - اور کچھ بھی جانے تو بعض ان موریں جن کو نفسانی اختیاری اور ثقلی ہیں دخل ہو -
ایسا قانون برہم زن انتظام اور امن اور صحت کا ہے امراض جسمانی ہوں یا روحانی اُنمیں
پرہیز اور علاج کرنا ہی تجربہ میں نافع نظر آیا ہے اور بدپرہیزی مہلک -

اصل بات یہ ہے کہ وید مختلف خیالات و مذاق والے بھولے بھالے لوگوں کی بہکاوٹ کی گئی
ہے آج اوسکو آسمانی ادیان والوں کی دیکھا دیکھی الہامی کتاب آسمانی نصاب بنایا جاتا ہے
اس لئے زمین و آسمان کے قلابے ملانا اوسکے حمایتیوں کے گلے کا ہار ہو گیا ہے آسمانی کتابوں میں
جہاں امور حکمیہ و فلسفیہ ہوتے ہیں بلکہ فلاسفہ کی بنا مضمون کی اصلاحیں ہوتی ہیں وہاں بھی نظر
عوام کی اصلاحیں بھی سادہ طرز میں ہوتی ہیں جو فلسفیات میں ٹھوکریں کھانے والے بھی غلطی
سمجھ کر جھگڑا ان عبادات سادہ پر اعتراض کرکے دل بہلاتے ہیں - گویا الا جناد تارے بیت
ارسطو کے فلسفہ کی ورق گردانی کرنے پر مغرور ہو جانے والے ہر مذہب کے کم علمی کے مرض
میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور بعض اوس کے مفاسد مستترہ فاش کر دیتے ہیں - جب مصر والوں کو دریائی
سفر میں خطرناک ہوا اور اس سفر میں بہت سی جانیں ہلاک ہوئیں اور سمجھا گیا کہ اس سفر والے باز
نہ آتے اور اونہوں نے اپنی طرح طرح کی منفعتوں اور طرح طرح کی مخلوق کے دیکھنے کا

اس ہوائی سفر میں غلا یا تو اون کے اس خیال کے اوضاحت کے لیئے کہا گیا کہ [illegible] میں جو
سب سے ہم اون کو نہیں دیکھ سکتے ہیں ہم کو وہ سفر تعلیم دیتا ہے ہم ساری کائنات ظاہرہ و باطنہ کی
سیر کریں اور وہ سفر تناسخ کا ہے اس سلسلہ میں ہم طرح طرح کی مخلوقات کے قالب میں جاتے ہیں اسیر تھا اونکو
دریا کے نادیدہ طولانی سفروں سے باز رکھا تھا تو یہ ڈھکوسلا اس روک تھام [illegible] اب ایک عقیدہ
اور مذہب بنگیا فیثاغورث نے مصر سے مستفید ہو کر اس عجیب و غریب [illegible] اور اوسکے
شاگردوں نے ہندوستان کو بھی اس [illegible] دیا اس تاریخی واقعہ کی مزید تحقیقات سے دیکھنا منظور ہو
تو ملل و نحل شہرستانی کی اور دوسری کتابیں تواریخ وغیرہ کی دیکھو اور علاوہ [illegible] تحریر [illegible]
[illegible] کے پرچوں میں خوب بیان کیا ہے۔ تناسخ کے ماننے والے تناسخ میں عدل اور انصاف پورا ہوتا
کہتے ہیں۔ حالانکہ تناسخ میں ظلم ہے کیونکہ [illegible] اکیلا جسم بلا روح سے [illegible] باپ نیک یا بد
افعال صادر نہیں ہو سکتے اور نہ اکیلی روح بلا جسم سے پس [illegible] ہے کہ جزا میں
اعمال نیک کی اور سزا میں اعمال بد کی دونوں کو ہی یاد کر لیا جاتا ہے اور [illegible] باپ کو کیا تھا
انسانی قالب میں اور جزا سزا کے لئے پکڑ لیا گیا اور [illegible] ساتھ اس صورت میں
کو روح کے ساتھ [illegible] اگر جسم [illegible] تو جزا [illegible]
اور کسی کی جزا اور کسی کو [illegible] میں ظلم ہو گیا اور سزا میں [illegible] جرم کیا اور کون پکڑا گیا
یہ بھی ظلم ہوا اگر کوئی کہے کہ جسم تو [illegible] سال کے بعد ہر سال [illegible] کو
[illegible] بالائی حصہ قائم ہوتے ہوتے ایک مدت میں جسم [illegible]
جو غذا وغیرہ کھانے سے حاصل ہوتے ہیں تو جواب اس کا یہ ہے [illegible] غذا وغیرہ
کھانے سے [illegible] نہیں بدلتی [illegible] کو محسوس ہوتا
ایسے ہی [illegible] جسم [illegible]
کی حقیقت کو [illegible] تو ظاہر ہے [illegible]
[illegible]

سکا ثبوت اون منتروںکی چیستان اور پہیلیوں سے دریا جانے لگا جنمیں گایا گیا ہے کہ ایک بکری ہے اور دو بکرے ایک بکرا (جسے روح ٹھہراتے ہیں) اوس بکری سے جفتی کرتا ہے (جسے جسم ٹھہراتے ہیں) اور دوسرا بکرا (جسے پرمیشور فرض کیا ہے) جفتی نہیں کرتا بھلا کہاں تناسخ جسمیں ایک روح کے لئے اجسام متعدد اور کہاں یہ کہانی متعدد جسم کی اثنا والی تناسخ کا کچھ جوڑا مادہ کی قدامت سے بھی کیا جاتا ہے اور قدما متا نذکو وید سے ثابت بنایا جاتا ہے اس کا ابطال ویدہی سے ملاحظہ فرمائیے رگوید منتر ایک اسلوک ۸ اد ہیا ۔ ورگ ۷ اکا جو ترجمہ خود سوامی دیانند جی نے بھاشیہ بھومکا صفحہ ۵ میں کیا ہے جسکی حرف بحرف نقل یہ ہے جسوقت یہ ذروں سے بنی ہوئی دنیا پیدا نہیں ہوئی تھی اوسوقت یعنی پیدایش کائنات سے پہلے است (حالت غیر محسوس) تھی یعنی شونیہ آکاش بھی نہیں تھا کیونکہ اوسوقت اوس کا کچھ کاروبار نہیں تھا اوس وقت (ست پرکرتی) یعنی کائنات کی غیر محسوس علت جسکو ست کہتے ہیں وہ بھی نہ تھی اور نہ پرمانو (ذرے) تھے وراٹ (کائنات میں جو آکاش دوسرے درجہ پر آتا ہے وہ بھی نہ تھا بلکہ اوسوقت صرف پربرہم کی سامرتھ (قدرت) جو نہایت لطیف اور اس تمام کائنات سے برتر ہے (سبب علت) کارن ہے وہ موجود تھی الخ ہوتے ہوتے ایسی تصریح کے دید ونسی تناسخ (آواگون) کا وہم اور مادہ کی قدامت کا خیال نکالنا کوئی ان گڑھت ہے ۔

ہک جتھے نے چاند کا ایک بت بنا
ساری دنیا کی کرے تدبیر وہ
تارونکی روحانیت کے روپ میں
تارے انجم بچ گئے جس بہم سے

اس سے لئے پوجا کہ ہے چندر کا چم
آن دانا کا رکھا تک یہ صنم
بت بنا پوجے کیا ستر کی ستم
ہے نے وہ سہر نجم کے اندر قسم

اناج اور پھلوں میں رس دودہ دہی اور پھلوں میں گو وہ وغیرہ تر تا چاند کی تاثیر سے
بتلا کر اوس کو ان داتا مانتا نجوم کی تاثیر سرد و نم تر و خشک صفرادی سردادی

خواص یعنی نحس و سعد نباتات و حیوانات وغیرہ کا پہنچنی ہوئی بتلاکر نجوم و کواکب کو خالق اون چیزوں کا ماننا جنہیں اونکی تاثیر سے کام لیا گیا ہے اور اس سے اون کو مستحق عبادت اور ہر سب بھلے کے دینے کے کرتا مانکر پوجا یہ ویسی ہی صعیبت و ہلاکت ہے جو سورج اور ہوا کو خالق بتلاکر پوجنے کے ابطال میں اوپر مذکور ہوئی ہے ستہ حصہ میں اتاشہ کے ہے ایک اور جماعت ہے جسنے چاند کے واسطے ایک بت بنایا ہے اور کہتے ہیں کہ وہ نیچے کے عالم کی تدبیر کرنے والا ہے۔ اور بعضے اونہیں سے اُن بتونکی پرستش کرتے ہیں جنکو ستارونکی صورت اور اپنی زعم میں اونکی روحانیت کی شکل پر بنایا ہے اور اگر تفصیل اسپر اطلاع پانیکا مقصد ہو تو کتاب السر المکتوم فی مخاطبۃ النجوم میں جو ابن خطیب ماری کی طرف منسوب ہے دیکھو ۱۲ ترجمہ اتاشہ

اُن آپاحت کو سمجھکر آرسے — سب سلجھے سلجھانے لگے اُلجھا وہم
کرہوا عنصر کا پھایا آسمان تلک — وید سے وہ دین پچا بھی ایہند ششم
ماہری نوچن کیے وہی مخفی سے کہلے — ماروں کے قتل پر سب ہیں باہم
سیدوں کو سب جاتے بیچے چن دستے — قلعہ کی دیوار میں اُف رکی ستم
اوسکے ہلانے پہ کچھ آیا نہ ترس — ہتیا کی ناسے پاپی سب دہرم
کیسے کیسے بچے عورتیں بوڑھے فقیر — مارے سب اسلام نے کہہ لو تو دم
شرک یعنی قتل معصوماں دم — سہو رواہیں بن ہیں وہ کو دہرم
خنجے وہ شل عضو سنر لیکاشہ دو — ورنہ سب تن کل چلیگا دم عدم

قلعہ کی دیوار میں زندہ معصوم بچے بلکتے چن دیئا یہ ہتیا اون ہنود ہتیا کی نیوالونکی ہے جو تحقیق تاریخ ہوا ایک بدنما کالک کا ٹیکا رہگیا اونکی پیشانی پر دیکھو جنگنا ہے سیا لکھیٹ شیر بکری کو ایک گھاٹ پانی پلا دینے والے گورنمنٹ کا سایہ سرپر نہوتا تو ثبوت ہوجاتا عناصر جمادات نباتات دیوتا دیویوں بتوں تھانوں گنگا جمنا کو سلام کنگ شطر مخفی

کے پجاری نیوگ بھوگ تال ہتورسے تاپ رنگ کے دہرم کاج ٹھہرانے والے اب کیا کسکر دیتے جیونتی سانپ بچھو مارتے ہتیا بکہانے والا اشد تر مسلمان موحدون کے بچون تک تعلق کرنے مین دریغ نکرے واقعی پر ہے جو حال ہی گذرا ہے شاہد ہے ۔ اگر ناواقفیت اہلیش اون اسکو قربانی کا نقصان شامل ہین تو انکو دیوتون وغیرہ پر بھینٹ چڑہانے والے سام وید کے پہلے دستہ کے منترہ ہین وستر یہ دیوتا نام پتنی بھینٹ اور نا ہستی کے لئے کہو کے جھٹکے کا حکم چھپنے والے سے پہلے نقصان ہین لیجئے پہر پہلے دیکھئین پہر غیر مذاہب والون کے مبسوط جواب شرعی و فطری امور کی مطابقت کے انصاف کی آنکھ سے دیکھیں ۔

پورواب تکتے پیچھے ہے کا مدہین	کہو کرا بدلو و چیچی کا نسیم
سیتلا سن ہے نسبری ہوتیا	سمجھتے ہین ماتا تہا کرا ہے غشم
نکلے چیچک بولین ماتا آگئین	ہے حماقت کا بڑے زور و شور دم
ڈالا پانی کا کہیں ہے تھان پہ	کہان چڑہتا ہے کہیں لونگین بہم
ہے جہالت کہو لگی چیچک کے گھر	اور کہین ہر نادان گہر کے چارون سم
سیتلا ہو جا شرینا گھر ہے ۔	ہے فساد کی منہ دیتین پہرتے ہم
بانٹیں اندر وال بچہ ہو وسے جب	چہوڑ عقیقہ کی چہلی مہندو سرہم
ہیلی او لڑکی بڑ ہے بوڑ ہو گئی ہے	خاص کسند کرتا ہے اسکو مستقیم
ہے منڈا ناچیچ وجلوا کہور ہا	کہنگنا دو گر سہرا سب ہیجڑو نہ ہم

توہم پرستی مین ہندوستان عرب کی جاہلیت کے زمانہ سے بہت بڑہ ہوا ہے اگر تمام اوہام پرستی ہند کی تفصیل کی جاوے تو کئی جلدین ہون سکا سبب یہ ہے اہل ہند بالخصوص گرمی کے مرض چیچک کی بیماری مین چیچک کا علاج کیا اچھا سوچا ہے نہ ہیں کو ماتا بہوانی کی پوجا کی ہے دیوتیا درآسمانی کو سیتلا اور بلین اور سونتیا انکا پرستش لوگون کی جو بروان ماتا

ناکلو پوجی جاتی ہیں اور چہرادگی کی پوجا کے طور پر مختلف کہیں تو ماتا کے مقان پر شراب کا ڈالا
کیا جاتا ہے کہیں چوراہے پر پانی کا ڈالا اور پھولوں کا ہار اور کہیں سور کے
بچہ اور بکرے کا کان چڑھتا ہے کہیں پانگلین بتاشے ناریل دریا پہ چھوڑ گئے کی جلی
ہے کہیں لونگ بتاشے شراب وغیرہ کنوئیں میں پورا اور گلی کا کھاتے تو ماتا میں کا سا
کا پیسا چڑھایا جاتا ہے فرد ہے کی گھونگنیاں پانی میں بھلائی جاتی ہیں تاکہ چیچک کے
دانہ جلد پھول کر پانی بھر لائیں اور مسور کی دال گھر کے چاروں طرف بکھیری جاتی ہے
بچہ پیدا ہو تو دنبہ کے سر پتے ایک سوتی باڈر سے میں باندھکر رجا کے مکان کے دروازے
پر اور سب گوتیوں کے دروازہ پر باندھے جاتے ہیں اور اسکا نام بندہ دوال ہے۔
منگنی میں دوب گھاس کا پولا اور چاول دیپو شالی کے ساتھ ضرور ہوتا ہے۔ دلہن جب
دولہا کے گھر آتی ہے تو خاوند کے ہاتھ میں یا کمر میں پٹکا بندھا ہوا ہوتا ہے اور اسکا دوسرا
سرا دلہن کے ہاتھ میں۔ دلہن دولہا کے ستھی مارتی جاتی ہے جیسے کوئی بیل کو ہانکتا ہے
اور کنبہ کی عورتیں ساتھ ہوتی ہیں۔ ماتا تھان پر جا کر وہاں ایسی رسومات شرکیہ بجا لاتے
اور ایسے ہی دریا پر۔ پھر وہاں سے اوسیطرح گھر کو واپسی ہوتی ہے۔ کوچہ و بازار کے لوگ
اس کا نظارہ کرتے ہیں۔ بجائے عقیقہ کے ہنود کے یہاں چھٹی ہوتی ہے۔ بچہ پیدا
ہونے کے بعد آٹو کی ہیلی جو بڑے بوڑھے بے اولاد مر گئے ہیں اس خوف سے
صرف گوتیوں میں بانٹی جاتی ہے کہ کہیں جھگڑا کرادت اور بڑے بوڑھے بچہ کو نہ ماریں
ایسے ہی طاہر دیوان اور میراں کی کڑہائی کی جاتی ہے۔ شادی میں کھوریا چھبر وتکا
جلنی بجا پگڑی باندھکر عورتیں کرتی ہیں۔ یہ جہالت عرب میں بھی بیچ زمانہ جاہلیت
کے تھی۔ دولہا کے ساتھ حلوہ کھانا ککڑی کھیرے بیگن وغیرہ ہر فصل کی پیداوار
چیزوں کی دو طرفہ پھینک مارتے گھوڑے پر لوٹا رکھکر دلہن کی بھتی کا کھڑا ہونا برات چڑھنے
کے وقت اور اوس سوار رہیئے الٹا دولہا کے چھپا کا پھر کا ہو سکے گیتوں کی بھر مار ہونا ۔

اور بیٹے والے اور باراتیوں کا اُن گالیوں کو سنکر خوش ہونا۔ اور اس کے علاوہ اور بہت سی بیجا باتیں ہیں۔ جن میں سے بعض درجہ کفر تک کفر میں ہیں جیسے سیتلا وغیرہ پوجنا۔ فتاوے عالمگیری میں اسکو کفر لکھا ہے اور بعض میں خوف ہی کفر کا سبب آدم بنوری نے خلاصۃ الوفایت لکھا ہے کہ کنگنا باندھنا کفر ہے اور سہرا سر پر لگانا حرام ہے۔ وجہ فرق یہ معلوم ہوتی ہے کہ کنگنا باندھنا ہندوؤں میں اس اعتقاد کی علامت ہے کہ کنگنے راکھی بیہ دیوتے اور کرکا م دیو کھتے ہیں۔ اور دلہن سے فائدہ اوٹھاتے ہیں جس سے دولہا دلہن کا کام دیوتا کا جاتا ہے۔ گویا قوت شہوت ان دونوں کو دے جانا اون کا کام ہے۔ چونکہ یہ اعتقاد حسب تصریح شریعت اسلام کفر ہے اور کنگنا اوسکی امارت اور علامت اور سہرا باندھنا حرام ہے نہ کفر اسلیے کہ اسمیں زینت کفار میں مشابہت ہوتی ہے نہ کفری اعتقاد وامارت میں۔ ارشاد فرمایا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من تشبہ بقوم فھو منھم رواہ ابوداود۔ یعنی جو شخص (بدون الزام شرع وطبع) مشابہت کرے کسی قوم کی تو وہ اُنہیں میں سے ہے روایت کیا اس حدیث کو ابوداود نے بموجب اس حدیث کے عقائد کفریہ و شرکیہ میں تشبہ کفار کی کفر ہے اور تشبہ اون امور میں جو امارت وعلامت ہیں دین اسلام سے کر جھٹلانے کی اونکو بھی فقہا نے کفر لکھا ہے جیسے زنار باندھنا جنیئو ڈالنا۔ شکھ بجانا اون کو بھی فقہا نے کفر لکھا ہے۔ پس جتنے مسلمانوں میں جو امور مذکورہ بالا میں سے ہندو عورتوں کو مسلمان کرنے کے بعد نکاح کرنے یا ہمسائگی کی وجہ سے آگئے ہیں اونکو ترک کرنا چاہئے اہل علم کو چاہئے کہ رسومات مذکورہ بالا اور دوسری رسومات شرکیہ و بدعیہ کی قباحت اور بیجائی کے پردے عوام پر کھولتے رہیں اصلاح الرسوم وغیرہ رسالے اس امر میں بے نظیر ہیں اونکو سنائیں۔ حضرت خواجہ حسن نظامی خطیب دہلوی اس تالیفات کے مداح ہیں۔

کنواریوں کو دیوتوں کی بیاہتا		تیرہ تومہیں چھوڑنا اُف رہی کو کرم	

پادری بی پی راے مدرس علم الٰہی سہارنپور اپنی کتاب تحقیق مین بھنگ نوشی و عیاشی کے عادی تیرتھوں کے پنڈتوں کا جوان رانڈین چھوڑ کر مرجانا پھر ان رانڈوں اور بیوگی ساکتوں سہاگنوں کا پاپ اور بد چلنی بصفحہ ۲ و ۳ سنا صفحہ ۴ و ۵ مین ایسا لکھتے ہیں بعض تیرتھوں میں کنواریاں دیوتوں کی بیاہتا کہلانے والی اونکے مندروں میں رہکر بطور بیسوا ایجری زندگی بسر کرتی ہیں۔ یہ کنواریاں شمالی حصہ ہند سے دکن مین زیادہ نظر آتی ہیں برندابن پاک زمین مانا ہوا ہے جہاں کرشن (یعنی کنہیا جی) نے گوپیوں کے کپڑے چرائے تھے۔ اور گوپیوں کے ساتھ مختلف لیلائیں کی تھیں اب وہاں بہت سے مندر ہیں۔ ابھی کرشن کے جانشین وہانکے گسائین بہت سی لیلائیں کرتے ہین ۔ بہت سی بنگال کی نوجوان بیوائین برندابن مین دھرم کمانے کو آتی ہین اور اون گسائیوں کے جال مین پھنسکر بے دھرم ہوجاتی ہیں انتہی ملخصاً مذہب کے خلاف واقعات سے مذہب پر اثر کچھ اوس قباحت کا نہیں ہوتا ہاں مذہب منجانب اللہ ہو یا دین من جانب اللہ مین بدعات اہل ہوا کی ملکر بکثرت ہو گئی ہوں اور وہ امتیاز باقی نہ رہا ہو جیسے دین موسوی مین یا دین مندرس ہوگیا ہو جیسے دین عیسوی تو البتہ اوس کا اثر اوس اجتماعی ہیئت پر پڑنے کا جسکو اوس کے معتقدوں نے دین آسمانی کے قایم مقام مان رکھا ہو اور یہ بھی کب جب وہ دین اون واقعات قبیحہ کی در پردہ یا بے پردہ تجویز کرچکا ہو پس پادری صاحب نے جو صورت مذکورہ بالا کو واقعات کے تیرتھوں نہیں ہوتا ثابت فرماکر اعتراض کیا ہے شاید اس نظر سے کیا ہو کہ یہ اعتراض کسی کتاب تحقیق کا جو ہر دھرم پستکوں سے نقل کیا ہوا اوپر دہرا ہوا ہے ۔

کہاں گئے ایام فرقت تیرے ہائے … لو ذرا کھول دیکھا اندھیرا اک ہے دم
جب لے شریعت جو ہوتا تھا ہوا … کنواریوں سے نکلے بچے بچوں پر ستم

جسنے گرجان مین دے زندگی دیا
کنواریان وہ تھین جو صد ہا گرا
پاسبان عفت وعصمت نہیں
گشتہ آئندہ کا کرتی انتظام
سب شرائع موسوی اور عیسوی
یہ ہماری الغرض تفسیر ہے

سنئے بچے ہاتے ہے ظلم آفت ورسے ستم
روک لے ای دردِ دل اے سچا تسلیم
جز شریعت کے کوئی اسے نیک دم
شرع ربی کا یہی ہوتا ہے وہم
پاک ہین ان آفتون لئے محترم
کیون شریعت کو کرین بدنام ہم

شریعت اعتقادیات وعملیات کے احکام کا مجموعہ گویا گون حکمتون اور مصلحتون پر مشتمل فتنہائے حال ومآل کے دفعیہ کا منتظم وضع الٰہی عالم الغیب تعالیٰ شانہ کا قانون قوانین کے عملی اور اعتقادی احکام حق تحقیق اور آثار مثبت پر مبنی ہوتے اون کے منجانب اللہ ہونیکی معیاری ممتاز علامت ہے اور جو اہل ادیان و دستور دین عمل و اعتقاد سہم و روبیہ فوراً یا انجام کار فتنہ خیزیکا بالذات باعث ٹھہرے ضرورت ملتیہ کے پیرایہ مین پیوچھیتک کیسے وہ اپنے بنانیوالے کی بیخبری اور انجام نہ جاننے کی دلیل ہے۔ اس معیار سے شرائع الٰہیہ لوگون کے من گھڑت دستورون اور بدلتے خیالون اعتقادون سے ممتاز ہوجاتی ہین۔ بنظر برین جیسے ہندو مذہب اور کئی غیر شرعی اعتقادیات عملیات خصوصاً مردون عورتون کے بربادین جو خرابیان ہوتی ہین ویسی عیسائی مذہب مین بھی توقع کے خلاف نہین تبہی تو مترجم واقعات تاریخی مولوی عبدالرحیم صاحب شہر کنواری ننون کی آزادانہ شہرت ہمارے ناکوئین عیسوی کی طرف منسوب نہین کرتے۔ چنانچہ فلورا فلوئڈ کے چوتھے باب مین جو ارقام فرماتے ہین اون کا خلاصہ یہ ہے قوم کی حالت کا اندازہ اوسکے پیشواون کی حالت سے کیا جاتا ہے۔ اونکے راہب تھا تارک الدنیا بنے ہوتے تہے سب سے بڑے دنیادار بلکہ دنیا پرست ہین شادیت عمر بھر کنواری ہرے سے بے لاگ رہنے کے لئے جو گرجون کی نذر کی جاتی ہین اونسین شادیت

کوئی ایسی نہو گی جو انتہا درجہ کی زناکار نہو ان نفس پرست زاہدون اور ان عزت باختہ
نون کے اجتماع کا نتیجہ یہ ہوا کہ کلیسا عموماً زناکاری کا گھر بن گیا ہے ۔ ہزارہا حمل گرائے
جاتے ہین ہزارہا زندہ بچے گرجے کے صحن مین چھپا چھپا کر دفن کئے جاتے ہین یہ عیسوی
کو نہین کہتا بلکہ ان سپین کے عیسائیون مین تو یہی تھا کہ معصوم بچون کی جانون کے
بیدریغ تلف کرنے کا تنگری کے پردہ مین زناکاری کی گرم بازاری کی بدولت ملیگا صفحہ ۲۳
یہان مین مولوی عبد اللہ رسولپوری مرحوم کے خط کا نفس مطلب نقل کرتا ہون جو اونہون نے
اپنے اوستاذ حضرت استاذی قبلہ دامت برکاتہم کی خدمت مین چند امور کے استفسار
کے لئے بھیجا تھا۔ سوال اول یہ ہو جو علماء اسلام ارقام فرماتے ہین کہ سیدنا عیسیٰ علیہ
الصلوٰۃ والسلام کے عروج آسمانی کے بعد اونکے دیکھنے والون اور اون کے اتباع
کے پاس بطور توارث بھی مین عیسوی رہا نہ ضابطہ تحریری مین شریعت شروع سے ہی
مندرس ہو گئی آثار توارث بھی خلط ملط تغیر و انقلابات کی گردش سے رفتہ رفتہ از خود
رفتہ ہو گئے جسکی سراغ رسی کتب عہد جدید سے بقدر استعداد کمترین یہ ہے گلتیون کا
۳ باب آیت ۱۲ اور شریعت کو ایمان سے کچھ نسبت نہین الخ ۱۳ مسیح نے ہمین مول
لیکر شریعت کی لعنت سے چھڑا دیا کہ وہ ہمارے بدلے مین لعنت[1] ہوا کیونکہ لکھا ہے
جو کاٹھ پر لٹکایا گیا سو لعنتی ہے الخ ۲۳ لیکن ایمان کے آنے سے پہلے ہم شریعت کی
مہد مین تھے اور اس ایمان تک جو ظاہر ہونے والا تھا گھیرے مین رہے ۲۴ پس شریعت

---

[1] پہلے ترجمہ بائبل مین یون تھا کہ وہ (یعنی مسیح) ہمارے بدلے مین ملعون ہوا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کاٹھ پر لٹکایا گیا سو ملعون ہے الخ کیونکہ ایسا انتساب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ہم مسلمانون کی دل خراشی کا باعث تھا - لہذا اس کو ہلکا کرنے اور بدلنے مقدس کی اس خرابت کو مٹا کرنے کے لئے ملعون کی جگہہ لعنت تجویز کیا گیا - چونکہ ہم مسلمانون کا یہ اعتقاد ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب نہین دی گئی - بلکہ اونکے مثال کرنیوالے کو صلیب دیگئی تھی جو اون کا دشمن یگلیہ دو شخصون میز مفروح تھا - یہ ملعون ہونیکی اوسکی خبر ہے - اور سبب لعنت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے قتل پر آمادگی ---

مسیح تک پہنچانیکو ہمارا اوستاد ٹھہری تاکہ ہم ایمان سے راستباز گنے جاوین ۲۵ پر جب
ایمان (یعنی مسیح) آچکا پھر ہم اوستاد (یعنی شریعت) کے تحت مین نہین رہتی ختم ۲۳ و ۲۴
پولس مقدس کی اس تصریح سے جب شریعت کا کام صرف مسیح تک پہونچانا تھا اور جبھی تک
اوسکی قید اور نگہبانی مین تھے مسیح کے تشریف لانیکے بعد شریعت کی قید سے آزادی
ہوگئی تو پھر اب اوس نکمی کا کام کیا اوسکو ضابطہ تحریر مین لانے کے لئے سیرون کاغذ کو
رنگنا بے سود پس جو ہمارے علما نے فرمایا تھا کہ زمان فترت مین بعثت ختم المرسلین صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کے پہلے پہلے شریعت مٹ گئی تھی یہی کلام پولس سے ثابت ہوا۔ اور جب
آسمانی کتاب انجیل مقدس مصدق قرآنی پر وہ عبارت گذر گیا جسکی صورت ذیل کے
نوٹ سے مع تحقیقات مسیحی محققین ملاحظہ مین آتی ہے تو شریعت کون بیچاری ہے اور منزل
کی گم ہوئی کا پتہ اب کیسے لگ سکتا ہے گلتیون کا پہلا باب آیت ۶ مین تعجب کرتا ہون
کہ تم اتنی جلدی اوس سے جسنے تمہین مسیح کے فضل مین بلایا پھر کے دوسری انجیل
کی طرف مائل ہوئے (الی قولہ) ۱۱ پر اے بھائیو مین تمہین جتاتا ہون کہ وہ انجیل
جسکی مین نے خبر دی انسان کے طور پر نہین ہے ۱۲۔ اسلئے کہ مین نے اوسکو آدمی
سے نہ پایا نہ کسی نے مجھے سکھایا پر وہ یسوع مسیح کے الہام سے مجھے ملی ۱۳ اور تم
میری اگلی چال جب مین یہودیون کے طریق پر چلتا تھا سنچکے ہو کہ کیونکر مین خدا کے
کلیسیے کو نہایت ستاتا اور ویران کرتا تھا ۱۷۔ نہ یروشلم کو اون پاس جو مجھسے پہلے رسول
تھے گیا پر مین عرب کو گیا پھر وہانسے دمشق کو لوٹا ۱۸۔ تب اوسکے تین برس بعد
پطرس سے ملاقات کرنیکو یروشلم گیا۔ اور اوس کے ساتھ پندرہ دن رہا ۱۹ پر رسولون مین سے
کسی دوسرے کو نہ دیکھا مگر خداوند کے بھائی یعقوب کو۔ ایضاً باب ۲ ورس دو اور میرا جانا
الہام سے ہوا اور وہ انجیل جسکی منادی مین غیر قومون مین کرتا ہون اون سے بیان کی مگر
بزرگون سے نرالے مین تا نہو کہ میری حال کی اور اگلی دوڑ دھوپ بیفائدہ ہووے

رسول ماننے ہین سے پولس مقدس کے کلام صدر سے کھلے کھلا ثابت ہی کہ پولس جب یہودی
تہے عیسائیون کو ستاتے اور جوت کلیسون کو ہلاک کرتے تھے جب تو عیسائی ہوکر مسیح آسمان
نشین سے ہی الہام مین انجیل لیکر کسی دوسرے انسان سے عرب دمشق سو پہلے قلعتیہ
والونکو اپنی انجیل سے ... عیسائی بنا رہے تو اوس کے تین برس بعد پطرس سے ملے
یعقوب کے سوا کسی دوسرے رسول کو دیکھا تک نہین اور اپنی انجیل کو بزرگون سے تنہائی مین
سنوایا ہے تاکہ کہلا معلوم ہوا نہین تو دو فتح کرکے چرچے پہیلا کر اگلی کہیلی دوڑ دہوپ شامل
ہو اور اوس الہامی انجیل کی صحت پہ بتائی کہ وہ انسان سے حاصل نہین کسی آدمی سے سیکہی
اور باقی نہین بلا واسطہ مسیح کے الہام سے ملی ہے۔ حقانی الہام سے جس سے ثابت ہو گیا
کہ اناجیل اربعہ بھی اناجیل نہین کیونکہ وہ انسانی طور پر لوقا مرقس یعنی یوحنا جو کہ مصنفان
چار انجیلین ہین پڑھو لوقا باب اول آیت اول چونکہ بہتون نے کمر باندہی کہ ان کا موقعا
جو کہ بار اون شروع ہمارے درمیان انجام ہوئے بیان کرین ۲ جسطرح اونہون نے جو شروع سے
خود دیکھنے والے اور کلام کی خدمت کرنے والے تھے ہمسے روایت کی ۳ میسنے بہی مناسب
جانا کہ سب کو شروع سے تیرے لئے اے بزرگ تھیوفلس ترتیب لکہون وعلیٰ ہٰذا اعمال
باب ایک آیت اول اے تھیوفلس پہلی کیفیت مینے تصنیفات کی اون سب باتونکی جو
یسوع شروع سے کرتا اور سکہاتا رہا۔ دیکھو خطوط بنام جوانان ہند مطبوعہ لودیانہ امریکن
مشن پریس مین مرقوم ہے انجیل کی اصلیت و بہتری دلائل ذیل سے ثابت ہے کہ تیج
کی باپت چار متفرق تواریخین ہیں (الی قولہ) مسیح کا بیان اوس کے چار ہمعصرون نے
لکہا اون مین سے دو متی اور یوحنا مسیح کے دائمی رفیق تھے اور اون واقعون کو بچشم خود
دیکھتے تھے۔ تیسرا مرقس پطرس حواری کا رفیق تھا اور چوتھا مورخ لوقا پولس کا دائمی رفیق اور
ہمسفر تھا (الا قولہ) انجیل مین فقط ایک اور تواریخی کتاب ہی جسکا نام رسولون کے اعمال
ہی جسے پولس کے رفیق لوقا نے لکہا اوس مین خاصکر پولس کا حال جو مصنف کا دوست تھا

اور ہم سفر تھا مندرج ہے صفحہ ۲ انجیل برنباس مصنفہ پادری سلیم عبد الاحد صاحب
بی - اے - اور ڈبلیو - ایچ - ٹی گیرڈنر صاحب بی - اے کے صفحہ ۵ میں ہے - چنانچہ لوقا
نے اپنی تمہید میں لکھا ہے کہ بہتوں نے اسپر کمر باندھی ہے کہ جو باتیں ہمارے درمیان
واقع ہوئیں اونکو ترتیب وار بیان کریں جیسا کہ اونہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے
اور کلام کے خادم تھے انھیں ہم کو سونپا اس سے صاف ثابت ہو گیا تھا کہ ان
بیانات کو پڑہا اور اپنے زمانہ اضافہ کرکے ہم تک پہونچایا وہ بیانات کسی حد تک کار آمد تھے
اون کے بیہودہ متروک و معدوم ہو گئے اور اب چونکہ ان میں سے ایک بھی باقی نہیں اسلئے
عیسائیوں اور مسلمانوں کو اپنی مزید تحقیق کی کچھ ضرورت نہیں - لفظ پادری صاحبان ابتک
مسیح کی تبلیغ تمام ہوئی - جب خود لوقا مصنف انجیل و اعمال الرسل کے اقرار مندرجہ ہر دو کتب
سے پارلی صاحب مفسر انجیل کے مشہور بیان سے جسے پادریان کے بیانات مندرجہ
خود و انجیل برنباس سے کھل گیا کہ موجودہ اناجیل اربعہ و اعمال الرسل اونکے زمانہ کی واقعات
کی تواریخیں ہیں - اور کوئی صاحب یہ نہیں کہتے کہ ان میں سے فلان رسالہ مسیح پر من جانب
اللہ نازل ہوا ہے بلکہ اوس کلام الہی کے متروک و معدوم ہو جانیکا اقرار بھی دیدیا کہ ان
بیانات کو لوقا نے دیکھا تھا اور اس کا مطلب اپنی عبارت میں ہم تک پہنچایا ہے پولس
غیروں کی انجیلوں سے مناکر اپنی انجیل پر لگاتے اور اوس کو مسیح کے الہام سے ملاکر
غیر کے ملی ہوئی بتلاتے ہیں - حالانکہ مسیح اوس وقت زندہ میں نہ تھے - پھر بھی ان تاریخوں کی
سند جو سمعیات میں کا ماہیر فار دہے - اور ان بے سند تواریخوں میں بعض مضامین
انجیل منزل من اللہ بطور اقتباس کے بطور حکایت ہوتے بھی تو ان سے اس
پوری راہ نجات انجیل کا کام نہیں نکل سکتا جسکے وجود سے آنے والی نسلوں کا دین
قائم رہ سکتا ہے بموجب ہدایت آیۃ علیم و خبیر قرآن کے قل یا اھل الکتاب لستم
علیٰ شیٔ حتیٰ تقیموا التوراۃ والانجیل یعنی کہہ دے اے اہل کتاب تم کسی چیز پر نہیں

(دین کی) یہانتک کہ قایم کرد توریت اور انجیل کو ترجمہ تمام ہوا یہ آیت صاف دلالت کرتی ہے کہ توریت اور انجیل قایم نہین توریت کی عبارت تغییر تحریف سے ایسی ہموار ہوگئی ہے کہ متن کی تفسیر سے امتیاز نہین انجیل کا نام ہی نام باقی ہے۔ قرآن کریم جس توریت و انجیل کی تصدیق کرتا ہے اون کی صفت یہ بتلاتا ہے نزّل علیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ[1] وانزل التوراة والانجیل من قبل ھدی للناس یعنی اوتاری اوس (تعالیٰ شانہ) نے تجھپر کتاب (قرآن) ساتھ حق کے جو تصدیق کرتی ہے اوس کی جو اوس کتاب کے دونون ہاتھون کے درمیان ہے (یعنی اوس سے پہلے) اور نازل فرمایا اوس نے توریت اور انجیل کو پہلے لوگون کی ہدایت کے لئے انتہی اس آیت سے کہلگیا کہ بین یدیہ ہو یا بین ایدیکم عرف قرآنی اور محاورات عرب مین پہلے کے معنی مین بھی آیا ہے من قبل اوس کا عطف تفسیری ٹہر کر خود اس مرحلہ کو آل عمران کی اس آیت مین طے کرتا ہے ورنہ قرآن کے دو یا قدر کیسے تمام آیات قرآنی اس مضمون کی جہان توریت و انجیل کی تصدیق کرتی ہین تو اونکو خدا تعالیٰ کی نازل فرمائی ہوئی کے ساتھ مقید کرتی ہین تاکہ اس احترازی قید سے لوگون کی تاریخی تصنیفات کو نکال دینا اور توریت و زبور مین جو کلام الٰہی کے ساتھ لوگون کے ہاتھ پھیر مل گئے ہین اون کو اس تصدیق سے جہانتک مین آیا یہ میرا خیال سرانجام رہی مذکورہ بالا آیات عہد جدید سے ثابت ہونا ٹھیک ہے یا نہین اس کا جواب بتصدیق و غیر تصدیق خود ارقام فرمائین اور یا اپنے غیر سے دلائین اسلئے کہ میرا خیال یہ ہی کہ کتب سماویہ مین سے کسی کتاب پر خواہ وہ عہد عتیق کی ہو یا عہد جدید کی کوئی حرف نہ آسکے پس کوئی تاویل مناسب ان اعتراضون سے

[1] اور جیسے بین یدیہ یہان ہے ایسے ہی سورہ احقاف کی آیت ذیل مین ہے قالوا انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسیٰ مصدقا لما بین یدیہ الآیہ یہی قرآن کے دونون ہاتھون کے درمیان یعنی قرآن سے آگے قرآن سے نزول مین پہلے۔

اُٹھائے گی جو میرے خیال میں کتب مذکورہ پر پڑتے ہیں مثلاً یوحنّا انجیل کے باب ۵ ورس ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ سے جو آئندہ آتا ہے اوس خبر مسیحی سے معلوم ہوتا ہے کہ توریت کا ایک شوشہ تک نہیں مٹا تو اُسپر تحریف کا شبہ کیسے ہو سکتا ہے۔ مگر جب غور کیا تو اس سے بھی تحریف سے امان نہیں ثابت ہوتی اس لیے کہ اول تو اوسی باب کے ورس ۳۳ سے مسیح کا خود تحریف کی شکایت کرنا آئندہ آتا ہے دوسرے توریت کے متن کی عبارت شرح کی عبارت کے ساتھ ملکر ایسی مختلط ہو گئی ہے کہ متن کو شرح سے جدا پہچاننے کی ۔ یہ امتیاز باقی نہیں رہی ہے شارح کے باطل خیالات جو متن میں مل گئے ہیں جیسے خدا کا پچھتانا اور دلگیر ہونا اور آسمان و زمین پیدا کرنے سے فارغ ہو کر ساتویں دن عرش پر آرام کرنا وغیرہ یہی تحریف بزیادت ہے ۔ متن کا نقطہ شوشہ مٹا نہیں مگر باطل تو ملگیا ۔

سوال دوسرا شریعت کے منسوخ ہونیکی دوسری وجہ تحریف بھی ہے اور اوسکی شکایت کچھ قرآن کریم ہی کو نہیں ہے ۔ اشعیا اور ارمیا اور عیسیٰ علیہم السلام بھی اوس کے شاکی ہیں بطور اختصار والتقاط استفسار سے اتنا یاد ہے نسخہ عربیہ سنہ ۱۸۶۱ اشعیا باب ۲۴ ورس ۵ انّہم تعدّوا مواہب الرب وبدّلوا امر العہد الابدی یعنی یہودیوں نے تجاوز کیا حکم شریعت سے اور بدل ڈالیں توریت کی باتیں (دلیل ۸) نسخہ سنہ ۱۸۳۶ ارمیا باب ۲۳ ورس ۳۰ اینک من مخالف ان پیغمبرانم کہ ہر یکی از ہمسایہ کلمات مرا مے دزدند ۳۱ اینک من مخالف آن پیغمبرانم کہ زبان خود را دراز میکنند و میگویند کہ او گفتہ است (الی قولہ) ۳۶ کلمات[1] خداوند حی خداوند افواج خدائے ما را تغییر میدہند ۔ دیکھو قرآن شریف بھی اسی کی تصدیق کرتا ہے کہ اگلے اہل کتاب حق باتوں کو چھپاتے ہیں اور اپنی بنائی باتوں کو کہتے ہیں کہ خدا نے کہا ہے کہ خدا کے کلام میں تغییر و تبدیل[2] کرتے ہیں (دلیل ۹) نسخہ سنہ ۱۸۳۶ء متی باب ۵ ورس ۳ انظلتم کلام اللّٰہ الحیّ سیدنا یعنی اے یہودیو تمنے ناکارہ کردیا کلام الٰہی کو اپنی بدعتوں کے لیے

ع۱ کلمات الٰہیہ میں تغییر کی شکایت ہو رہی ہے نہ صرف معنوی تحریف کی ۔
ع۲ بدلوا کلام اللہ

جب تک غلط ملط ہو حق کو ناحق کا لباس نہ پہنایا جائے صرف معنی بگاڑ دینے سے کلام الٰہی کو باطل کرنا صادق نہیں آسکتا معنی بگاڑنے سے ذی معنی نہیں بگڑ جاتا ان آیتوں باطل تفسیر متن کے ساتھ ایسے طور سے ملجائے کہ متن کی امتیاز نہ رہے تو مرجع اس تحریف معنوی کا بھی طرف تحریف لفظی کے ہی ہوگا کتب اشعیا وغیرہ انبیا علیہم السلام اور قول عیسیٰ علیہ السلام اور قرآن سب اس بات میں ہمزبان ہیں توریت متداول وہی شرح ہے اور خالص متن توریت کا دنیا میں کسی کے پاس نہیں بعض انبیا بنی اسرائیل کی زبانی یاد جب ظہور میں نہیں آئی تو متن کو شرح سے جدا سمجھنے کے لیے کوئی باعث امتیاز اب پیدا نہیں ہو سکتا

دلیل (۱۰) صفحہ ۳ پطرس حواری اپنے دوسرے خط کے دوسرے باب کے شروع میں یہودیوں کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ تم میں جھوٹی باتیں تعلیم دینے والے پیدا ہوں گے جیسے آگے جھوٹے نبی گذرے ہیں اور وے لوگ ہلاک کرنے والی راہیں داخل کرینگے الخ مجموع ہلاک کرنے والی خفیہ راہیں داخل کرنا صاف دلالت کرتا ہے اس پر کہ انکی جھوٹی مہلک تعلیم صرف زبانی اور مذہب جداگانہ نہ ہوگی بلکہ اصل کتاب ہی میں داخل کرکے حق و باطل یکذات کر دیا جائیگا جیسا کہ مشاہد ہے کہ اصلی انجیل منزل من اللہ معدوم کوئی بیان ان کا ملفوظ موجود نہیں اور جو بطور روایت بالمعنی بے سند موجود بھی ہے ان کی بھی بطرز ا صاحب کی حاشیہ نگاری کا ظہور ہو چکا (پولس غلاطیہ کلیسیون ۱ باب ۲ میں عیسائیوں کی طرف مخاطب ہو کر لکھتا ہے کہ تم ایک نئی انجیل کی طرف انتقال کیا چاہتے ہو کہ وہ مسیح کی انجیل نہیں اور تم میں سے بعضے ایسے ہیں کہ مسیح کی انجیل کی تحریف کا ارادہ رکھتے ہیں دعا کے ترجمہ میں یہ آیت ساتویں پر ہے سو وہ دوسری تو نہیں مگر بعضے ہیں جو تم کو گھبراتے ہیں اور مسیح کی انجیل الٹ دینی چاہتے ہیں صفحہ ۳۲ نئی انجیل کی جگہ دوسری تجویز ہوئی اور پھر دوسرے ہونے کی نفی کی۔ مگر بعضے گھبرانے والے مسیح کی انجیل الٹنے کے چاہنے والے پھر بھی رہ گئے) دلیل ۱۱ و ۱۲ میں تراجم کے باہم مختلف

معارض و متناقض ہونے سے تحریف پر استدلال ہے اسلئے کہ وہ الفاظ مشترک
المعانی ہونے پر محمول نہیں ہو سکتی اور تحریف عقلاً ممتنع نہیں خصوصاً اوس صورت میں
کہ کتاب خاص خاص اونہیں لوگون کے پاس ہی ہو جنکی بے ایمانیان حضرت عیسیٰ
اور حواریوں نے بیان کین آیندہ نظم قرآنی کو معجزہ مانکر جو فنڈر صاحب نے معجزہ ناقص
ٹھہرایا ہے اور تحریف لفظی کی مثال کی ہے اس کا رد وافی شرح او ربسط کے ساتھہ
کردیا ہے جو صاحب اس پر مطلع ہوا چاہیں کتاب مذکور مین ملاحظہ فرمائین پس ہدایت
اصل دین عیسوی کی صرف زبانی یاد اور توارث پر وہان تک قائم رہ سکتی ہے ۔ جہانتک
تابعین کی رفتار مشہور ہے کے نقش قدم کو بڑہائے بڑہاتے اوس کی اصلی جگہہ سے
بے پتہ نہ کردے ۔ ہان ہدایت دینی جب بمقام ہوگی جب یہ کتاب اکثر خواص عوام
کے سینون مین محفوظ سفینون مین مکتوب بہ تقسیم و اشاعت عام ہو جاے جیسے
قرآن مجید جو پہلا تیرہ او ہما سے ہی بالفاظہ و مرادہ بحروف و حرکات سکنات وغیرہ
کی حفاظت کے ساتھہ مع اختلاف قراءات و نواحات اسلامی سرگرہ مین ہر جگہ پہنچا ایک متن
جدا متداول و متواتر چلا آتا ہے تغیر بادر اسے کسی کی چلنے نہین پاتی اوس سے ہر امر
عملی و اعتقادی کی حد بندی ایسی ہو گئی ہے کہ جہان عملی احکام مین بیچ کسی حکم کسی اقتضا
کو سہارا ملتا ہے اور وہان بطور توشیح وہ صورتیں ناظر چلی آتی ہین لاکن مفتری کو
موقع نہین ملتا جو نکالے وہ الگ رہتا ہے دین محفوظ مین یکتات ہوکر یہ اشیاء
نہین بن سکتا کسی صحابی کی یہ شان نہیں کہ اسے قلا لینے تم دوسرے قران کی
تلاش چاہتے ہو اس لیئے کہ وہان تو وہ حفاظت ہو چکی ہے جسکی نظیر کتب عہد عتیق و عہد جدید
کے لیئے ملنی محال ہے ۔

اسلامی روایات احادیث بلکہ روایات مسائل فقہا و ہر تاسف فقہ بضرورت باعتبار سند
و نقد رجال وغیرہ ایسے مستقیم ہو گئی ہین کہ اون میں موضوعات ملا کر کوئی ہر ہیت کو اوکی

امتیاز ہو جاتی ہے اور ہمارے عقائد کا قطعیات پر ہے نہ ظنیات اور پہیلیوں پر۔ حاصل یہ کہ جو سامان دین کی حفاظت کے اسلام میں موجود ہیں وہ کتب عہد جدید و عہد قدیم کو نصیب نہیں ہوئے بلکہ شریعت عیسوی تو ایسی مندرس ہو گئی کہ اب اوس کا سراغ لگانا گویا عنقا کا تلاش کرنا ہے جسکے مٹ جانے کا پورا پتہ کتب عہد جدید سے عنقریب ہی دیکھ چکا ہوں پہیلا خیال آیات مذکورہ بالا سے جسکی صراحۃً تائید ہوتی ہے آیا صحیح ہے یا اس کی تاویل کسی ایسے راز پر مبنی ہے جسکے آسمانی کتاب میں درج کرنیکی ضرورت نہیں تھی۔

سوال تیسرا۔ میرا خیال ہے کہ شریعت کو پس پشت ڈالنے کے بعد جو نئی نئی باتیں بجائے اونکے مروج ہوئیں اون کا انجام بخیر نہوا از انجملہ بیواؤں کے بے نکاح رہنے کی ہدایت بیاہ کرنے سے روک عمر بھر کنواری رہنے کی افضلیت جتلانے نے وہ پھل پایا جسکا ذکر آیات ذیل پر عمل کرنے کے ثبوتوں میں شمار کیا جاتا اور اظہار میں آتا ہے۔

۱۔ تمطاؤس ۵ باب آیت ۹ و ۵ بیوہ فرد میں لکھی جاوے جو ساٹھ برس سے کم کی نہو الخ ۱۰ اور نیک کاموں کے سبب نامور ہو اگر اوس نے لڑکوں کی تربیت کی ہو۔ اگر مسافروں کو اپنے یہاں اتارا ہو اگر مقدسوں کے پاؤں دھوئے ہوں الخ ۱۱ پر جوان بیواؤں کو نا منظور کر کیونکہ وے جب مسیح کے برخلاف نفسانی ہوتی ہیں تو بیاہ کیا چاہتی ہیں ۱۲ جن کو الزام ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے اگلے ایمان کو چھوڑ دیا۔ ایضاً اول قرنتیوں کا ۷ باب آیت ۲۸ لیکن اگر تو بیاہ کرے تو گناہ نہیں کرتا اور اگر کنواری بیاہ کرے تو وہ گناہ نہیں کرتی پر ایسے لوگ جسم کی تکلیف پاوینگے۔ اور میں تمھیں بچانا چاہتا ہوں الخ ۳۷ پر جو کوئی ضرورت نہیں (الی قولہ) اور دل میں یہ ٹھہرانے کہ میں اپنی بیٹی کو بن بیاہی رہنے دیگا تو وہ اچھا کرتا ہے الخ ۴۰ پر اگر (رانڈ) بن بیاہی رہے تو وہ میری دانست میں زیادہ سعادتمند ہے اور میں جانتا ہوں خدا کی روح مجھ میں بھی ہے۔ باب مذکور آیت ۸ سو میں بن بیاہے مردوں اور بیوہ عورتوں سے یہ کہتا ہوں کہ اُنکے لئے اچھا ہے کہ وے ایسے رہیں

جیسا میں ہوں گلتیوں کا نام باب ۴ آیت ۱۴ اسلئے لکھا ہے کہ مجھ کو [illegible] ہوں کہ میری
مانند ہو جاؤ [illegible] (کا اجر) کیونکہ تھے خدا کے فرشتے کی مانند [illegible] کی مانند ہوں گا
[illegible] ۱۳ اور پولس یا [illegible] ۹ باب آیت [illegible] میں ہو [illegible]
درمیان یہودی سا تھا تا کہ یہودی [illegible] ۲۰ اور [illegible]
شریعت سا تا کہ بے شریعت لوگوں کو کھینچ لاؤں ۱۰ باب آیت ۲۲ سب کچھ [illegible]
[illegible] سب کچھ موقع [illegible] ۱۰ باب آیت [illegible]
[illegible] سب کا موقع [illegible] پولس [illegible] ہمیشہ اپنے [illegible]
زیادہ جانتے ولے یعقوب کو توریت کی کتاب پیدائش کے باب ۳۸ میں [illegible]
[illegible] کر [illegible] فلاں [illegible]
جیسے [illegible] زنا کرتا [illegible] اور اسکی انگوٹھی
اور [illegible] اپنے [illegible] قتل کر دیا معلوم ہوتا ہے
[illegible] فلاں [illegible] کرانے کے بعد [illegible]
زنا کرنا [illegible] اور [illegible] کی کتاب [illegible] معلوم [illegible]
فلاں قوم کی کنواریوں کو [illegible] کنواریاں [illegible] اور زنا
[illegible] اور [illegible]
[illegible] ان [illegible] اور ان کے [illegible] کو [illegible]
[illegible] احسان [illegible] کو [illegible]
[illegible] اور [illegible] ان کی [illegible] اون [illegible]
[illegible] ان [illegible]
[illegible] فرعون [illegible] نام لکھا [illegible] ان سے
[illegible] اسپر [illegible] پولس کے [illegible]

کم نہیں تو نتیجہ اس کا یہی ہے وہ جو نتوں کے ہاتھوں سے زندے بچوں کا گرجہ کے
صحن میں چھپا چھپا کر دبانا وقوع میں آیا ہے افسوس اسی ان گری کی نئی کی ازبین پولائیں
پادری کے ہاتھوں سے جو جو مظالم ظہور میں آئے اور خود جو اس ہرگز نہیں تواریخ کے جاننے
والوں پر پوشیدہ نہیں ہیں پین کا باپ الفانسو فرانس کا ماتحت صوبہ دار اور فلورنڈا بہن اور
فلوران مرثیہ بالجبر اضیں پولائیس کے ہاتھوں قتل ہوئے اور خود بھی کہلاتے اور
ہیں بنت الفانسو غیرہا کے قتل کے مرنے مرتے ارزومندہی جہان سے سدھارے۔
اور منجملہ ان کے ایک حکم ختنہ کا بھی ہے جسکی تحقیقات میں ابھو بعد یہ پہلے یہ ملاحظہ فرمائیے
متی باب ۵ درس ۱۷ یہ خیال مت کرو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتاب منسوخ کرنے کو
آیا میں منسوخ کرنے کو نہیں آیا۔ بلکہ پوری کرنے کو آیا ہوں ۱۸ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا
ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ ٹلیگا
جب تک سب کچھ پورا نہو۔ ۱۹۔ پس جو کوئی اُن حکموں میں سے سب سے چھوٹے کو ٹال دیوے
اور ویسا ہی آدمیوں کو سکھاوے آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائیگا
پر جو کوئی عمل کرے اور سکھلاوے وہی آسمان کی بادشاہت میں بڑا کہلائیگا۔ جس ۹
اب ایک بڑے بھاری حکم کو توریت شریف کے ملاحظہ فرمائیے جسپر عہد بھی لیا گیا تھا اور بھی
تارک کو ایمان والوں کی جماعت سے نکال دینے کا حکم ہو چکا تھا وہ یہ ہے پیدایش باب ۱۷
درس ۱۳ لازم ہے کہ تیرے خانہ زاد کا ختنہ کیا جاوے اور تیرے زرخرید کا ختنہ کیا جاوے
اور میرا عہد تمہارے جسموں میں عہد ابدی ہوگا ۱۴۔ اور وہ فرزند نرینہ جسکا ختنہ نہیں ہوا
وہی شخص اپنے لوگوں میں سے کٹ جاوے کہ اُس نے میرا عہد توڑا مگر ختنے سے مقصود
تھا وہ بھی بتلا دیا ہے باب مذکور کی آیت ۱۱۔ اور تم اپنے بدن کی کھلڑی کا ختنہ کرو الخ
دیکھو اس نے بجائے اپنے دل کی ختنہ کرنے کے تحریف کر کے بہ معنی ذکر ہی سے منسوخ دیا۔ دیکھو یہ
حکم ابدی آسمان و زمین کے ٹلنے سے پہلے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مرضی کے خلاف

مٹا جا گیا اس کے مٹانے والے نے مسیح کے اس قول اور وعید کا (آسمان اور زمین
ٹل جائینگے پر توریت کا ایک نقطہ یا ایک شوشہ ہرگز نہ مٹیگا جو اوس کے چھوٹے سے حکم کو
ٹالے اور ویسا ہی لوگوں کو سکھلاوے آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلایگا) پاس
و لحاظ نہیں کیا ملاحظہ ہو گلیتیوں کا ۵ باب ورس ۲ دیکھو میں پولس تم سے کہتا ہوں اگر تم
ختنہ کراؤ تو مسیح سے تمھیں کچھ فائدہ نہوگا الخ تم جو شریعت کی رو سے راستباز بنا چاہتے ہو
تو مسیح سے جدا ہوئے تم فضل کی نظر سے گر پڑے ص ۲۲۵ تمام سعی پولس مقدس کی توریت
کے مٹانے پر تلی ہوئی ہے یہاں بھی اوسی کا اظہار ہے شریعت اسلام کو ختنہ کے منسوخ
کرنے کی مجال نہوئی اس لئے کہ حکم ابدی میں نسخ نہیں ہوتا اس کے منسوخ کرنے میں خبر ابدیت
کی تکذیب ہو جائیگی اور ایک کلام الٰہی دوسرے کلام الٰہی کا مکذب ٹھہریگا اور مکذب کلام
الٰہی و حکم الٰہی نہوگا مسیح کا خود ختنہ ہوا دیکھو لوقا باب ۲ ورس ۲۱ — اور جب آٹھ دن پورے
ہوئے کہ لڑکے کا ختنہ ہو اوس کا نام مسیح رکھا گیا ص ۱۰۳ جب عیسیٰ علیہ السلام اور پطرس کی مجال
نہوئی کہ اس حکم ابدی کو توریت کے مٹائیں تو ختنہ کرانیوالے کو مسیح سے جدا کرنے فضل کی نظر
سے گرانیکی ہمت عجیب بات ہے وہاں توریت میں نامختون نکالا جاتا ہے یہاں ختنہ کرانے والا
نکالا جاتا ہے باوجود اس تناقض و تضعف کلام کے پڑھو گلیتیوں کا باب ۲ ورس ۷ لیکن برخلاف
اس کے جب انھوں نے دیکھا کہ نامختونوں کے لئے انجیل کا امانت دار ہوا جیسا مختونوں کے
لئے پطرس الخ بھلا جب توریت کا عہد الٰہی و حکم ابدی ختنہ کا کرانا بھی انجیل کی امانت داری ہو
جسکا ملنا مع دیگر احکام لوحی آسمان و زمین کے ٹلنے سے پہلے سید نا عیسیٰ علیہ السلام تجویز
نہیں فرماتے اوس پر یہ کیسی عصبیت ہے کہ اگر تم ختنہ کروگے تو تمکو مسیح سے کچھ فائدہ نہوگا تم مسیح کو
جدا ہوئے فضل کی نظر سے گرے ص ۲۳۳ گلیتیوں پطرس نے جو عہد ابدی و حکم مسیح کی تعمیل
کی تو کیا اونکو فضل کی نظر سے گرنا مسیح سے جدا ہونا منظور تھا مسیح کے جان نثار حواری شاگرد
مصاحب کہنے والے تو مسیح سے جدا ہوں اور جنھوں نے حضرت مسیح کو دیکھا تک نہیں وہ لوگ

مسیحیت کے وارث ہیں۔ مذکور ہے کہ اس ختنہ کی موقوفی کو دین میں شریف راہ داخل کرنا گیا تھا
تو یقیناً نہیں تھا اسلئے کہ پولس کو تو ... سے الہام ہوتا تھا اسواسطے کہ ... انجیل کا حکم ہے
پطرس کے پاس جسکے خلاف اور توریت کے موافق حکم ہے جسکو پولس انجیل کی ... وکلا
زمانے میں تو یہ خیال ہوتا کہ ختنہ کی موقوفی کا حکم جو پولس نے ... دین میں دیا ہے
دین میں ... داخل کر دی - باب مذکور درس ۱۱ پر جب پطرس انطاکیہ میں آیا تو میں نے روبرو اسکی
مقابلہ کیا اسلئے کہ وہ ملامت کے لائق تھا ۱۲ کیونکہ ... یعقوب کی طرف سے آگے نو ختنہ والوں سے ڈر کے
پیچھے ہٹا اور الگ ہو گیا ۱۳ اور باقی یہودیوں نے بھی اسکے ساتھ ریا کاری کی ۱۴ جب میں نے دیکھا
وہ انجیل کی سچائی پر سیدھی چال نہیں چلتے تو میں نے سب کے سامنے پطرس کو کہا کہ ...
تو کس لیے غیر قوموں کو یہودیوں کی طرح چلنے پر مجبور کرتا ہے ... کہاں ختنہ کا حکم
انجیل کی ... وہ انجیل کی سچائی پر سیدھی چال نہ چلتا اور ریاکاری کرتا ...
ختنہ کے ... غیر قوموں ... آزادی پانے والی ہوا ...
اتار ... اور ... والی ... پولس مقدس ... اتفاق سے کر گیا۔
... خدا کے فرشتہ کی مانند ... مسیح کی مانند قبول کیا۔ جیسا کہ ... کو لکھا
... پیش کر رہا ہوں کہ پولس مقدس کے مذکورہ بالا احکام و تعلیم کی تفصیل ... لائی ...
آیات ... پیدا ہوا کہ ... سے ... گشت نہیں کر رہا ہے۔ بلکہ ... آیات ... صدر ...
... جو ... خود ... یاد ... اسلئے کہ سچے آسمانی دین پر سے
... دلیلوں سے ادیان ... کے حق ماننے والوں کا فرض منصبی ہے
... آسمانی ... کو ... لوگوں کی ... رسم و رواج کا اثر ...
... ہوتی ...

چوتھا سوال ... کتب عہد ... نقل کرتا ہوں جسکی وجہ سے مجھے کچھ عرض
کرتا ہے ... انجیل ... سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد باب ... آیت ۲۱ -

ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے آسمان کی بادشاہت میں داخل ہوگا مگر وہی جو میرے
باپ کی جو آسمان پر ہے مرضی پر چلتا ہے ۲۲ اس دن بہتیرے مجھے کہینگے اے خداوند اے خداوند
کیا ہمنے تیرے نام سے نبوت نہیں کی اور تیرے نام سے دیووں کو نہیں نکالا اور تیرے نام سے
بہت سی کرامات ظاہر نہیں کیں ۲۳ اور اسوقت میں ان سے صاف کہونگا کہ میں کبھی تم سے واقف
نہ تھا اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو فقط سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تو ان آیات میں دعوان کے
ساتھ ایسے اہل بہت سی کرامات دکھلانے والوں (جو باعث گمراہی خلق ہوتے) دور فرماکر بدکار
فرماتے ہیں کہ میں تم سے کبھی واقف نہ تھا اس کے ساتھ ہی جب ہم اس پر نظر کرتے ہیں کہ پولس
مقدس نے مسیح کے نام سے نبوت کی آپ کو ان کا رسول بنایا ہوا کہا بغیر کے مسیح سے
الہام میں انجیل باب ۲ دیکھیے کیا حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان سے نہ واقف تھے نہ پولس
آپکے زمانہ میں آپ سے ملاقی ہوئے اور نہ کوئی معجزہ دکھلایا بلکہ معجزوں کے طلبگاروں کی طلب کو
یوں ٹھکرایا کہ جیسے مجروح کو حیات سے فقط مسیح کی مصلوبیت ہو العسری میری لائی ہوئی انجیل
درحقیقت مطابق تاریخ لوقا کواوسکی ماہیت بتا مسیح بھیجا تو اور بیشک پولسی تعلیم فقط کے
[illegible] نے بہت لوگوں کو آسانی و آزادی اپنے سبب کچھ حلال سب روا کی خوشخبری وغیرہ سنانے
کی وجہ سے آسانی اور بہانہ ڈھونڈنے والوں (جو یہی) جماعت کی نظروں میں مقبول ہو چکی تھی جسکے
بل پر پولس کو ملامت کرنے پر ناکس کردیاگیا شہرت اسکی کی ہمت ہوئی جو پولسی تعلیم کا نتیجہ بیکھنے سے
خیال بہت پختہ ہو جاتا ہے کہ مصداق متی کے باب ۷ کی آیت ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ کے پولس مقدس سب
سے پہلے ہیں اور بطرس حواری کے دوسرے [illegible] شروع کے [illegible] آپ
ہی کہیں آیا یہ خیال میرا ٹھیک [illegible] صدر وغیرہ ...... مجھے یا [illegible] ٹھیک نہیں ہے تو میری
تشکیک ہوجاتی یا کرادیجائے اسکا جواب ملا ۔ استفتا کا جواب [illegible] علماء اسلام
سے دریافت کرو جن کو اس امر میں پوری مہارت ہو [illegible] مسلمان [illegible] ان کو ہم [illegible] اسلامی
شریعت کے رستے آنا لکھا ہوں کہ شریعت اسلام [illegible] اور [illegible] کے [illegible]

اُتارنے کا حکم دیتی ہے اور نہ اون مے مقدسون کے پاؤن دہلوانے دہلوانے سکہا نہ سدا کنواری
بیٹھلانے نن بنا بیکا بلکہ وہ تو اس مادہ کا قلع قمع کرنے اور فحش اور بیحیائی کے ڈھکوسلون کوموقع ہی نہیں دیتا
دیتی پڑھو سورہ نور مین محکم آیت کتاب اللہ کی وَانْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ
مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ اِنْ يَكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ الایۃ اور لیے
نکاحی نہ رہنے دو یا یہ) نکاح کی قید میں لاؤ بے عورت والے مردوں اور بے شوہر والی عورتوں کو
(جو) تم میں ہیں اور اپنے (قابل نکاح) نیک باندی غلاموں کو اگر وہ ہون گے مفلس اللہ اون کو
غنی کرے گا اپنے فضل سے اور اللہ سمائی والا فراخی بخشنے والا ہے سب جانتا ترجمہ تمام ہوا۔
فتح الرحمان وقادری سانڈ رنڈ سے کنواری کنوارے باندی غلام تک جب نہ بیاہے نہ ہل چھوڑے
جاتے سوائے اون کے جو بیاہ کے قابل نہین تو سادہ قراء تار نے مقدسون کے پاؤن دہلوانے کو
نہ کوئی سانڈ خالی اور نہ تن بنتے ہر کوئی کنواری متوالی اور نہ تن بنا کر ڈھب لگا ٹیکا موقع کسی
تارک الدنیا بنتے والے دنیا ساز کو ملتا نہ مشغول کرنے والے ہوا بازکو تعدد ازواج کے حکم توریت
شریف کو چار تک کی تحدید سے مقید کر دینا عین حکمت پر مبنی ہے۔ تجربہ نے بھی اوس کو فتنہ
کی جڑ کاٹنے والا ثابت کر دیا ذرا ولایت کے اخبارون سے سنہ ۱۹۱۵ء و سنہ ۱۹۱۶ء وغیرہ کے المشیر الیہ
وغیرہ پرچون میں تو دیکھو کہ فلان جگہ یورپ میں دس لاکھ کنواریان معہ دولتا بلبس سانہ فالتو ہین
اور فلان جگہ اتنی اور فلان جگہ اتنی - ایک مرد کے لئے ایک عورت کے بٹوارہ کا حکم فطری مستورکے
لئے جبکہ کافی نہوا ایک کو ایک دینے اور دوسرے حرام کر دینے پر جب لاکھون کنواریان فالتو
بچ رہین تو بتلاؤ اونکی حاجات انسانی متکفل کون سی حالت ہوگی جبکہ ان بنانے پر تجربہ وہ مصیبت
دکھا چکا جسکا بیان بحوالہ کتاب تاریخ جاپان کے ۔۔۔ ہو چکا بس اگر ایسے جوش جوانی میں
جوجو بے اختیاریان بدخواہیان ہو جائین اونپر ان کا بگلا ہو سنا کوئسی حکمت پیدا ہوگا - اور
پھر دیکھو کس قدر کنواریان حاملہ ولایت کے اخبار بتلا رہے ہیں - اگر کسی نا صوتر کو درد اور کسی کو
حسب حاجت نہیں - اور کسیکو حسب ضرورت چار بیاہ دیجائین تو ہمارے کان سکاہے کو سنتے

کہ اتنی اتنی کنواریاں فلاں فلاں جگہہ فاتو اور اتنی اتنی حاملہ عنقریب مائیں بننے والی بچے جننے والی

ہیں اگر کوئی صاحب مذکورہ کا مقلد دل چلے پر یہ کہے کہ جس رائے سے تمام انبیا و سلف کی خلاف

ایک بی بی کے سوا دوسری سے نکاح کرنے کو حرام اور زنا کہدیا ان زناؤں سے اوس کا دل تو

ٹھنڈا ہوگیا تو اوس کو اس کا کیا جواب دیا جائیگا ۔ ہاں اگر کہہ سکتے ہیں تو اسقدر کہہ سکتے ہیں کہ یہ حکم

مسیح کا متی کے باب ۵ کی ورس ۹ کے بموجب ہے تو یہ متی کے ہی باب ۵ کی آیت ۱۷ اور ۱۸ اسکے

متعارض ہوگا اسلئے کہ اون میں تو مسیح کا یہ قول ہے کہ میں نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے

نہیں آیا پس جبکہ قول مسیح کا صدق ضروری ہے تو تعدد نکاح کا حکم انبیا سلف و توریت کیسے

منسوخ ہوسکتا ہے جبکہ خود مسیح ہی فرماتے ہیں کہ نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے کو نہیں آیا توریت کا

ایک نقطہ ایک شوشہ ہرگز نہ مٹیگا اور اوس کے چھوٹے سے حکم کا ٹالنے والا حقیر ہوگا جیسا کہ متی باب ۵

ورس ۱۷ تا ۱۹ سے ظاہر پس متی باب ۵ ورس ۹ میں جو ہے واجب التاویل ہوگا اور تاویل کی

ضرورتیں بہت ہیں منجملہ اون کے ایک یہ کہ جسکو دوسری بی بی کی ضرورت ہو محض چلانے اور دوسرے کے

کام چلانے کو رکھے اسکو منع فرمایا ہوگا نہ ضرورتمند کو ۔ اور تعارض کی صورت میں تحریم ہرگز ثابت

نہیں ہوسکتی ہاں اگر گنجائش تاویل نہ ہو تو تحریف ثابت ہوسکتی ہے پس جو حکم بغرض تسلیم خلاف ہے

شرایع انبیا سلف کے بلکہ خود اپنے ہی قول کے وہی محرف ٹھہریگا تامل ہے سوچو انجام

بجز اسکے کیا ہوا اور نتیجہ کیا کونسی خرابی کا منشا ہوا پس مقدس کی تعلیم میں کنواری کنواریوں کو جسمانی

تکلیف سے ڈرا کر نکاح کی خواہش ۔۔ کو ایمان جاتے رہنے کی دھمکی دیکر تجرد میں بیاہا کیا گیا

یا انکا رکن کو مسافر و نکے ٹھہرانے مقدسوں کے پاؤں دھلانے پر مامور کیا گیا مساٹھ

برس کی ہو جانے پر عورتوں کی فہرست میں لکھا جاتا اوس کا انجام نظر پر تقریبات آلات

مذکورہ بالا جو ہوا سو معلوم ہوا ۔ اسلامی تعلیم میں جو دور اندیشی سے کام لیا گیا یا آئینہ کو

مثل دیا ظاہر کے جاننے والے پر سب روشن تھا تو انجام خراب کی تعلیم وہ کیسے دیتا ۔ آیت

حدیث میں دیکھو کسی کنواری کنوارے رانڈ رنڈوے یا باندی غلام تک کو بن بیاہا نہیں

چھوڑا جاتا اور نکاح کی برکت اور بے نکاح رہنے کی شامت میں کیا بیان کروں واقعات
دنیا اور وقایع نکا یورپ سے بخوبی کھل چکے اوس طرف بن بیاہا رہنا اوسکا اہتمام اور باعث
بے نکاحی سے نکاح نہ چھوڑنے کا اہتمام اور نکاح نہ کرنے والے جاہلوں سے صحیح
کو صحیحین کی حدیث میں بہت ستایا جاتا ہے وَاَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ
مِنِّي یعنی اور نکاح کرنا میری سنت ہے پس جو کوئی اعراض کرے اوس سنت تو وہ میرا نہیں
یہ مشکوٰۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ کی فصل اول کی حدیث بخاری و مسلم کا
اخیر ہے جنکو نکاح کرنے کا مقدور ہو اونکو یہ ارشاد ہے عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں
کہ ہمسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے جوان لوگو جو شخص تم میں سے
نکاح کا مقدور رکھتا ہو اوس کو چاہئے کہ نکاح کرے کیونکہ وہ نظر کو نیچی کرنے والا اور شرمگاہ
کو بچانے والا ہے اور جس شخص کو مقدور نہو اوس کو لازم ہے کہ روزے رکھے اسلئے کہ روزہ
رکھنا اوس کے لئے خصی ہونا ہے (بخاری مسلم ترمذی ابوداؤد) ابوہریرہؓ فرماتے ہیں
کہ تین شخص ایسے ہیں کہ اونکی مدد کرنا خدا تعالے نے اپنے ذمہ کر لیا ہے (الی قولہ) سوم
وہ نکاح کرنے والا جو پرہیزگاری کی نیت رکھتا ہو (بخاری مسلم) ابو ایوبؓ فرماتے ہیں
کہ چار باتیں انبیاء کی سنت ہیں - حیا کرنا عطر لگانا مسواک کرنا نکاح کرنا (ترمذی)

الجواب اُلتین

شریعت جو مجموعہ ہے احکام اعتقادیہ اور عملیہ کا اوسکو
جو تسلیم ہوں اونکو شریعت کو ایمان سے کچھ نسبت نہیں اور وہ کسے بے نکاح رہنے کو
ایمان اور نکاح کی آرزو نزاکت سے جلانے والی شہوت کی آتش ہے نہ کہ
وہ اوسکو ایمان کھو بیٹھنے والی بتلاتے اور ان کو اسلئے اوسے نکاح کرنے سے روکے وہ
شریعت اپنے اور پرستی پرستی بے معنی کو دیکھنے کی مجال نہیں پاسکتی آریا
یہودی کہتے کہ ہماری شریعت وہ ہے جس کے خلاف اگر شریعت نے حکم دیا وہ حکم
الہامی کافی اور صداقت کے خلاف ہے جو ہدایت کرانے والا نکاح سے لغو سے

ضمیمہ

القاسم جلد ۹ نمبر ۱ میں مرقوم ہے دنیا کی حقارت بیان سے مال و متاع کی فانی حقیقت
کے متعلق حضرت ابوذر کو جو کچھ کہا گیا تھا انہیں میں مختصر طور پر اوپر نقل کر چکا ہوں اس سے
مقتضی تھا کہ وہ ایک خشک نا بد صحرائی بنکر زندگی گذار دیتے نہ شادی کرتے نہ بیاہ نہ
آبادیوں میں رہتے نہ اور کچھ سامان کرتے لیکن میں لکھ چکا ہوں کہ اسی کے ساتھ ساتھ
حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ بھی سکھایا تھا کہ دنیا میں رہکر زاہد بننے کی کوشش کرو
ٹھیک ع در کفے جام شریعت در کفے سندان عشق ۔ کا گویا اظہار خدا کے آگے
پیش کرو۔ ان دونوں باتوں کو مساوی طور پر قائم رکھکر دنیا میں رہنا حقیقت یہ ہے کہ اس سے
زیادہ دشوار گذار راستہ اور کوئی نہیں ہو سکتا ۔ ابھی گذر چکا کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم ابوذر سے یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر احد کا پہاڑ سونا ہو جائے تو اسکی وقعت
میرے سامنے اس سے زیادہ نہیں کہ [illegible] سب کو اوڑا دوں [illegible] حدیث جس سے
معلوم ہوتا ہے کہ دنیاوی جاہ و مال کی طرف مطلق توجہ [illegible] ضرورت [illegible]
کے مقابلہ میں حضرت ابوذر [illegible] سے [illegible]
[illegible] سے [illegible] آپ نے فرمایا [illegible]
[illegible]
[illegible] دنیا کی جانب [illegible]
[illegible] شیطان سے [illegible]
[illegible]
[illegible] زیادہ [illegible] سب سے ذلیل [illegible]
وہ مرد ہے جو حالت [illegible] زندگی گذار کر مر جاتے ہیں ۔ کیا تم شیطان کے

نتیجہ مشق بننا چاہیئے ہوس شیطان کا وہ ہتھیار جو اپنے لوگوں پر بآسانی آ تر جاتا ہے
صرف عورت ہے۔ ہاں جنہوں نے شادیاں کیں وہ پاک دل والے ہیں سیلاب [illegible]
سے دور اور کنارہ ہیں۔ حضرت [illegible] مشغول ہیں بیویاں عورتیں تھیں جنہوں نے ایوب [illegible]
داؤد کرسف کے ساتھ کیا گیا۔ بشر بن [illegible] بھی وہیں بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے
پوچھا کہ حضور یہ کرسف کون شخص ہے۔ آپ نے فرمایا کسی گذشتہ زمانہ میں اس
نام کا ایک عابد تھا جو کسی دریا کے کنارے تین سو برس تک عبادت میں مصروف رہا
وہ دن بھر روزے رکھتا تھا اور رات بھر نمازیں پڑھتا۔ آخر کار ایک عورت کے عشق میں
مبتلا ہوا اور ساری ریاضتوں کو چھوڑ کر اس کے پیچھے دیوانہ ہو گیا پھر اپنی [illegible]
حالت ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف پھر متوجہ ہوا۔ خداوند تعالیٰ نے اس کے قصور سے
درگذر فرمائی۔ اس کے بعد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورت کی طرف [illegible]
سے جو [illegible] سمجھانا شروع کیا کہ [illegible] مشغول ہیں۔ [illegible]
ایسی طاقت و سکینت تجھے حاصل نہیں ہو سکتی۔ حضرت نے اس کے بعد درخواست کی
کہ حضور تو آپ ہی میرا عقد جس سے چاہیں کر دیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بنت کلثوم حمیری
سے تیرا نکاح کر دیا۔ اس حدیث سے نکاح کا مسئلہ کس قدر اہم ہو جاتا ہے [illegible]
سمجھا۔ اور شادی کے بعد دنیاوی جھگڑوں کا پیدا ہونا آج اس سے کون
واقف نہیں۔ مگر حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان بھری جوانی میں اس طرح کا [illegible]
لا جا رہا تھا کہ انہوں نے بھی کیا اور وہ کیا نہایت احتیاط کے ساتھ نباہ کیا ایک
عجیب و غریب قوت علمیہ کا ثبوت دیا [illegible]۔

[illegible]	جو درد دیا حق تعالیٰ نے کر لئے

مسند احمد [illegible]

جتنی و مالک انسان اور اسکی شخص ہو چنانچہ وغیرہ اور انسان سے جدا ۔ لم یلد ولم یولد سبحانہ پاس مخلوقات اور خالق کے درمیان نسبت تماثل و مشابہت تامہ دونوں ازروئے شریعت صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین اور عقلاء ذوی الاحترام کے خلاف ہو تو ریت شریف کی کتاب استثنا کے درس ۱۵ سے ۱۹ تک خدا کا حکم حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو فرماتے ہیں کہ آپ سے تم خبردار ہو کیونکہ جب آگ میں سے تمہارے ساتھ باتیں کیں اور تم نے کوئی شکل نہیں دیکھی تھی کہ تم خراب ہو جاؤ اور عبادت کے لئے کوئی شکل والی چیز مقرر کرو ۔ چونکہ کسی چیز کا صورت ہونا بغیر تناہی اور محدود ہونے کے ہو نہیں سکتا لا اور چیز کا تناہی اور محدود ہونا یہی شکل ہے جسکی عبادت سے توریت شریف کی آیت کریمہ منع کرتی ہے پس شکل اور ذی کیفیت ہو یا نورانی فرشتے یا آتشی مخلوقات جن و شیاطین چاند سورج ہوں یا نجوم و کواکب اجرام فلکیہ بت بے مورت ہوں یا با مورت صلیب ہو یا ارواح خبیثہ و لطیفہ بلکہ مجموعہ عالم بھی تناہی اور محدود ہونے کی وجہ سے ایک شکل مشتمل بر اشکال مختلفہ ہے اور اس شکل کی قید سے معلوم ہو گیا کہ وہ نور خوبصورت آگ سینا موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہوا تھا معاذ اللہ وہ شخص نورانی محدود اللہ سبحانہ کی ذات مقدسہ نہ تھی بلکہ اللہ سبحانہ کی صفت کلام کا مظہر تھی جیسے ہر نبی صاحب وحی بوقت وحی ہوتا ہے بغیر حلول و اتحاد کے اور مجموعہ عالم کی عدم تناہی از روئے برہان تطبیق باطل ہے ۔ اور موجودات عالم کو بایں معنی غیر خدا ہی کہا جاتا کہ بہت سا اس میں سے مبدء وجود پانے کے معدوم ہو گیا اور بہت سا جو تھی معدوم آئندہ وجود میں آئیگا مجموعہ عالم سے ساری مراد ہے گو بے عدم تناہی محدود وجود کے مجموعہ کی عدم سے مدت کے معارض نہیں جہاں کا ہم موجود ممکن ہی ہے پس ہر جو متناہی و محدود ہوگا ہم آیت توریت شکل رکھتی ہے وہ مستحق عبادت نہیں ہو سکتا اور جو موجود بالوجود واجب ہمیشہ ہو [illegible] شاوں بار وجود کے ساتھ جو معدوم کی ہے) غیر متناہی اور غیر محدود [illegible]

ہیں تو عبادت اور سجدہ کس کو چاہیئے کیا ایسا ہو کہ کوئی مرتبہ نفس الامری ایسا نہ نکلے کہ جناب
وہ نہ ہو اور وہ ... سب جاوے چنانچہ حضرت اشعیا نبی کی زبان پر فرمایا کہ میں اول ہوں
اور میں ہی آخر ہوں اور میرے سوا کوئی خدا نہیں پس جو موجود ہے اول سے موجود ہے
ہیں کہ یہ موجودات بہرحال ارادہ کی شان ہو کما فی استفسار الاذان وغیرہ ہیں اپنے مرتبہ
وجود میں مشخص اور محدود ہونے کی وجہ سے عیسیٰ علیہ السلام بھی معبود کل اور معبود نہیں ہو
سکتے اور استثناء کے باب ۱۳ اسکے آغاز میں ہے کہ جو کوئی نبوت کا دعوے کرکے نئی چیز
یعنی خدا دوسرے کو معبود ٹھہرا کے اسے چھوڑنا چاہے تو بلکہ مار ڈالیو اگرچہ بڑے بڑے معجزے دکھلاوے
دیانتداری سے تقریر بالا دلائل اور سب کہا جاتا ہے ... ان کو رفع کیا جاوے تاکہ ہر نوع
موجودات کا ایک خدا ہو بلکہ ہر شخص کا خدا جدا ہو اور کیا وجہ کہ ہر چیز پر خدا ہونیکا احتمال
نہ ہو سکے اور کیا سبب کہ مریم کا بیٹا خدا ہو اور ... کا بیٹا خدا نہ ہو
جنہیں ہنود اسی طرح خدا ٹھہراتے ہیں جس طرح تم حضرت عیسیٰ کو اور کیا وجہ کہ برہما بشن
مہادیو خدا نہ ہوں کہ ہر ایک اون میں سے مظہر وجود مظہر اتم صفت کا اسکا ہے اور کیا وجہ
نفوس کوکبیہ اور عقول عشرہ نہیں جو سب مفوض الاختیار موجودات کی ایجاد اور فنا کرنے
میں جانتے ہیں خدا نہ ہوں ہر چند کہ عجز منافی الوہیت ہے مگر تمہارے اصول کے موافق
منافی شان الوہیت نہیں کیونکہ حضرت عیسے کھانے پینے کے محتاج تھے اور یہودیوں کے
ہاتھوں میں عاجزی دکھاتے تھے بن باپ کے ہونا اگر موجب ہے خدا ہونے کا تو آدم علیہ
السلام بطریق اولیٰ خدا ہو جاوینگے اور ہنود کے بہتیرے اکابر جو بن باپ کے اور بن ماں کے
پیدا ہوئے مانے گئے ہیں وہ بھی خدا الیاس مردہ کو زندہ کرنے کی وجہ سے خدا ہوں
یہ ماخذ ہے استفسار اول صفحہ ... سے مرقس باب ۱۲ ورس ۲۹ یسوع نے اس کو
جواب میں کہا کہ سب حکموں میں اول یہ ہے کہ سن اے اسرائیل وہ خداوند جو ہمارا خدا ہے
ایک ہی خدا ہے ... خدا نے کہا کہ میں ابراہیم کا خدا اور اسحاق کا خدا اور یعقوب کا خدا ہوں

اگر روح القدس اور مسیح دو خدا اور ہوتے تو مدار نجات حکم اولی کے موقع اظہار میں نہ تو خدا اون
دونوں کو ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا خدا بولنے سے چھپا کر صرف اپنے آپ کو اکیلا خدا
بتلاتا اور نہ مسیح ہی یہ فرماتے کہ ہمارا خدا ایک ہی خدا ہے۔ اور یہ دلائل بھی مان لی جاویں کہ
تینوں ہیں پر تینوں ملکر ایک اور تثلیث اور توحید دونوں کا ماننا موقوف علیہ اور مدار نجات کا ہے
تو اس پر فوراً یہ سوال پیدا ہوگا کہ یہی بتلا دیا ہوتا اور اسکو بھی باطل کر دیا متی کے باب ۱۱ کی
۲۷ آیت "کوئی بیٹے کو نہیں جانتا مگر باپ اور کوئی باپ کو نہیں جانتا مگر بیٹا اور وہ جسپر
بیٹا اُسے ظاہر کیا چاہتا ہے" خدا کا بفرض محال بیٹا ہوتا تو وہ بھی خدا ہوتا اور اسی خیال باطل
سے مسیح کو خدا کا بیٹا بولے جانے پر خدا کہا جاتا ہے اور اس کو موقوف علیہ اور مدار نجات کہا
جاتا ہے اسے ناظرین تمہیں خدا لگتی کہدو کہیں وہ اعتقاد جو موقوف علیہ اور مدار نجات کا
وہ بھی ایسا ہو سکتا ہے کہ جیسے انبیا سلف اور امم سابقہ اور موجودہ میں سے کوئی نہ جانے بجز
خدا و مسیح و مخلصان مسیح کے اس مقام پر جس دلائل سے کام لیا گیا ہے اوسکی نقیض بلا دلیل
بلکہ محال ہے۔ اور مرقس انجیل کے باب ۱۲ کی آیت ۲۹ سے ۳۴ تک دیکھو پہلا مدار نجات صرف
اعتقاد توحید ہی معلوم ہوتا ہے خصوصاً آیت ۳۲ سے تب اُس فقیہ نے اُس (مسیح) سے کہا
کیا خوب اے اُستاد تو نے سچ کہا کیونکہ خدا ایک ہے اور اُس کے سوا اور کوئی نہیں ملاحظہ لوقا باب
۱۰ آیت ۲۵ تا ۳۰ اور باب ۱۸ آیت ۱۸ تا ۲۰ اور متی باب ۶ آیت ۲۴ "کوئی آدمی
دو خداوندوں کی خدمت نہیں کر سکتا" ملا ان آیات اور ان کے علاوہ بیشمار آیات کتب عہد عتیق
و کتب عہد جدید سے اولی مدار نجات توحید کا اعتقاد ثابت ہوتا ہے پہلی آیت ...
لغزش دو کی عبادت ارتکاب محال ... تو تیا او تثلیث کیسے ٹھہر سکے ...
روح القدس کی اقنومیت کے اعتقاد کو مدار نجات میں کچھ بھی دخل ہوتا تو اوسکی ...
نہ کہا جاتا کہ اوسکو کوئی نہیں جانتا بجز خدا و مسیح و مخلصان مسیح کے۔ لوقا باب ۱۰ ...
اور باب ایک یوحنا ... سے عیسائی مسیح کی خدائی ترشتے ہیں۔ اور ...

راست نہیں اسلیے کہ جب وہ مسیح کو جسم کی راہ سے بندہ اور روح کی جہت سے خدا مانتے ہیں اور
مسیح میں خدا کی روح ہونے سے مسیح کو اور خدا کی روح ہونے سے روح القدس کو خدا ٹھہرانا
جب ان کو روا ہوا تو پولس بھی اپنے جسم میں خدا کی روح بتلاتے ہیں بقولہ اور میں جانتا ہوں کہ خدا کی
روح مجھ میں بھی ہے یہ حوالہ اول قرنتیون کے باب ۷ کی آیت ۴۰ کا ہے اور ایوب کی کتاب کے
باب ۳۴ ورس ۱۴ و ۱۵ تو سب انسانوں میں خدا ہی کی روح اور نفس ثابت ہوتے ہیں اور یہ
ایسی بات ہے کہ تھوڑے تامل سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ جب مخلوق اور مملوک اور بندہ ہونے
کی راہ سے تمام عالم اللہ کا ہے تو روح اور سانس اوس کے ہونے سے کیسے نکل جاوینگے اس
جزئیت اور اقنومیت کا خیال تھا کہ کھینچ لینا ایک ایسا عجوبہ اور اجنبی امر ہے جسکو آسمانی اور دنیا
کے اسرار تک سے بھی تعلق نہیں یہ ہرگز راست نہیں آسکتا - اور وہ ایک ہونا کہ میں اور باپ
ایک ہیں ویسا ہی ہے جیسا کہ اپنے اور اپنے شاگردوں کی نسبت یہ فرمایا یوحنا باب ۱۷ ورس
۱۱ کہ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں صفحہ ۱۹۱ - اور اوسی کے ۱۴ باب ورس ۲۰ یہ لکھا ہے
اوس روز تم جانوگے کہ میں باپ میں اور تم مجھ میں اور میں تم میں ہوں صفحہ ۱۹۳ ترجمہ حال کا چھپا
ہوا ہے اگر عیسائیوں کا وہ استدلال صحیح ہو تو چاہیے کہ حواریین بھی ویسے ہی خدا ہوں
جیسے عیسیٰ تھے اور ہمارے نزدیک بشرط صحت ترجمہ و اصل معنی اس کے نظر بجمع بین
النصوص یہ ہیں کہ جس تجلی نے عیسیٰ میں ظہور کیا اوس نے حواریوں کو گھیرا ہوگا (اور یہ ایک
اصطلاح ہے صوفیہ کی کہ مخلوقات آئینہ ہے خالق کے مشاہدہ اصلاحی کا اور خالق حق
والے شانہ آئینہ ہے مخلوقات کا باعتبار اعیان ثابتہ کے) متی باب ۲۲ ورس ۴۱
تا ۴۵ میں فریسیوں کی دریافت پر ابن داؤد ہونے کی نفی فرمانا مسیح کا معارض ہے اوسی کے

ف ورس ۱۴ اگر وہ اسکو قبول کرے اور اپنی روح اور اپنا دم اپنی طرف سمیٹے تو سب بشر ایک ساتھ
فنا ہونگے اور انسان پھر مٹی میں مل جائیگا صفحہ ۹۰۹ سطر ۵ متی باب ۲۳ ورس ۹ اور زمین پر کسو کو اپنا
باپ مت کہو کیونکہ تمہارا باپ ایک ہی ہے جو آسمان پر ہے [illegible] باپوں کے باپ ہونے کی
[illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام [illegible]
مقام [illegible]
[illegible]

باب ۱۲ ورس ۹ کتے تھے یہ چیز مسیح کو ابن داؤد کہنا صحیح ہے اور باب ۲۲ کے ورس ۳۰ و ۳۱ میں
بھی اور بہت جگہ میں مسیح نے خود آپ کو ابن آدم کہا اور مسیح کے نسب نامہ میں داؤد اور آدم وغیرہ
لکھے ہیں دیکھو متی باب اول تا آیت ۱۷ یعنی سب پشتیں ابراہیم سے داؤد تک چودہ پشتیں ہیں اور
داؤد سے بابل کو اٹھ جانے تک چودہ پشتیں اور بابل کو اٹھ جانے سے مسیح تک چودہ پشتیں ہیں۔
اور جب فریسیوں نے خدا کا بیٹا اپنے تئیں عیسیٰ کو کہا کفر بولتا ہے تو آپ نے جواب اس کے فرمایا
یوحنا باب ۱۰ ورس ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ کیا تمہاری شرع میں یہ لکھا نہیں میں نے کہا تم خدا ہو
جبکہ اس نے انہیں جن پاس خدا کا کلام آیا خدا کہا۔ یہ اشارہ ہے زبور ۸۲ ورس ۶ کی طرف [illegible]
[illegible] میں نے کہا تم سب خدا ہو ہر ایک تم میں سے خدا کا فرزند ہو [illegible]
بھی اسی کے موافق ہے [illegible] جو یہ ہے [illegible] ورس [illegible]
کہا تم الٰہ ہو اور تم سب [illegible] کے فرزند ہو [illegible] مطلب [illegible] اور [illegible]
[illegible] تلاوت کرنے والے قرآن اور [illegible] کو خدا اور خدا کا فرزند کہا اسی معنی کر
[illegible] نے تو اپنے آپ کو صرف خدا کا بیٹا کہا ہے [illegible] بیٹا [illegible]
[illegible] پس وہ اول اطلاق بھی صحیح ہے [illegible]
[illegible] نزول کلام [illegible] اپنے آپ کو [illegible] تو باتفاق تمہارے
اور [illegible] اپنے آپ کو خدا کا [illegible] بیٹا [illegible] اور [illegible]
[illegible] کہا [illegible] قرآن [illegible]
[illegible] اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ پڑھتا ہے تو اس کے معنی یہ [illegible]
کہ میں اللہ رب العالمین [illegible] الا خدا [illegible]
[illegible] ہو جاتا [illegible] القصہ [illegible]
اور [illegible] خدا کے بیٹے آپ ہی باپ آپ ہی بیٹے [illegible] مسیح [illegible]
بیٹا [illegible] دونوں اطلاقوں میں [illegible] افسوس یہ عیسوی

فقیہ اور فریسیوں کے مقابلہ میں اطلاقات مذہبی اُنھیں معنی پر تھے کیا ہو جن معنوں میں یہودیوں
مستعمل ہوا تھا جس سے کسی زبور کے ماننے والے نے اپنے آپ کو خدا اور خدا کا حقیقی
بیٹا کہنے کا دعوے کیا تھا نہ ان معنی کا کسیکو بازم اعتقاد توحید کے مقابلہ میں خیال ہوا تھا
[illegible] انہوں نے اُنھیں معنی کی طرف کھسیٹ لیا جن سے انکار کر کے مسیح نے اپنے اوپر سے
[illegible] تھا بعض ترجموں میں فرق اطلاقی پیدا کرنے کیلئے بجائے تم خدا ہو کے ملائک ہو [illegible]
[illegible] پھر جو اس نے تراجم متقدمہ کی مخالفت کے الزام کو گوارا نہ دیکھا تو تم خدا ہو کی جگہ تم
[illegible] میرے پاس جو پچھلا ترجمہ انجیل کا ہے اوس میں یہی ہے اور یہ اعتقاد
[illegible] انبیاء و کتب [illegible] کے خلاف ہے لہذا محققین نصاریٰ انجیل کے
[illegible] کے منکر ہیں اور کہتے ہیں مسئلہ تثلیث کا اجتہادی خیالات سے
[illegible] سے ہرگز نہیں ہے اور وہ راست اور اجتہاد [illegible]
[illegible] مسیح کے [illegible] خدا کے بیٹے ہونے کا گو فریسیوں کے مقابلہ میں
[illegible] زبور [illegible] فریسیوں سے موافقت کر کے خود عیسیٰ علیہ السلام
[illegible] جیسے خدا کے بیٹے یعنی خدا کے پیارے اللہ والے داود علیہ السلام کی
[illegible] زبور [illegible] ویسا ہی میں بھی ہوں وہ بھی اللہ والے میں بھی اللہ والا
[illegible] خدا کے [illegible] بیٹا اور جیسے وہ خدا کا کلام اون کے پاس آنے سے
[illegible] نہیں مگر میں نے اپنے آپ کو خدا
نہیں کہا ہے [illegible] عیسیٰ علیہ السلام کی زبان مبارک سے
چونکہ [illegible] اس سے ہی نسطوریس اور اوس کے اتباع اس امر کے معتقد
تھے کہ مسیح خدا کا بیٹا نہیں بلکہ بسبیل بزرگی بیٹا کہدیا ہے جیسا کہ آدم علیہ السلام
کی [illegible] سے [illegible] کو خدا کا بیٹا توریت کی کتاب پیدایش [illegible] میں کہا ہے کہ خدا کے بیٹوں
نے جب آدم کی بیٹیوں کو دیکھا الخ اور [illegible] زبور [illegible] داود علیہ السلام کو خدا

اور خدا کا بیٹا کہدیا ہے جیسا کہ گذرا) اور نسطوریوں کے ساتھ جو کرابطا کیہ کے بطریق نے
حقیقی بیٹا کہنے والے پادریوں کو مناظرہ میں سزا دیا ہے جیسا کہ ان میں کتب تواریخ سے
منقول ہے اور بیشک جبکہ اولاد آدم یعنی اسرائیل[١٥] اور حضرت داؤد کو خدا کے بیٹے فرمایا اور اس
اونکو اور اونکی اتباع کو خدا کے حقیقی بیٹے ہونے کا وہم تک نہوا اور اوس زمین اور زمانہ کا عرف
بھی ٹھہرا کہ چند وجوہ خدا کا بیٹا کہدیا جاتا تھا جیسے کہ صلح کو خدا کا بیٹا کہا دیکھو متی باب
٥ درس ٩ مبارک وے جو صلح کرنے والے ہیں کیونکہ وے خدا کے فرزند کہلاوینگے ۔
١٦ - اسی طرح تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے تاکہ وے تمہارے نیک کاموں کو
دیکھیں اور تمہارے باپ کی جو آسمان پر ہے ستائش کریں ۔ اس میں نیکوں ہادیوں کو خدا کے
بیٹے بتادیا۔ ایضاً باب ٢٣ درس ٩ اور زمین پر کسو کو اپنا باپ مت کہو کیونکہ تمہارا ایک ہی باپ
جو آسمان پر ہے انتہیٰ ان آیات میں اہل تمثیل کو خدا کا ایسا بیٹا بنادیا جسکے ہوتے
باپوں کے باپ ہونے کی نفی فرمادی پس جبکہ ان معنوں میں خدا کا بیٹا بولنا اوس زمانہ کا عرف
ٹھیرا اور اوسی زمانہ میں کیسے کفریہ فریسیوں کے اعتراض کئے ہوتے یعنی سے متاکراست داؤد
کے عرفی معنی سے اپنی ابنیت کو موافق کردیا اور سب جھگڑا مٹادیا تو آج بیٹے کا لفظی
اطلاق دیکھکر حقیقی صلبی بیٹا ہونے کا دعوے کرنا وہی کفر برپا کرنا ہے جسکے الزام کو حضرت
عیسیٰ نے اپنے اوپر سے دفع کیا تھا۔

دوسرے استفسار کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض اہل علم عیسائیوں سے سنا ہے کہ عیسائی
لوگ حضرت عیسیٰ کو اون کے جسم اور نفس ناطقہ کی جہت سے جو ہر آدمی کے لئے ہوتا ہے خدا نہیں
جانتے بلکہ ایک اور حقیقت کی جہت سے جو خاص مسیح کے لئے وہاں ثابت ہے اوسکو خدا
جانتے ہیں۔ یہاں چند شبہے ہیں (١) اس طرح کی بات یقیناً ہم ہر حضرت کے لئے کہتے ہیں

[١٥] موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے کہ فرعون سے یوں کہیو خروج باب ٤ درس ٢٢ تب تو فرعون کو یوں
کہیو خداوند نے یوں فرمایا ہے کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ میرا پلوٹھا ہے ٢٣ میں تجھے
کہتا ہوں کہ میرے بیٹے کو جانے دے تاکہ وہ میری عبادت کرے الخ منہ ١

کہ جسم و نبات سے پرے حقیقت ہونے کے معنی یہی ہیں کہ مبدء الخلق یعنی موجودات کی اصل یعنی
علت فاعلی ہو ویسی حقیقت ہر چیز کی اللہ ہے کہ وہی سب کا بنانے والا ہے اس کا ذات
عیسوی پر حصر ہیں چنانچہ پولوس افسیون کے باب ۴ ورس ۶ میں کہتا ہے نسخہ سنہ ۱۸۳۹ء ایک ہی
خدا ہے جو تم سبھوں کا باپ ہے اور سبھوں کے اوپر سبھوں کے درمیان اور تم سبھوں میں ہے —
(متی باب ۲۳ ورس ۹ میں بھی ایسا ہی ہے اور دیکھو) اور پادری فنڈر صاحب نے مفتاح الاسرار
کے باب ۲ کی دوسری فصل میں اس مضمون کا بظاہر فی الجملہ اقرار کیا ہے اس طرح کہ ساری موجودات
خدا کے خیالوں کا اظہار اور بیان ہیں جو عالم کی پیدایش میں ظاہر اور مجسم ہو کر مرئی ہوتے ہیں
(دیکھا جاتے گئے ہیں) اور اسی فصل میں جو کلام صوفیانہ اونہوں نے نقل کئے ہیں اور مان
لئے ہیں اُس سے بھی یہی بات لازم آتی ہے کہ ہر چیز کی حقیقت یعنی علت فاعلی پیدا
کرنے والا) وہی حق تعالے ہے کچھہ حضرت مریم کے صاحبزادہ کی خصوصیت نہیں (۲) اوس
حقیقت میں تعدد شخصی کہاں ہے تو تثلیث کیسی جسکو قایم کرکے ہر ثالث کو خدا کہتے ہیں
چنانچہ عیسائیوں کے عقائد کی کتابوں میں لکھا ہے کہ باپ غیر مخلوق بیٹا غیر مخلوق روح القدس
غیر مخلوق - باپ خدا بیٹا خدا روح القدس خدا - اور اگر کوئی عیسائی کہے کہ تثلیث باعتبار
تعدد اعتباری کے ہے نہ باعتبار تعدد شخصی کے سو بھی غلط ہے دو وجہ سے (۱) تعدد اعتباری میں تعدد
صفات کا لیجئے تو صفات باری ان گنت ہیں تعداد ان گنت صفتوں کا کہاں نہ تین کا (۲)
تمام کتب نصاریٰ اس مضمون سے مالامال ہیں کہ بیٹا باپ سے متولد ہو اور دونوں سے روح القدس نکلا
چنانچہ نماز اور عقائد وغیرہ کی کتب ترجمہ ہو کر سنہ ۱۸۳۸ء میں کلکتہ میں چھپی اوس کے عقائد مقدس
انتہا اسمیں یہ لکھا ہے پسر فقط از پدر است و متولد است و روح القدس از پدر است و از
پسر است و مستخرج است پس ایک چیز سے ایک کا پیدا ہونا صریح دلالت کرتا ہے اس پر
کہ اقانیم ثلاثہ میں تعدد واجب ہے نہ جیسا کہ ذات و صفات میں ہے اور جب ایسا نہ ٹھہرا بلکہ ایک
دوسرے سے نکلنا ثابت ہوا تو تینوں کے مرتبہ کی باہم برابری باطل ہوئی اسلئے کہ بدیہی ہے

چونکہ وہ موخر ہے اور جس سے نکلا وہ مقدم ہے اور رتبتاً ورفتاً ۔ بیٹے کو صادر اور باپ کو مصدر
کہکر دونوں کو مرتبہ میں مساوی جاننا اجتماع النقیضین کا قایل ہوتا ہے اور جو مرتبہ صادریت کے
اوپر مصدریت کا ہے اوسکی نسبت ہر چیز پیدا ہے کہ حضرت عیسیٰ کی خصوصیت نہیں سارا عالم اوسی
ارادہ کی شان کا ظہور ہے ۔ ہاں بعض موجودات میں شان ارادی کا ظہور اقدم و اقویٰ ہے جیسے یہ کہی
بات ہے کہ سید الکائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں شیون الہیہ خصوصاً شان علم کا ظہور
اسقدر قوی تر و اقدم تھا کہ ساڑھے تین ہزار دن کی تعلیم میں ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام
ایسے لبریز علوم سے آپ نے تیار کرکے چھوڑے کہ جنکے نکات انمول ہے اور انکے مجتہد تیرہ سو برس
کی تحقیقاتوں میں خرچ کئے ہیں تو آپکے ہر ہر بات میں ایک ایک شان کا ظہور ایسا قوی تھا ۔
جیسے مثلاً نفس ناطقہ کو بدن انسان کے کہ جزو بدن ہو سارے بدن سے تعلق ہوتا ہے ۔ مگر
جیسا کہ دل اور دماغ کے ساتھ ہوتا ہے ویسا ہاتھ پاؤں کے ساتھ نہیں ہوتا ہاتھ پاؤں کے ریزہ ریزہ
ہو جانے سے نفس حیات سے باہر نہیں ہو جاتا اور دل و دماغ کے ریزہ ریزہ ہو جانے سے نفس
نفس نہیں رہتا فنا ہو جاتا ہے) اسیطرح عقلاً جائز ہے کہ ارادہ الٰہی کے ساتھ جو تعلق اس موجود
نور سے بدرخت میں آگ کے وقت تجلی اور آواز سے ازلی آیا ہے خطاب ہوتا ہے تو شتا ؟ ور اوسی
نور کے ساتھ جو بصورت آتش وادی ایمن میں حضرت موسیٰ کو ایک درخت پر نظر آیا اور جو مسیح
ابن مریم ۔ یا جو جسم مقدس موسوی میں کچھ رہا تھا اور جسطرح اوس جسم کے ساتھ جو جسم سے کہ
شکم مبارک سے ظاہر ہوا اور (نور جسم مقدس قرآن) جیسا نزول کے ساتھ جو حضرت آنحضرت
کے بدن مبارک سے جلوہ گر ہوا جیسے خلاف عادت انوار بصری کے انشقاق القمر اور روشنی
پیر روشن کر دیتے تھے کہ پیچھے ہو قبلہ کو دکھلا دیتی) حضرت مسیح کی نسبت شان کی نسبت
ارادہ کا تعلق ایسا قوی تر اور مقدم تر ہو کہ ویسا اور موجودات کے ساتھ نہ ہو تو یہ عقلاً محال
نہیں بلکہ نقلاً اس کو ماننا پڑتا ہے بشرط تصدیق حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کے (اور اس نسبت کو خدا اور ابن اللہ بنانے سے کیا نسبت بہت سے تفاوت ہیں

موسیٰ علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام کو افضل بنا لیے ہیں کہاں سے کہاں تک نوبت پہنچی اِنّا للہ
وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون

ناسخ و منسوخ کو سمجھا ہے کیا	لوگ ہیں کاٹے نہ ہے جہل از حکم
کچھ سمجھ کر دیکھا طعن غیرہ پر کیا	ہاے سب دوری شرارت جاہلم

مسئلہ نسخ پر جو اعتراض کیا جاتا ہے وہ عناد پر مبنی ہے ورنہ مسئلہ صاف مطلع صاف احکام
کو ہنیہ فطریہ تک نسخ بعض احکام علیہ شرعیہ کا ہو گئے رہے ہیں بصر و بصیرت کے مقدور سے
وہ نہ سوجھیں تو ہمارا کیا مقدور۔ پہلے نسخ کے معنی سمجھیے حسب ضرورت عباد و مناسبت زمانہ
مناسب ہدایات دیکر انبیاء و رسولوں کو اللہ سبحانہ بھیجتا ہے اس پر یہ وہم کہ پہلے نبی کی
شریعت کے کل یا بعض احکام میں جو بھول چوک ہو جاتی ہے اوس کی اصلاح دوسرے
نبی کی شریعت سے کرا دیجاتی ہے یہ وہم نادانی اور بد فہمی پر مبنی ہے نسخ کے معنی صرف تبدیل
حکم ہے۔ آگے مفتری کی افترا پردازی بہتان بندی بطور زیادتی کے ہے کہ پہلی تبدیل پہلی غلطی
کی اصلاح کی وجہ سے ہوئی ہوگی چند روز منضج پلانے والے طبیب کی نسبت بھی آپنے کیا یہی
قایم کی ہے کہ اوس نے منضج کا نسخہ دینے میں غلطی ہوئی تھی جس کی اصلاح دستکافات اوس نے مسہل
دینے سے کی۔ جب یہاں آپ نے ایسا نہیں سمجھا بلکہ اس تبدیل کو عین حکمت اپنے اپنے
وقت کے مناسب یقین کیا ہے تو خدا کے معاملہ میں آپ کو کونسی عناد نے مجبور کیا ہے کہ بلاوجہ
ایک مہمل خیال خلل کا وہم رکھنے والا پیدا کیا ہے۔ نہیں مان لیتے کہ اوس نے بھی زمانہ کی
ضرورت و اہل زمانہ کی طبیعت و مزاج قوت ضعف وغیرہ کا اندازہ کرکے اوس کے موافق مختلف
احکام جاری کئے ہیں باقی یہ خیال کہ کیا وہ اسپر قادر نہیں کہ ابتداء عالم میں وہ کوئی ایسی
کتاب نازل فرما دیتا جس سے ہر زمانہ کے تغیرات کی رعایت ہوتی (یعنی ایک حکم کی جگہ دوسرا
حکم اوس سے لکھا جاری جو کچھ بھی ہوتا ادمیں یہ تصریح ہوتی کہ فلاں زمانہ تک اوس
زمانہ کے مناسب یہ حکم رہیگا اور اسکے بعد فلاں وقت تک بجاے اوس کے یہ)

جس سے بار بار اپنے پیچھے الہام میں دست اندازی کرکی پڑتی ہے۔ اب بات غور طلب یہ ہے
اگر خدا وقت میں بار بار اپنے پیچھے الہام میں دست اندازی کرنی پڑتی ہے تو دوسرے یہ کہ پہلے
خدا اسیر قادر تھا تو کیا اسیر قادر نہ تھا کہ پہلے لفظوں ہی میں [illegible] اور [illegible] پاسے
اور پھر یہ نشو و نما کر سکنے کے ایک کامل [illegible] پیدا کر دیتا (جیسا کہ آپ صاحب اپنے
پارسیوں کی نسبت کہتے ہیں) بالغیر تجھ [illegible] اللہ نے حضرت کے تولد ہونے [illegible]
زمین سے اُگا دیتا اگر اوس نے باوجود قدرت کے ان کا پیدا کرنا [illegible] پر [illegible] اور انسانی [illegible]
تو زندہ جانیات میں بھی اوس کو اپنی عادت سے معذور سمجھنا چاہیے۔ اگر ان باتوں میں [illegible]
میں کچھ خاص حکمتیں اور مصلحتیں متعلق ہو سکتی ہیں تو یہاں اگر غور کریں تو ان مصلحتوں کے
لحاظ کرنے سے کون چیز مانع ہے کہ کیا اس میں [illegible] [illegible] سے [illegible]
اور عقلاً و نقلاً ثابت کہ اللہ نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
فقیر فقیر کو غنی جانوروں کے [illegible] [illegible] ساتھ [illegible] لا [illegible]
ایسے ہی اپنی بندگی کے اقرار کرنے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
جس کام کو چاہتا ہے کرنے کو کہتا ہے اور پھر جب چاہتا ہے اوس [illegible] [illegible] کے دوسرا
سا حکم دیتا ہے۔ اور اگلے کا [illegible] [illegible] [illegible] ظاہر کر دیتا ہے
یہاں کچھ قانون حلال و حرام دیا اور انہیں [illegible] کے حکم [illegible] [illegible]
صاحب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] (۱)

(۱) سفر پیدائش باب اول ورس ۲۹ زمین کے ہر ایک بیج دار ساگ پات اور ہر ایک درخت جس [illegible]
پھل اور زمین کے ہر ایک رینگنے والے کو اور جس میں زندگی ہے اور ہر ایک قسم
کی سبز [illegible] کھانے کو دی۔ یہ خطاب خداوند کا حضرت آدم کی نسبت ہے اور اسی کتاب کے
باب ۹ ورس ۳ میں۔ حضرت نوح کی نسبت بھی ایسا ہی حکم ہے۔ یہ دونوں حکم اباحت عامہ
کے توریت سے منسوخ ہوئے لاویوں کے باب ۱۱ کو پڑھ دیکھئے کہ حضرت موسیٰ کے

عہد میں حرام ہوئے جن میں سے ایک سور بھی ہے دیہان اباحت عامہ اور پھر اوس میں تخصیص
بعض کی حلت اور بعض کی حرمت میں نسخ [illegible] ایسی ہی بہت سی [illegible] بخلاف دو بہنوں
کے نکاح کے زمانہ آدم میں (۲) پیدایش باب ۲۹ ورس ۲۱ سے ۳۰ تک دیکھئے حضرت یعقوب
کے نکاح میں لابان کی دو بیٹیاں راحیل اور لیاہ تھیں اولاد میں حضرت عیسیٰ کی والدہ اور حضرت
موسیٰ علیہ السلام ہیں ایک وقت میں جمع تھیں (۳) حالانکہ توریت میں جمع بین الاختین حرام ہوا
نسخہ سنہ ۱۸۴۴ء لاویان باب ۱۸ ورس ۱۸ تو کسی عورت کو اوسکی بہن سمیت [illegible] الخ (۴)
پیدایش باب ۶ ورس ۲۰ میں حضرت نوح کو حکم ہوا کہ ہر قسم کے جانوروں سے ایک ایک جوڑا
تیرے ساتھ داخل ہو اور باب ۷ کے ورس ۲ میں لکھا ہے کہ ہر ایک قسم کے جانوروں سے سات سات
تیرے ساتھ داخل ہوں اور اسی باب کے ورس ۸ و ۹ سے ظاہر ہے کہ حضرت نوح نے اپنے ساتھ
ایک ایک جوڑا سب جانوروں کا داخل کیا پس یہ نسخ ہے یا تناقض دونوں طرح ہمارا مطلب حاصل
ہوا نسخ یا کذب ہوا لفظ توریت (۵) پیدایش باب ۵ [illegible] سے [illegible] سلسلہ توالد و تناسل
یعنی اولاد آدم میں ثابت ہے اور لاویوں کے باب ۱۵ ورس [illegible] بھائی اپنی بہن [illegible]
[illegible] منسوخ النکاح ہو چکی (۶) استثنا کے باب ۱۳ ورس ۱۲ و ۲۲ میں [illegible]
[illegible] کا منسوخ ہو کر نیا عہد مقرر ہونا مذکور ہے ایک قدر ضرورت [illegible]
[illegible] وہ صرف نصاریٰ کے لئے اور بھی نقل کرتا ہوں (۶) نسخہ سنہ ۱۸۱۱ء افسیون کے
باب ۲ ورس ۱۵ ابطل شریعۃ الوصایا معتقدات یعنی عیسیٰ نے اپنے بدن [illegible]
کے سبب سے شریعۃ الوصایا یعنی احکام توریت کو بیکار کر دیا دیکھو اس سے زیادہ اور کیا نسخ
ہوا کہ توریت ایسے منسوخ کئے جنکو باطل کر دینا بیکار کر دیا ہے تو پھر کلمات سے [illegible] کیا گیا
(۷) نسخہ [illegible] سنہ ۱۸۴۴ء عبرانیون باب ۸ ورس ۷ فلو کان العہد الاول غیر

[illegible] حال [illegible] سنہ [illegible] - [illegible] اپنا [illegible] کے [illegible]
[illegible] تاکہ [illegible] آپ میں ایک نیا انسان [illegible]

معترض فیہ لہ لوجہ الثانی صفحہ ۱۷ صفحہ ۷۵۳ یعنی شریعت موسویہ پر اگر اعتراض نہ کیا جاتا
تو شریعت عیسوی کے لئے جگہ کہاں سے آتی معترض فیہ کے معنی موقوف کئے جانے کے ہیں تو نسخ
ثابت ہوا اور یہی معنی اوس کا دوسری صحت پر اعتراض کیا گیا تو نسخ و تحریف ثابت ہوئی ناقل کہتا ہے میرے
پاس جو حال کا مطبوعہ نسخہ اردو بائبل کا ہے اوس میں اس باب کی آیتیں یوں ہیں ۷ –

کیونکہ اگر وہ پہلا عہد بے عیب ہوتا تو دوسرے کے لئے جگہ کی تلاش نہ ہوتی ۸ سو وہ [illegible] اور کہا
(عہد و شریعت موسوی) کا عیب بتا کر انہیں کہتا ہے کہ دیکھ خداوند فرماتا ہے دن آتے

ہیں کہ میں اسرائیل کے گھرانے اور یہوداہ کے خاندان سے ایک نیا عہد باندھونگا ۹ یہ اوس
عہد کی مانند نہ ہوگا جو میں نے اونکے باپ دادوں سے اوس دن جب میں نے اون کا ہاتھ پکڑا کہ انہیں
سرزمین مصر سے نکال لاؤں باندھا تھا ۱۷ صفحہ ۳۹ اس ترجمہ سے جب کہ [illegible] صاف ظاہر ہیں
اس امر کے ثبوت ہیں کہ فرعون سے نجات پانے کے بعد جو عہد الہی شریعت الہامی موسی علیہ السلام
کو ملی تھی جسکو پہلا عہد اور موسی علیہ السلام کو اوس پہلے عہد کا درمیانی اوپر کی آیت ۶ میں بتائی
ہے اور پھر اوسیکو عیب دار بتلا کر آیت ۸ شروع کر کے دوسرا عہد نیا جو اوسکی مانند نہیں
باندھی ہے اس سے زیادہ نسخ کے ثابت ہونے کی [illegible] خبر نہیں [illegible] آپ لوگوں کی خبر ہے
تو یہی سہی کہ بقول معترض پہلی شریعت موسوی معاذ اللہ عیب دار تھی وہ باطل کر دی گئی اور بجائے
اوس کے نیا عہد شریعت عیسوی جو بے عیب ہے قائم ہوئی – اگرچہ ہم اہل اسلام انبیا و کتب
سماویہ پر شریعت موسوی ہو یا اور کوئی کسیکو عیب دار بتانے کی جرأت نہیں کرتا اپنے
وقت پر سب بے عیب پر از حکمت تھیں (۸) نسخہ ۱۸۵۴ء عبرانیوں باب ۷ ورس ۱۸ اسپر اگلے
حکم کا کمزور اور بیفائدہ ہونے کے سبب منسوخ ہیں ۴ حال کے ترجمہ میں یوں ہے ۱۸ البس

اگلا قانون اسلئے کہ کمزور اور بیفائدہ تھا اٹھ گیا ۱۹ کیونکہ شریعت نے کچھہ کامل نہ کیا مگر بہتر امید
درمیان داخل ہوئی جسکے وسیلے سے ہم خدا کے حضور پہنچتے ہیں ص ۹ - ۳۸ اگلے حکم کی جگہ اسکا
قانون رکھکر ایک شریعت کی تو [illegible] دوسرے [illegible] حضرت موسی تھی اسے ملیا [illegible] ۱۹

ورمل سکے لفظ الیہ از شریعت سے کچھ کا حل نہ کیا ہے پھر وہی کا مہتی پیش نظر کردیا چونکہ شرع
کے لفظ سے چھپے چہرہ احکام قانونی توریت شریعت کے اٹھ گئے ہیں اسی جگہ کیا
(۴) استثنا باب ۲۴ ورس ۱ تا ۴ دیکھو مطلقہ سے نکاح دوسرے کو جائز ہے جو کہ
باب ۱۹ ورس ۹ کہ جب زن مطلقہ سے نکاح کیا اُسنے زنا کیا) سے منسوخ ہو گیا حلال حرام
ہو گیا بھلا اگر کوئی یہودی یہ کہے کہ جو شریعت مخالف شریعت موسوی اپنی آزادی دلانیوالی
بابوں سے زور دلاکر غیر مذہبیوں کو کنواری لڑکیاں اور اندیشہ مسافروں کو اونکے گھروں میں دیتے
مقدسوں کے پاؤں دہوا تکلیف سے بچنا کنواری کنوارے سے چھڑوا کر نوبت وہاں تک
پہنچا دیتے کہ تواریخ جبکہ اصول الی رہی ہیں اور ہزاروں جس آسودگی سے بسر ساری
ہیں وہ مطلقہ سے نکاح کرنے کو زنا بتلا کر جب علم الی اشو ہر کے سر منڈلی ہے اور زنا خیال آرین
کرنی کہ جب آل سے نہ بچی اوسکی صاحبہ طلاق اوس سے نہ ہو سکی تو ناچار عورت اوس سے
چھوٹنے کے لئے زنا کر کے جہو سکی تب تو وہ بے ایمانی شریعت کا دل ٹھنڈا ہوگا تو پادری صاحبان
اسکا معقول جواب کیا دینگے) موسوی شریعت کی عیدیں قربانیاں اور حرمت جانوروں کی
وغیرہ محبت کے احکام منسوخ ہوگئے فلسیوں کے باب ۲ ورس ۱۶ سے ہیں کسی شما را
دربارہ خوردنی و آشامیدنی یا درخصوص عید یا ہلال یا سبتہا مجرم نسازد کہ اینہا ظلال آینہا
آینده است که حقیقت آنها مسیح است نیز یہ سب احکام مسیح کے اٹھنے کے بعد ایک وقت ابا قی
آنے پر رہے و ۱۱ پادری فنڈر صاحب میزان کے صفحہ ۱۳ میں لکھتے ہیں - احکام ظاہری توریت
بینہ احکام تیج ہو یعنی منسوخ کردیدند که دیگر محافظت آنہا لازم نیست لیکن بدین تغیر در احکام ظاہری
احکام باطنی توریت منسوخ نگشتہ اند - دیکھو بیان صاف آپ ہی توریت کے احکام ظاہری
کے سبب سے منسوخ ہونیکا اقرار کیا - پس جبکہ بعض احکام ظاہری ہی کے منسوخ ہونے کے
قائل ہیں نہ احکام باطنی قلبی کے وہ فقط دعویٰ ہی ہے اور احکام ہی ظاہری ہیں جنکا تسنیخ ممتنع ہے
... توریت کے حکم اسکے ... کا منسوخ نہیں کہہ سکتے

بخلاف آپ لوگوں کے کہ اس حکم اور عہد ہی کو ایسا منسوخ کیا کہ مٹا دیا) استفتا

والتقریر سیدی مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی وکتاب الواعظ الشیخنا دامت برکاتہم الخصا

والمقتطا) اعمال باب ۱۵ ورس ۲۴. از بسکہ ہمنے سنا کہ ہم میں سے بعضوں نے جن کو ہمنے

حکم نہیں کیا جا کے تمہیں اپنی باتوں سے گھبرا دیا اور تمہارے دلوں کو یہ کہکے پریشان کیا

کہ ختنہ کراؤ اور شریعت پر چلو ۲۵ سو ہمنے ایکدل ہو کے بہتر جانا کہ اپنے عزیزوں برنباس

اور پولس کے ساتھ ۲۶ جو کہ ایسے آدمی ہیں کہ انھوں نے اپنی جان ہمارے خداوند یسوع

مسیح کے نام پر خطرے میں ڈالی بعض چنے ہوؤں کو تمہارے پاس بھیجیں ۲۷ چنانچہ ہمنے

یہوداہ اور سیلاس کو بھیجا اور وے یہ باتیں زبانی بھی بیان کرینگے ۲۸ کیونکہ روح قدس اور ہمنے

بہتر جانا کہ ان ضروری باتوں کے سوا تم پر اور کچھ بوجھ نہ ڈالیں ۲۹ کہ تم بتوں کے چڑہاووں

اور لہو اور گلا گھونٹے ہوئی چیزوں اور حرام کاری سے پرہیز کرو (الی قولہ) ۳۶ اور کئی روز

بعد پولس نے برنباس سے کہا آؤ ہر ایک شہر میں جہاں ہمنے خدا کا کلام سنایا پھر جا کے

اپنے بھائیوں کو دیکھیں کہ کیسے ہیں ۳۷ اور برنباس کی صلاح تھی کہ یوحنا کو جسکا لقب مرقس ہے

اپنے ساتھ لیجائے ۳۹ سو ان میں ایسی تکرار ہوئی کہ ایک دوسرے سے جدا ہو گیا اور برنباس

مرقس کو لیکے جہاز پر کپرس کو روانہ ہوا ۴۰ اور پولس نے سیلاس کو پسند کیا اور بھائیوں سے

خدا کے فضل کی سپرد ہو کے روانہ ہوا انتہی ۲ حواریوں کو بھی یہ بات حاصل نہ تھی جو پولس

مقدس کی بحال جماعت کو عیسائیوں کی حاصل ہے روح القدس کی مجالست اور مشاورت

سے عہد قدیم توریت شریعت کے احکام مفصلہ خروج باب ۱۲ ورس ۱۴ و باب ۲۹ ورس

۹ و ۲۸ و باب ۳۰ ورس ۲۱ و احبار باب ۶ ورس ۲۲ و باب ۷ ورس ۳۴ و باب ۱۰

ورس ۸ و ۹ و باب ۱۶ ورس ۲۹ کو باطل اور منسوخ کر کے عیب دار ٹھہرا کر

باستثناے بتوں کے چڑہاووں اور لہو اور گلا گھونٹے جانور اور زناکاری سب کو مٹا کر

باقی کی نسبت سبکدوشی کی منادی کرنے تعلیم دینے کے لئے ملکوں میں پہیل پڑے ہیں

کو ابلیس اپنا شکار ہو کر ایک دوسرے سے جدا بھی ہو گیا مگر نفوس انسانی آزادی اور آسانی کے
جیسے خواہشمند ہیں پوشیدہ نہیں اور ایسی آزادی پر جتنا بھی جھکا ہو تھوڑا ہے جس مذہب
میں عملیات تو عملیات اعتقادیات و الٰہیات میں وہ کایا پلٹ پسند ہی اپنا خاک کھیلکر
دکھا رہی تھی تو ہجوم مذہب کی صورت نرالی تماشا ہو رہا ہو وہ اور بعض احکام عملیہ کے ناسخیت اور
منسوخیت پر اعتراض۔

خالق ارض وسما مانتے تھا	ماننا عیسیٰ کو تھا پرستش دم
ایک حادث کہتا تھا کلمہ انکو	حق کا اور معبود ماننے تھا ہم
اور مقابل اُسکے تھے جو پادری	وہ نہ حادث مانتے تھے عیسیٰ کا دم
تین اقنوم مانتے تینوں الٰہ	کا ہم تینوں کا جدا تینوں بہم

ابنیت اور الوہیت کا مسیح کی اور الوہیت روح القدس اور تثلیث کا ابطال اوپر ہو چکا
کتب تواریخ معتبرہ سے اغاثۃ اللہفان میں منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین میں سے
ادیان میں کچھ باقی نہیں جیسے ختنہ کرنا ناپاکی سے نہانا سنیچر کی تعظیم کرنا سور کو حرام جاننا
توریت کی ہوئی چیزوں کو حرام جاننا انہوں نے بعد میں سور کو حلال کر لیا سنیچر کو حلال جانا
اُسکی جگہ یکشنبہ کر لیا ختنہ اور غسل جنابت کو چھوڑ دیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت
المقدس کی طرف کو نماز پڑھا کرتے تھے نصاریٰ نے پورب کو پڑھی آپ نے کبھی صلیب
کی تعظیم نہ کی تھی نصاریٰ نے اُسکی عبادت تک کی حضرت عیسیٰ نے کبھی اتنا سا روزہ
نہ رکھا اس قدر روزہ ایک مہینہ جاڑے کا تھا انہوں نے کچھ عدد بڑھا کر موسم بہار میں بدل لیا بھوک کی
مشقت میں بھی رہنا اختیار کیا۔ اور فلسفیوں اور بت پرستوں کی طرف جھکے اس طرح کہ بعض
باتوں میں انکی موافق ہو گئے تاکہ یہود و بت پرستوں سے دلیں حاصل اور انکا عقیدہ کا جبر
اکثروں کا اتفاق اور انکی بادشاہ قسطنطین کے جمع کرنے سے ہوا ہے وہ جو عنقریب مذکور
ہوتا ہے اور اسکے تبدیل کرنیکا سبب یہ ہوا کہ اسکندریہ کے بطریق نے اریوس کو کہ جاہل

جانے سے منع کیا اور پھر کہا اریوس قسطنطین کے پاس گیا کہ بطرق کی تعدی کی شکایت کرے
اور اوس کے سامنے اوس سے بحث کرے بادشاہ نے اوس سے کہا تو اپنے قول کا بیان کر
اوس نے کہا میں کہتا ہوں کہ باپ جب تھا تب بیٹا نہ تھا - پھر بیٹا ہوا تو وہ اوسکا کلمہ ہوا اگر
وہ نو پیدا (یعنی مخلوق) ہے پھر باپ نے اوسکو تمام سپرد کیا تو آسمانوں اور زمین اور اونکے
بیچ کی چیزوں کا پیدا کرنے والا وہی ہوا جیسا کہ اوس نے اپنی انجیل میں فرمایا کہ بیٹے نے
کہا مجکو حکومت آسمان اور زمین پر دیگئی ہے تو وہی اون دونوں کا پیدا کرنے والا ہوا اس
جہت سے کہ اوسکو یہ امر عطا ہوا پھر وہ کلمہ بعد کو مریم عذرا اور روح القدس سے ملکر ایک
ہوگیا مسیح بنگیا تو مسیح کے اب دو معنی ہیں ایک کلمہ اور ایک جسم مگر وہ دونوں مخلوق ہیں اسکے بعد
واسے بطرق نے کہا کہ تیرے نزدیک فضل ان دونوں میں سے ہمپر عبادت کسکی زیادہ تر واجب ہے
جسنے ہمکو پیدا کیا اوسکی یا جسنے ہمکو پیدا نہیں کیا اوسکی بجواب اس کے اریوس نے کہا کہ
اوسکی عبادت واجب ہے جسنے ہمکو پیدا کیا - بطرق نے کہا تو بیٹے کی عبادت جسنے ہمکو پیدا کیا
اور وہ مخلوق ہے وہ ہمپر باپ کی عبادت سے حالانکہ باپ مخلوق نہیں بلکہ باپ کی عبادت
جو خالق ہے کفر گنی جاوے اور بیٹے کی عبادت جو مخلوق ہے ایمان ہو جاوے - یہ قول بطرق
اور اوس کے ساتھیوں کا بادشاہ اور حاضرین کو پسند آیا بادشاہ نے حکم دیا کہ اریوس اور
اوس کے ہم مذہبوں کو لعنت کریں جو دیگر باد ایمہ بادشاہ نے دو ہزار اڑتالیس پادری دین کی شرح
کرنے کو جمع کیے جو مختلف رایوں اور مختلف مذہبوں میں تھے اونمیں سے ۳۱۸ ایک رائے
پر متفق ہوتے اور اپنے مخالفوں پر غالب آتے - بادشاہ نے انگوٹھی تلوار - چھڑی دیکر سلطنت
پر اونکو اختیار دیا - انہ فرصت اور قربانی کی تکمیل اس قرار پر قرار پائی کہ ایمان لاتے ہیں
ہم اللہ اکیلے باپ پر جو ہر چیز کا مالک ہے اور جو چیزیں ہم دیکھتے ہیں اور نہیں دیکھتے اوسکا بنانے والا
ہے اور اکیلے رب یسوع مسیح خدا کے اکلوتے بیٹے سب خلق کے پہلوٹھے پر جو تمام جہانوں سے
پیشتر اپنے باپ سے پیدا ہوا اور مخلوق نہیں معبود برحق ہے معبود برحق سے اپنے باپ کے

جو ہے جسکے ہاتھوں میں تمام جہان درست کیئے گئے اور ہر چیز کو پیدا کیا اور جو کہ ہم آدمیوں کے گروہ
کی خاطر اور ہماری رہائی کے لئے آسمان سے اوترا اور روح القدس سے جسم لیکر انسان بنگیا اور حمل
میں رہا پھر مریم بتول سے پیدا ہوا اور دکھ دیا گیا اور مارا گیا اور صلیب سولی دیا گیا اور دفن کیا گیا اور تیسرے
دن اوٹھکر آسمان پر چڑھ گیا اور اپنے باپ کے داہنے جانب بیٹھا اور وہ پہری دفعہ آنیکا مستعد
ہے کہ زندوں اور مردوں میں فیصلہ کرے اور ایمان لاتے ہیں روح القدس پر جو اصلی آپہی روح
ہے جسکی محبت کی روح اوس کے باپ سے پیدا ہوتی ہے اور ایک ملکوت پر خطاؤن کی بخشش
کے واسطے اور ایک جماعت جامع مقدسہ پر اور اپنے مدفونوں کی قیامت پر اور دوسری زندگی
پر ابدالاباد تک پھر جب اریوس کا قول لوگوں پر غالب ہوگیا تو مجمع اول ہے اوسی اونکے برس کے
بعد قسطنطنیہ میں بحکم بادشاہ ڈیڑھ سو پادری جمع ہوئے اریوس روح القدس کو مخلوق کہتا تہا
اور اسکندریہ کا بطریق خدا کی روح بتلاکر اوسکی مخلوق کہنے سے خدا کی زندگی کو مخلوق کہنا لازم
آجاتا بتلاکر یہ کہتا تہا کہ اوس کے مخلوق کہنے سے لازم آئیگا کہ خدا بھی زندہ نہیں - اور اس مجمع
کے اکیاون برس بعد تیسرا مجمع نسطورس کے سامنے ہوا اور اسکا مذہب یہ تہا کہ مریم خدا کی والدہ
حقیقت میں نہیں مگر وہان دو ہین ایک وہ معبود جو باپ سے موجود ہے اور دوسرا وہ انسان جو مریم
سے موجود ہے اور یہ انسان جسکو ہم مسیح کہتے ہیں خدا کے بیٹے کے ساتھ متحد ہے اور خدا کا
بیٹا حقیقت میں بیٹا نہیں بلکہ برسبیل بزرگی اور دو ناموں کے ایک ہونے کی وجہ سے ہے
(الی قولہ) جب اونکے پہلوں کا یہ حال ہو جن کا زمانہ حضرت عیسیٰ سے قریب تہا اور جماعت
بھی اون کے پاس تھی تو اب پچھلوں پر کیا گمان کرتے ہو - اور یہ اُمت دو بڑی خرابیوں کی
مرتکب ہوئی جنسے کوئی عقل والا راضی نہیں ہوسکتا ہے ایک تو مخلوق کے باب میں اتنا مبالغہ کرنا
کہ اوسکو شریک خالق ٹھہرا کر اوس کا ٹکڑا اور دوسرا معبود اوس کے ساتھ ٹھہرانا دوسرے
خالق کو گھٹانا اور گالی دینا جس باتونکی اوسکو تہمت لگاتے کہتے ہیں کہ وہ عرش سے اوتر کر
ایک عورت کے حمل میں نو مہینے ٹھہرا پھر کہ وہ بیٹا پیدا ہوا - اور پہر پولس کی آور صلیب سے

جان دی اون کا اصل عقیدہ یہ ہے کہ پیغمبرون کی روحین حضرت آدم علیہ السلام کی خطا کے باعث اوسوقت سے عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک دوزخ مین ابلیس کے قیدخانہ مین مقید رہین اور یہ دستور رہتا کہ جب کوئی آدمزاد مرتا تھا تو ابلیس اوس کے گناہ کی عوض اسکو پکڑ کے دوزخ مین قید کرتا تھا جب اللہ نے اونکو چھڑانا چاہا تو ابلیس سے یہ حیلہ کیا کہ اپنی عظمت کی کرسی سے اترکر مریم کے پیٹ مین گیا اور اس سے پیدا ہوکر آدمی بنکر اپنے اوپر یہودیکو قادر کیا حتی کہ اونہون نے صلیب پر چڑہا کر مار ڈالا تب اوس نے اپنے پیغمبرونکو چھڑایا اور اوسپر جسنے آپکا قصد کیا جو شخص اوس کے صلیب دئے جانے کا منکر ہوا اور اس سے آدمیونکو برتر کہے مغفور نہ ہوگا وہ ابلیس کے قیدخانہ مین عذاب دیا جائیگا۔ جب تک خدا کے سولی پانے کا اقرار نہ کریگا نہ چھوٹیگا ان باطل باتون سے معلوم ہوا ہوگا کہ رب کی قدرت کو بیکار خیال کیا کہ انبیاء کو نہ چھڑا سکا اور اوسکی طرف ظلم کو منسوب کیا کہ باپ کے گناہ کی عوض انبیاء کو قید کرایا اور بیدون قتل ہونے کے شیطان سے نہ چھڑا سکا اور دوزخ مین شیطان کا تصرف اور اوس کا قیدخانہ بارادہ الٰہی بغیر مانا اور اوسکی طرف وہ باتین منسوب کین کہ جو مخلوق مین سے بھی کسی صاحب اختیار کے شایان نہین انتہی ملخصا ناقل کہتا ہے کہ صفات الٰہیہ کی مصداق ذات الٰہیہ ہے تو صفات کے مفہومات انتزاعیہ عین ذات حق ہون تو صفات کے قدیم اور غیر مخلوق ہونے سے صفات موثرہ کی قبول کرنے والی مخلوقات قدیم ہوجائینگی پس روح یعنی امر حق کے قدیم قایم بذاتہ تعالیٰ سے ذات باری پر صادق آنے والی ہم لینے سے وہ روح ناسوا جسم مخلوق جسنے خالق وامر انواع تخلیقیہ تکوین کی تاثیر کو قبول کیا ہے قدیم اور غیر مخلوق نہوجائینگے اور اوسکی حیات خدا کی حیات معاذاللہ کیسے بچ جائیگی۔

متی باب ۴ ورس ۸ پھر شیطان اوسے ایک بڑے اونچے پہاڑ پر لے گیا اور دنیا کی ساری بادشاہتین اور اونکی شان وشوکت اسے دکہائین ۹۔ اور اوس سے کہا اگر تو جھکے مجھے سجدہ کرے تو یہ سب کچھ تجھے دونگا۔ ۱۰ تب یسوع نے اوسے کہا اے شیطان دور ہو

کیونکہ لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور اس اکیلے کی بندگی کر ف۴ جب اس انجیل سے
شیطان کا ایسا زور ثابت ہوتا ہے کہ مسیح کو پہاڑ پر لے گیا تو اس سے لازم آیا عیسائیوں
کے اعتقاد پر کہ شیطان خدا اور بندہ دونوں کو پکڑ لیگیا اور خدا اور بندہ دونوں سے کہا کہ
مجھے سجدہ کرو اسلیے کہ عیسائی مسیح کی روح کو خدا اور جسم مسیح کو بندہ مانتے ہیں اور شیطان
روح جسم دونوں کے مجموعہ ہی کو پہاڑ پر لیگیا تھا ۔ مجوسیوں کے خیال کی تائید اس سے کہی
جا سکتی ہے ۔ اس سے ارواح انبیاء کو ابلیس کے قیدخانہ میں ابلیس کے پکڑ کر قید کر لینے
مقید رہنے کو گرفتہ لینا آپ ہی آسان ہوگیا پھر ایسے زبردست سے ارواح انبیاء کا چھڑانا موت کو
ذریعہ میں دیئے بغیر کیسے ہو سکتا قرآن کریم سے شیطان کا ایسا زور بندوں پر چلتا نہیں مثلاً تا
اللہ سبحانہ کی زنجیر میں وہ اپنا قیدخانہ کیسے قائم کریگا سورہ ابراہیم میں ہے وَقَالَ
الشَّیْطَانُ لَمَّا قُضِیَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰہَ وَعَدَکُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّکُمْ فَاَخْلَفْتُکُمْ
وَمَا کَانَ لِیَ عَلَیْکُمْ مِّنْ سُلْطَانٍ اِلَّا اَنْ دَعَوْتُکُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِیْ فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ
وَلُوْمُوْا اَنْفُسَکُمْ مَا اَنَا بِمُصْرِخِکُمْ وَمَا اَنْتُمْ بِمُصْرِخِیَّ الایہ ترجمہ اور کہتا
شیطان جبکہ فیصل ہو چکیگا کام بیشک اللہ نے وعدہ دیا تھا تمکو وعدہ سچا اور میں نے وعدہ دیا
تمکو پس وعدہ خلافی کی میں نے تم سے اور میری تمپر حکومت نہ تھی مگر میں نے بلایا تمکو پس تم نے
مان لیا میرا (وسوسہ کے طور پر) کہا ہوا سو الزام نہ دو مجھکو (ملامت نہ کرو مجھکو) اور الزام دو اور
ملامت کرو) اپنے آپ کو نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچوں اور نہ تم میری فریاد کو پہنچو الایہ فائدہ
شیطان کا زور نہیں انسان پر وہ مشورہ (یعنی وسوسہ) دیتا ہے بری بات مان لینی اپنا ہی گناہ ہے ف۳۹

کچھ یہودی بولے بیٹا ہے عزیر نادم اور آرام فرش تا عرش ہے	حق تعالی کا کیا شریک وہ ستم شان میں حق کی گرنا اف رے ستم

بعض فرق یہود کے عزیر کو خدا کا بیٹا کہتے تھے نصاری کو ابنیت اور الوہیت کے اعتقاد کرتے تھے

مجبور کیا اور عرش پر آرام کرنیکا کفریہ عقیدہ یہود کا جو ذبایات تصریحیہ توریت کے خلاف ہے
قرآن کریم نے اسکا پورا ابطال کر دیا جیسا کہ گذرا اور منجملہ عقائد کفریہ یہود کے یہ بھی کہ کہتے ہیں
کہ اللہ تعالے آدم کے پیدا کرنے پر نادم ہوا اور طوفان بپا کر دیا کہ انکھ دہندلی ہوگئی فرشتوں
نے اوسکی عیادت کی اور اوس نے اپنی اونگلیاں دانتوں سے کاٹ کر خون بہا لیا (ترجمہ تفاسیر
صفحہ ۴۳۵) آدمی کو پیدا کرکے اونکی کے پر بیشور پردہ حملے کرنین جیسے کہت افسوس ملکر پرمیشور
کا ہاتھوں سے دوبارہ دوہ کہا لکہ جہاں کر اوس پر اوس کو شروع کرتا دہرم شاستروں میں ارجا ہوا ہے
ہنود کے ایسے ہی یہود کے یہ اختراعی خیالات ہیں ادہر ادہر سے لیکر ملاتے ہوتے پیدائش
نسخہ ۱۸۲۵ء اب یہوداہ آدمی کے زمین پر پیدا کرنے سے پچہتایا اور دلگیر ہوا نسخہ
عربیا نوسیہ عربیہ ۱۸۲۵ء یوں ہے فندم علی عملہ الانسان علی الارض
فتاسف بقلبہ داخلا نسخہ فارسیہ ۱۸۳۸ء سب ہمزبان ہیں نسخہ ۱۸۴۲ء
ترشیون باب اول ورس ۲۹ خدا کا احمقانہ کام آدمیوں سے عاقل تر اور خدا کا
ضعیفانہ کام آدمیوں سے قوی تر نسخہ عربیہ ۱۸۱۱ء و ۱۸۴۴ء بھی ہم معنی اسی کے
یہ دعویٰ بعض فلاسفہ کی مسلک کا علم باری کے بارہ میں جو اونھوں نے ظہور کیا باقی ہیں
حق رہل کتاب کے خیال کو بگاڑ چکا تھا وہ اللہ سبحانہ کے لئے علم جزئیات کا وجود اشیاء
سے پہلے علم اشیاء کا نہ مانتے تھے تو انجام نہ جاننے کی وجہ سے انجام بگڑ جانے پر پچہتانا لگیہ
ہوتا ترجمہ اور تفسیر کرنے میں ملاکر جو کتاب کے سر تھوپ دین تھوڑا ہے۔

داستان گرجہ کی سن لو ہیتال | لوگ ہوتے تب کو جیسا بیدہ نم
پادری انجیل پڑہتے شور سے | خود بخود ہوتا او جانا پڑہتے دم
پادری کہتے کرشمہ دیکہ لو | باپ بیٹے دی روشنی بیٹے کے دم
حکم سے حاکم کے جب دیکہا گیا | چہت سے تا ڈیل نکلا تار ضم
رو غنی لوبان کا تہا تجسیر ضماد | آگ تہلاتا تہا چہت پر سے ستم

کرتی روشن شمع کو چنگاری آ	سیکھتے تو آیا فلک سے ہو بہم

افاثہ میں مرقوم ہے ایک حیلہ اون عیسائیون کا یہ ہے جسکو وہ عیدالنور مین بیچ بیت المقدس کے جمع ہوکر ایک کہریں کرتے ہیں قندیل لٹکی ہوئی ہوتی ہے اونکی عالم بلند آواز سے انجیل پڑہتے ہین دعائین اونکی ما نگتے ہین یکا یک گہر کی چہت مین سے ایک آگ کی چنگاری دوڑکر بتی پر گرتی ہے جس سے بتی چپک کر جلائی جاتی ہے اوسوقت وہ یکبارگی چیخنے رونے چلانے لگتے ہین اور اوس روشنی کو آسمان سے آئی ہوئی ظاہر کرتے ہین (اور اس ذریعہ سے لوگون کو اپنا معتقد بناتے اور عیسائی بناتیکا داؤ لگاتے ہین) طرطوسی کہتے ہین کہ پھر مین اسکندریہ مین ابو محمد بن اقدم سے ملا اوسنے مجہسے بیان کیا کہ یہ لوگ تانبے کا بہت باریک تار چہت کے بیچ سے قندیل کی بتی کے سر تک رکہتے ہین جسپر لوبان کا تیل ملا ہوا ہوتا ہے اور پر کا شخص تار سے پر تہوڑی رال کی آگ ڈالدیتا ہے وہ آگ لوبان کے تیل کے ساتھہ آکر بتی کو لگ کر روشن کر دیتی ہے صفحہ ۲۱۵ و ۲۱۸ ملخصاً

دودہ چہاتی سے بہا تا روم میں | عید کے دن ایک گرجے کا صنم

کہتے حق نے کی ہے قربانی قبول | یہ علامت اوسکی ہے کامل اتم

حکم سے حاکم کے جب دیکہا گیا | تہی نلی پیچہے سے تا مورت بہم

ماردی گردن فریبی کی وہین | مال دہوکے سے جو تا تہا بہم

صفحہ ۲۱۹

روم کی ولایت میں متوکل کے عہد مین ایک گرجا تہا جب اوسکی عید کا دن ہوتا تو لوگ اوسکی زیارت کو آتے اور اوس مین ایک بت یا مورت تہا اوس بت کے پاس جمع ہوکر دیکہتے کہ اوس روز اوس بت کی چہاتی سے دودہ نکلتا ہے اوس روز خادم کے پاس بہت سا مال جمع ہو جایا کرتا تہا بادشاہ نے اوسکی تحقیقات کی تو حقیقت حال آشکارا ہوئی کہ متولی نے ایک سوراخ دیوار کے پیچہے اوس بت کی چہاتی تک کرکے اوس مین رانگ کی نلی رکہکر اینٹون سے اوس کو درست کر دیا تہا تاکہ حیلہ جال (اوس جالاکی اور فریب کا) مخفی رہے اور لوگ جانین کہ یہ علامت اون کی قربانی کے قبول ہونے کی خدا تعالے کی طرف سے ہے تب متوکل بادشاہ کو حقیقت حال کہلی

تو خادم کی گردن مارنے اور گرجاؤن کی مورتون کے مٹانیکا حکم دیا (ترجمہ اغاثہ ملخصاً)
ہر زمانہ فساد میں بیدین لوگ دین کے پردہ میں ایسی ہی دہوکے دہڑیان کرتے رہے ہیں اگرچہ میران کی زنجیر کسی اسلامی عید اور قربت کے بہانہ پر مبنی نہیں تاہم بڑی ہوکے بازی ہی جو دنیا کھسوٹنے کیلئے مجاور روان کرتے ہیں۔ ہندو ہرم عورتیں اور ادنی جہال تمام کی مسلمان عورتیں اوس زنجیر چھونے امروہہ جاتی ہیں۔ وہان کے مجاور جب تک اپنی دچھنا پوری نہیں کر لیتے تب تک زنجیر نہیں چھونے دیتے چھت پر سے زنجیر اوپر کو کھینچ کھینچ لیتے ہیں ہر چند اون بیچاری عورتون کو اوپر کو اوٹھایا جاتا ہے مگر زنجیر تک ہاتھ نہیں پہنچتا۔ جہان پھر دچھنا پوری کی فوراً زنجیر ہاتھ آجاتی ہے جسقدر عانیت سکا پاشا افریقہ میں ایک عالم مالکی کا حافظ ابوشامہ سے نقل کرتا امام نووی کا کہ خوابہائے دیکھکر بعض فتنہ کے مبتلا کسی بزرگ کے نام کا چبوترہ بنا اوس پر چراغ روشن کرتے ہیں اور نہایت قبیح بدعتیں وہاں کرتے ہیں اسکو اغاثہ میں دیکھو۔

عید بت مصری نصاری کرتے تھے
اوسکو ایک بطریق نے ترک کرا دیا
نام پر میکائیل کے ستر باتیاں
مصر و اسکندریہ گردا گرد میں

تھا وہ شہر اسکندریہ میں صنم
عید میکائیل اصحاب کی بہم
دہوم سے ہونے لگیں رسمیں بہم
قبل بعثت کے کر دے ہتہ وہی رقم

اوسی اغاثہ میں ہے او شیطان کی بازی سے اون بیت عیدین ہیں کہ سب کی سب جہلی اور اونکی کچھ جرون سے نئی ایجاد کی ہوئی ہیں ایک اون میں سے عید میکائیل ہے اوسکا سبب یہ ہوا کہ اسکندریہ میں ایک بت تھا سب مصر و اسکندریہ والے اوسکی بڑی عید کیا کرتے تھے۔ ایک بطریق نے اوس کو توڑنا چاہا لوگون نے نہ مانا اوس نے تب یہ بہانہ کیا کہ یہ بت ایسا ہے جس سے نہ نفع کی توقع اور نہ اوس سے ضرر رسانی کا خوف اگر تم یہ عید اور قربانیان میکائیل خدا کے فرشتہ کے واسطے کرو تو وہ تمہاری سفارش خدا کے پاس کرے لوگون نے اوس کی بات کو اور اپنی بت توڑنے کو مان لیا۔ غرضکہ اسنے ایک کفر سے دوسرے کفر کی طرف پھیر دیا انتہی ملخصاً

نفس سرکش شرعی عیدوں سے جو مشتمل ہیں دینی بھائیوں کے اجتماع مسرت خیز اور
بدنی اور مالی عبادت کی ادائیگی پر اپنے سیر نہیں ہوتے بدون دہوم دہڑکے اور ہوا پرستی کے
ان کا نفس امارہ نہیں مانتا نصاریٰ میں ایسی عیدیں بہت ہیں چونکہ حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم خبر دے چکے ہیں کہ میری امت میں سے کچھ لوگ یہود و نصاریٰ کی سی باتوں اور
بدعتوں میں مبتلا ہوجائینگے اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں سے زنا کیا ہوگا تو ان میں سے بھی
کوئی نہ کوئی ایسا ضرور کریگا چونکہ خبر نبوی کا صدق ضروری ہے اس مضمون کی حدیث
مشکوٰۃ سے گذر چکی - لہذا اس امت میں بھی جو اختراعی عیدیں بچا یادگاریں برپا ہو گئیں ہیں
اہل بصیرت اور واقف کار ان پر پوشیدہ نہیں سنبھل وغیرہ کے میلے نیزوں کی عیدیں کیا یہ
تہوار نہیں اور قبور متبرکہ کے نشانات پرانے قرار پائیں چڑہاوے وہیلی ہیلی پھیری تشہیر
برپا ہوئے بانات ہیں [illegible] بہت جگہ فتنہ برپا کر رہے ہیں - ہر چند علما منع کرتے ہیں مگر
کچھ لوگ باز نہیں آتے - مجاوروں کو آمدنی کا لوٹنا اندہا کر رہا ہے بعضے کہہ ملا مرعوب ہو کر
اس میں دم نہیں مارتے اور بعضے جنکا مذاق توحید پھیکا پڑ گیا ہے اس میں ہیر پھیر کی رہتی ہیں
رسولوں پولس وغیرہ نے جنکے ہاتھوں میں عیسوی دین کی باگ تھی انہوں نے سور تک حلال
کردیا مگر بتوں کے چڑہاووں کو حرام ہی رکھا - افسوس ہے اور نیز جنہوں نے قبروں کو بت
بنالیا اور ان کا چڑہاوا شیر مادر مان لیا - سبحان اللہ شکر ہے اللہ سبحانہ کا کہ اس نے
دین اسلام کی حفاظت کے وہ سامان مہیا کئے کہ وہیں غیروں کے ملنے اور ملونات
ہونے کا موقع نہ رکھا -

ست ہمکی بانگی ادا عجب اور تھی
ما بت اسپیچ ہو پہنچے اور سکو ہوا
شور میں توحید کے تو اک صدا
دوسری یاں ادا ر ٹوٹی گر پڑی

تھے شوالہ میں ادہر کالی صنم
شہ ہوئے حیران جب دیکھا صنم
دیکھا تو ترچھا ہوا وہ مجبہ وہ صنم
لوہے کی مورت کھنگلیا دہم تہ ہم

چاروں دیواروں میں چھت میں تھا نصب
سنگ مقناطیس مثالے منتظم
وہ زمیں پر اسلئے گرتے نہ تھے
تھی کشش پانچوں طرف سے ایک سم
بت شکن یا میرے جزاک اللہ سے
کعبہ کا دم توڑتے ہیں جن کا قدم

ہند کے بعض بتخانوں میں کالی کی مورت کھکل لوہے کی بے سند تھی ادھر لٹکی ہوئی تھی کالی کو جس سے جس معنی یا تاماں کر ہند کے جو بت پرست ہندو پوجتے تھے اور نا بزر خواص و عوام ہندو تھا کہ ماتا اپنے جس سے ادھر کھڑی ہیں جب شاہ اسلام نے اس بتخانہ کی دیوار توڑی تو وہ ترچھی ہوئی دوسری توڑنے چھت گرنے سے فوراً گر پڑی پھر جو دیکھا تو چاروں طرف دیواروں اور چھت میں برابر کے پانچ ٹکڑے سنگ مقناطیس کے جڑے ہوئے تھے۔ پانچوں طرف کی برابر کی کشش سے وہ ادھر لٹکی رہ گئی تھی۔ سلطان محمود غازی غزنوی اور دیگر خلفاء و سلاطین اسلام کے حملوں اور فتوحات میں بہت سے واقعات تاریخ فرشتہ و طبقات ابن سعد وغیرہ کتب سیر و تواریخ میں مذکور ایسے ملینگے جنسے بہت جگہ کی بت پرستی کا سارا دہوکا دھری پر بے نقاب نظر آئیگا۔ تخمیناً عرصہ چالیس سال کا ہوا ہوگا کہ کوسی ندی کی کٹائی سے ایسی صورت رہتی کی لیے تو وہ کی اتفاقیہ واقع ہو گئی تھی جس نے ایک بوڑھا شاہ صورت پل دیکھنے میں آتا تھا جسکو کراماتی پل کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ مدتوں کو ہزاروں اندھے بانجھ عورتیں منوں ریتا اوس کا پھانک گئے۔ پھپلانہ کے قریب جب گنگھٹے سے شیطان سے کس ہو کے سے کچھ ادے کسی بھلے مانس کو خواب میں بڑے شاہ دکھائی دے گئے۔ ڈھیر بنایا گیا جس پر حلوا مانڈہ ریوڑی گتوں کے چڑھاوے کی بھرمار ہوئی۔ وہ چھپکے ہی ازل سے بھی نواز گئے۔ ڈھیلا کے وار پار کے دیہات کے بے زبان ملانوں کے ایمانی تعلقے اور توحید کی حیات نے ذرا پھریری نہ لی وہابیت کا بھوت کیسا کچھ مرعوب کر رہا ہے۔ حافظ ابن حنبلی جو تیوں کو بھی وہابیت کی گردش نہ لگی اپنی کتاب الحوادث والبدع میں ایسے خرافات جو تھان چبوترہ وغیرہ بنکر فتنہ شرک برپا کر رکھے اسکی تنقیح اور ابطال میں ہم کچھ لکھ رہے ہیں۔

اوس کو ملاحظہ فرمائیے پہر مجموعہ فتاوے مین مولینا عبدالحی لکہنوی مرحوم کے دیکہیے وہابیت کا الزام لگائے جانے کے ہوے نے ایسی کہلی ہوئی شرکیات کے رد مین بھی اون ملانون کو زبان کہولنے سے مرعوب کر رکہا ہے

لوہے کی زنجیر ہے میران کی کیا
ہاے وہ زنجیر چوبے عورتیں
اون کی جو گت ہوتی ہے لب کر خموش
ہے شرافت بھی حیا کی پاسبان

ڈنائی سونے کی سی تھی جسپہ ہم
بھیجیں امرو ہہ حیا پر کر ستم
اونکو رد کین شرم ہے جن کو ہم
سب ہی شرفا مین نہین یہ مرتسم

شرفا - اسلام کی حیا ہی قطع نظر ممانعت شرعی کے اس بیحیائی کو گوارا نہین کر سکتی کہ اپنی عورتین بہوت پوجا خیال والی بنا لیسے فریب خانہ بھیجا جاے جہان کے مکار بدکار مجاور عورت کی بغلین پکڑا اوپر کو اوٹہا تین تاکہ وہ میران کی زنجیر چہو کر مراد یاب ہو - مجاور بد طینتون کا یہ فعل بے حیائی کا موجب ہے - اوسپر سکی قباحت پوشیدہ نہین جسکی کہو پڑی مین تہوڑی ہی عقل نے بھی جگہ پائی ہے - تیر ہنون کی آنکہون سکا نظارہ مشہود ہر عورتون کی دیکہا دیکہی نام کے مسلمانون مین جگہ پانا قابل نفرین ہے -

بارہی سیطان ہے ہر ایک قوم سے
بت پرستی پہ جھکائی ایک قوم
جسکی قبرین تہین اوٹہنس کی مورتین
دیکہو مسلم اور بخاری مین حدیث
کرتی ہین حبش کے گرجے کا بیان
کہتے ام اس گرجہ کو تھے ماریہ
سنکر کہا فرمایا رسول اللہ نے
تب جو مسجد کر لے اوسکی بنا

جسطرح پہنتی ہے پہلے اوس ہی دم
قبر کی تعظیم کا دسے کے دم
تب وہ قبہ کے اندر کین ہم
جسکی راوی ام سلمہ محترم
آپ سے دیکہے ہوے آ سکے صنم
مورتین اوسکی بتا مین تکیہ قلم
صرف ہے اس قوم مین جب نیک دم
مورتین اوسمین رکہین اونکی نام

ہیں یہ بدتر خلق کے نزد خدا ۔ ہوگئی یہاں تک روایت ختم
اُس پہ لعنت کرتے ہیں خیر الوریٰ ۔ جو کرے قبروں کو سجدہ گہ ستم
اور قبروں پر جلاوے جو چراغ ۔ اُس پہ لعنت کرتے ہیں شاہ امم
دیکھ لو چاروں سنن میں حدیث ۔ اور امام احمد سے بھی مروی ہے ہم

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَنِيْسَةً رَاَتْهَا بِاَرْضِ الْحَبْشَةِ يُقَالُ لَهَا مَارِيَةُ فَذَكَرَتْ مَا رَاَتْ فِيْهَا مِنَ الصُّوَرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اُولٰئِكَ قَوْمٌ اِذَا مَاتَ فِيْهِمُ الْعَبْدُ الصَّالِحُ اَوِ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ اُولٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ متفق علیه **ترجمہ** حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہے کہ حضرت اُمّ سلمہ (رضی اللہ عنہا) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں ایک گرجا کا ذکر کیا جسکو انہوں نے حبش میں دیکھا تھا اور اوس کا نام ماریہ تھا تو جو کچھ اوس میں مورتیں دیکھی تھیں اون کا ذکر کیا پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ وہ لوگ ہیں جب اون میں کوئی نیک بندہ یا نیک مرد مر جاتا ہے تو اوسکی قبر پر مسجد بناتے ہیں اور اوس میں اون کی مورتیں بناتے ہیں یہ لوگ خدا کے نزدیک بدترین خلق ہیں روایت کیا اس حدیث کو بخاری ومسلم نے) رَوَى الْاِمَامُ اَحْمَدُ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ تُدْرِكُهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ اَحْيَاءٌ وَالَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْقُبُوْرَ وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ رواه الامام احمد واهل السنن **ترجمہ** حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں سے بدترین وہ ہونگے کہ اون کو قیامت آئے گی اور وہ

زندہ ہوں گے اور وہ لوگ کہ قبروں کو سجدہ گاہ بناتے ہیں ۔ اور ابن عباس سے روایت
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ لعنت کرے قبروں کی
زیارت کرنے والی عورتوں پر اور ان لوگوں پر جو قبروں کو مسجد بناتے ہیں (سجدہ گاہ ٹھیراتے ہیں)
اور اوپر چراغ دھرتے ہیں روایت کیا اس حدیث کو امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ
سنن والوں نے ۔ صحابہ کرام کی احتیاط اس باب میں سدّ الذرائع اس وجہ
پہنچی ہوئی تھی کہ ایک قبر بے نشان پر بے خبری سے ایک صحابی نے نماز پڑھنی شروع کر دی
تو دوسرے صحابی نے جن کو وہاں قبر ہونا معلوم تھا بصیغہ تحذیر ڈانٹ کر آگاہ کیا کہ قبر ہے قبر ہے
قبر پر نماز پڑھنے کی ممانعت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں ایک ٹھہری ہوئی بات تھی ۔
مقبرہ میں نماز پڑھنے سے جیسے درمیان میں آنحضرت صلی اللہ نے منع فرمایا اور طلوع و غروب کے وقت
وقت اور ٹھیک دوپہر میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصد
شرک کے ذریعے بند کرنے کے واسطے وقوع میں آیا ہے کہ نمازیوں کا وہ مقصد جو اہل کتاب کا
مقابر انبیا میں سجدہ کرنے سے تھا اور جو اوقات ثلثہ میں سورج کے پجاریوں کا ہوتا ہے
انی کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروہا الحدیث میں جو نہی فرمائے
زیارت قبور کی اجازت جب دی ہے جب لوگ اسلام میں پختہ ہو گئے ہیں تب زیارت قبور
کو سبب بے رغبتی دنیا اور یادگاری آخرت کے گردانتے پر اجازت دی ہے اور اہل قبور پر
سلام کرنا انکے لئے مغفرت کی دعا تعلیم فرمایا ہے ۔ افاضہ مترجم میں ہے ۔ غرضکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین متین سے یہ بات یقیناً جانی گئی کہ قبروں کے پاس
نماز پڑھنے کی ممانعت ہے اور یہ کہ آپ نے اوس شخص پر لعنت کی ہے جو قبروں کو مسجدیں
کرے اور علما کے اکثر گروہوں نے بوجہ پیروی حدیث صحیح و صریح کے قبور پر مسجدیں بنانے کی
ممانعت کی کر دیا ہے اور امام احمد اور امام شافعی اور امام مالک نے اسکو حرام کہا ہے
اور کچھ انکے تابعین نے مکروہ کہا ہے ۔ مگر یہی مناسب ہے کہ اس سے مکروہ تحریمی مراد لیا جاوے

تاکہ ان لوگون کے ساتھ حسن ظن ہو ورنہ آپ پر بدگمان ہوگا کہ جس کام کے کرنے والے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کرنا اور اوس سے منع فرمانا بتواتر ثابت ہو چکا ہے اوسکو یہ لوگ جائز رکھتے ہین ناقل کہتا ہے یہ اشارہ ہے ہمارے بعض ائمہ کی طرف مگر اصول حنفیہ کو دیکھیے ایسے موقع کے اطلاق کراہت سے کراہت تحریمی ہی مراد ہوتی ہے - اور یہی روایات مختلفہ مین تطبیق کے لیے ذریعہ مین آیا ہے - خانہ کعبہ کی میزاب وغیرہ کے نزدیک خود قبر کا ہونا پایہ ثبوت کو پہنچا ہے حالانکہ وہان زمان نبوت سے ایک ہجوم نمازیون کا باقی ہے وجہ اوسکی سوا اسکے اور کیا ہوسکتی ہے کہ قبر مندرس اور بے نشان ہوگئی ذہنون تک سے وہان قبر کے ہونے کا خیال نکل گیا تو گویا وہان قبر ہی نہین جو سدا للذرائع وہان سجدہ عبادت الٰہیہ سے منع کی نظر شارع مین ضرورت ہو شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ حنبلی کی تصنیفات کے مقابل سید علی بن عبد الکافی امام سبکی شافعی کی تصنیفات رکھکر دیکھو تا کہ افراط و تفریط کی دلیلین جنبنے سے پہنچے کا اگر مذاق آجاے اور متشابہ تبرکہ اولیا امت کی حرمت ملحوظ ہو جاتی ہے اور اونکی جہت گناہ بنانیسے بھی دل ٹھہر جاتا ہے -

صحیح مسلم مین جندب بن عبد اللہ بجلی سے روایت ہے کہ مین نے پانچ روز پہلے آپ کی وفات شریف سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ مین بری ہوتا ہون اللہ کی طرف سے اس سے کہ تم مین سے کوئی خلیل ہو اور مین خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا سنلو کہ جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اپنے انبیا کی قبرون کو مسجدین ٹھہرا لیتے تھے خبردار تم قبرون کو مسجدین نہ ٹھہرا لیو کہ مین تمکو اس سے منع کرتا ہون اور حضرت عائشہ صدیقہ اور ابن عباس سے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرض مین تھے تو اپنے چہرہ مبارک پر اپنی چادر ڈالنے لگے - پس جب گھبراتے تو اوس کو اوتار دیا اور اوسی حال مین فرمایا لعنت ہے خدا کی یہود اور نصاریٰ پر کہ انہون نے اپنے نبیون کی قبرون کو مسجدین بنا لیا اور اس سے آپ کو اونکے فعل سے ڈرانا منظور تھا - روایت کیا اس حدیث کو بخاری و مسلم نے اور بخاری اور مسلم ہی مین ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

اللہ تعالے یہود اور نصاری کو مار ڈالے کہ اونہون نے اپنے انبیاء کی قبرون کو مسجد بنایا الحدیث بہرحال قبرون کو سجدہ گاہ بنانے سے آپ نے اپنی آخر عمر مین منع فرمایا اور اہل کتاب مین سے جسنے ایسا کیا اوسکو لعنت فرمائی تاکہ اپنی امت کو اوس فعل سے ڈرادین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اوس مرض مین فرمایا جس سے کہ اوٹھے کہ لعنت کرے اللہ تعالے یہود و نصاری کو کہ اونہون نے اپنے انبیاء کی قبرون کو مسجد بنایا اور اگر یہ بات آپ ارشاد نہ فرماتے تو آپ کی قبر شریف بھی کہلی رہتی ۔ مگر اس کا ڈر ہوا کہ کہین مسجد نہ ہو جاوے ۔ روایت کیا اس حدیث کو بخاری و مسلم نے اور حضرت عائشہ کے قول مین خشی بصیغہ مجہول علت ہے قبر (مبارک نبوی) کے کہلا نہ رہنے کی جب نبیونکی قبرون کو عبادت الہی کے لئے سجدہ ٹھہرانے پر یہود و نصاری کو لعنت کر کے اپنی امت کو اس فعل سے ڈرایا تو اب غیرت ایمان بزرگونکی متبرک قبرونکو عبادت الہی کے لئے سجدہ ٹھہرانے کو ہرگز گوارا نہ کریگی چہ جائیکہ اونہین قبونکو سجدہ کر کے بت پرست بننا گوارا کرے ۔

ایسے گرجے بہت ہین ملکون کے بیچ جل گئے اخبار مین اظہار تھا	حال مین اٹلی کے گرجے کے صنم ہمکو بھی افسوس ہے ای محترم

اٹلی کے مریم گرجہ کی سورتین جلنے کی پوری کیفیت المشیر مرادآباد وغیرہ مین ولایتی اخبارات سے منقول دیکھکر بیساختہ زبان سے نکل گیا کہ انسانی غلطی تجہپر افسوس اگر اون مقدسون کی تصویرین نہ بنائی جاتین تو ہمارے کان کا ہے کو یہ سنتے کہ فلان مقدس اور مقدسہ کی تصویرین فلان گرجہ میں یون جلیں سقربان جائیے اسلامی احکام کی دور اندیشی پر مبنی ہونے کے بزرگونکے نام پر دہبا آنیکا اونکی مورتون کے ذریعہ سے موقع نہ دیا ۔ دفن میت مین تو نا جاری ہے بہلا مورتونکے جلانے پر کونسے شرعی وعقلی تقاضے نے مجبور کیا ہے ۔

زلزلے غضب وغیرہ کے بیان	ہیں حدیثوں مین چلے آتے رقم

روزانہ کرزن گزٹ اخبار دہلی مورخہ ۱۸ جنوری سنہ ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۶ کا اقتباس یہ ہے

اٹلی کے زلزلے سے بربادی کی مفصل کیفیت شہر گورستان کی صورت میں ولایت کی تازہ ڈاک سے اطالیہ (اٹلی) کے شہروں کی بربادی کے مفصل حالات معلوم ہوئے ہیں جنکو دیکھکر خداوند قہار کے قہر سے دل کانپ جاتا ہے - یہ زلزلہ نہ صرف موقع عبرت بلکہ انسانی نسلوں کے لئے ایک تازیانہ ہے کہ خدا کے غضب سے ہر وقت ڈرتے رہیں اور اپنی مادی برتری کے زعم میں ہرگز اپنے خالق سے غافل نہوں روما سے اسٹریلیا کے اخباروں کو جو تار برقیاں بھیجی گئی ہیں ان میں اشاعت خون اور بربادی کے سوا اور کچھ مذکور نہیں ایوانو کے آٹھ ہزار باشندوں میں سے صرف سو بچے ہیں سو وہ بھی مخبوط الحواس ہیں آوانو کا شہر بالکل دب گیا تیس ہزار آدمی ابرزی کے صوبہ میں ہلاک ہوئے سلتو میں سولہ سو میگیا نو میں تیرہ ہزار مسیسنیا میں چار ہزار سان تلیتو میں تین ہزار لاپی میں آٹھ سو اور اسی طرح اور جگہ بہت سے آدمی زلزلے سے ہلاک ہوئے ہیں - چند سال ہوئے زلزلے سے جو مسینیا کی کیفیت ہوئی تھی وہی ایوانو کی بھی ہوئی انتہی صحیفہ آسمانی کی کتاب الفتن کے باب الملاحم کی فصل اول کی پہلی حدیث بخاری و مسلم میں سے بروایت ابی ہریرہ یہ ہے و یکثر الزلازل و یتقارب الزمان و یظہر الفتن و یکثر الہرج وھو القتل الحدیث صفحہ ۲ **ترجمہ** (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت سے پہلے واقع ہونے والے فتنوں کے سلسلہ بیان میں فرماتے ہیں) کثرت سے واقع ہونگے زلزلے اور قریب آجائیگا زمانہ (یعنی امام مہدی علیہ السلام کا) اور کثرت سے واقع ہونگی خونریزی اور قتل الحدیث زلزلوں کے بارہ میں حدیثیں بہت آئی ہیں جن میں زلزلوں کے وقت ... کی سمت کا بھی ذکر ہے -

سن چکے تم سب خدائی کے خواص	دیکھا مخلوق کو مہدود ہر ہم
جنسے کچھ ظاہر ہوں شان نبیا	تاکریں تثلیث کا عقدہ بہم
کھولکر دکھلا دیئے اسلام نے	اسکے اندر جسقدر تھے تم ستم
تھا یہ فرمایا رسول پاک نے	اُمتی سب ایسے کریں وہ بھی کرم

جو کہ کر گذرے ہیں اہل کتاب | یہاں تلک ان میں سے گر کوئی ہیم
ہو گیا ہوا ہے ان میں سے کوئی | یہ بھی کر گذریگا الف قف رستم

شروع کی تین بیتوں کے متعلق جو بیان مناسب تھا قدرے تفصیل سے اوپر ہوچکا لہذا یہاں حاجت اعادہ کی نہیں مشکوٰۃ المصابیح کی کتاب الایمان کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ کی فصل ثانی میں ہے صفحہ ۳۰ وعن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیاتین علی امتی کما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منہم من اتی امہ علانیۃ لکان فی امتی من یصنع ذلک وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملۃ وتفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلہم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی رواہ الترمذی وفی روایۃ احمد وابی داؤد عن معاویۃ ثنتان وسبعون فی النار وواحدۃ فی الجنۃ وھی الجماعۃ وانہ سیخرج فی امتی اقوام تتجاری بہم تلک الاھواء کما تتجاری الکلب بصاحبہ لا یبقی منہ عرق ولا مفصل الا دخلہ اور مرقاۃ میں ملا علی قاری ارقام فرماتے ہیں قولہ وھی الجماعۃ ای اھل الفقہ والعلم الذین اجتمعوا علی اتباع اثارہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یبتدعوا بالتحریف والتغییر انتہی **ترجمہ** عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے البتہ ایک زمانہ آئیگا میری امت پر جیسا کہ آیا بنی اسرائیل پر مطابق ایک جوتی کے ساتھ دوسری جوتی کے یہانتک کہ اگر ہوا ہوگا ان میں کوئی ایسا شخص کہ جسنے علانیہ بدکاری کی ہوگی اپنی ماں سے (تو) ہوویگا میری امت میں (بھی) ایسا شخص کہ کر گذریگا اس بدکاری کو اور بیشک بنی اسرائیل متفرق ہو گئے تھے بہتر فرقوں پر اور متفرق ہو جائیگی میری امت تہتر فرقوں پر سوائے ایک فرقہ کے سب دوزخ میں عرض کیا صحابہ کرام نے کون ہے وہ فرقہ اور ملت فرمایا وہ ملت وہ ہے

جسپر مین ہون اور میرے اصحاب روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور امام احمد اور ابوداؤد
کی روایت مین معاویہ سے یون آیا ہے کہ بہتر آگ میں اور ایک جنت مین اور وہ ایک فرقہ
جماعت ہے اور تحقیق شان یہ ہے عنقریب نکلینگی چند قومین میری امت مین داخل ہونگی
اور سرایت کر جائینگی اون مین یہ بدعتین جیسے کہ باؤلے کتے کے کاٹنے کا زہر سرایت کر
جاتا ہے باؤلے کتے کے کاٹے ہوئے مین نہین باقی رہتی اوس پر رگون مین سے کوئی رگ اور نہ کوئی
جوڑ مگر کہ داخل ہوجاتا ہے وہ اوس مین ترجمہ حدیث کا تمام ہوا اقول آپکا اور وہ ایک
فرقہ) جماعت ہے یعنی وہ وہ اہل فقہ و علم ہیں جو متفق ہوگئے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی حدیثون (اور سب تاویل) کے پیروی کرنے پر چھوٹے بڑے امر مین اور نہ پایا انہون
اونہون نے بدعتین (ہر چھوٹے بڑے امر میں) ساتھ تحریف اور تغییر کے - ترجمہ عبارت مرقات
کا تمام ہوا - ایسے لوگ اس زمانہ مین بھی کری ڑہی بدعت کے حامی بن رہے ہین اور احکام شرع
کی تغییر مین تحریف سے کام لینے اور مطلق کو مقید کرنے اور بعض تخصیص کسی دلیل سے نہوتی ہو
اوسمین اپنی طرف سے تخصیص کرنے اور باب عبادات خصوصاً بدعہ مین توقیف کی حد توڑنے
مین جو اودھم غدر برپا ہے اہل نظر سے پوشیدہ نہین - قبر پر اذان دینا جو پہلے نکلتے ہی سو گیا
تھا اب پھر زندہ ہوگیا اور یہی کیا بیشمار بدعتیں ہیں جنکا مجموعہ ما انا علیہ واصحابی کی معیار پر
کھوٹا پایا گیا ہے - خیر یہ تو عملیات مین تھا عقائد مین اس غدر کا یہ حال ہے مزا لے مین
کہ جو دیدہ تھا نہ شنیدہ تھا ملاحظہ فرمائیے الامن والعلی ہیں مرقوم ہے سبحان اللہ عیسیٰ علیہ
الصلوٰۃ والسلام جو فرمارہے ہین کہ مین خلق کرتا ہون شفا دیتا ہون مردے جلاتا ہون
حراموں کو حلال کئے دیتا ہون ان استادون کی نسبت کیا حکم ہوگا صفحہ ۱۴۱ ہمارے
مہربان ناحق مسلمانوں پر اس سوال کی جوابدہی کا بار رکھتے ہیں آپ تو خود ہی اسکو یون مستحکم
کر چکے ہیں ادسی الامن میں تصریح ہی کہ احیا الامرین سے خالی نہین نسبت حقیقی عطائی
ہے یا اسناد مجازی کہ حضور سبب و واسطہ و وسیلہ و رفع بلا ہین لہذا نسبت مجازی صفحہ ۱۲

چونکہ بموجب تصریحات مذکور بالا ہندو دہرم کی پستک اس عالم کو اکاش اور پران سے
بنا ہوا اور اکاش اور پران کو پرمیشور مین سے بلا اختیار نکلا ہوا مانتے ہین یعنی حق سبحانہ کا
جز مانتے ہین تو کل کا ایک جز دوسرے جزکی عطا دیا کرے یا نہین ہو سکتا اور ان دونون امروسے
اوپر بھی درجہ ہو جسکو دل ہی دل مین رکھا اور اس ترقی کی کیفیت مین لب کشائی نہ فرمائی
ورنہ نسبت ذاتی حقیقی مناسب مقام کہ پہنچے جیسے تنزلی دونون منزلون کا مطلب جو خواص سے
پوشیدہ رکھا ہے اول اوسکا اظہار کیجیے نسبت حقیقی عطائی نہ تو خلق کرنے شفا دینے مردہ
جلانے وغیرہ کی قدرت کاملہ لنا عیسیٰ علیہ السلام نا تمام آیا پس جو کچھ انھوں نے پیدا کیا
جلادیا وغیرہ سب انھیں کی مخلوق ہوئی تو بیچ آسکے معبود رہے اور خدا کی مخلوق ہونے
خدا کے بندہ ہونے سے نکل گئے وَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِن
دون اللہ کا الزام جو اعتقاد مذکور پر نصاریٰ کو دیا گیا تھا وہ ان حضرت طرار کے گلے کا ہار
سرکا بار ہوا۔ ترجمہ اس آیت کا یہ ہے اللہ تعالیٰ نے پوچھیگا کہ اے عیسیٰ کیا تو نے لوگون سے
یہ کہا تھا کہ مجھکو اور میری ماکو دو معبود ٹھیرا لو سوا اللہ کے ترجمہ تمام ہوا تفسیر کبیر کی عبارت
بارہا نقل ہو چکی کہ اس اعتقاد سے نصاریٰ میں کوئی نہین کہ اون دو کی خدائی کے اقرار کے
ساتھ خدا کی الوہیت اور خدائی کی نفی کرتا ہو۔ جواب اس کا یہ دیا گیا ہے کہ معجزات کو
حضرت عیسیٰ و مریم علیہما السلام کے جب اونکی مخلوق مانا نصاریٰ نے یعنی تصویر کرنے
کی اونکا پیدا کیا ہوا مانا مردے جلانے وغیرہ کو تو یہ مخلوق خدا کی مخلوق ہونے سے نکل گئی
اور مخلوق مسیح ٹھیری اور جو جسکی مخلوق وہی اوسکا معبود پس جب یہ خدا کی مخلوق نہین
تو خدا اونکا معبود بھی نہین۔ ہان مستلزم ہم عیسیٰ و مریم علیہما السلام کے معجزات وکرامات
کو اونکی ایجاد اور مخلوق ماننے والونکو الزام مذکور دیا گیا ہے۔ پس مولف الامن نسبت
حقیقی عطائی مانکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف خلق کرنے مردے جلانے وغیرہ میں
خدا کی مخلوق نہ ماننے والے ان معجزات کے ٹھیرتے ہین گویا ان معجزات کا معبود ہی اللہ

سبحانہ کو نہیں مانا اور ان دو امور میں سے امر اول پر ایراد مذکور کو سمجھنے اس لئے مقصود
کیا کہ آپ انا من کے صفحہ ۲۰ میں لکھتے ہیں کہ حضور کو دافع البلا کہنا بھی بمعنی حقیقی
عطائی ہے (تا سطر ۳) اگر یہ تصریح نہوتی تو بحسن ظن کسی تاویل قریب یا تاویل بعید سے
نسبت مجازی پر ڈال کر بچانیکا موقع تہا مگر صفحہ ۱۲۱ کی یہ عبارت پھر ہرگز بہی بچاتی
احکام الٰہیہ دو قسم ہیں تکوینیہ مثل احیاء و اماتت و قضاء حاجت و دفع مصیبت
و عطاء دولت و رزق و نعمت و فتح و شکست وغیرہ عالم کے بندوبست دوسرے تشریعیہ
کہ کسی فعل کو فرض یا حرام یا واجب یا مکروہ یا مستحب یا مباح کر دینا مسلمانوں کے سچے دین
میں ان دونوں حکموں کی ایک ہی حالت ہے کہ غیر خدا کی طرف بر وجہ ذاتی احکام تشریعی
کی اسناد بھی شرک قال اللہ تعالیٰ ام لہم شرکاء شرعوا لہم من الدین ما لم یاذن بہ اللہ
کیا ان کیلئے خدا کی الوہیت میں کچھ شریک ہیں جنہوں نے ان کے واسطے دین میں وہ راہیں
نکالدی ہیں جنکا خدا نے حکم نہیں دیا اور بر وجہ عطائی امور تکوین کی اسناد بھی شرک نہیں
قال اللہ تعالیٰ فالمدبرات امرا قسم ہے ان مقبول بندوں کی جو کاروبار عالم کی تدبیر
کرتے ہیں (سطر ۸ تا آخر صفحہ) دونوں حکموں کی ایک ہی حالت بر وجہ مذکور مسلمانوں کا
سچا دین بتلانا اور ان کو ہندو و مجوسی آئین سکھانا ہے آیت اور حدیث سے
بشہادت مفسرین آتا ہے۔ اللہ سبحانہ کا فعل تکوین یعنی ہو جا فرما کر بلا محنت مشقت
کمائے ناموجود کو موجود کر لینا مارنا جلانا تا تدبیر یہ سب حسب تصریح صمد انو یہیں ہیں
اور یہی تکوین کی ان کا مخلوق کو حاصل ہونا یہ الوہیت اور خدائی کے خواص ہیں انکی سمائی کو
الوہیت اور خدائی درکار عبودیت کے ظرف میں اسکی سمائی نہیں تو اس آپ عطائی کہ کیت
بتانا الوہیت اور خدائی اوس کو دلانا ہے تخلیق اجسام اور تدبیر عالم کے خواص الوہیت سے
ہونے میں کسی اسلامی فرقہ کو اختلاف نہیں پس اس اختصاص کو ماننا منجملہ ضروریات دین
ٹھیرا۔ معتزلہ جو اپنے افعال اختیاریہ کا خالق اپنے آپ کو کہتے ہیں تو بھی تکوین نہیں کہتے

یعنی وہ یہ نہیں کہتے کہ ہمارے افعال اختیاریہ ہمارے کن کہہ دینے سے بے محنت
مشقت کمائی کے ناموجود سے موجود ہو جاتے ہیں بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے افعال اختیاریہ اور
ہماری کمائی کاہیں تکوین الٰہی کے تحت وہ نہیں آتے آیات نمل کی تفسیر امام علامہ علاؤ الدین
بن محمد بن ابراہیم بغدادی صوفی خازن کی لباب التاویل فی معانی التنزیل میں یوں ہے
ولھذا السبب ذکر انواعا تدل علیٰ وحدانیتہ و کمال قدرتہ فالنوع الاول قولہ تعالیٰ
(امّن خلق السمٰوات والارض (الیٰ قولہ تعٰ) ماکان لکم ان تنبتوا شجرھا) یعنی ما ینبغی
لکم لانکم لا تقدرون علیٰ ذلک لان الانسان قد یقول انا المنبت للشجرۃ بان
اغرسھا واسقیھا الماء فازال ھذہ الشبھۃ بقولہ ماکان لکم ان تنبتوا شجرھا
لان انبات الحدائق المختلفۃ الاصناف والطعوم والروائح المختلفۃ والزھر
تسقی بماء واحد لا یقدر علیہ الا اللہ ولا یتاتی لاحد وان تاتی ذلک لغیرہ محال
(ءالٰہ مع اللہ) یعنی ھل معہ معبود اعانہ علیٰ صنعہ (بل) یعنی لیس معہ الٰہ
(بل ھم قوم یعدلون) یشرکون الخ **ترجمہ** اور اسی سبب کے
لئے ذکر فرمائیں ایسی چند قسمیں (تکوین کی) جو دلالت کریں اوس تعالیٰ شانہ کی وحدانیت
اور کمال قدرت پر (یعنی مثل تکوین کا کارخانہ چلانے بے محنت مشقت کمائی کن
یعنی ہو جا فرما کر ہر ناموجود کو موجود کر لینے میں اللہ سبحانہ اکیلا ہے اور یہ کمال قدرت
کا اثر ہے جو ذاتی ہی ہوتی ہے نہ عطائی قدرت کا جو قاصرہ ہی ہوتی ہے) تو پہلی قسم
(کے بیان میں یہ قول ہے اللہ تعالیٰ کا بھلا کسنے بنائے آسمان اور زمین (الیٰ قول
باری تک) تمہارا کام نہ تھا کہ آگاتے اون باغوں کے درخت مراد الٰہی یہ ہے کہ
یہ کام تمہارے لائق نہیں (یعنی تمہارے بس کی چیز نہیں) اسلئے تم اسپر قدرت نہیں
پا سکتے اسلئے کہ انسان کبھی اپنے آپ کو اگانیوالا درخت کا درخت لگانے درخت کو پانی
دینے کی وجہ سے کہنے لگتا ہے تو دفع کیا اوس کے اس شبہ کو اپنے قول ماکان

نکمُراں تنبتوُا نتجرھاتے اسلیے کہ مختلف قسم کے باغوں مختلف مزون اور بوؤن
والے اور طرح طرح کی کھیتیان اگانا ساتھ ایک ہی طرح کے پانی کے اللہ سبحانہ
وتعالے شانہ کے سوا کسیکو بس کی بات نہین اور نہ حاصل ہوسکتا ہے واسطے کسی
مخلوق کے اور بیشک حاصل ہوتا اس (امر تکوین) کا واسطے غیراللہ کے محال ہے
اور غیراللہ کے لئے اسکا حاصل ہونا محال کیون نہو) کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی بھی معبود
ہوسکتا ہے کہ مدد کرے اللہ کی اللہ کے کرنے کے کامون (بلکہ) نہین نہین ہے
ساتھ اوسکے کوئی معبود اور نہ کوئی شریک بلکہ وہ قوم عدول کرنے والی حق سے شرک
ہے۔ ترجمہ تمام ہوا مسلمانون کا سچا دین بیشمار نصوص سے ثابت تھا تو یہ
امور تکوین قدرت کاملہ الٰہیہ کا اثر ہین اور عطائی قدرت کے بس کی چیز نہین اور
تکوین چلانے کی قدرت مخلوق کو حاصل ہونی محال حق ہے سب اہل علم جانتے ہین
کہ الوہیت اور خدائی کا خاصہ کسیکو معاذاللہ دیا جائے تو اوسکی سمائی کو کیا خدائی بھی
دی جائیگی۔ اور اخیر عبارت تفسیر کی صاف دلالت کرتی ہو اس پر کہ عطائی قدرت امور تکوین
پر اگر کسیکو بفرض محال حاصل ہو تو وہ اللہ کی مخلوق اللہ کے مارے جلاپے جڑی بوٹی اگا
آسمان زمین تباہ نظام عالم ہین اوسکی بقا کے اسباب پیدا کئے آگے پیچھے لگے ہوے
بطور اتفاق ہونگے وہین انکے سوا محبوبان خدا مقبولات بارگاہ کی مخلوق وغیرہ جدا ہوگی اور
بموجب اَنْتَ قُلْتَ الایہ بموجب تفسیر کبیر وغیرہ یہ مخلوق جب خدا کی مخلوق نہی تو خدا اون کا
معبود بھی نہ ہیگا۔ ناظرین اس مشرقی نئے دین کی خفیہ کارروائیو نکو ملاحظہ فرمائکر بتاتی الصرف
کہ ہنود و نصاریٰ[1] اور مجوسی آئین اور اس مین کتنا فرق ہے اور مفسرین کیا اپنے گھر کی کہہ رہے ہین

---

[1] استفسار اول ہی اوپر یہ منقول ہوچکا ہے اور کیا سبب کہ مریم کا بیٹا خدا اور کو سلیا کا بیٹا راجچند ر اور دیوکی کا
بیٹا کنہیا خدا انہون جنہین ہنود اسیطرح خدا ٹھیراتے ہین جسطرح تم حضرت عیسیٰ کو اور کیا وجہ کہ سیر ہیں
جہا دیو خدا نہون کہ ہر ایک ان مین سے بطور ہنود مظہر اتم صفت کاملہ کا ہے۔ اور کیا وجہ کہ نفوس کو کہ بیداد عقول
عشرہ جنہین مجوس مفوض الاختیار موجودات کی ایجاد اور فنا کرنے مین جانتے ہین ۵ ۱۹۰۵ء جب خلق جنکی تکذیب کی
قدرت ملا محبوبان خدا کو یہ فرقہ مان رہا ہے تو نصاریٰ اور ہنود اور مجوس سے یہ فرقہ گمراہ نہین اسلامی فرقون سے ان کو کچھ تعلق دکھاو

مع اللہ نص قرآنی کا مفاد بھی یہی ہے جسکو پانچ جگہ پانچوں امور تکوین کے ذیل فرمایا ہے
پورا رکوع دیکھئے۔

علامہ جلیل ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی کی مدارک التنزیل و حقایق التاویل میں
ہے (ماکان لکم ان تنبتوا شجرها) ومعنى الكينونة الانبغاء اراد ان تاتی خلق مثالی
من شجرها صفحہ ۳۹۱ جلالین میں مرقوم ہے امّن خلق السمٰوٰت والارض وانزل لكم من السماء
ماءً فانبتنا به حدائق ذات بهجة ما كان لكم ان تنبتوا شجرها فان ربكم عليه الٰه
مع الله اعانه على ذلك اى ليس معه اله بل هم قوم يعدلون ٥ يشركون بالله غيره
(تفسیر ۳۲۱ و ۳۲۲)

اس باب میں تمام تفاسیر سلف و خلف متفق ہیں اگر اس میں اختلاف ہے تو ہنود و مجوس کو یہ لوگ
خواص الوہیت پیدا کرنے پانی برسانے بہار شگوفہ پیدا ہونے کی قدرت کاملہ کا اور عقول عشرہ
اور کواکب کی تاثیر کا اثر مانتے ہیں نہ اللہ کی قدرت کا اور جب اللہ سبحانہ فرما رہا ہے الٰہ
مع اللہ ان امور تکوین کے مخلوق سے وقوع میں آنے کے فرض محال پر کہ کیا اللہ کے ساتھ
اور بھی کوئی معبود ہے کہ کام تکوین کا چلا سکے اسلئے کہ یہ کام اثر ہے قدرت کاملہ کا جو ذاتی ہی ہوتی
ہے نہ عطائی قدرت کا جو قاصرہ ہی ہوتی ہے ظرف عبودیت قدرت کاملہ کی سمائی کی برداشت
نہیں رکھتا بروجہ عطائی امور تکوین مخلوق سے وقوع میں آنے پر مدعی کوئی عبارت ہی کتب
عقائد کی پیش کریں جس سے یہ کام کسی مخلوق کا اللہ سبحانہ کی شرکت میں یا بے شرکت وقوع میں آنا
منجملہ عقائد اہل سنت ثابت ہو بلکہ موجودہ فرق اسلامیہ میں سے بھی کسی فرقہ کا یہ اعتقاد نقل فرمائیں
تب ہنود و مجوس جتلانے مجوسی آئین اسلام میں بر ویکی درو سری اٹھائیں۔ ناظرین اوسی الامین میں
یہ غدر ملاحظہ فرمائیں۔ ہاں ہاں میں نے کہا تھا یہ صفت حضرت عزت کی ہے تمہاری نہیں خاص
صفت اوسی کی ہے۔ عز و جل فرماتا ہے قل من يرزقكم من السماء والارض (الى قوله تعالى)
افلا تتقون ٥ (ترجمہ) اے نبی ان کافروں سے فرما وہ کون ہے جو تمہیں آسمان و
زمین سے رزق دیتا ہے یا کون مالک ہے کانوں اور آنکھوں کا اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردے سے

اور مردہ کو زندہ سے اور کون تدبیر کرتا ہے کام کی اب کہینگے اللہ تو فرما پھر ڈرتے کیوں نہیں

قرآن عظیم خود ہی فرماتا ہے کہ یہ صفت اللہ عزوجل کے لئے ایسی خاص ہے کہ کافر مشرک تک

اوس کا اختصاص جانتے ہیں اُنسے بھی پوچھو کہ کام کی تدبیر کون کرتا ہے تو اللہ ہی کو بتائینگے

دوسرے کا نام نہ لینگے اور خود ہی اوس صفت کو اپنے مقبول بندوں کے لئے ثابت فرماتا ہی کہ قسم ہے

محبوبان خدا کی جو عالم میں تدبیر اور تصرف کرتے ہیں ایمان سے کہنا وہابیت کے دھرم پر

قرآن عظیم شرک سے کیونکر بچا اسے ناپاک طائفہ کی شکست والو جب تک خدا لی عطائی کے

فرق پہچان نہ لاؤ گے کبھی قرآن و حدیث کے قہروں سے پناہ نہ پاؤ گے اور اسپر ایمان لائے

ہی یہ تمہارے شرکیات کے نائب متعلقہ تدبیر و تصرف و استمداد و استعانت و دافع البلا

و حاجت روا و مشکل کشا و علم غیب و نداء غیرہ سب کا فور ہو جائینگے ۔ ناظرین اس عبارت میں

جو خفیہ اور علانیہ زہر آلود بیان اور شکر پیچ بیان ہیں اون میں غور فرمائیں ان الامن والے حضرت

کی ساری تصنیفات الہیات دیکھ لو جہاں کہیں اللہ سبحانہ کا اسم ذات خواہ اسم صفت

آیا ہے وہاں عزوجل یا تعالے وغیرہ تعظیمی جملے ضرور آتے مگر یہاں خواص الوہیت کے

بیان اختصاص میں آپ تنگ آکر یا جل بھنکر لاتے تو کیا جاتے ہاں ہاں میں نے

کہا تھا یہ صفت حضرت عزت کی ہے نہیں نہیں یہ خاص صفت آدمی کی ہو نہ اوس تعالے

شانہ کی کہا اور نہ مثل اسکی اب عزت کا حال سنئے آیت وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

تو عزت اللہ سبحانہ کی بھی بتلاتی ہے اور اوس کے رسول کی اور ایمان والوں کی بھی اب صرف معنی

وغیرہ ملحوظ رکھنے کے عنایات رکھی مگر عوام سے پردہ رہگیا کیونکہ فرق تو خواص الوہیت میں صرف

ذاتی عطائی کا بنا پایا ہی ہے اس اختصاص کو چاہیے محبوبان خدا عزت وار دن پر منطبق کر دو

یا اللہ سبحانہ کے لئے چھوڑ دو حضرت عزت کے اختصاص معلوم میں سب عزوجل فرماتا ہے یہ

عبارت اس ایہام سے خالی نہیں کہ حضرت عزت اور ہے اور رب عزوجل اور ۔ خالص توحید

اور فردانیت کے اثبات میں تو مہلاہت ایسے مواقع میں وہ معنی کلام لاے کہ مشتاق پا چکا

دوسرے یہاں بہی اختصاص کو عرب کے بجا فرسنگ تک عیان لگئے وہ کیا تہا اور کون سے
طرف شیوویت ملین سمایا ہے معتقد دہریہ کے اصول اور عقائد جو یہان کہیں اور اونکی
فہرست نقل نہ کردینا - عواقب امور جاننے والے مدبر. لطائف شان کی تدبیر انتظام
عالم کی ایک دریا ہے ناپیداکنار ہی تمام اسباب دنیا عالم اسفل و عالم بالا کو پیدا فرماکر حضرت
انسان کو بقا کا سامان مہیا کردیا ہوا پیدا کی اور جو کچہ کام اوس سے لینا تہا اوس کو ازل سے
ہی جانتے تہا - اسی طرح پانی وغیرہ اور قطرہ قطرہ ذرہ ذرہ کو عیان لو ہوا نہوتی تو
سانس ہی نہوتا ہم مرجاتے - پانی نہوتا تو بہی زندگی نہوتی - سورج کی کرنوں کی بارش نہوتی تو
ہمارے باغوں کے پہل کہیتوں کے واسطے نہ پکتے - غرض عالم کے ذرہ ذرہ کا پیدا کرنا
ہمارے کام کی چیز کردینا یہ سب کچہ تدبیر الٰہی کا صدقہ ہے اور اوس کے کل کون کی کارپردازی
کیا جاتی - اب مدعی بتلایئے تو سہی کہ بتنے محبوب خدا نے ایسی تدبیر کی ہے قدرت خداوند سے
ہی ایسی کرقوت اونکو دکہا کہ اور محبوبان خدا کی تدبیر تدبیر ہی کب ہے تدبیر سے اسباب ہیں
اگر اسباب مدبر ارب بنالئے جائینگے تو تمام وہ اسباب جو انسان کی بقا اور ضرورت موقوف
وہ مدبر رب بن جائینگے اونکو رب کہنا ایسا ہی ہے جیسے کپڑے کو مشین کا بنا ہوا یا سان
سوئی وغیرہ بہت ہی چیزوں کو مشین کا بنایا ہوا کرتے - جب بات مصدری وغیرہ تو ...ن
کا سیا ہوا کہنا عموما محاورات روزمرہ مین داخل ہے - اس سے اوسکو جسکی کہوپڑی میں تہوڑی
سی بہی عقل ہے اس کا وہم نہین ہوتا کہ ان مشینوں نے یہ کام مشینوں کے چلانیوالوں کے
بغیر بنالیے بے جانے والان کے تصرف سے کوئی مشین کپڑے کا دہاگا - ویا سلائی کا تنکا
سوئی کی نوک تک تو بنالے - اس میں جنہوں نے ٹہوکر کہائی ہے وہ شرک اسباب کی
دلدل میں پہنسے ہیں - مدبرات ملائکہ کی تدبیر کی کیفیت کا بیان بقدر ضرورت آیندہ
آئیگا - یہان صرف اتنا عرض کیا جاتا ہے کہ نطفہ جب رحم میں قرار پاتا ہے تو فرشتہ اوس
نطفہ پر مقرر ہوتا ہے - اور اپنا کام کرتا ہے - ایسے ہی قابض الارواح فرشتہ کفار کی بدنوں سے

وہب مذہب کر پایا آنکہ جب ٹوپا ڈیا کر سختی سے جان کھینچا ہے اور صاحب الامن والعلی
کے ذاتی اور صفاتی فرق پر تمام امت سے نزالا ایمان طلب کرتے کہ دین پر لائم کہ اللہ سبحانہ
بھی معاذ اللہ بچہ دان میں نطفہ پکڑ کر صورت گری کرتا ہے اپنے کان میں بہایت امر آکو ہی تیرے
تو عطا فرمائی گئی ہے جو اللہ سبحانہ کے نوعیں الوہیت سے خفی آکر ادمین یہ محنت سنت کمائی
وہ زور موب سرورد یاں ہوتین تو ان محبوبان خدا کے پاس وہی تدبیر آن کران سرورد یاں سے
بہ جلدی جاتی۔ چونکہ ہمارے مہربان کو ہندو بہم سے خفیا الفت ہے لہذا دوسری تفسیرین
اوسی اعتقاد کا خاکہ اوتار دیا ہے جو ہم یا گولک سرقی سے رج بیتہ شلوک وغیرہ اوپر نقل کرآئے
ہین کہ جب نطفہ پانچون اندرون یعنی عنصرین مین لجاتا ہے اور بچہ دان مین قرار پاتا ہے تب
بروح پر میشور دونین اوس بچہ دان مین قیام فرماتے ہین۔ چونکہ یا گولک جی کی معرفت اور بصیرت
نے کسی کاریگر کا کام کاریگری جسمین صرف ہو رہی ہے اور بغیر آپ لگے پورا ہوتا نہ دیکھا تھا
اسلئے اون کو پرمیشور کے قیام کی رحم مین ضرورت محسوس ہوئی تاکہ اوس لگن کا بچہ کی صورت
بنا دے کمال ہی کہ اون کو یہ معلوم ہو تاکہ نطفہ ریزی کی قدرتی مشین ہے اور روح کا روح کے
خزانہ ہو اور عنصرون کا عنصرون کے خزانوں سے پہنچانا اسباب تقلیب و انقلاب اور فرشتہ کے
نورانی وجود سے نور وجود کی مشین فرشتہ سے سب تحکم حق ہو رہا ہے تو او کو غنی اور صمد کے کام کو
سمجھا جون سے کاموں پر قیاس کرکے ایسی بات نہ کہنی پڑتی ہم آج روشنی کے زمانہ مین محکم صبیان
سے جو بکہ خیال کیجاتی ہے اور تفسیر مدارک و خازن و جلالین سے مدلل نصوص قرآنیہ قطعی
الثبوت و قطعی الدلالہ سے مراد الہی یہ معلوم و مفہوم ہو چکی کہ الاارع تکوین کا مخلوق کو
حاصل ہونا ہی محال ہے کیونکہ اس کی بیانی کو الوہیت اور خدائی درکار ہے اور بندہ اگرچہ
کتنی ہی ترقی پر پہنچا ہوا ہو الوہیت اور خدائی اوسکو ملنی محال ہے

تو ہر وجہ جلالی صفت ہوا تکوین کو کسی محبوب خدا مین نہین رکھا جا سکتا ہے کتب اور رسائل

منطقیہ مین جو عبارتین فتوحات مکیہ کی ہتیں سے تھے اوپر ہمارے شیخ کی دافع الریب مین منقول ہین اونسے بھی مقصد صدر بخوبی دلنشین ہو جاتا ہے۔

حضرت شیخ محقق دہلوی مقبول فریقین عقاید کی کتاب تکمیل الایمان مین تدبیر الٰہی کے معنی مُدَبِّرُهَا و مُقَدِّرُهَا کے تحت یہ بتلاتے ہین و تدبیر عبارتست از علوم عواقب امور و اتقان در ایجاد صنع یعنی تدبیر الٰہی کاموں کے انجام کے جاننے اور اشیاء کے نیست سے ہست کردینے کے اندر پختگی اور مضبوطی کردینے کا نام ہے + سب ہی تو ایسی تدبیر اور تخلیق مین اللہ سبحانہ وحدہ لاشریک لہ کو یکتا ماننے پر ایمان اس آیت مین مطلوب ہو مفسرین سلف وخلف کی جیسی شہادت ہے يُدَبِّرُ الْاَمْرَ بين الخلايق ذالكم الخالق المدبر الله ربكم فاعبدوه وحدوه ولا تشركوا صنع الله الذي اتقن (احكم) كل شئ جلالین ترجمہ تدبیر کرتا ہے امر کی درمیان خلائق کے یہی تمہارا خالق مدبر اللہ رب تمہارا ہے تو اوسی کو پوجو یعنی یکتا جانو اور اوسکو (وصف خلق و تدبیر میں) یہ صنعت ہے اوسی اللہ کی جسنے محکم کردیا ہر چیز کو (جلالین) تمام کتب عقائد ہمزبان ہوکر صاف بتلا رہی ہین کہ اس تدبیر اور خلق اجسام کے خواص الوہیت سے ہونے مین سب اسلامی فرقے متفق ہین کسی فرقہ کو اس مین اختلاف نہین۔ مگر مصنف الامن نے ان موا عتقاد مین کہ منجملہ ضروریات دین ہے خدا کا عذر حال ہی مین برپا کیا۔ مفسرین سلف وخلف و متکلمین وجملہ فقہا و متکلمین اور صوفیائے محققین تو قائل ہونا اسکا مخلوق کو محال فرما چکے کما مر و یاتی۔

مولف الامن کا جو دعوے ہے ذاتی عطائی کے فرق پر ایمان حلب کرنیکا اوس کے ضد ایمان ہونے اور ابطال پر جیسے بخصوص صدر گواہی دے رہے ہین ایسے ہی کتب عقاید وغیرہ اسکو سمجھا رہے ہین۔

شرح عقائد نسفی مین ہے۔ اور مشابہ نہیں اوس کا نے منانہ سکے

کوئی چیز لیکن جبکہ مراد ہو اوس مماثلت سے (دو چیز و تھا) ایک ہو جانا حقیقت مین تو ظاہر ہے
(باطل ہونا اسکا) اور لیکن جبکہ مراد ہو اوس مماثلت سے ہونا دو چیزون کا ساتھ اس حیثیت کے
کہ ادنین کی ایک قایم ہو مقام دوسرے کے یعنی صلاحیت رکھے ایک اوس (تاثیر اور احکام کی)
جسکی صلاحیت ہے دوسری تو بیشک کوئی چیز موجودات ہن سے قایم مقام نہیں اوس تعالے
شانہ کے کسی بات میں اوصاف مین سے تو بلا شبہا اوس کے علم و قدرت وغیرہ (اوصاف) بزرگ
و برتر ہیں اون صفات (علم و قدرت وغیرہ) سے جو مخلوق مین ہیں باین حیثیت کہ کوئی مناسبت
نہین صفات حق اور صفات خلق کے درمیان ترجمہ تمام ہوا حضرت بحر العلوم خلکو خاص
مین بصفحہ ۵ ملک العلماء لکھاہے وہ شرح مسلم مین ارقام فرماتے ہین الاول ما افادہ
الامام الاعظم والشیخ الاکبر فی فتوحات المکیۃ انہ تعالی یخالف المخلوقات
لا مناسبۃ بینہ و بین خلقہ البتۃ وکیف یشبہ من لا یقبل امثال بمن یقبل المثال
فالعلم باللہ عزیز عن ادراک العقل و النفس الا انہ واجب تقدس و تعالی
وکلما یتلفظ بہ فی حق المخلوقات او یتوہم فی المرکبات وغیرہ فاللہ تعالی فی نظر
العقل السلیم بخلاف ذلک لا یجوز علیہ الوہم ۵ ترجمہ اول اوس
چیز کا جسکا افادہ فرمایا امام اعظم رضی اللہ تعالے عنہ نے اور شیخ اکبر قدس سرہ نے اپنی
فتوحات مکیہ مین کہ بیشک اللہ تعالے نرالا ہے مخلوقات سے کوئی مناسبت (مماثلت مشابہت)
نہین درمیان اوس کے اور اوسکی مخلوقات کے درمیان بہلا کیسے مشابہ ہو جائیگا وہ پاک
ذات جو قبول نہیں کرتا مانند اور مثل کو ساتھ اوس کے جو قبول کرتا ہے مثل کو تو جاننا اللہ کا
دشوار ہے ادراک عقل و نفس سے ۔ مگر یہ کہ وہ تعالے شانہ واجب ہے اور ہر وہ چیز جسکے
ساتھ تلفظ کیا جائے حق مین مخلوقات کے یا وہم کیا جائے (جیسا) مرکبات وغیرہ مین پس
اللہ تعالے عقل سلیم کی نظر مین بخلاف اوس کے ہے اوس پر وہم جائز نہین ۔ ترجمہ
تمام ہوا یہ عبارتین تفسیریت کی بہسم کرنے والی الف لیلا کی کہانی نہین ہین جو اونھون نے کہے

ایسے شرور کرا رہی ہو اپر ذہن بائیں یا ٹالنی چاہیں یہ مسلمانوں کا سچا دین مجملہ ان بعض
ایمانیہ قرآن وحدیث کے دفاتر کا لب لباب قطعی مفیدا سمائی تمام موجودہ فرق اسلامیہ
کا مانا ہوا ہے مجسمہ اگرچہ جسمانیت باری کے قائل سے تشنیع گمراہ ہو گئی مگر قرآن وحدیث کے
اس محکم قلعہ سے قدم باہر رکھنے کی ان کو بھی مجال ہوئی یہی کہنا پڑا کہ جسمانیت بھی اوس کی
مخلوق کی جسمانیت کی مماثلت سے منزہ ہے عبارت شرح عقائد میں مخالف دین حق خوب
لکھیں پہاڑ ہو یا ذرہ کہیں کوئی صفت مخلوق کی صفت الہی کے قائم مقام وہ کام
اور اثر نہیں دے سکتی جو صفت ذاتی اور فعل اللہ سبحانہ کی ذات سے ہی ہیں تو فرشتہ یا پیغمبر تخلیق
بھی تکوین و ابداع و انتظام عالم بھی مذکور کا کام کیسے دے سکتا ہے۔ اس سے باطل ہو گئی
الامن کی وہ بناوٹ کہ نائب اور خلیفہ بادشاہ کا ہر بادشاہ و سلطنت میں وہی کام کر سکتا ہے جو
بادشاہ کر سکتا ہے تو خلیفہ خدا کا خدائی خواص ذاتی اور فعلی میں وہ کام اور اثر کیوں نہ دیگا
جو اللہ دے رہا ہے انتہی بصفحہ صفحہ ۱۶ جن الامن کے امام سبکی شافعی کی کتاب شفاء
السقام سے نقل کیا لیس المراد نسبة النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الی الخلق
والاستقلال بالافعال هذا لا یقصده مسلم فصرف الکلام الیه ومنعه
من باب التلبیس فی الدین والتشویش علی عوام الموحدین یعنی نبی صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم سے مدد مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور خالق اور فاعل مستقل ہیں۔ یہ تو کوئی
مسلمان ارادہ نہیں کرتا تو اس معنی پر کلام کو ڈھالنا اور حضور سے مدد مانگنے کو منع کرنا دین میں
مغالطہ دینا اور عوام مسلمانوں کو پریشانی میں ڈالنا ہے از سطر ۱۴ تا ۱۹ ۔ سچ فرمایا امام سبکی نے
ہوا سیاق میں مدد مانگنا مدد دینا جب کتاب وسنت سے ثابت ہے اور کوئی مسلمان آپکو
خالق مکون مان کر یا اپنے کاموں میں حضور کو اللہ سبحانہ سے بے نیاز جانکر آپ سے مدد
مانگتا نہیں تو یہ الزام لگا کر کہ اسنے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو خالق اور فاعل
مستقل اپنے مقاصد میں مانکر مدد مانگی ہے واقعی تلبیس فی الدین ہے اور عوام موحدین کو

ہو یشانی میں ذو النا ہی اور توحید اسلامی ہی مشہور ہے تو موحدین مسلمان ہی ہوئے اس امر کا لحاظ رکہتے
ہوئے موحدین کہنے سے کفار کو موحد لفظ الموحدین معرف باللام میں داخل نہیں ہو سکتے
مگر صاحب الامن کو توحید اور موحدیت سے کچھ چڑسی ہوگئی ہے کہ اوسکو زبان قلم پر لانے سے
بھی گریز فرماتے ہیں امام موصوف تو نحن معاشر الموحدین لائیں۔ مگر مترجم صاحب اوسکو
ترجمہ میں اون موحدوں کا لانا پسند نہیں کرتے ایک لالہ صاحب نے اپنے آدمی سے کہا
کہ آج پوریوں کے ساتھ آلو کا ساگ کر لینا چاہئے شیخ نے فرمایا کہ لالہ صاحب آپ آلو کے
بڑے بچاؤ کا ساگ پکواتے ہیں آلو ہی کیوں نہ پکوالیجئے تب لالہ جی پوچھنے لگے صاحب آپ کیا سمجھتے ہیں
ہمنے آلو تو نکو ہی کہا ہے پہلے ہم اسکی جگہ آلو کی ترکاری کہا کرتے تھے جب معلوم ہوا کہ مسلمان
لوگ ترکاری ماس کو بھی کہتے ہیں تب سے ہمنے اس لفظ کو چھوڑ دیا اور بجائے اس کے
آلو کا ساگ رام ترئی کا ساگ گنگا پھل کا ساگ کہنے لگے۔ جبتک جس لفظ سے کھٹک ہو
جاتی ہے اس کے بدلنے کا اندیشہ ہی نہیں جاتا۔ مگر ہم مسلمان لوگ کیا کریں ہمارے تو اسلام
ایمان کا پہلا رکن ہی اقرار توحید کا ٹھہر چکا۔ خیر غرض بندہ کی اس عبارت کے لانے سے
ناظرین کو اطلاع دینا تھا اس امر پر کہ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابن تیمیہ حنبلی کے مقابلہ
میں خلق میں استقلال کی قید کیوں نہ لگائی بخلاف افعال حضور کے اس لئے کہ پیدا کرنا یا
مارنا جلانا جملہ امور تکوینی منجملہ خواص الوہیت ہیں جو ذاتی ہی ہوتے ہیں اونکی کوئی قسم نہ مخلوق
کو دینے کی چیز اور نہ مخلوق اونکی سمائی کے لایق مگر ہمارے مہربان نے عبارت نہ ادہر نقل
فرما کر یہی عبرت حاصل نہ کی خواص الوہیت کو ایسا سستا کر دیا کہ ہر چیز تابع محبوب الہی ہی کو
کرتا عطائی قدرت الہی سے قرآن و حدیث اور کتب عقائد کو بالائے طاق رکھکر ٹھہرا دیا
اور اس پر ظلم یہ کہ اوس ضد کا بیان طلب کرنے کھڑے ہو گئے۔ فریقین کے نزاعوں میں ہمارے
امام اعظم اور شیخ اکبر مالکی رضی اللہ تعالی عنہما کے افادے نقل فرما کر حضرت بحر العلوم
نے فیصلہ کر دیا فریقین قرآن و حدیث دکھائیں یا مذوقات صوفیہ جن لطریقت ولایت

شفاعت تدبیر تصرف امداد دفع مرض وبلا وقحط وبا مشکل کشائی حاجت روائی وغیرہ
سے اسکا مجازاً بطور سببیت وغیرہ مخلوق کے حق مین تکلم کیا جائے ۔ مثلاً فلان کی دعا یا برکت
سے اللہ سبحانہ نے قحط وروبا وغیرہ کی بلا دفع فرمادی اللہ سبحانہ ان تمام امور مین
بخلاف اس مذکور بالا کے ہے ۔ اور کیون نہو لیا معاذاللہ اللہ بھی کسی سے دعا مانگیگا
ابن حجر کا قول سویدا سکا شرح حصہ ہذا مین دیکھا وہ دیکھو جسکو اعلام الاذکیا ۔ مین
ابن حجر سے ہی نقل کیا ہے یا ان عبارت وھو غیر علم اللّٰہ تعالیٰ یعنی وہ علم
مخلوق کا جو دیا ہوا ہے اللہ تعالیٰ کا وہ خدا کے علم کا غیر ہے نہ عین علم الٰہی اور علم مخلوق
مین مغایرت ماننا بھی منجملہ ضروریات دین ہے علامہ تفتازانی شرح مقاصد
مین ارقام فرماتے ہین التوحید عبارۃ من عدم الشریک فی الالوھیۃ
وخواصھا یعنی اللہ سبحانہ کو ایک ماننا یکتا جاننا عبارت ہے الوہیت اور الوہیت
کے خواص مین شریک نہ اعتقاد کرنے سے ترجمہ تمام ہوا یہی کیا تمام کتب عقائد وتفاسیر
ڈنکے کی چوٹ بھی بیان کررہی ہین کہ الوہیت مین غیر اللہ کو شریک ماننے اور مستحق عبادت جاننے
تب بھی مشرک کافر مخلد فی النار اور خواص الوہیت مین سے ایک خاصہ مین بھی مخلوق
کو شریک ماننے مخلوق کے لئے کوئی خاصہ اور لازمہ الوہیت کا ثابت کرے تب بھی کافر
مشرک خواہ یہ خاصہ مخلوق کی الوہیت کے اعتقاد سے ثابت کرے یا بغیر اعتقاد
الوہیت کے تفسیر نیشاپوری وبیضاوی وغیرہ کی بہت ہی عبارتون سے اس کو ثابت
کردیا ہے ۔ ہمارے شیخ نے دافع الریب مین بطور نمونہ آیندہ دیکھئے یہ امر داخل
اعتقاد جو نہ تھا کہ غیر اللہ کی الوہیت کا اعتقاد کئے بغیر اوس غیر کے لئے خواص الوہیت
ثابت کرنے ماننے سے مشرک نہوگا یہ شایع براستدراک تو فاضل بدایونی کی لیاقت
فکر کا نتیجہ ہے ۔ بوارق مین لکھتے ہین شرعاً معتبر در توحید وشرک ہمان صفت الوہیت
است وبس کہ آن صفت در غیر ذات حق بہ ہیچ یافتہ نمی شود نہ بالذات ونہ بعطاے

اوتعالےٰ شانہ نہ کامل ونہ ناقص الخ صفحہ ۱ جیسے غیرِ حق مین الوہیت ذاتی عطائی کامل ناقص کسیطرح کی نہین پائی جاتی اسمین سے کسیطرح کی الوہیت مخلوق کو ماننا شرک ہے اسیطرح کسی خاصّہ مین سے الوہیت کے ذاتی عطائی کامل ناقص کسی جہت کو ماننا شرک ہوگا مثلاً علم الٰہی کی تین جہتین امام رازی وغیرہ مفسرین رحمہم اللہ تعالےٰ نے بیان فرمائی ہین اونمیں ذاتیت کو مانیگا تب بھی کافر مشرک اور جمیع معلومات کا اللہ کے ادا کسی مخلوق کے لئے ثابت کریگا تب بھی ایسی ہی ہوگی اوس علم کی مانیگا تب بھی کافر ہی ہوگا۔ اگر کہا جاوے کہ مشرک ہونیکا انکار ہے نہ کافر مخلد فی النار ہونیکا اور یہ ایک نزاعی مسئلہ ہو تو کہا جائیگا شرک پر کفر کا اور کفر پر شرک کا اطلاق کتاب وسنت مین بکثرت شایع ہے باین نظر کہ سزا دونون کی ایک ہے ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن کی تفسیر کبیر رازی میں دیکھو واقع ہونا اسم مشرک کا کفار پر اسماء لغویہ سے نہین ہے بلکہ اسماء شرعیہ سے ہے جیسے صلوٰۃ زکوٰۃ وغیرہ پوری عبارت ہمارے شیخ کی دعوت کے صفحہ ۵ کے حاشیہ پر منقول ہے۔

ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین فرماتے ہین ویعلم لا کعلمنا ویری لا کرؤیتنا ویتکلم لا ککلامنا الخ **ترجمہ** اور جانتا ہے وہ تعالےٰ شانہ نہ مثل ہمارے جاننے اور دیکھتا ہے نہ ہمارے دیکھنے کی مانند اور کلام کرتا ہے نہ ہمارے کلام کرنیکی طرح ہم کلام کرتے ہین بوسیلہ اسباب وآلات کے اور وہ کلام کرتا ہے بغیر اسباب وآلات کے الخ جب اوس اللہ سبحانہ وحدہ لاشریک لہ کا جاننا دیکھنا کلام کرنا وغیرہ صفات ذاتیہ ہمارے جاننے دیکھنے کلام کرنے وغیرہ کی مانند بھی نہین ہین تو صرف ذاتی عطائی کے فرق سے وہ عین صفات خداوندی کیسے ہوجاینگی **مکتوبات** امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی جلد اول کے مکتوب نہم مین مرقوم ہے وصفات خود را صفات او انگار و تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا و این اتحاد در اسماء و صفات است ارباب این زمرہ در زمرۂ الذین یلحدون

فی اسمائہ داخل اند صلا **مکتوب بست و ششم** میں ارشاد شریف ہے وصفات افعال

مخلوق را مخلوق او میداند آنکہ صفات اینہا صفات اوست و افعال اینہا افعال او

(الی قولہ) کما ہو مذہب اہل السنۃ المتکلمین صلا جلد اول ہی کے مکتوب ۹۲ میں ارقام

فرماتے ہیں فالوجوب الذاتی والاستغناء الذاتی مختصۃ بمرتبۃ الجمع والالوہیۃ والامکان

الذاتی والافتقار الذاتی مختصۃ بمرتبۃ الکون والفساد والمرتبۃ الاولی مرتبۃ الربوبیۃ و

الخالقیۃ والمرتبۃ الثانیۃ مرتبۃ العبودیۃ والمخلوقیۃ فلو اطلق اسامی احدہما علی الاخری او اجری

احکام مختصۃ بمرتبۃ علی المرتبۃ الاخری لکان زندقۃ صرفا وکفرا محضا والعجب من بعض

الملاحدۃ والزنادقۃ انہم کیف یخلطون المراتب ویجرون احکام مرتبۃ علی مرتبۃ اخری فیصفون

الممکن بصفات الواجب والواجب بصفات الممکن مع علمہم بتمایزہما واحکامہما اصلا مع

الحق وہی فی المرتبۃ الکونیۃ صفحہ ۲۴۴ **ترجمہ:** پس وجوب ذاتی اور استغنا

ذاتی مختص ہے ساتھ مرتبہ جمع اور الوہیت کے اور امکان ذاتی اور ذاتی محتاجی مختص ہے

ساتھ مرتبہ کون وفساد کے اور پہلا مرتبہ مرتبہ ربوبیت اور خالقیت کا ہے اور دوسرا مرتبہ

مرتبہ عبودیت اور مخلوقیت کا ہے۔ پس اگر بولے جائیں ایک مرتبہ کے نام دوسرے

مرتبہ پر یا جاری کئے جائیں ایک مرتبہ کے مخصوص احکام دوسرے مرتبہ پر تو ہوگی بددینی

خالص اور کفر کھلا اور تعجب ہے بعض ملحدوں اور بددینوں سے وہ کیسے ملاتے ڈالتے ہیں

سب مرتبوں کو ([illegible]) جاری کرتے ہیں ایک مرتبہ کے احکام دوسرے

مرتبہ پر پس وصف کرتے ہیں ممکن کا واجب تعالیٰ شانہ کی صفتوں کے ساتھ اور وصف

کرتے ہیں واجب تعالیٰ شانہ کا مخلوق کی صفتوں کے ساتھ باوجود جاننے اس امر کے

کہ واجب تعالیٰ شانہ اور اس کی صفات اور احکام میں مخلوق کے احکام اور اوصاف سے نرالے

باوجود تمایز کے لیکن موجود ہے میں انہیں یہ سارے عبارت ذاتی عطائی کے فرق کے

اقرار اور مخلوقیت الہی کے ایک ماننے اور تارے لئے اور معجزات کو افعال انبیا ٹھہرانے

اوران خیالات سست عقیدہ کے نتائج اور تفریعات پہونچتے الا من واللعلی یسیر سے لو ...
ہے اللہ تبارک وتعالے کرے اون حضرات محمدیہ کو جو مشرقی پکارتے مین مجربات ہوگیا
ہیں اپنے پیران پیر کے کلام سے تنبہ ہو جاتے۔

امام نظام نیشاپوری سورہ مائدہ کی آیت من یشرک باللہ کی تفسیر یون کرتے ہین
اے فی العبادۃ او فی تجویز الحلول او الاتحاد او فی اجراء وصفہ فی المخلوقین
او بالعکس فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ الآیۃ یعنی جو شریک بنائے ساتھ اللہ کے
(غیر اللہ کو) مراد الٰہی یہ ہے کہ شریک ٹھہراوے عبادت میں یا بندہ کو خدا مین اور خدا کو
بندہ مین حلول ہوسکنے کی تجویز کرنے سے مشرک ہے یا بندہ اور خدا کو ملکر ایک ذات ہونا جائز رکھنے سے
مشرک ہو جاتے یا اللہ سبحانہ کا وصف مخلوق مین جاری کرنے کیا تو اس سے مشرک ہو جاتا
یا مخلوق کا وصف اللہ مین جاری کرنے سے مشرک ہے تو ان تینون قسمین مین اللہ نے
اس (قسم کے مشرکون) پر جنت حرام کر دی ہے اور ٹھکانا ہے ان (مشرکون) کا اور نہین کوئی
مددگار (کہ چھڑا سکے ان کو جہنم سے) **بیضاوی** شریف میں لکھا ہے انہ من
یشرک باللہ فی عبادتہ او فیما یختص بہ من الصفات والافعال فقد حرم اللہ
علیہ الجنۃ **ترجمہ** تحقیق شان یہ ہے کہ جو شخص شریک ٹھہراوے ساتھ
اللہ کے عبادت مین یا اوس چیز مین کہ خاص ہے ساتھ اللہ کے صفات اور افعال سے
(یعنی وہ وصف اللہ تعالے ہی مین پایا جاتا ہے غیر اللہ مین ہرگز نہین پایا جاتا
اور وہ فعل کہ جسکو اللہ ہی کرتا ہے نہ غیر اللہ کر سکتا ہے) تو بیشک حرام کر دیا ہے اللہ نے
اوس پر جنت کو الآیہ او فی اجراء وصفہ فی المخلوقین او بالعکس عبارت نیشاپوری ذوالی
عقائد کے فرق کرنے دین کے عقیدہ پیدا ہوا تھا ... مشرکین عرب مین
جنکا یہ عقیدہ تھا (کفار زمانہ جاہلیت اپنے معبودان باطلہ کو نہ اونکی صفات مین اللہ سبحانہ
سے بے نیاز سمجھتے تھے نہ صفات وافعال مین اون ہی کرتوتون کی خدائی کے قدرت اللہ

سبحانہ کی عطا فرمائی ہوئی ہے مانتے تھے۔ اور باوجود اسکے اونکو صفات و افعال الہیہ مین شریک ٹھیرانیوالا ہی فرمایا ہے اور اونکا نام مشرک ہی بتلایا ہے اس بیان سے قرآن کریم بھرا ہوا ہے بدلائل قطعیہ قرآنیہ و حدیثیہ اللہ سبحانہ کا ایک مختص کام جسپر غیر اللہ قدرت نہین پا سکتا کن یعنی ہوجا فرماکر ہر ناموجود کو موجود کر لینا تھا جو شائبہ کسب و کتساب محنت و مشقت کمائی سے بالکل منزہ تھا خواہ وہ صورت گری یا انقلابات مذکورہ فی الآیات ارحام مین ہو یا دیگر حوادث کونیہ کا حدوث کون و مکان مین افسوس صد افسوس الا من کے غدر کی آندھی مین اوسکی وہ ارزانی ہوکر روئی سی اُڑ گئی کہ اوسکو محبوبان خدا کی میراث کر دیا کہ وہ بھی فرمانروائے تکوین ہو گئے ہین۔ خون گوشت پوست ہڈی بال۔ کہاں صورت وغیرہ وہی سب خلق فرماتے ہین اگرچہ اپنے دعوے کے اثبات مین تیسور علیہا حدیث سے لائینگے کہ فرشتہ ارحام مین ٹھہرے ہوئے اوس نطفہ پر گرتا ہے (اور اپنا کام کرتا ہے) مگر چونکہ منہ سے دعوے صفت فعلی تکوین کے عطا فرمانے جانیکا نکل گیا ہے لہذا یہی ہین کہ محبوبان خدا اسور تکوینیہ بھی کرتے ہین فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا کا گواہ ہے حالانکہ یہ مدبرات امرہ جو کرتے ہین وہ محنت مشقت کمائی کی خبر دیتا ہے نہ کن ہوجا کہکر ناموجود کو موجود کر لینے یا ایک حالت سے دوسری حالت مین پلٹ دینے کی جیسا کہ آئندہ آئیگا انشاء اللہ تعالے بس یہ تو مصوروں کا سا کام ہوا یا شین کا بانہ خالق تعالے شانہ کا سا۔ اس نئے دین کے نرالی مجدد کے معتقدا پر آسمان و زمین کواکب و غیرہ عالم علوی خدا کی مخلوق ہے تو یہ اجسام دنیاوی مخلوقات کے فرشتہ کی مخلوق مین اَرُونِی مَاذَا خَلَقُوا الآیہ وغیرہا بہت سے نصوص قرآنیہ کے سوالات والزامات سب دہرے رہگئے تھا سا جواب دہرا ہوا نکل آیا کہ اشیاء مذکورہ فرشتہ کی پیدا کی ہوئی مخلوق ہے نہین اگر اسپر یہ کہا جاے کہ ذاتی قدرت سے پیدا کی ہوئی مخلوق دکہانیکو فرمایا ہے نہ عطائی قدرت سے پیدا کی ہوئی مخلوق دکہانیکو تو اسپر کہنا پڑیگا کہ ایسی ضروری قید جو فارق تھی درمیان صفت فعلی واجب تعالے شانہ او صفت

فعلی ممکن مخلوق کے اوس کے بیان کرنے سے قرآن کریم بے زبان رہا کوئی آیت اس بیان مین نہ دی بلکہ بیشمار آیتون سے یہ سمجھا دیا کہ امور تکوینیہ کی سمائی کو الوہیت اور رضا کی قدرت درکار ہے جنپر قدرت بانا غیر اللہ کو محال -

امام مجدد رضی اللہ عنہ فرماتے ہین آنچہ بر ما و شما لازم است تصحیح عقاید بمقتضائے کتاب و سنت است بر نہجیکہ علماء اہل حق از کتاب و سنت آن عقائد را فہمیدہ اند و از انجا اخذ کردہ - فہم ما و شما از حیز اعتبار ساقط است اگر موافق افہام این بزرگواران نباشد زیرا کہ ہر مبتدع و ضال احکام باطلہ خود را از کتاب و سنت می فہمد و از انجا اخذ مے نماید الخ مکتوب ۵۹ از مکتوبات امام ربانی جلد اول - یعنی جو کچھ کہ ہمپر اور تمپر لازم ہے وہ بمقتضائے کتاب و سنت صحیح کرنا عقائد کا ہے اوس طور پر کہ علماء اہل حق کتاب و سنت سے ان عقائد کو سمجھے ہین اور اوسی جگہ سے لیا ہے - میری اور تمہاری سمجھ حیز اعتبار سے ساقط ہے - اگر ان بزرگون کی سمجھنے کے موافق نہووے اسلئے کہ ہر بدعتی گمراہ اپنے احکام باطلہ کو کتاب و سنت سے ہی سمجھتا ہے اور وہیں سے نکالتا ہے الخ پس امور تکوینیہ میں ذاتی عطائی کے فرق نکالنے مین تمام فرق اسلام کو پچھاڑ جانا اور قبر پر کی اذان کے جواز اور فضیلت وغیرہ کے بیان مین بے جوڑ حدیثون کا ڈھیر لگانا اور امام ابن حجر وغیرہ جو اس اذان کے بدعت ہونے کے قائل ہین اوسکو اور اوسکے رد کو چھپا کر ناقل کو اوس اذان کے جواز کا قائل ٹھیرانا اور ایسے ہی اور بہت امور مین ہر گری (یعنی اوس اذان کے جواز کے رد کو) بڑی رواجی رسمی بدعتون کی حمایت کے لئے کہڑا ہو جانا اور با اینہمہ یہ فخر فرمانا اذا جی الاسن ہین کہ خامہ برق بار رضا خرمن سوزی نجدیت مین سب سے نرالا رنگ رکھتا ہے

ص ۱۴۳ بیشک صفات و افعال مختصہ الٰہیہ مخلوق کو دلانے مین ذاتی اور عطائی کا فرق سب سے نرالا رنگ رکھتا ہے اور یہ ہرگز پاؤنچ چلتا نجدیت سوزی ہے کیسے ہوا نہ سے ہی چل رہا ہے -

ہر چند کہ کتب عہد عتیق و عہد جدید سے تحریف نے امان اٹھا دی ہے تاہم اتنا سمجھی

مسیحی معجزات کے بارہ میں سوال مذکورہ بالا کے جواب کے لئے بس ہے دیکھو یوحنا کی
انجیل کا باب ۱۴ ورس ۱۰ کیا تو یقین نہیں کرتا کہ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں یہ باتیں
جو میں تمہیں کہتا ہوں آپ سے نہیں لیکن باپ جو مجھ میں رہتا وہ یہ کام کرتا ہے صفحہ ۱۹
مرقس کی انجیل کے باب ۹ ورس ۱۴ تا ۲۹ میں ایک مریض کو شفا ملنے اور اوس سے گونگی
ناپاک روح کے رفع ہونے کا ذکر ہے اونمیں سے آیت ۲۸ و ۲۹ کے الفاظ یہ ہیں۔ اور جب
وہ گھر میں آیا اوس کے شاگردوں نے خلوت میں اوس سے پوچھا کہ ہم اُسے کیوں نہ نکال سکے
اُسنے اونہیں کہا کہ یہ جنس سوا دعا اور روزہ کے اور طرح نہیں نکل سکتی صفحہ ۸۱ از بیخ
سچے دین کی تائید۔ تو دیکھو کہ وہی عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں جنکے لئے
الامن کی عبارت مذکورہ بالا پیران کے بزم مریدان سے پر انشد کا پروانہ بن رہی ہے) کہ یہ
کام خلق کرنا شفا دینا مردے جلانا بعضے حراموں کو حلال کر دینا میں نہیں کرتا ہوں۔ اللہ کا
میرا قلب جسکا عرش تجلی گاہ بنگیا ہے اور میں اوس کا آئینہ ہوں اور وہ میرا) وہی کرتا ہے
میرا کام تو صرف ان امور معجزات میں روزہ دار رہنے سے دعا مانگنا ہے۔ اور اللہ کا کام شفا دینا
مردے جلانا خلق کرنا بعضے حراموں کو حلال کر دینا ہے۔ تمہاری بگڑی ہوئی عبارات کا سینہ میں
انجیل کی اوپر مستعمل سند میں یہ اظہار کرے اور انہیں کا منشا اس بات کے درپے
کہ عیسیٰ علیہ السلام حقیقی قدرت فعال سے اپنی پیدا کرتے شفا دیتے مردے جلاتے تھے
جا حاصل جسکا یہ نکلیگا کہ اس تکوین عیسوی میں تکوین الہی کا دخل نہ تھا اسلئے کہ کن یعنی ہوجا
فرما کر نامعدوم کو موجود کر لینا جسکا نام تکوین کہتے ہیں یہ اکیلی قدرت کا نتیجہ ہے دو تکوینوں کا
اقرار جتنے پر قدرت کا ماننا پڑیگی تو گویا بلا شرکت یہ کام تکوین کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے
ہی کئے نہ اللہ سبحانہ نے اسپر وہی الزام ءَ اَنْتَ قُلْتَ الایہ کا پڑتا ہے جو بار ثانی
الرب کتاب المواعظ شیخ میں تفسیر کبیر سے بیان ہو چکا اور اس آیت سے معنی اوس قول
شرک کے کھل گئے وہو قال اَنَّ المسیح یتصرف فی الامور دون اللہ وتشتمل

بذلك فقد كفر یعنی جسنے کہا کہ بیشک میت تصرف کرتی ہے امور مین خدا اللہ اور معتقد ہوگیا
اسکا تو بیشک وہ کافر ہوگیا - بیشک جن امور مین بندون کے ہاتھ کو دخل نہین ہے جیسے خلق
و تدبیر یعنی مدبر اور دفع کرنا قحط اور مرض اور وبا وغیرہ کا ان امور تکوینیہ مین جسنے تصرف کرنا
مخلوق کا مانا تصرف الہی سے اسکی گویا نفی کردی اسلئے کہ یہ اثر قدرت کاملہ کا ہے اسکو جو کریگا
قدرت کاملہ کے حق کریگا پس بندون کا کیا ہوا ان امور کو مانا تو خدا سے ان امور کو نکال دیا -
اور خدا سے مانا تو بندون سے ان امور کو نکالدیا اول مین ایمان چھپا کو اکفر الامر کے
صفحہ ۴۴ مین امور تکوینیہ یہ بتلائے ہے زندہ کرنا مارنا - دولت قسمت فتح شکست دینا حاجت براری
کرنا مصیبت دفع کرنا وغیرہ اور صفحہ ۴۸ مین آیت سے یہ گنایا ہے آسمان و زمین سے رزق
دینا - کان - آنکھ بینائی شنوائی کا مالک ہونا زندہ سے مردہ کو اور مردہ سے زندہ کو پیدا کرنا
اور امر کی تدبیر کرنا - وبا اور مرض اور قحط دفع کرنا یہ دفع مصیبت مین آگئے مگر دافع البلاء
والوباء والمرض والقحط والالم وامثالہا مین جو کہ نسبت حقیقی عطائی کا آپ دعوی
کرچکے ہیں لہذا ان امور کو کھلم کھلا بیان نہین فرماتے تشریح کرنے سے تاکہ بھولے ہوئے
نہ بدک جائین اسلئے کہ تشریح اسکی یہ ہے کہ اللہ سبحانہ نے اپنے ان خاص کامون سے
کرنے کی اپنی قدرت آپکو دے ڈالی ہے اوس قدرت سے آپ ہی بلا اور وبا اور مرض اور قحط اور درد
والم کو دفع فرماتے ہین نہ اللہ سبحانہ آپ کو ان کے دفع کرانے مین اللہ تعالے سے دعا مانگنے
کی حاجت نہین جب ان حضرات نے ان امور مین سببیت وغیرہ کے ملا تو تکلو مجاز کے ادعا
تو جس کسی نے اسکو بر بنائے زیبا عرض معنی مجاز بیچ فرما دیا تو کیا بیجا کیا جان تو ایسا ہم ہی وہم کرنا
حقیقی قدرت سے ان مصیبتون کے دفع کرنے کا ڈھنگ بجا دیا بلکہ تحفہ خصوصیات میں تکلم دنیا
سے چند آپ ہی کی بیان فرمائی ہوئی اوپر چھپ دیکھ لو اس دعوے کا ابطال آیت سبا سے
مع تفسیر کبیر آئندہ آتا ہے اور مطلب اس کا اوپر بھی بیان ہوچکا ہے - القاعد جلد چہارم
مین مرقوم ہے فتوحات باب ۳۴۴ مین ہے وَمَا عَلِمْتُ لِكُلِّ بَلَدٍ وَقَرْيَةٍ وَإِقْلِيمٍ قُطْبًا

غیر الغوث یہ یحفظ اللہ تلک الجہۃ ہر شہر اور گاؤن اور ملک کا ایک قطب علاوہ غوث یعنی بڑے قطب کے ہوتا ہے اوسکی دعا سے اوس سمت کے لوگون کی اللہ سبحانہ حفاظت کرتا ہے سطر ۲ تا ۸ شیخ عبدالوہاب شعرانی نے تصریح کی ہے کہ اوس کے معنی یہ ہین کہ اونکی دعاؤن سے اوس اقلیم و قریہ کے لوگ آفات و مصائب سے محفوظ رہتے ہین (حاشیہ برقیم) چونکہ مولف الامن والعلی عطائی کا کام خاص ہین عطا کا عذر بپا کرنے مین اپنی جماعت کے خیال مین کامیاب ہوگئے ہین لہذا اونکو بھی دہن کہ اللہ نے اپنے کرنیکے ان خاص کامونکی قدرت اپنے محبوبونکو دے رکھی ہے لہذا وہی رزق دیتے مصیبتین ٹالتے ہین حالانکہ جن روایتون کو وہ نقل کرتے ہین اون مین فاعل سر عطا اور منع کا اللہ مذکور اور ذاکرون ما نورون دودھ پیتے بچون کے نامو نیز وہی موجود جو فائدہ اونکی دعا اور برکت کا دیتی ہے۔

قول مختص حق کا یہ تکوین ہے — اختیارون سے منزہ محترم
غیر حق سے اس کا ہونا ہے محال — جاہل بھولا اس مین ہے بیہودہ وہم

اللہ سبحانہ کی صفات فعلیہ کی یہ شان ہے

الا لہ الخلق والامر۔ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون یعنی خبردار ہو جاؤ خاص اسکے واسطے ثابت ہے صفت خلق و امر جب ارادہ کرتا ہے کسی چیز کے پیدا کرنے کا تو اوس کے لئے یہ فرمایا ہے کہ ہو تو وہ موجود ہو جاتی ہے کلمتہ القاھا الی مریم و روح منہ اذا قضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون (نحل) وہی کلمہ کن تھا جسکو مریم کی طرف القا فرمایا اور روح تھی اوسکی جانب سے جب موجود کرنا چاہتا ہے کسی چیز کا تو سوا اسکے اس کے نہین واسطے اوس کے فرماتا ہے ہوجا بس وہ موجود ہو جاتی ہے ان مثل عیسیٰ کمثل آدم الایہ وما امرنا الا واحدۃ کلمح بالبصر (قمر)

بن باپ کے پیدا کرنے میں عیسیٰ علیہ السلام جیسے علیہ السلام کی ولادت آدم علیہ السلام کی
بلا واسطہ ہے کہ یہاں باپ نہیں ماں تو ہے وہاں ماں باپ دونوں نہیں کلمۂ کن کی کارسازی کسی
سبب کی محتاج نہیں جو سبب اور واسطہ درمیان میں آئے وہ بنابر حکمت ہے نہ بربنائے حاجت
حیوان و انسان کی نطفہ ہی اور فرشتہ کا روح پھونکنا روح نکالنا یہ سب یہ اسباب اسی طرح
مثل اسی کے مضمون کی شانیں ہیں عزوجل کو ارحام میں صورت گری کے اندر جتنے انقلابات اور
وفات دینے میں ہر نفس کے جتنے تصرفات ہیں اور عالم کے تمام کون و فساد و جملہ امور انتظام
تکوینیہ سب میں اسی اولے سبب کے کلمۂ کن کی کارسازی ہے جو مخلوق کے تصرف سے خالی ہے
پہلی آیت صاف بتلا رہی ہے کہ اللہ کا کلام ہے ورنہ کن یعنی ہو جا فرماتے ہی جو اللہ چاہتا ہے
وہ کن نہ فرمائے تو کوئی کام ملتوی رہے بنابر حکمت دیر میں ظہور پاتے اس سے کن کہنے بامور
میں دیر لگنے کا وہم بعید از عقل و نقل ہے۔ تکوین کا نام ہی خود اس کو بتلاتا ہے کتب عقائد
و تفاسیر آیات و احادیث کتب سماویہ و سب اہل اسلام اس پر متفق ہیں کسی فرقہ اسلامیہ میں
اس کا وہم بھی نہیں ہوا اللہ سبحانہ کو معاذ اللہ سے کاموں میں کتائی کرنے کی نوبت آتی ہے انجیل
یوحنا کا باب اول درس اول ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا (۲)
یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا (۳) سب چیزیں اوس سے موجود ہوئیں اور کوئی چیز موجود نہ تھی
جو بغیر اوس کے ہوئی ص ۱۱۵ یہی کلمۂ کن کی کارسازی کا ہر چیز کی ایجاد میں ثبوت **القاسم**
ہے حدیث قدسی کے اخیر کا ترجمہ یہ ہے میرا دینا بھی صرف میرا کلام ہے اور میرا عذاب بھی صرف
میرا کلام ہے جس چیز کا ارادہ کرتا ہوں ہو جا کہتا ہوں وہ ہو جاتی ہے صفحہ ۱۶ و ۱۷ جلد ۲ نمبر ۲ ماہنامہ
پیدا کرنا نباتات جمادات حیوانات وغیرہ کا اور انتظام عالم کی تدبیر کرنا محفوظ اور با اللہ ہو رحمن
اور بلا کا اور باسباب ارضی و سماوی رزق رسانی جملہ امور تکوین اوسی کلمۂ کن کی کارسازی اگر محبوبان
خدا مدبرات امر کو امور تکوین کی قدرت مل گئی ہے تو نعوذ باللہ ہرگز فرشتے کیوں اپنا کام کرتا ہے۔
اور کیا یعنی السلام کفار کے بدلوں میں ڈوب ڈوب کر یا انکو نے ڈبا کر جبرئیل پانی کے نا خوف علیہ

روح کیون بنتی ہے بنتے ہی محنت مشقت اوٹھاتے ہین ان حضرات کی قدرت بھی خدا کی پیدا
قدرت تکوین سے کن کہنے ہی صرف ہو جا کہنے سے ہر کام بلا محنت مشقت کمائی کیون نہین ہو جاتا
کرتے جیسے اللہ سبحانہ تعالی قدرت سے بغیر تکوین کی کارسازی کر لیتا ہے ویسے ہی یہ محبوبان خدا کام
مین لگے بغیر کار تکوین کیون نہین کر لیا کرتے آخر جو قدرت عطا سے بھی انکو اس سے دین
دلائی ہے وہ اسی شان کی تو تھی سکمائی کی محنت اوٹھائینگی۔

بن کمائی ہو جا کہے گر کوئی کام — یہ نہین مخلوق کر سکتی تمام
ایسی قدرت کو خدائی چاہئے — ہے خدائی کا کہاں بندہ مین دم
معجزہ بھی کام ہے اللہ کا — جو کہے بندہ کا ہے ہندو دھرم
گر کہا خالق سے بندہ بن گیا — کیونکہ حق نے سال بھر مین کی ہے ضم
اونٹنی سے ایک بچہ کی مدت — حضرت صالح نے کری اونٹنی بہم
دیر اتنی کام مین اللہ کے — حسکو بندہ کر چکا بس دم کے دم
خیال ایسا کیا سے گا ایمان کو — جا ئے گا قائل کا سب اس کے جرم

مخلوق کے کام کسب اور اکتساب محنت مشقت کمائی کی احتیاجات سے نکلکر حد تکوین کو نہین پہنچ سکتے

وَلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ

ترجمہ قادری۔ اور نہین کرتے تم لوگ کچھ کام کہ ہم حاضر ہون تم پاس جب لگتے ہو تم اوس کام مین حدہ۲ م کہ درسے آیہ درۃ ن کا نزد (فتح الرحمن) اس سے حصر کے ساتھ ثابت کہ بندون کے کام مین لگے بغیر محنت مشقت کمائی نہین ہو سکتے فرشتون تک کے کام بھی کسب اور عمل سے ہی اونکے ظہور مین آتے ہین جب بے محنت مشقت کمائی کن کہنے سے وہ ہو جاوے کہ کیا ہون وغیرہ نصوص قرآنی اور مکثرت

حصے فرشتون کی یہ دلیل ہے کہ ... اللہ ... معلوم ہوتا ہے
الغالب ... یہ آیۃ اول سورہ معارج کی ہے جیسے فرشتون کی چڑھائی کی ... معلوم
ہوتا ہے اگر مدبر ... کو نسبت ہو تو کلنجر یا یبصرھم ... نام ہو جاتا کہا
مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ جزاء بما كانوا يعملون او كسبت في ايمانها ... اللہ
... قرآنیہ جب بندوں کے ... ہیں کا موکل ... اثر ہی سمجھا ہے ... اثر
تکوین کا ... اب مدبرات کی تدبیر کی کیفیت آیات اور احادیث ... اور سن لیجئے
فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا کی تفسیر میں بیچ خازن کے مرقوم ہے وقال عبد الرحمن
بن سابط يدبر الامر في الدنيا اربعة املاك جبرئيل وميكائيل
واسرافيل وملك الموت واسمه عزرائيل فاما جبرئيل فموكل بالرياح
والجنود واما ميكائيل فموكل بالقطر والنبات واما ملك الموت
فموكل بقبض الانفس واما اسرافيل فهو ينزل عليهم بالامر من الله تعالى
ترجمہ اور فرمایا عبد الرحمن بن سابط نے تدبیر کرتے ہیں امر کی دنیا میں چار فرشتے
جبرئیل و میکائیل و اسرافیل اور ملک الموت جن کا نام عزرائیل ہے پس جبرئیل موکل
ہیں ہواؤں اور لشکروں پر اور میکائیل موکل ہیں مینہ کے قطروں اور نباتات پر اور ملک الموت
جانوں کے قبض کرنے پر اور اسرافیل اترتے ہیں ان پر حکم الہی لیکر ترجمہ تمام ہوا۔ مدارک
میں ہے واسناد الله بيدالیها لانها من اسبابها یعنی اسناد تدبیر کی طرف فرشتوں کی
اس لئے ہے کہ وہ تدبیر الہی کے اسباب ہیں ترجمہ تمام ہوا جیسے باغ لگانے والا پیشہ دار
پیشہ لگانے والا باغ لگا دینے سے باغ کا لگانے والا نہیں سمجھا جاتا کیونکہ ... سادہ
ایک تخم اوس سے نہیں بن سکتا اسلئے ہی یہ فرشتے سوا کے حق میں ... کا کام دینے لشکروں کی
فتح و شکست وغیرہ میں لاکھوں ... آندھیوں کا کام دینے سے بادلوں کو بارش کے
بالکنے بوندیں بکھیرنے سے جانوں کے قبض کرنے سے امر الہی لیکر اترنے سے مدبر

عالم ارواح انشاء امر الٰہی کے قائل نہیں ہو جاتے اور عقائد کو عقل سے حل اوسکی پہروں نہیں ہو سکتا ہے
اس فیاض کی بلا سے دو مونہ مادے بھی ہیں جو معتقد کرلیا ہے آسمانی دخلت میں قیاس بہت کو جگہ کہی
نہیں ملی و النازعات الملائکۃ تنزع ارواح الکفار غرقا نزعا بالشدۃ والناشطات
نشطا تنشط ارواح المومنین ای تسلہا برفق الخ جلالین یعنی قسم ہے
ان فرشتوں کی جو کھینچتے ہیں کفار کی جانوں کو (اونکے بدن میں) ڈوب ڈوب کر یا آنکڑے سے یا بڑی
سختی کی کھینچائی سے اور قسم ہے ان فرشتوں کی جو کھینچتے ہیں نرمی سے روحیں ایمان والوں کی الخ
فالمدبرات امرا کا سے فرشتوں کے مراد ہونے میں سلف کو اختلاف نہیں ان اوسکے ماقبل
میں اختلاف ہے۔ اور زیادہ صحیح یہی ہے کہ اون سے بھی فرشتے ہی مراد ہیں اور بیچ تفسیر بازر کے
سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ سے آیا ہے کہ فرشتے کھینچتے ہیں کفار کی روحونکو ناخنوں اور جلد تک سے میں
جب نکلتی ہے کمالین تفسیر مظہری میں جز اول سورہ بقر کی آیت و رعد و برق کی تفسیر کے
حاشیہ پر ہے عن ابن عباس قال اقبلت یہود الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقالوا یا ابا القاسم اخبرنا عن الرعد ما ہو قال ملک من الملائکۃ موکل بالسحاب
معہ مخاریق من نار یسوق بہا السحاب حیث شاء اللہ فقالوا ما ہذا الصوت
الذی نسمع قال زجرۃ بالسحاب اذا زجرہ حتی ینتہی الی حیث امر قالوا صدقت
(ترمذی) ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے کہا متوجہ ہوئے یہود طرف رسول اللہ صلی اللہ
تعالی علیہ وآلہ وسلم کی پس عرض کیا کہ اے ابا القاسم خبر دو ہمکو رعد سے کہ وہ کیا ہے فرمایا وہ
ایک فرشتہ ہے فرشتوں میں سے موکل بادلوں پر اوس کے پاس پھاڑنے کے آلات میں آگ کے
ہانک کرکے جاتا ہے ساتھ اون کے بادلوں کو جہاں اللہ چاہتا ہے پس عرض کیا اونہوں نے
کیا ہے یہ آواز جسکو ہم سنتے ہیں۔ فرمایا وہ ایک جھڑکی اور ڈانٹ کی آواز ہے جس سے
ڈانٹتا ہے بادل کو یہانتک کہ وہ پہنچتا ہے وہاں تک جہاں کا اوسکو حکم ہے۔ عرض کیا

۱؎ قولہ اوسنے نسائی نے روایت کیا ہے ۱۲ منہ

انہوں نے جو لکھا ہے سب تمام ہوا **غایۃ الاصول** میں علامہ ابن
حجر مکی سے شرح اربعین سے نقل فرماتے ہیں وفی حدیث ابن مسعود الذی
رواہ الشیخان عنہ انہ قال حدثنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم وھو الصادق والمصدوق ان احدکم یجمع
خلقہ فی بطن امہ اربعین یوما نطفۃ ثم یکون مضغۃ مثل ذلک
ثم یرسل اللہ الملک فینفخ فیہ الروح ویؤمر باربع کلمات
بکتب رزقہ واجلہ وعملہ وشقی او سعید الحدیث فانہ اشار
الی احادیث صحیحۃ تتعلق بذلک ثم قال فعلم من تلک الاحادیث
ان النطفۃ اذا استقرت فی الرحم اخذھا الملک بکفہ الخ **ترجمہ**
ابن مسعود کی اوس حدیث میں ہے جس کو اون سے بخاری و مسلم نے روایت
کیا ہے کہ کہا اونہوں نے حدیث فرمائی ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ
وسلم نے۔ اور حال یہ ہے کہ آپ صادق و مصدوق ہیں کہ بیشک ایک تمہارے کا
(مادہ) پیدائش اوس کی ماں کے پیٹ میں اکٹھا ہوتا رہتا ہے نطفہ چالیس روز پھر
ہو جاتا ہے وہ بوٹی مثل اسکے یعنی چالیس روز میں۔ پھر ہو جاتا ہے لوتھڑا مثل اس کے
پھر بھیجتا ہے اللہ فرشتہ کو پس پھونکتا ہے وہ اوس میں روح کو اور حکم کیا جاتا ہے
وہ چار کلمات کے لکھنے کا۔ رزق اوس کا اور اجل اوس کی اور عمل اوس کا اور شقی
یا سعید ہونا اوس کا الحدیث۔ پھر اس کے اشارہ کیا طرف اون احادیث صحیحہ
کے جن کو اس بیان سے تعلق ہے۔ پھر فرمایا پس ان حدیثوں سے جانا
جاتا ہے کہ بیشک نطفہ جب قرار پکڑتا ہے بچہ دان میں۔ لیتا ہے اوسکو
فرشتہ اپنی ہتھیلی میں الخ صاحب الامن نے مسلم شریف کی حدیث
سے ویشق عنھا نقل کرکے یہ ترجمہ کیا ہے کہ فرشتہ

اگر ان میں لطیفہ کے ... [illegible] صفحہ ۱۹۱ سے ... [illegible] بیان ... [illegible] فرشتے کی

تدبیر کی کیفیت سے معلوم ہوتی کہ وہ لطیفہ ... [illegible] کرتا ہوا

کرتا ہے ... [illegible] احادیث ... [illegible] ان کی

کو ... [illegible] پیدا ... [illegible]

... [illegible] روح ... [illegible] فرشتے ... [illegible]

آیات اور احادیث سے یہ بیان آتا ہے ... [illegible] کی خدمت

اور ... [illegible] کی ... [illegible] حدیث ... [illegible] کی

... [illegible] ہے جبرئیل علیہ السلام کی ... [illegible] ملک الموت ... [illegible] کے ... [illegible] فرشتے

اور ... [illegible] کی ... [illegible] کو ... [illegible]

... [illegible] مذکورہ بالا ... [illegible] دیکھو اسرافیل علیہ السلام کی ... [illegible]

اور ... [illegible] حکم الٰہی ... [illegible] کی اس ... [illegible] کہ وہ فرشتے ... [illegible]

امور تکوینیہ ... [illegible] ہیں فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا ... [illegible]

اَمْرًا میں نہ اس ... [illegible] کا پتہ اور نہ کسی ... [illegible] حدیث میں کہ یہ فرشتے ... [illegible]

... [illegible] کے صرف ... [illegible] کو موجود کر لینے کی تدبیر ... [illegible] کامیاب ہو ... [illegible]

نہ روح ... [illegible] سے فرشتہ روح کا خالق بن سکے نہ نطفہ ... [illegible] سے ... [illegible]

نطفہ کا خالق عقل سلیم کو ... [illegible] اسباب ... [illegible] امور کی نسبت ... [illegible]

نزدیک اس سے زیادہ اور کیا شرک ہوگا ... [illegible] کو کیسے شرک کہا ... [illegible]

اور ... [illegible] باب تکوین سے ... [illegible] اس سے ... [illegible]

شرک سے ... [illegible] اسباب ... [illegible]

... [illegible] صفحہ ۲۲۵ ... [illegible] کے حاشیہ ... [illegible] حدیث ... [illegible]

کہ تمام دنیا کے آنکھ کان گوشت پوست صورت سب فرشتوں کے بنائے ہوئے ہیں ... [illegible]

صحیح مسلم شریف میں حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فرماتے ہیں جب نطفہ پر بیالیس راتیں گذرتی ہیں اللہ تعالیٰ اوسکی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے
وہ اوسکی صورت بناتا کان آنکھ کھال گوشت ہڈیاں خلق کرتا ہے الخ ۲۵۲ طبرانی کی روایت میں یا نطفہ
کو جب رحم میں ٹھہرے چالیس راتیں گذرتی ہیں فرشتہ کہ وہاں پر موکل ہے آکر اوسکی ہڈیوں گوشت خون بال کھال
کی تصویر کرتا ہے … حاشیہ یہ صریح نص … فرماتی ہے کہ … بدن میں جان فرشتہ کی … تیج
… کی حدیث صحیحین سے نقل فرما کر کہا اللہ عزوجل فرماتا ہے ھو الذی یصورکم فی الارحام
کیف یشاء اللہ ہے کہ تمہاری تصویر فرماتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے اور فرماتا ہے
جل وعلا ہل من خالق غیر اللہ کیا کوئی اور بھی خلق کرنے والا ہے اللہ کے سوا سبحان اللہ کفر
وشرک کے ماننے والے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم صحیح حدیثوں میں فرماتے ہیں کہ فرشتہ تصویر
کرتا ہے فرشتہ صورت بناتا ہے فرشتہ آنکھ کان گوشت استخوان بال کھال خون خلق کرتا ہے
۲۵۳ الا فرق نہیں جان بھی فرشتہ ڈالتا ہے مگر وہن کے نزدیک اس سے بڑھکر اور کیا شرک ہوگا
احمق جاہل یہ فرق لطیفہ اوٹھاتا … اعضاء … خدا جلے نے تمہیں کن کن حالوں پر بنایا ہے
انہیں اللہ سبحانہ فرماتا ہے بیشک بیشک پیدا کیا ہم نے انسان کو خلاصہ سے … سے کھینچ
کر دیا ہے ہم نے اوسکو نطفہ ٹھیرا ہوا مکان میں پھر خلق کیا ہم نے نطفہ کو خون بستہ پس بنایا ہم نے خون
منجمد کو گوشت کا لوتھڑا پس گوشت کے لوتھڑے کو بنادیا ہم نے ہڈیاں پس پہنایا ہم نے ہڈیوں کو
گوشت الآیہ محدثین بخاری وغیرہ کتب احادیث کی اس آیت کی تفسیر یوں کرتے ہیں کہ چالیس
روز تک تو رحم میں نطفہ جمع ہوتا رہتا ہے ۔ پھر دوسرے چلے میں خون بستہ ہو جاتا ہے
تیسرے چلے میں گوشت کا لوتھڑا الحدیث پس جبکہ بموجب نصوص محکم فرشتہ کان آنکھ کھال گوشت
ہڈیاں خلق فرماتا … کے بعد ہوتا ہے … ظاہری معنی کیونکر محمول
ہو سکتی ہیں جو چالیس بیالیس روز میں ہی انجام کو فرشتہ کا کیا ہوا بیان کرتی ہیں گو موجب
دوسری روایت کے خلق اپنی تصویر ہی سے ہی ابھی اس کا وقت کہاں ہے یہ فرشتہ کے

منصوب ہے ہیں سب کچھ بنا رہیں حدیث کے خلاف ہے آتا ہے کہ یہ بھی بچہ ہی ایسے ہی
دو کہا بات موز لات سے کام نا لینے سے بنا ہے احمق جاہل فرق سمجھ او نہیں سے
ایسے ہی فخر کرتے کہلاتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ یہ بناوٹ سے یہ اجسام دنیا کی مخلوق
خدا کے بندے جو بیٹے کہلاتے ہیں اور یہی الزام سر پر ہے جیسا کہ قال اللہ
یا عیسی ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الہین من دون اللہ
(الآیۃ) خدا نے کہا ہے مسیح میری الوہیت کے اعتقاد کے ساتھ اللہ سبحانہ کی الوہیت
کی نفی کے اعتقاد کا خیر کچھ خیال ہو اصل مطلب سنئے ان حدیثوں کی نسبت مسلم شریف کی
شرح میں امام نووی معقول فریقین یہ فرماتے ہیں قال العلماء طریق الجمع بین ھذہ
الروایات ان للملک ملازمۃ ومراعاۃ لحال النطفۃ وانہ یقول یا رب ھذہ
نطفۃ ھذہ علقۃ ھذہ مضغۃ فی اوقاتھا فکل وقت یقول فیہ ما صارت حین
الیہ بامر اللہ تعالی وھو سبحانہ اعلم ولکلام الملک وتصرفہ اوقات احدھا
تخلقہا اللہ تعالی یقلبھا علقۃ وھو اول علم الملک بانہ ولد ص۳۳۲ جلد ۲
یعنی فرمایا علما نے طریق جمع کرنے کا درمیان ان روایتوں کے (اور ان کے ظاہری تخالف اور
تعارض اور بنا لئے کیسے تھے) یہ ہے کہ فرشتہ کے لئے نطفہ کی حالت کے واسطے ملازمت اور مراعات
ثابت ہے واسطے حال نطفہ کے اور بیشک وہ اس نطفہ کے انقلابوں کے وقتوں میں عرض
کرتا رہتا ہے کہ اے رب میرے یہ نطفہ ہے یہ خون بستہ ہو گیا یہ گوشت کا ٹکڑا ہو گیا ہے پس
ہر وقت میں وہی حالت بیان کرتا رہتا ہے جس حالت میں پلٹ کر وہ نطفہ اللہ تعالی کے امر
سے لیکن ایسی ہو جاتا ہے اور اللہ کریم سبحانہ تعالی شانہ زیادہ جاننے والا ہے (یعنی اس عرض معروض
سے اللہ تعالی کو بتلانا مقصود نہیں ہوتا ہے — اس لئے کہ وہ تو ازل سے

یہ عبارت کتاب القدر کے باب کیفیۃ خلق الآدمی فی بطن امہ وکتابۃ رزقہ واجلہ وعملہ وشقاوتہ و
سعادتہ کی ہے ۱۲

جانتے ہوتے ہیں فرشتہ کو تو اب خبر ہوتی ہے اور فرشتہ کے کلام اور تصرف کے لئے چند وقت مین
معین ہیں اونکو ایک وقت ہی جب اللہ تعالے اوس نطفہ کو پیدا کرتا ہے پہر پلٹ کر اوسکو خون بستہ کر دیتا ہے
اور وہ سب سے پہلا علم ہے فرشتہ کا کہ یہ ولد ہوگا الخ۔ چونکہ امام نووی اور قاضی عیاض کی نظر اون آیات
قطعیہ محکمہ قرآنیہ اور اس باب کی اون حدیثوں پر ہے جنمین نطفہ کا پیدا کرنا پہر اوس نطفہ کو خون بستہ
کر دینا پہر اوس خون منجمد کو گوشت کا لوتھڑا کر دینا پہر اوس لوتھڑے مین ہڈیان پیدا کرنا پہر ہڈیون پر گوشت
چڑہا دینا یہ سب کام اللہ اکیلے کے کئے ہوئے اوسی کے کلمہ کن کا صدقہ کہلم کہلا ثابت ہو رہے ہین اس
اور آیتین کفار سے مطالبہ کر رہی ہین کہ ان مین سے یا انکے غیر مین سے جو کچھ غیر اللہ کا خلق کیا ہوا
پیدا کیا ہو اوسے مجکو دکھلا دو اگر کارخانہ تکوین و ابداع مین فرشتونکو کچھ بھی دخل ہوتا تو وہ
کفار مصنف الامن کی مانند یہ نہ کہدیتے تمام دنیا کی آنکھ کان گوشت پوست صورت سب فرشتون
کے بنائے ہوئے ہین فرشتہ ہی صورت بناتا کان آنکھ کہان گوشت۔ ہڈیان خلق کرتا ہے
مگر وہ تو جانتے تھے کہ فرشتہ ایسا کر سکتا تو خدا غیر اللہ کی اس کرتوت کا مطالبہ ہی کیون کرتا سچ یون ہے
فرشتہ بھی ایک سبب اور واسطہ پڑا ہے جیسے نطفہ پیدا کرنے کی مشین نر و مادہ نطفہ کے رحم مین پہنچانے
اور قرار پانے کا سبب اور محل واقع ہوتے ہین نہ خالق نطفہ اور بچہ کے اگر کسی مصور کی بنائی ہوئی
تصویر مین جان روح کے خزانہ مین سے لیکر ڈالدی جاوے تو اس سے مصور تصویر اور روح کا
خالق یعنی تکوین نہ ہو جاویگا تصویر اور روح ڈالنے کا سبب ہی ہوگا خالق تصویر و روح اللہ ہی ہوتا
جیسے سامری سونیکا بچھڑا بناکر اوسمین اثر قدم جبرئیل کی خاک ڈالکر بچھڑا اوسمین زندگی پیدا کرتا تھا اسکو
اوسکو خالق ہونیکا مدعی ہوا بلکہ اوس بچھڑے کو یہود کا معبود بتلایا۔ مولف الامن کی اصل پر سامری اوس
معبود کا خالق ٹھہرتا ہی اسلئے اسنے بچھڑا بنایا تہا۔ سولہوین پارہ مین جملہ سورہ طہ مین ہے قالوا ما اخلفنا
موعدک بملکنا ولکنا حملنا اوزارا من زینۃ القوم فقذفناها فکذلک القی السامری فاخرج لہم عجلا جسدا لہ خوار
الی قولہ قال فما خطبک یا سامری قال بصرت بما لم یبصروا بہ فقبضت قبضۃ من اثر الرسول فنبذتہا الآیۃ ترجمہ
قادری اسکا یہ ہے بولے ہمنے خلاف نہین کیا تیرا وعدہ اپنے اختیار سے لیکن اوٹھوائے ہمنے

بر جہہ گینئے کے اس قوم کے گہنے میں مت ہو رہے وہ پہینکدیے پہر یہ نقشہ ڈالا سامری نے
پہر بنا نکالا اونکے واسطے ایک بچہڑا ایک دہڑ جسمین جان تہا گائے کا (الی قولہ) کہا موسی نے اب تیری
کیا حقیقت ہے اے سامری بولا مینے دیکہہ لیا جو سب نے نہ دیکہا پہر بہری مینے ایک ہی مٹہی پاؤن کے
نیچے سے اس بہیجے ہوے (جبرئیل) کے پہر مینے وہی ڈالدی اب اس کے ساتہہ ہی بیضاوی مین یہ
ملاحظہ فرماے علے الخطاب بصرت بما لم تبصروا فقبضت قبضة من اثر الرسول الذی
جاء لک روحانی محض لا یمس اثرہ شیئا الا احیاہ اس کو صاف روشن کیا سامری نے اپنے علم اور
ملاقات سے یہ ادراک کر لیا تہا کہ جبرئیل رسول خالص روحانی ہیں جس چیز پر اون کا اثر قدم پہونچتا ہے وہ
ذی حیات ہو جاتی ہے ترجمہ تمام ہوا اس سے ثابت ہوا کہ جبرئیل علیہ السلام خزانہ ہین روح کا اون میں سے
کسی غیر ذی روح کو روح مستعار دیجا یا ڈال جاتا ایسا ہی ہے جیسا عناصر کے خزانون سے جسمونکی طیاری کے
لئے مٹی پانی آگ ہوا کا لینا دہی ایک چیز سے دوسری چیز بنانے کی مثال ہے برقی تار سے جو
وغیرہ لگ جاتا ہے برقی طاقت اوسکی جان کہینچ لیتی ہے اس سے جبرئیل علیہ السلام خالق روح کے
اور کرہ عناصر کے خالق اجسام کے اور تار خالق نہو جاتے اس یہین غلاسفہ اور طبائعین اور اونکے
چیلون نے ٹہوکر کہائی ہے وہ شرک کی بلا مین مبتلا ہو گئے ہین جیسے برادران وطن ہی عنصرون مٹی
دریا آگ آکاش سورج ہوا وغیرہ کو پوجا اور انہین کا منگتا بنا دیا الامن کے صفحہ ۲۵۱ و
۲۵۲ مین جو حدیثین فرشتون کہ عطائی خالق یعنی تکوین وابداع بتلانے مین نقل کی ہین
جنکا ترجمہ کیا ہے صاحب الامن کا اوپر نقل کر آیا ہون اون کی شرح مین امام نووی شارح
مسلم یہ فرماتے ہین فقال القاضی وغیرہ لیس ہو علی ظاہرہ ولا یصح
حملہ علی ظاہرہ لان التصویر عقیب الاربعین الاولی غیر موجود
فی العادة وانما یقع فی الاربعین الثالثة وہی مدة المضغة
کما قال تعالی ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طین ثم جعلنا
نطفة فی قرار مکین ثم خلقنا النطفة علقة

فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاما فكسونا العظام لحما ثم يكون
للملك فيه تصرف آخر وهو وقت نفخ الروح عقيب الاربعين الثالثة
حين يكمل له اربعة اشهر واتفق العلماء على ان نفخ الروح لا يكون الا بعد
اربعة اشهر ووقع في رواية للبخاري ان خلق احدكم يجمع في بطن امه اربعين
يوما نطفة ثم يكون علقة مثله ثم يكون مضغة مثله ثم يبعث اليه الملك
فيؤذن باربع كلمات فيكتب رزقه واجله وشقي او سعيد ثم ينفخ فيه
الروح صفحہ ٣٣٢ جلد ٢ **ترجمہ** پس کہا قاضی عیاض وغیرہ نے نہیں ہے
نہیں ہے وہ اپنے ظاہری معنی پر اور ظاہر پر اوسکو محمول کرنا درست نہیں اسلئے کہ صورت بنانا
پہلے چلے کے پیچھے نہیں پایا جاتا عادت (الٰہی) میں اور وہ تو تیسرے ہی چلے میں واقع ہوتا ہے
اور وہ مدت گوشت کی ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالے نے اور البتہ تحقیق پیدا کیا ہمنے انسان
کو گارے کے خلاصہ سے پھر کردیا ہمنے اوس کو نطفہ ٹہیرا ہوا ایکین میں پھر بنایا ہمنے نطفہ کو خون
بستہ پھر بنا دیا ہمنے اوس خون بستہ کو گوشت کا لوتھڑا پس بنا دیا ہمنے اوس گوشت کے لوتھڑے
کو ہڈیاں پس پہنایا ہمنے ہڈیوں کو گوشت (یہاں تک ترجمہ ہوا آیت کا) پھر ہوتا ہے واسطے
فرشتے کے اوس میں تصرف دوسرا اور وہ وقت پھونکنے روح کے ہوتا ہے تیسرے چلے کے بعد
جبکہ پورے ہو جاتے ہیں اوسپر چار مہینے اور اتفاق کیا ہے اسپر علما نے کہ پھونکنا روح کا چار مہینے کے
بعد ہی ہوتا ہے (آگے مضمون آیت کے موافق بخاری کی حدیث ہے کہ جسکا ترجمہ اوپر ہو چکا) پہلا جو
حدیث اپنے ظاہری معنی پر محمول ہونی درست نہیں سکے آیات قرآنیہ قطعی الثبوت و قطعی الدلالت
کی مخالفت کی وجہ سے اور دوسری حدیثوں کے کہلے ہوئے معنی الموافق آیات کی مخالفت کی وجہ سے
بھی اسلئے کہ تین چلوں کے بعد سب کا ظہور ہوتا ہے اوسکو جان لیں پس جو شخص یہی جو روایت
بیان کرے وہ تو محتاج ہے تاویل کی نہ استدلال میں پیش کرنے لائق جو طریق بہ گزیدہ انہوں روایت کو
دور ہی سے دیا روایات کے ساتھ وہ ہے یہ امام نووی کی شرح سے اور نقل ہو چکا ۱۰ حصہ اول ازالہ ... شرکا عہ

خلقوا كخلقه فتشابه الخلق عليهم قل الله خالق كل شيء وهو الواحد القهار ترجمہ آیا ٹھیرائے ہین اونہون نے اللہ کے شریک کہ پیدا کیا اونہون نے مانند اللہ کے پیدا کرنے کی پس پوشیدہ ہو گیا کام آفرینش کا اوپر کہہ دو خدا پیدا کرنے والا ہے کل چیزون کا ہے اور وہی ہے یگانہ غالب ترجمہ تمام ہوا لفظ خلق سے جو دہوکا دیا جاتا صرف ذاتی عطائی کے فرق پر دونون کے ایک ہونے کا یہ آیت تو دونون کا ایک سا ہونا بھی نہین کہتی سورۃ الاحقاف مین ہے قل ارأيتم ما تدعون من دون الله اروني ماذا خلقوا من الارض ام لهم شرك في السموت ايتوني بكتاب من قبل هذا او اثارة من علم ان كنتم صادقين ترجمہ دکھلاؤ تو مجھکو کیا کچھ پیدا کیا ہے تمہارے اون معبودون نے کوئی حصہ زمین کا یا اونکا ساجھا ہے آسمانون کے پیدا کرنے مین لاؤ تو کوئی آسمانی کتاب اس کتاب قرآن سے پہلی یا کوئی علم چلا آتا اگر ہو تم سچے ترجمہ تمام ہوا سورۃ لقمان مین ہے هذا خلق الله فاروني ماذا خلق الذين من دونه بل الظالمون في ضلال مبين ترجمہ یہ ہے خلق اللہ کی پس دکھلاؤ تو مجھکو کیا کچھ پیدا کیا ہے غیر اللہ نے بلکہ ظالم (مشرک) بیچ گمراہی ظاہر کے ہین ترجمہ تمام ہوا اس آیت مین تو تھوڑی سی زمین اور ساجھے مین آسمان اونکا بنایا ہوا دکھانے کی بھی تب نہین خواہ ذاتی قدرت کا اثر تھا بھی نہ لگایا اسلئے کہ ذاتی قدرت کا تو کفار عرب مین کوئی مدعی ہی نہ تھا قدرت خدا داد تو ہی جو کچھ اونہون نے پیدا کیا ہو اوسی کو دکھلا دو فرمایا جا رہا ہے منکرین عرب مین ایسے ہی منطبع وغیرہم جو فرشتونکو پوجتے تھے وہ تو کوئی اگلی کتاب اور روایت ماثورہ اس مین پیش نہ کر سکے اسے نئے دین کے دہیر دہر یا آپنے یہ عبارت (حدیث فرمائی ہے کہ تمام دنیا کی آنکھ کان گوشت پوست صورت سب فرشتون کے بناتے ہوئے ہین صـ۲۵۱ فرشتہ آنکھ کان گوشت استخوان بال کھال خون خلق کرتا ہے صـ۲۵۲) لیکر ذکر کیا اور تہ فرمایا ہے فرشتونکی خلق کی ہوئی ساری دنیا کی یہ چیزین مذکورہ بالا مین مسلمانونکا

توسب فرقے جانتے اور مانتے اور علماء کتاب سنت سے پہچانتے ہین کہ فرشتے اسباب ہین تخلیق کے نہ خالق جیسے بشین اور بڑہی کے اوزار بنانی برسے بسولا آری وغیرہ اسباب آلات ہین میز کرسی تخت قلمدان وغیرہ بنانے کے نہ نجار مجازاً انکو میز کرسی بنانیوالا کہکے سے وہ بڑہی نہ بنجائینگے جن محاورات کو داؤگہات نہ بنایا معاندین کفار محاورات اور زبان کے جاننے والون نے آج وہ نئے دین کے مقصر کی جانی ہین سعارین رہے ہین صفحہ ۲۵۳ تک الامن کے دیکہو یہان مصنف نے ذاتی عطائی کے فرق کا راگ نہین چہیڑا اسلئے کہ جب یہ سوال پیدا ہوجائیگا کہ دنیا کی خلایق کے آنکہہ۔ کان۔ گوشت پوست ہڈی۔ کہال حزن صورت یعنی تمام اجسام تو فرشتے نے پیدا کئے خدا نے کیا پیدا کیا ہے کیا صرف آسمان زمین نجوم وکواکب وغیرہ اور تمام اسلامی فرقون کا اتفاق خلق اجسام کے خاصہ الوہیت ہونے پر کیا حدیث کے خلاف ہوگیا اور کیا آیات سابقہ ولاحقہ حدیث کے خلاف کفار سے مطالبہ کرہی ہین جنکی موافقت مین دفاتر احادیث کے موجود ہین سورۃ الروم مین ہے مع تفسیر بیضاوی ملاحظ فرمایے اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ ثُمَّ رَزَقَکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ هَلْ مِنْ شُرَکَائِکُمْ مَنْ یَفْعَلُ مِنْ ذٰلِکُمْ مِنْ شَیْءٍ اثبت له لوازم الالوهیة ونفاها راسا عما اتخذوه شرکاء من الاصنام وغیرها موکدا بالانکار علی مادل علیه البرهان والعیان ووقع علیه الوفاق انتہی وفیہ ایضا فی تفسیر النمل ومن یرزقکم من السماء والارض ای باسباب سماویة وارضیة ءاله مع الله قل هاتوا برهانکم علی ان غیره یقدر علی شیء من ذلک ان کنتم صادقین فی اشراککم فان کمال القدرة من لوازم الالوهیة ترجمہ اللہ وہ ہے جسنے پیدا کیا تمکو پہر رزق دیا تمکو پہر ماریگا تمکو کیا تمہارے شرکا (یعنی تمہارے معبودان باطلہ) مین کوئی شخص ایسا ہے کہ کرسکے ان مین سے کچہہ تہوڑا بہی ترجمہ آیت اولی کا تمام ہوا ترجمہ اس آیت کی تفسیر کا یہ ہے ثابت فرمایا اللہ کیلئے لوازم الوہیت (خدائی کے لازمون) کو اور نفی کردی ان لوازم الوہیت کی بالکل ... نے شریک بنالیا ہے

کی ایک سرے سے اُسنے خیلوا اون مشرکون نے معبود ٹھیرایا تھا اصنام اور غیر اصنام سے
در آنحالیکہ تاکید فرمائی ساتھہ استفہام انکاری کے اور سپر جبہیر برہان اور عیان کی دلالت
اور واقعات کی اسپر موافقت ہی پہلی آیت اور اوسکی تفسیر کا ترجمہ یہہ ہی اور کون ہی جو روزی
دیوے تمکو آسمان اور زمین سے یعنی ارضی و سماوی اسباب کے ذریعہ سے جیسے بارش کے سامان یعنی
بادل بجلی ہوا وغیرہ کے مسلط کرنے ملانے پھیلانے وغیرہ سے جسکا بیان طویل احادیث
اور فن کی کتابون مین مبسوط ہے اور چشمے اور ندیان اور ان مین پانی جاری رہنے کے قدرتی
سامان زمین کی تہ مین سے اور پہاڑون مین برف برساکر جمع رکھنے اور موسم گرما مین رفتہ رفتہ
پگھلا کر اون سے پانی جاری رکھنے وغیرہ سے پھر اجزاء ارضی و مائی و ہوائی اور سورج کی گرمی کی
بارش وغیرہ سے پیدائش اور پرورش پھول غلہ میوہ وغیرہ کی پھر اون سے رزق رسانی مخلوقات
کی اور بھوک پیاس دفع کرنے کی تاثیر بخشی رزق کی کیا کوئی اور معبود ہے اللہ کے ساتھہ کہ
ایسے کیا ایسا کیا او شرکی حجت اور دلیل اسپر کہ غیر اللہ قدرت پاسکتا ہے اور کسی چیز کے ایسا
سے اگر ہو تمہارا اپنے شرکیہ کرنے مین سچے کہ کمال قدرت کا لوازم الوہیت کو سے تعجب تمام ہوا تمام قرآن
کریم ان مضمون کی آیتون سے بھرا ہوا ہی کہ پیدا کرنا روزی دینا مارنا جلانا تدبیر کرنا وغیرہ جملہ امور تکوین
انھین قدرت کا ملہ کا جو لوازم الوہیت سے ہین جبکہ مخصوص قرآنیہ سے اسکو مراد الہی بتلانے
ستہ ہی سلف و خلف صحابہ و تابعین و متکلمین سب متفق ہین ہنود نے بہادستو مہادیو
کو معبود جب ٹھیرایا ہی جب اونکو قدرت کا ملہ پیدا کرنے پالنے مارنے کی مان لی ہے
تو اوسکو بے آیت و حدیث و شہادت مفسرین و متکلمین لفظی اشتراک سے خدائی مراد لینا یا دیا
کہ بوجہ غلط فہمی امور تکوین مجموبات خدا بھی کر گذرتے ہین یہ ایسی کوری معنوی تحریف
جو کسی کو اسلامی فرقون مین سے نہین سوجھی ۔ بھلا جب امور تکوین اثر قدرت
سوا لوازم الوہیت کا نہین تو کیا مخلوق کو حاصل ہونا محال ۔ تفسیر ارک
و خازن کی عبارت سے اوپر منقول ہو چکا تو اوس مین

عطا کا عذر پیدا کرنا مخلوق کو خدا ٹھیرانا ہے۔ اور یہود و مجوس کا یہ خیال ہجا
تفسیر کبیر مین امام اہل سنت سورہ سبا کی آیت کی تفسیر یون کرتے ہین فاعلم ان
المذاهب المفضية الى الشرك اربعة (الى قوله) وثالثها قول من قال التركيبات
والحوادث كلها من الله تعالى لكن فوض ذلك الى الكواكب (الى ان قال)
فهؤلاء جعلوا السماويات معينا لله تعالى فقال في ابطال قولهم وما له
منهم من ظهير) ما فوض الى شئ شيئا بل هو على كل شئ شهيد جز ۶ صفحہ ۱۵

ترجمہ اور جان تو بیشک شرک کی طرف پہنچانے والے مذہب چار ہین (الخ) تیسرا اون
کا قول اون لوگون کا ہے جو کہتے ہین کہ جو شاد قدرت کاملہ کی ترکیب دی ہوئی چیزون کا ( )
اور حوادث سب اللہ کی طرف سے ہین لیکن سپرد کر دیا ہے اللہ نے اس کام کو طرف
کواکب کی (الخ) تو ٹھیرایا اونہون نے آسمانی مخلوقات کو مددگار اللہ تعالے سبحانہ کا پس
فرمایا اون کے اس قول کے باطل کرنے مین اور نہین ہے اوس تعالی شانہ کا اونمین سے
کوئی مددگار سپرد نہین کیا اللہ نے کسی چیز کو طرف کسی چیز کی بلکہ وہ ہر چیز پر نگہبان ہے
ترجمہ تمام ہوا جب آیت قرآنی تراکیب اور حوادث کو غیر اللہ کی سپرد کیا ہوا نہین بتلاتی بلکہ ایسا
کہنے والے کفار مشرکین کی تکذیب کرتی اور اونکے اس قول کو رد اور باطل کرتی ہے تو ایسا ہی
بحق محبوبان خدا صاحب الامن ما مکر اس ابطال سے بچ سکتے ہین جبکہ وہ اللہ سبحانہ
کے مختص کام تکوین کو مخلوق کو دیا ہوا مانتے ہین۔ غرض جب خاص خدائی کام تکوین لازم الوہیت
کا مخلوق کو حاصل ہونا محال آیات قرآنی سے ثابت ہو۔ پانچ جگہ ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ فرما کر
مشرکون کو الزام دیا جاوے امور تکوین مفصل آیات مین کہ کوئی مخلوق ان مین
سے کچھ کر سکتی ہے جسکی وجہ سے وہ اللہ کے ساتھ دوسرا معبود بن سکے پس حدیث
کسی کسی امر تکوین کو فرشتون کی سپرد ہونا اگر اس کام کو خدا سے نکالدیگی قرآن و حدیث کی مجازی
استعارون کو حقیقی صورت بنا ڈالنا غلطات ...

امور تکوین کو مخلوق کے بس کی چیز جب بنا چکے تو اب معجزہ نکو انبیا علیہم السلام کے افعال اختیاری بنانے کی بنیا دیون ڈالی جاتی

لکھے الامن کے صفحہ ۲۰ مین رقمطراز ہین انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات مین رب عزوجل نے ایک ایسی صفت رکھی ہے جس سے وہ خرق عادت کرتے ہین بنقل زرقانی کلام امام غزالی یہ تھا ان لنبی فی نفسہ صفۃ بہا تتم الافعال الخارقۃ للعادۃ جسکا ترجمہ الامن مین یہ کیا دویم یہ کہ نبی کے لئے اوسکی ذات مین ایک وصف ہوتا ہے جس سے افعال خلاف عادت (جنہین معجزہ کہتے ہین) انصرام پاتے ہین صفحہ ۲۰ صحیح ترجمہ اس کا یہ ہو کہ نبی کے لئے اوسکی ذات مین ایک صفت ہوتا ہے جس کے سبب خدا کے افعال خلاف عادت پورے ہوتے ہین ترجمہ تمام ہوا یہان بہا کو بنہا بنا جس سے انصرام پاتے کیا آگے صفحہ ۲۰ مین ہے جس سے وہ (نبی) خرق عادت کرتے ہین لکھکر درپردہ عبارت غزالی معجزات کو انبیاء علیہم السلام کا کام بنا دیا پھر ادبیر ھر ادآبادی علیانے یون رنگ جا دیا اللہ نے انبیا کو افعال خارقہ کی ایسی صفت عطا فرمائی ہے جیسے ہمین حرکت ارادیہ کی کہ جب چاہین حرکت کرین ایسے ہی وہ جب چاہین افعال خارقہ ظاہر فرمائین صفحہ ۱۰ اس پہنے کی دیوار کو اول تو رہی امام غزالی یون ڈھاتے ہین ولیس ذالک باختیار العبد اور نہین ہے یہ بندہ کے اختیار مین یہ عبارت احیاء العلوم کی کتاب المحبۃ والشوق کی ہے دوم حضرت شیخ محقق دہلوی جن کو صاحب الامن نے انبیا سے بیشمار رحمتون کے نزول کی دعاوی ہے وہ عقائد ایمانیہ کی کتاب تکمیل الایمان مین یون رقمطراز ہین معجزہ فعل الٰہی است نہ فعل رسول زیرا کہ خرق عادت پروردگار از بندہ ممکن نباشد انتہی یعنی معجزہ اللہ کا فعل ہے رسول کا فعل نہین ہے اسلئے کہ خلاف عادت پروردگار (جسکو معجزہ کہتے ہین) بندہ سے ہو نہین سکتا۔ افسوس جو فعل باری بندہ سے ہونا محال اوس کو بندہ کا فعل اختیاری بتاتے ان لوگون نے نہ قہر الٰہی کا خوف کیا اور نہ غیرت انسانی کا الو درد محشی شرح عقائد نسفی فصل اور جو فعل کے قایم مقام ہو

قسم معجزات سے ہے دونون کا ایک ہی حکم ہے جیسا کہ تفسیر بیضاوی مین ہے بقولہ فعلہ او ما یقوم مقامہ
من التوطیۃ یعنی معجزہ فعل الٰہی ہے اور فعل سے مراد فعل یا جو اوسکے قائم مقام ہو جو
قائم ہو بمقام فعل کے اس بیان سے کتب عقائد بھری ہوئی ہین۔ مگر ان حضرت کو بھی منزل
اوپر نشانیون اون کتابون سے چونکہ بدون نہین مل سکتی لہذا جب سورہ اسرائیل ہے
وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا (الی قولہ) قل سبحان
ربی ھل کنت الا بشرا رسولا ۝ یعنی اور کہا کفار مکہ نے ہم تمہاری باتون پر ہرگز
ایمان نہ لاینگے یہانتک کہ تم ہمارے لئے زمین سے ایک چشمہ (قدرتی) نکالو یا تمہارے لئے
ایک (قدرتی) باغ ہو کہ وہ کھجور اور انگور کا ہو اور اوسکے درمیان تم (قدرتی) نہرین جاری کرو یا ہم
کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے گرا دو جیسا کہ تم کہا کرتے ہو یا اللہ اور فرشتون کو سامنے لے آؤ
یا تمہارا گھر سونے کا ہو جائے یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ اور تمہارے آسمان پر چڑھ جانے کو
بھی ہم اوس وقت تک ہرگز نہ مانینگے جب تک کہ تم ہمارے لئے کوئی کتاب اوتار کر نہ لاؤ
جسے ہم پڑھ لین۔ کہدو میرا خدا پاک ہے۔ مین تو صرف ایک انسان پیغمبر ہون ترجمہ تمام ہوا
جلالین مین ہے قولہ ھل کنت الا بشرا رسولا ای کسائر الرسل ولم یاتوا قومہم
الا بما یظہرہ اللہ علیہم من الآیات فلیس امر الآیات الیہم انما ھو
الی اللہ تعالی ولو اراد ان ینزل ما طلبوہ لفعل ولکن لا ینزل الآیات علی
ما یقترحہ البشر وانا الا بشر ولیس ما سالتم فی طوق البشر یعنی قول آپکا (آیت مین
جسکے بیان کرنے کا بلفظ قل حکم ہوا) نہین ہون مین مگر ایک انسان پیغمبر یعنی مثل اور پیغمبرون
کی جو نہین لائے اپنی قوم کے نزدیک کوئی معجزہ جسکو ظاہر کیا اللہ نے معجزات مین سے پس نہین ہے
امر معجزون کا اون کی طرف سے سوائے اس کے نہین وہ معجزہ اللہ کی طرف سے ہے
اگر وہ چاہتا کفار کے مطلب کئے ہوئے معجزون کے واقع کرنے کا تو کردیتا مگر وہ نہین اوتارتا
معجزے رد تا اہل باز (؟) بشر کی خاطر خواہ اور بیشک طلب ہے جو ... مین ہون مگر انسان ... جات

مسلمانونکا سمجہا ہین معجزات کے افعال مختصہ الہیہ ہونے ہین بعض ان عصریون بیان ہوا ہے کہ واقسموا باللہ
جہد ایمانہم لئن جاءتہم آیۃ لیؤمنن بہا قل انما الآیات عند اللہ (الی قولہ) ولو
اننا نزلنا الیہم الملائکۃ وکلمہم الموتی وحشرنا علیہم کل شیء قبلا الآیہ
ترجمہ قادری اور قسمین کہاتے ہین اللہ کی تاکید سے کہ اگر ان کو ایک نشانی پہنچے البتہ اوس کو مانین
تو کہہ نشانیان تو اللہ ہی کے پاس ہین (الی قولہ) اور اگر ہم اوتارا دیتا ہین فرشتے اور بولتے ان سے مردے
اور جلا دیتا ہین ہم ہر چیز کو اونکے سامنے ہرگز ماننے والے نہین ۱۱۱ وفیہا ایضا وقالوا لولا نزل
علیہ آیۃ من ربہ قل ان اللہ قادر علی ان ینزل آیۃ ولکن اکثرہم
لا یعلمون ترجمہ اور کہتے ہین کیون نہین اوتری اوسپر کوئی نشانی اوس کے رب سے تو کہہ اللہ کو
قدرت ہے کہ اوتارے کچہ نشانی ولیکن اون کے بہتون کو سمجہ نہین ملا ۲ بیشک معجزات کو انبیاء کے
قابو کی بات اختیاری سمجہنا اون کا سمجہنا جاہلیت کے زمانہ کا خیال ہے نہ مسلمانون کا اس آیت مین
معجزے دکہانے کی ٹال نہین کی ہے اتنا بڑا معجزہ مسمی قرآن مجید و معجزات دیگر اقسام دکہانے پر
طلب معجزات کی بیاس اور پہر بہی اللہ سبحانہ نے آپ سے دریافت کیا کہ اگر تم چاہو تو ہم نشانیان
ظاہر کردین لیکن اگر کفار نے پہر بہی کفر کیا تو ایسا عذاب اونپر نازل کیا جائیگا جو کسی اور پر نہ اوترا
ہوگا آپ نے اس کو منظور نہ کیا جیسا کہ تفسیر ابن کثیر جلد ۴ کے صفحہ ۱۰۷ مین بنقل روایات مسطور ہے
اللہ سبحانہ اپنے علم قدیم سے اور آپ اللہ کے تبلانے سے جانتے ہوئے تہے کہ ان کفار مین سے
اکثر اور انکی نسل سب ایمان لاوینگے تو بہلا حکمت الہی اور شفقت و رافت نبوی اونکے استیصال
و قطع نسل کو کیسے گوارا کرتی اون معجزات مطلوبہ کفار کی روک تہام انجام کار اعجاز تام ہوگئی وہ اگر
ہلاک ہو جاتے تو آج تمام عرب کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑہتا ہے کون نظر آتا اور کفر و شرک جزیرہ
عرب سے نکلکر کیون اپنا منہ کالا کرجاتا میری جان اور میرے باپ مان ایسے رؤف و رحیم اللہ
کے رسول کریم پر قربان صلی اللہ تعالے علیہ و علی آلہ و اصحابہ عدد خلقہ و زنۃ عرشہ و رضا و کلماتہ
ہم اپنے بہائی مسلمانونکو اس پیر بہت غبیہ نیم نصیر ہوسکتے دین دہرم کا زہریلا اثر کہایا جاتے ہین

اور وہ اس مذہب کے بانی کے چند امور مختصر و مسلسل میں تہوڑا سا غور کرنے سے دیکھ جائینگا۔
(۱) پیدا کرنا مخلوقات کا باسباب ارضی و سماوی رزق دینا مارنا جلانا تا تدبیر جتنے امور ہیں تکوین کے اللہ سبحانہ ان کاموں کو اپنی ذاتی قدرت کاملہ سے کرتا ہے اور اس فرقہ کی تصریحات بموجب محبوبان خدا ان کاموں کو قدرت خداداد سے کر لیتے ہیں فرق ہے تو وہی ذاتی عطائی کا (۲) معجزات کو یہ فرقہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے افعال اختیاری ڈنکے کی چوٹ کہہ رہا ہے اور یہ عبارتیں ان لوگوں کی پہر دیکھ لو (۳) خلیفۃ اللہ کا تصرف اس فرقہ نے ہر باہ و عقید میں شاہی نائبوں پر قیاس کرکے بیچ امور تکوین کے مان لیا ہے اب اے مسلمان بھائیو اس نئے مذہب کی رو سے اللہ سبحانہ کے کاموں کو اور محبوبان خدا کے کاموں کو مقابل کرکے دیکھو مثلاً اللہ سبحانہ نے جب کبھی اپنی ذاتی قدرت کاملہ سے اونٹ یا اونٹنی کو پیدا کرنا چاہا ہے تو اول نطفہ کو پیدا کیا ہے پھر اونٹ کو اونٹنی سے جفتی کرنے پر قادر کیا ہے۔ پھر نطفہ جب رحم میں ٹھہرا ہے تو مدت معلوم میں اوسکو خون بستہ کر دیا ہے پھر اتنی ہی مدت کے بعد اوسکو ٹکڑا گوشت کا کرکے پھر اوس میں ہڈیاں پیدا فرما کر پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھا کر تمام انقلابوں کے بعد اوسکو پیدا کیا ہے۔ پھر پانچ برس میں اوس بچہ کو جوان کیا ہے۔ خدا کے کاموں میں اسقدر دیر اور محبوبان خدا کے کاموں میں محبوبان خدا کی قدرت عطائی کا یہ زور کہ جب صالح علیہ السلام سے اونکی قوم نے یہ معجزہ طلب کیا کہ خلاف عادت پہاڑ سے اونٹنی پیدا ہو اور فوراً وہ بچہ بھی جنے اس فرقہ کے ایمان میں صالح علیہ السلام نے فوراً پہاڑ سے اونٹنی پیدا کر دی اور فوراً ہی اوس اونٹنی سے بے جفتی نر کے بلا مہلت بچہ بھی پیدا کر دیا۔ اب اس نئے دین کے اندہیر میں ناظرین غور فرمایئے خدا اور محبوبان خدا کے کاموں میں کتنا فرق ہے دونوں کاموں کو مقابل کرنے سے ہر بصیر اس نتیجہ پر پہنچیگا کہ اللہ سبحانہ کی ذاتی قدرت ایسی کامل نہیں جیسی محبوبان خدا کی قدرت کامل ہے۔ خدا کی کاموں میں اتنی دیر اور اتنے اسباب پھر اونکی موقوفی اور محبوبان خدا کی کاموں میں یہ عجلت اور اسباب کی بے نیازی۔ ہم مسلمانوں سے جب منکرین یہ سوال کیا کرتے تھے کہ اللہ کے کاموں میں آتنی

دیر کیون ہوتی ہے اور خدا کی تمام اسباب پیدا ہونے موجود فرض کرتے ہیں تو ہم تک یہی اخبار پیدا کر دیا کرتے تھے کہ یہ تامل اور دیر نہایت حکمت سے ہے نہ برائے حاجت اور اپنے اس وجہ سے انہیں معجزات کو قبل کر دیا کرتے تھے اور نکہو ان میں نہ دیر لگتی ہے نہ کسی سبب ظاہری پر انکا انحصار ہوتا ہے سوائے جبکہ اس فرقہ نے معجزات کا کام بھی خدا سے نکالدیا تو سوال مذکور کا جواب دینا اس فرقہ پر نہایت دشوار ہوگا کچھ عجب نہیں تو یہ فرقہ یہ کہدے کہ عاشق اپنے حسن سے اپنے معشوق کا حسن بڑہانا ہی چاہتا اور اشارہ کرتا ہے جو عجب ان خدا کے کام خدا کے سامان سے بڑہتے ہوے نظر آتے ہیں یہ نیا مذہب اسلامی فرقون کے نزدیک قابل التفات نہ تھا۔ اللہ سبحانہ بڑا کریم و الی ہو وہ سبکی ہدایت پر نظر رکھتا ہے اس مذہب کے بہت سے لوگ تو ہم تنکون سے نیچے اوتر گئے

جہوٹے دعوادن کے آنے کی خبر ۔ دیتے تھے ہین اس طرح سے شاہ امم
لا یمن سکہلا گئے طریقے وہ سبکے ۔ اس لئے بچو رہنے فتنے سے ہم

امور پر ایمان لانا منجملہ ضرور ماننے ہے اللہ تبارک و تعالی نے اپنے حبیب کریم رسول اکرم و انبیاء سابقین صلی اللہ علیہم وسلم اجمعین کو بہت سی ایسی چھپی ہوئی باتیں خبر اطلاع دی ہے جنکا رسالت سے تعلق ہے نہ انہی کا الوہیت سے تعلق ہے جیسا کہ تفسیر کبیر ابی السعود وغیرہ بہت سی تفسیر لکہنے والے ریب میں منقول ہے جنت اور ان کے جنت دوزخ اور عذاب دوزخ اور اونکے اسباب اور حشر نشر وغیرہ مع اون تفاصیل کے جن کا تفصیل قرآن مجید میں بیان ہے اور احادیث میں اونکی مزید تشریح ہے دابۃ الارض اور دجال یا جوج ماجوج اور نار حجاز کا نکلنا عیسی علیہ السلام کا آسمان سے اوترنا اور امام مہدی علیہ السلام کا پیدا ہوکر دجال کو قتل کرنا اور زمین کو عدل اور ایمان سے بہر دینا اور حضور کا فتوحات بلاد کی خبر دینا فتوحات بلاد کی کنجیان آپکے ہاتھ میں آنا اور ایسی سوا اور بہت سی پیشین گوئیان ہیں جو صحیح کتب حدیث میں جن میں سے بہت سی وقوع میں آ چکیں انجملہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی تخرج نار من الحجاز تضیٔ اعناق الابل ببصری … رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت قائم نہ ہوگی جبتک

سے نکلیگی آگ حجاز کی زمین سے روشن کردیگی اعناق الابل کو بصریٰ مین روایت کیا اس حدیث کو بخاری
و مسلم نے (مشکوٰۃ کی کتاب الفتن کے باب اشراط الساعۃ صفحہ ۴۶۹ و ۴۷۰ مین ہے) سید حاشیہ
مشکوٰۃ مین فرماتے ہین بصریٰ ایک شہر ہے (سمت) حوران سے درمیان اوسکے اور دمشق کے
چند منزلون کا فاصلہ ہے اور تحقیق متواتر خبرون سے ثابت ہے کہ وہ آگ نکلی ۶۵۴ہجری مین
حجاز سے قریب مدینے کے اور باقی رہی وہ بقدر ربع ماہ کے جلتی - روشن ہوگئے بسبب اوس کے
صفحات بصرے کے جن کا نام اعناق الابل ہے - صحاح مین ہے عنقہ پہاڑ بچھا ہوا سے
زمین سا ہموار رہتی - اسپر مخالفین نے ، بعض ان ہی ہوچکے تھے پہلے ظہور کے بعد ظہور جنہون اور کی
ایسے ہی کسریٰ کے محل سے سونے کے چڑاو کنگن کی جوڑی وغیرہ حاصل ہوکر سراقہ کو پہنائے
جانے کی خبر دی تھی مثل سپیدہ فلق جو وقوع مین آئی اس بیان کا محل حصہ سوئم ہے ان
امور کے بیان کو بڑے بڑے دفترون کی ضرورت ہے وہ ہمارا دین و ایمان بلکہ ہمارے ایمان کی
جان ہے امنا باللہ ربا و بمحمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رسولا و بالاسلام
دینا و بہ قرآنا اماما جا نبہ واخبر حضور فرماگئے ہین اور جسکی خبر دے گئے ہین آسمان و زمین
ٹلجائین مگر ان کا وقوع مین آنا ملتا نہین و از انجملہ دیکھئے باب الملاحم سے عن ابی ہریرۃ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقوم الساعۃ حتی تقتتل فئتان عظیمتان
تکون بینہما مقتلۃ عظیمۃ دعواہما واحدۃ و حتی یبعث دجالون کذابون
قریب من ثلثین الحدیث صفحہ ۴۶۶ و عن جابر بن سمرۃ قال سمعت النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یقول ان بین یدی الساعۃ کذابین فاحذروہم رواہ مسلم صفحہ ۴۶۶
ترجمہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے قیامت قایم نہوگی یہانتک کہ آپسمین مقاتلہ کرین دو بڑے گروہ اور
واقع ہووے اون مین قتل عظیم اور حال یہ ہے کہ دعوے دونون کا ایک اور
یہانتک کہ اٹھائے جاوینگے جھوٹے دجال قریب تیس کے الحدیث اور جابر بن سمرہ

بیشک مین پیدا کرنے والا ہون زمین مین خلیفہ یعنی نیابت کرے گا میری میرے احکام نیچ زمین کے جاری کرنے میں اور وہ آدم ہین (یہ جلالین سے منقول ہے) اور مراد ساتھ خلیفہ کے آدم علیہ السلام ہین پس بیشک وہ اللہ کے خلیفہ ہین اللہ کی زمین مین احکام الہی قایم کرنے اور جھگڑوں مین خدائی فیصلے جاری کرنے اور بندگان خدا کو ہدایت کرنے اور اون کو اللہ کی طرف کھینچنے اور مراتب قرب الہی دلانے کے لئے (یہ تفسیر مظہری سے منقول ہے) اور صحیح یہ ہے کہ آپ کا نام خلیفہ اسلئے رکھا گیا ہے کہ آپ اللہ کے خلیفہ ہین اللہ کی زمین مین حدود الہی قایم کرنے اور خدائی فیصلے جاری کرنے کے لئے (یہ تفسیر لباب التاویل خازن سے منقول ہے) جنون کے قایم مقام زمین آباد کرنے مین جنون کا خلیفہ ہونا وغیرہ دیگر اقوال بھی تفسیر ولمنین مذکور ہین ۔ مگر کسی تفسیر مین نہین کہ پیدا کرنے یا اسباب ارضی وسماوی رزق دینے نباتات کے اُگانے مارنے جلانے وغیرہ امور تکوین خواص الوہیت مین بھی اپنے قایم مقام خدائی کام کرانے کے لئے مددگار سرکار الوہیت بنایا تھا اس طرف تو ذاتی علاقائی کے فراق کا مشرقی غدر ہی کھینچ لیجاتا ہے ہر نعمت کے حصول ہر مصیبت کے دفع کا سبب حضور ضرور ہین ۔ عالم سب کا سب ہی حضور کا طفیلی ہے ۔ مگر عالم کی ایجاد فنا بقا کی قدرت عطائی دلانے کا نرالا خیال باطل ہے اور محال کو مستلزم ۔ شرح عقاید نسفی سے اوپر منقول ہو چکا کہ مخلوق کا کوئی وصف کوئی کام صفت الہی اور خدائی کام کے قایم مقام ہوکر صنعت اور فعل الہی کا کام نہین دے سکتا ۔ پس بادشاہ کے نایب کے بادشاہ کے قایم مقام ہوکر ہر سیاہ وسفید مین وہی کام کرنا جو بادشاہ کرتا ہے ۔ اس کو ذکر فرماکر ہمارے مہربان کو اسپر خدا کے خلیفہ کو قیاس کرنا اور اسکا سبب نہ ہونے کے کہنے کے مخصوص کامون مین خلیفہ خدا کو متصرف بتلانا کہ وہ بھی وہی کام کرنے کے لئے نایب خدا ہوا ہے جو خدا کرتا ہے ۔ مسلمانو بھلا یہ ہندوؤن کا نیم دہرم ہے اور مجوس کا آئین یا مسلمانون کا دین ۔ ہنود برہما کو مخلوق کا پیدا کرنے والا ۔ بشن کو مخلوق کا پالنے والا اور مہادیو یا مہیش کو مخلوق کا مارنے والا اور مجوس عقول عشرہ اور ہوا آسب کو ان کامون کا کرنے والا خدا کے قایم مقام

ہو کر مانتے آپ مسلمانوں میں سے ہے تو یہ باطل خیال سوائے موافق الامن و خالص دربار
کے کسی کو ہوا نہتا - بادشاہ اور بادشاہ کا نائب دونوں انسان اور خدا اور نائب خدا
دونوں خدا کب ہیں - صرف اللہ سبحانہ معبود ہے اور اللہ کا خلیفہ نبی تو وہ قیاس
ملعون یہاں کیسے جاری ہو سکتا ہے ذاتی عطائی کے فرق کا خدا ہونا تکوین میں دعا جانے
کس کس ہیں کے روڑے ڈھلوائیگا -

مکتوبات امام ربانی کی جلد اول کے مکتوب ۱۰۳ میں ارشاد شریف ہے کہ (اکمالات انسانی
در صورت کمالات وجوب گشت و این کمالات بیش از شرکت اسمی از کمالات
آن مرتبہ چیزے دیگر حاصل نکردہ است (الی قولہ) از ینجاست خلافت انسان را در باب الخ
ونیز مکتوب ۲۶۰ میں ارشاد ہے فعل او تعالی کہ بیچون و بیچگون و قدیم است و قائم بذات
او تعالی اگر آنرا تکوین گویند در سر حدث مخلوقات گنجائش نیست ودر مظاہر ممکنات ظہور تجلی
افعال و صفات بے تجلی ذات متصور نیست چہ افعال و صفات را از حضرت ذات
تعالت وتقدست انفکاک نیست تا تجلی آنہا بے تجلی ذات متصور بود وانچہ منفک
از ذات است ظلال افعال صفات اوست سبحانہ پس تجلی آنہا تجلی ظلال افعال وصفات
بود نہ تجلی افعال وصفات الخ ان عبارتوں سے مثل آفتاب نیمروز روشن ہو گیا کہ کمالات انسانی
کمالات وجوب کی صورت میں جو نظر آتے ہیں اون کمالات انسانیہ نے سوائے نام کی
مشارکت کے اوس مرتبہ الوہیت کے کمالوں میں سے دوسری اور کوئی چیز حاصل نہیں کی ہے
خواہ وہ خلافت ہو یا تکوین اللہ تعالے کے کام کہ بیچون و بے چگون اور قدیم ہیں اور اوس تعالی
شانہ کی ذات کے ساتھ قائم ہیں جنکو تکوین کہتے ہیں - اون افعال تکوینیہ کے کر دینے کی مخلوقات
کے آئینوں میں گنجائش اور سمائی ہی نہیں اور نہ ہو سکنے والی چیزوں کے ظہور کی جگہ ہوں
میں تکوین کا ظہور ہو اسلئے کہ تجلی افعال و صفات الہی کے بے تجلی ذات الہی کے متصور نہیں
اسلئے کہ افعال و صفات حق کو ذات حق سے جدا ہونا نہیں تا کہ تجلی افعال و صفات الہیہ

کی ہے تجلی ذات حق سے مقصود ہو اور وہ جو ذات الٰہی سے جدا ہو یعنے افعال اور صفات الٰہی کا
سایہ ہے اور مشغوف افکلم کی حکمت بہم عقل یوسفی میں ہے کیونکہ ظل اور ذوالظل کے درمیان
مناسبت العید ہے صفحہ ۱۳۱ ترجمہ کا خوبی بس اگر صاحب الامن اپنے دعوے انما سایۃ الٰہی
پر اوتر ہے ہیں کہ میری مراد بھی ذات سایہ تھا تکوین کا نہ عین تکوین تو ذاتی عطائی کا فرق باطل ہوا
اور تکوین کا کام تکوین کے سایہ سے وقوع میں آئے ناشائستہ حیوان، تو یہ تو ہی پہلا کہیں
ہندو دہریہ کا خیال اسلامی خیال کسی طرح سے اور خیال سے ہیں سکتا ہے کہیں بینات
ان خیالات دکھانا حق و حیوان و انسان ہی کو دیکھو کہ وہ کہاں تا پتا چلتا ہے اسے اور
اوس کا سایہ ذاتی ہے نہ پیچھے سایہ کے ہیں کوئی لفظ ہے بالکل کہلا گیا۔

مسئلہ علم غیب میں جو نزاعی بلا برپا ہوئی ہے ہم اوسکی تحقیقت اور کتاب و سنت سلف و خلف سے جو دلائل آتا ہے اوس کو ناظرین کو دکھایا چاہتے ہیں

صاحب انبا المصطفیٰ والامن والعلی وخالص الاعتقاد وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ
وسلم کے عالم الغیب ہونے کے مدعی اپنے دعوے پر جن عبارتوں کو برہان بناتے ہیں اور سنے
دین کے پرچا کیا مرکب کتاب عقائد ہم تحقیق میں آپ کی چالاکی دکھا تو کی مہربانی سے پردہ
تحریف معنوی میں چھپایا ہے روشن کرکے دیتے ہیں۔ خالص الاعتقاد میں نسیم الریاض شرح شفا
صفحہ ۳۴۴
قاضی عیاض سے نقل فرماتے ہیں (هذه المعجزة) في اطلاعه صلى الله تعالى عليه
وسلم على الغيب (معلومة على القطع) بحيث لا يمكن انكارها او التردد فيها
لاحد من العقلاء (الكثرة رواتها واتفاق معانيها على الاطلاع على الغيب)
وهذا لا ينافي الآيات الدالة على انه لا يعلم الغيب الا الله وقوله ولو كنت اعلم
الغيب لاستكثرت من الخير فان المنفي علمه من غير واسطة واما اطلاعه عليه باعلام
الله تعالى له فامر متحقق لقوله تعالى فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول

اس کا ترجمہ جناب یہ کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ علم غیب یقیناً
ثابت ہے جسمین کسی عاقل کو انکار یا تردد کی گنجایش نہین کیونکہ اس بارہ مین احادیث بکثرت آئی ہین
اور ان سب سے بالاتفاق حضور کا علم غیب ثابت ہے کہ اللہ اپنے غیب پر کسیکو مسلط نہیں کرتا
سوا اپنے پسندیدہ رسول کے ترجمہ کیا ہوا صاحب خالص الاعتقاد کا تمام ہوا اب اس ترجمہ سے
صحیح ترجمہ کو ملاتے ہے وہ یہ ہے یہ معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب پر اطلاع پانے مین قطعاً
معلوم ہے ساتھ اس حیثیت سے کہ کسی عاقل کو اوسکا انکار یا اوس مین تردد ممکن نہین اوس معجزہ کے
راویون کی کثرت کی وجہ سے اور غیب پر اطلاع پانے پر اوسکے مضمون کے اتفاق کی وجہ سے
اور یہ منافی نہین (یعنی مخالف نہین) اون آیتون کو جو دلالت کرتی ہین اسپر کہ بیشک اللہ کے
سوا کوئی غیب نہین جانتا اور آپکے اس قول کے جسکے اظہار کا حکم بلفظ قل صراحت پر ہوچکی
اور اگر جانتا ہوتا مین غیب کو البتہ بہتات کرلیتا مین خیر کی پس بیشک معنی آپکا وہ علم ہے جو
بغیر واسطہ کے ہو اور لیکن اطلاع پانا آپکا اوسپر آپکو اللہ تعالے کے بتلانے کی وجہ سے پس ایسا امر
ثابت ہے بدلیل قول اللہ تعالے کے پس نہین اطلاع دیتا اپنے غیب پر کسیکو سوا اسکے برگزیدہ رسولکے
ترجمہ تمام ہوا صاف اظہار ہے کہ آیتین قرآن مجید کی اللہ تعالے کے سوا کوئی غیب نہین جانتا علم
کھلا بتلا رہی ہین وہ اللہ تعالی کے بتلانے سے غیب پر اطلاع پانیکی نفی نہین کرتین جس سے
مثل آفتاب نیمروز روشن کہ اللہ تعالی کے بتلانے سے غیب پر اطلاع پانا اور چیز ہے اور غیب جانتا
اور چیز مگر چونکہ ہمارے مہربان کی زبان قلم سے غیب دانی کا ثبوت نکل گیا ہے اسکے اسکی
بانی مین یہ کہا کہ صحیح ترجمہ تو یہ تہا کہ یہ معجزہ آپکے چہپی ہوئی چیز پر اطلاع پانے مین معلوم ہے
یقینی پر جسکی جگہہ یہ بنا دیا کہ آپکا معجزہ علم غیب یقیناً ثابت ہے اور دوسری عبارت کا سچا ترجمہ
یہ تہا اسکے معنی متفق ہین حضور کی چہپی ہوئی چیز پر اطلاع پانے پر اسکی جگہہ جناب نے بنا دیا
بالاتفاق حضور کا علم غیب ثابت ہے غیرہ عبارت کا بیشک ترجمہ یہ تہا لیکن اسکا اطلاع
پانا چہپی چیز پر اللہ تعالی کے بتلانے کے سبب تو امر ثابت ہے اسکی جگہہ بہی مین تبا

خیال میں اللہ تعالے کے بتلانے سے غیب پر اطلاع پانا ایسی چیز ہے جس پر ایمان لانے
بغیر چارہ نہیں جیسے اللہ تعالے کے سوا کسی مخلوق کے غیب نہ جاننے پر ایمان لائے
بغیر چارہ نہیں جیسا کہ بٹالوی وغیرہ کتب لغا یہ سے دافع الریب میں منقول ہے
ناظرین صاحب خالص کی ترجمہ میں جن عبارتوں پر صاحب خالص نے لکیری لکھینچی ہے
اونکو ان عربی عبارتوں سے ملا کر غور میں نے تیری لکیر کھینچی ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ
جناب نے اللہ کے بتلانے سے غیب پر اطلاع پانیکو جو صریح احتیاج ہے غیب جاننا بتایا ہے
جو احتیاج سے منزہ ہے اور بخیال لوازم الوہیت پس جبکہ علم غیب بتلانے ہوتے کے جاننے
کا نام ٹھہرا تو اللہ تعالے کو عالم الغیب ہونے علم غیب جاننے سے منزہ کہنا پڑیگا۔
جس سے کتاب و سنت کے عرف کا ابطال لازم آئیگا۔ خالص صفحہ ۳ میں مواہب الدنیہ کی
عبارت قد اشتهر وانتشر امره صلی اللہ علیه وسلم بین اصحابه بالاطلاع علی
الغیوب کا ترجمہ یہ کیا بیشک صحابہ کرام میں مشہور و معروف تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا
علم ہے۔ حالانکہ صحیح ترجمہ بہت بعید ہے بلکہ اس عبارت کا یہ ہے بیشک مشہور و منتشر ہو گیا تھا
امر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ کے اصحاب میں کہ اللہ سبحانہ کے بتلانے و وحی
فرمانے سے آپ چھپی ہوئی چیزوں پر مطلع ہیں ترجمہ تمام ہوا صفحہ مذکور میں مواہب سے نقل کیا۔
النبوة هی الاطلاع علی الغیب اسکا ترجمہ کیا کہ نبوت کے معنی ہی یہ ہیں کہ غیب کا جاننا
حالانکہ صحیح ترجمہ یہ تھا کہ نبوت وہ غیب پر اطلاع پانا ہے صفحہ ۲۹ میں ہے امام ابن حجر مکی کتاب
الاعلام پھر علامہ شامی سل الحسام میں فرماتے ہیں الخواص یجوز ان یعلموا الغیب
فی قضیة او قضایا کما وقع لکثیر منهم واشتهر جائز ہے کہ اولیاء کو کسی واقعہ
یا وقائع میں علم غیب ملے سطر ۱۶ تا ۱۹ یہ ترجمہ او مقصد بہ پہنچ رہا مقصد مراد ہے کے ترجمے
رکھتے ہیں علم غیب ملے خالص ترجمہ ہے اور اصل ترجمہ یہ ہے جائز ہے کہ بتلانے سے جانیں
وہ خواص چھپی ہوئی بات ایک واقعہ و قضیہ میں یا چند واقعات میں انتہی امام ابن حجر کا کلام ا

غایۃ المامول پھر دافع الریب میں منقول ہے جو اللہ سبحانہ کو عالم الغیب غیب کا جاننے والا نہ
مانے اور غیر پر اس کا اطلاق نہ کرنے میں عرف قرآنی اور عرف اہل اسلام و نجوم وجوہ کو مدلل
سمجھا رہا ہے حاشیہ پر بھی دیکھ لیجئے مدارج ملخ غیب کی مدارک التنزیل میں یوں مرقوم ہے
الغیب مالم یقم علیہ دلیل ولا اطلع علیہ مخلوق یعنی غیب وہ ہے جسکے دریافت
کرنے جاننے پر کوئی دلیل قائم ہو (جیسے دھواں ان دیکھی آگ کے جان لینے کی
دلیل ہے) اور نہ اسپر کسی مخلوق کو مطلع کیا جائے تفسیر احمدی جلیس کی عبارت خالص کے
صفحہ ۳۰ میں نقل کرکے یہ ترجمہ کرتا کہ غیب کو بلا دلیل و بلا تفہیم جاننا آپ ہی غیب ہونا
اللہ تعالے کے ساتھ خاص ہے سطر ۱۲ یا ۱۴ جب غیب کو اللہ سبحانہ کے سوا کوئی نہیں
جاننا بیان کرنے والی آیت کے حصر کے ساتھ خصوصیت کے ساتھ سمجی ہی یہ تفسیر جسکو
صاحب خالص ترجمہ میں بیان کرچکے تو دلیل سے چھپائے والوں بتلا دینے سے جاننے والوں کو
آپ عالم الغیب غیب کا جاننے والا کس پر تو یہ کہتے اور ہمیشہ اسے ہیں عبارتیں صفحہ معوذ میں
الفریقین نقل کرکے بھی وہی مرغی کی ایک ٹانگ۔ تفسیر عزیزی میں ہے۔ اطلاق برغیب فاحشہ
چیزہاں است۔ پھر اوکیں ہے انبیاء رسلین را لوازم اوصیت از علم غیب و شنیدن فریاد
ہر کس از ہر جا و قدرت بر جمیع مقدورات ثابت کنند۔ اس سے روشن ہوگیا کہ اطلاع برغیب
چھپی ہوئی چیز کو بتلا دینے سے جان جانا اور چیز ہے اور غیب جاننا اور چیز ہے۔ اول خاص
پیغمبروں کا ہے جو احتیاج کی خبر دیتا ہے اور دوسرا یعنی غیب جاننا اور ہر جگہ سے ہر کسی کی
فریاد سننا وغیرہ یہ لائق ہیں خدائی کے خالص کے صفحہ ۲۷ میں ہے رب عزوجل فرماتا
قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ تم فرمادو کہ آسمان اور
زمین میں اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ اس سے مراد وہی علم ذاتی و علم محیط ہو کہ وہی
باری (تعالی) عزوجل کے لئے ثابت اور اسی سے مخصوص ہیں (یعنی اللہ سبحانہ کے
ساتھ خصوصیت رکھتے ہیں) علم عطائی کہ دوسرے کا دیا ہوا ہو یا علم غیر محیط کہ بعض

بعض اشیاء سے مطلع بعض سے ناواقف یہ اللہ عزوجل کے لئے ہو ہی نہیں سکتا۔ (یعنی
اللہ سبحانہ اس نقص اور کوتاہی سے پاک ہے) لا یعلم الغیب الخ کا ترجمہ لفظی یہ ہے کہ اللہ کے
سوا کوئی ارضی و سماوی مخلوق غیب نہیں جانتی جب غیب نہ جاننے اور جاننے کے معنی
وہی ٹھیرے کہ بتلائے سے جاننا غیب نہ جاننا ہے یا کہ غیب پر اطلاع پاتا ہے اور بے بتائے
اور بلا دلیل جاننا غیب جاننا ہے عرف کتاب و سنت و مسلمین میں پاس مذہب کے سرپرست
دیکھئے خالص الاعتقاد میں لکھتے ہیں صفحہ ۲۶ ہماری تقریر سے روشن و تاباں ہو گیا کہ تمام مخلوق کے
جملہ علوم ملکر بھی علم الٰہی کے مساوی (برابر) ہونے کا شبہہ اس قابل نہیں کہ مسلمان کے
دل میں اوسکا خطرہ گذرے (سطر ۱۷ و ۱۸) کسی مخلوق کا معلومات الٰہیہ کو بتفصیل تام محیط
ہو جانا شرع سے محال ہے اور عقل سے بھی بلکہ اگر تمام اہل عالم اگلے پچھلے سب کے جملہ علوم
جمع کئے جائیں تو ان کو علوم الٰہیہ سے وہ نسبت نہ ہوگی جو ایک بوند کے دس لاکھ حصوں میں سے
ایک حصہ کو دس لاکھ سمندروں سے (سطر ۱۱ تا ۱۴) اور خالص ہی کے صفحہ ۲۷ کی عبارت
عربی جو آئندہ حاشیہ پر آئے گی اوس کا ترجمہ یہ ہے ہم نہ علم الٰہی سے (مخلوق کے علم کا)
باہم برابر ہونا مانیں اور نہ غیر اللہ کے لئے علم بالذات جانیں اور اللہ تعالیٰ کے عطا
فرمانے سے بھی ہم اللہ کے علم سے مخلوق کے علم کا باہم برابر ہونا ثابت نہیں کرتے۔ مگر
بعض کا علم عطا فرمایا جانا ثابت کرتے ہیں۔ ترجمہ تمام ہوا صاحب خالص نے یہ مذکورہ بالا
جو لکھا سب حق ہے بیشک مخلوق کے لئے اللہ سبحانہ کی برابر علم ہونے کا شبہہ اس
قابل نہ تھا کہ مسلمان کے دل میں اوسکا خطرہ گذرتا اور ایسا ماننے والا مسلمان ہی کب رہ سکتا ہے
اس مذہب کے مددگار مؤلف علما سرپرست مذہب کی اس تقریر سے راضی نہیں معلوم ہوتے
اسلئے کہ وہ اس کے دفعیہ میں یہ لکھ چکے کہ جسے خدا کو علم سکھانے سے عاجز کہا ہے
ناظرین اب تم دیکھ لو صاحب خالص الاعتقاد کے حواری مددگار مذہب علم الٰہی کی برابری
کے مدعی خالص والے کی تقریر روشن و تاباں کی رو سے مسلمان رہتے ہیں یا نہیں اور

کہیں یہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور اور دکھانے کے اور والی کہاوت تو نہیں ہے؟ دیں
جس شبہ سے مسلمانوں کے دل میں خطرہ گذرنے قابل تھا وہ اس نئے مذہب کے مددگاروں کا
دین و ایمان اور اعتقاد دہن نشین کیا اور وہ باوجود ان امور منافی ایمان کے کامل مسلمان بتاتے ہیں
اور ان کی تائید میں کاغذ رنگے جاتے ہیں اس معیار سے خالص الاعتقاد ان حضرات کے ایمان
کو جانچئے عقیدہ مندرجہ کتب ذیل پر اس مذہب کے حواریوں کا بھی حکم لگایا ہے اس مذہب کے مجدد
کا مطبوعہ فتاویٰ کہ مسلمانوں مسائل میں منقسم ہوتے ہیں ایک ضروریات دین ان کا منکر بلکہ ان میں ادنیٰ
شک کرنے والا بالیقین کافر ہوتا ہے ایسا کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ۲ مہتم
کی تفصیل بیان کی (۱) اللہ عزوجل عالم بالذات ہے۔ بے اس کے بتائے کوئی ایک ذرہ نہیں
جان سکتا (۲) رسول اللہ و دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بعض غیوب کا علم اللہ
عزوجل نے عطا فرمایا (الی قولہ) یہ مسئلہ اول ہیں۔ معجزہ رسل اظہار پر بعض غیوب کا علم عطا
اور کل کے جاننے میں اللہ سبحانہ کا مختص ہونا ایسی قطعی دلیلوں قرآنیہ سے ثابت ہے کہ جس کا کسی
اسلامی فرقہ کو انکار نہیں ہے تب ہی تو تعین غیوب کے قبیلات سے جانچ کر عقیدہ منجملہ ضروریات دین رکھا
اور اس عقیدہ کے منکر اہل سنت ہی یا متقدمین نے تو اس کو منجملہ ضروریات عقائد اہل سنت بتلا کر
اس عقیدہ کے توڑنے والے کو صرف بدعتی بدمذہب گمراہ کہا نہ قطعی کافر۔ پس اللہ عزوجل
کو برابر آپ کا علم ماننے والے ضروریات دین کی حد توڑنے سے نصوص قطعیہ قرآنیہ کے منکر
ٹھہر کر وہ بڑے بڑے کافر ہو رہے ہیں جیسا کہ اس مذہب کے بانی رسالہ میں ارقام فرماتے ہیں علم الٰہی کی
برابری کے مدعیوں صاحب رسالہ کے حواریوں کی تصریحات حسب ذیل ہیں ازالۃ الخفا فی
علم المجتبیٰ میں مرقوم ہے۔ اللہ جل جلالہ نے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم پر سارے
مخفیہ کھول دئے ہیں جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے حضور کے پیش نظر ہے۔ تمام دنیا کو کف
دست مبارک کی طرح دیکھتے ہیں نزدیک دور آپ کو سب یکساں ہے۔ ازل سے ابد تک جو کچھ
ہوا اور ہوگا آپ پر سب روشن ہے۔ آسمانوں میں کوئی پردہ نہیں رہا۔ لیکن آپ اس کے ... سے

ہوتے ہیں واقف ہیں ہماری آوازوں کو سنتے ہمارے سلام کا جواب دیتے ہمارے احوال کو جانتے ہماری صورتوں کو پہچانتے ہیں وغیرہ صـ۳ سمجھ تو خود اس کے قائل ہیں کہ آنحضرت کے طفیل میں آپ کے اولیاء امت کو بھی غیب ذاتی کا مرتبہ حاصل ہے صـ۱۶ (الی قولہ) البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء امت کے علم میں عیانی اور سمعی ہونے کا فرق کرتے ہیں۔ باقی احاطہ اور استغراق میں اللہ اور اس کے رسول کے علم میں کچھ فرق نہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء امت کے علم میں کچھ فرق نہیں انتہی بقدر الحاجۃ صاحب تہذیب رامپوری لکھتے ہیں اگر یہ کہا جائے کہ بعض کا علم امور غائبہ میں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا اور بعض کا نہیں تو یہ مستوجب ترجیح بلا مرجح کے ہوگا۔ کیونکہ نسبت علم وباعث انکشاف تو وہی ذات وحدہ ہے اور نسبت اس (تعالی شانہ) کو جمیع معلومات سے علی السویۃ (یعنی برابر) ہے پھر بعض کو جاننا اور بعض کا علم نہ ہونا کیسا اور صفحہ ۱ میں ہی قول نیشاپوری العلم المحیط لیس الا اللہ بہت درست ہے مراد اس سے بھی علم بالذات ہی ہے قول آیۃ الا ما علمہ اللہ اسپر دلیل ظاہر ہے انتہی

اسپر بیاختہ زبان قلم سے اول ہی نکلا کہ یہ سب گھر اوسی کے بسائے ہوئے ہیں یہ اس مذہب کے سرپرست اعلے نے بعض غیوب کا علم انبیاء و سید الانبیاء صلی اللہ تعالی

سلہ تہذیب کے اخیر صفحہ میں ہے کل کا علم اپنے بندہ کو دیتے ہیں برابری کا الزام اور آقا کی کیسی لیکن ان حضرت نے باوجود کمیت میں برابری ثابت کرکے برابری کے الزام کو ذاتی عطائی کے فرق سے اوٹھایا ہے۔ چنانچہ صفحہ ۹ میں لکھتے ہیں اگر جملہ علوم غیر متناہیہ ماضیہ اور آتیہ کو حضرت کو عطا فرماوے۔ اور معلومات الہی معلومات بشری سے بالفرض برابر ہی ہوجاویں تو بھی مثل علم الہی کے نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ یہ تو عنایت ایزدی ہے اور وہ ذاتی متفردی۔ اس سے کھل گیا کہ صاحب تہذیب مساوات اور مماثلت کے الزام کو اوسی ذاتی عطائی کے فرق سے اوٹھاتے ہیں۔ حالانکہ اللہ کی برابر علم ماننے کو اگرچہ تعلیم خدا ہی سے مانے سرپرست مذہب صراحۃ کفر و مخالف عقائد اسلام بتلاتے ہیں۔ آئینہ متن میں دیکھ لو۔۱۲

علیہ وسلم کو دیا جاتا منجملہ ضروریات دین تغیر اگر اونکو بشکر کہ بلکہ اون مین ادنی شک کرنیوالیکو
بالیقین ایسا کافر بنایا تھا کہ جو اوس کے کفر مین شک کرے وہ بھی کافر عبارت رسالہ اور بہ تحریر دیکھو
مولوی عبد اللہ رامپوری نے چار سوالون کے جواب مین مولف رسالہ لکھتے ہین ایسا علم محیط
اونکے لئے ماننے اگرچہ تعلیم خدا ہی سے مانے تو اگرچہ شرک نہو مگر صراحۃً کفر و مخالف عقائد
اسلام ہے ایسے عقیدہ والے کی امامت باطل محض ہے اور ایسے دانستہ امام بنانا حرام
بلکہ خود کفر ہے صفحہ اول سطر ۱۰ و ۱۱ —

بعض عجوبہ ملاؤن نے جناب کی اس حد کو جو باتفاق فرق اسلامیہ انہی قطعی قرآنی و ملول سے
ثابت تھی نفی وجہ سے اسکو سب نے منجملہ ضروریات دین رکھا اب اسکو کیسے کیسے عمدہ نکہار دینے
منطق زمانہ سازکے صاحب تہذیب رد کرنے لپٹ ہو گئے اور صاحب ازالہ نے تو کوئی
حد ہی نرکھی اسنے انکا بہت [illegible] الوہیت آپ کے لئے ثابت کرنے مین ضرار سے بات کر دیا
صریحت سے علی کی نبوت مین صفات الٰہیہ ذاتیہ و فعلیہ اور محبوبان خدا کی صفات مین ذاتی عطائی
کا فرق دعوے بنام سے مطلوب الایمان لکہا بلکہ اور صفحہ ۱۶ اعلام ابن حجر کا یہ قول و کہکر کہ اللہ
سبحانہ کا علم ذاتی ہے جو ٹکڑے ٹکڑے ہوئے اور ہوا رہ کو قبول ہی نہین کرتا اسپر رد اجلالہ
کہ جب ہمارے جدید جوان مذہب مین وہی علم الٰہی پورا پورا ہی تھا آپ کو ملا تو اللہ اور رسول اللہ کے
علم مین احاطہ اور استغراق مین برابری اسنر دری ہوئی - ہان اگر ایسا ہوتا کہ آپ کو اللہ سبحانہ اپنے
علم کا غیر عطاء ہوتا جیسا کہ آئمہ مسلمین اور یہی علامہ ابن حجر کہتے ہین ادسی صفحہ اعلام مین اوسی
قول ابن حجر کا اخیر یہ موجود ہے وَهُوَ غَيْرُ عِلْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى یعنی اور وہ علم مخلوق کا اللہ تعالی کے
علم کا غیر ہے ۱ - یعنی در حقیقت یہی آپ کو نزدیک دو رسب کے یکسان سننے دیکھنے کا
اعتقاد خدا کی مانند صاحب ازالہ بلکہ اس فرقہ جدیدہ کے سب افراد کا ناظرین تم دیکھ چکے تو تمام
نفوس حصر دمفسرین و شراح حدیث و فقہاء متکلمین و صوفیائے محققین کے موافق
جو عزیزی مین یہ دو عبارتین ہین کہ اطلاع بر غیب خاصہ پیغمبران است — اور دوسری یہ کہ

انبیا و مرسلین را لوازم الوہیت از علم غیب و شنیدن فریاد ہرکس از ہرجا و قدرت بر جمیع
مقدورات ثابت کند انتہی یعنی غیب پر اطلاع پانا خاصہ پیغمبروں کا بتلایا اور غیب جاننا
اور ہر جگہ سے ہر کسی کی فریاد سننا اور تمام مقدورات پر قدرت رکھنا لازمے الوہیت اور خدائی
کے بتلاتے ہیں انکو آپ کے لئے ثابت کرنے مانتے ہیں صاحب ازالہ و صاحب تہذیب بلکہ اس فرقہ کے
سب لوگ بل رہے ہیں۔ خالص کے صفحہ ۲۶ و ۲۷ سے ہم اوپر نقل کر آئے ہیں یہ کہ تمام مخلوق
کے جملہ علوم ملکر بھی علم الہی کے برابر ہونے کا شبہہ اس قابل نہیں کہ مسلمان کے دل میں اسکا
خطرہ گذرے علم محیط تمام معلومات الہیہ کا کسی مخلوق کو ہونا شرعاً و عقلاً محال ہے تمام اہل علم
اگلے پچھلوں کے جملہ علوم ملکر بھی علم الہی سے وہ نسبت نہیں رکھتے جو ایک بوند کے دس لاکھ حصوں
میں سے ایک حصہ دس لاکھ سمندروں سے رکھتا ہے۔ اور اللہ کے عطا فرمانے سے بھی اللہ کے
علم سے مخلوق کے علم کا برابر ہونا ہم ثابت نہیں کرتے ہاں بعض کا علم عطا فرمایا ہوا ثابت
کرتے ہیں انتہی ملخصاً۔ جس شبہہ کا مسلمان کے دل میں خطرہ گذرنے قابل نہ تھا وہ آپ ہی کے
حب مذہب کے ارکان کا ایمان بنگیا ہوا دیکھو اعلام الاذکیا میں ہے ازل سے
ابد تک کی چیزیں جو ہو چکیں اور ہونیوالی ہیں سب کا علم آپکے واسطے حاصل ہے راقم کہتا ہے
آپ کا مطلع الغیوب ہونا بنسبت جمیع اشیاء و حقایق و دقایق و اسرار عالم ملک و ملکوت وغیرہ کے
علم تفصیلی کے ساتھ صراحۃً ثابت ہے۔ صفحہ ۱۳ سطر ۷ تا ۹ سلیمان کے لئے بعض موجودات کا
علم ثابت ہے قطعاً نہ کل موجودات و معدومات کا بخلاف ہمارے سرور کے کہ وہ علم حاوی
و محیط جملہ آسمان و زمین کو ہے نہ صرف موجودات یا بعض کا (الی قولہ) ہمارے سرور کا ثابت
کا علم بطریق اطلاق و عموم و احاطہ و شمول ہے صفحہ ۱۹ سطر ۱۴ تا ۱۹ اس دعوے علم مطلق
احاطی تفصیلی پر صاد اس مذہب کے سرپرست کا اعلام کے صفحہ ۲۰ میں دیکھو وقدر سے
اولہ میں سے یہ ہے جسکے دلائل کی کافی تفصیل حضرت مولانا الفاضل الکامل مجیب نے
بیان فرمائی سطر ۳ و ۴ رسالہ کے صفحہ ۹ میں یہ شکایت ہے کہ مفتی سید احمد برزنجی مدنی نے

عبارت میں جو میری طرف منسوب ہے ذات وصفات الٰہی کا صریح استثنا موجود ہے اور اس کے

۲۱۳
خلاصہ میں نہیں خلاصہ کرنے والے عالم عارف محدث دامت برکاتہم کی منظر اسپیر ہے

فصوص میں ہے تمام چیزوں کی حد سے حق تعالے محدود ہوا جاتا ہے اور عالم کی تمام چیزیں

ضبط اور احاطہ میں نہیں آسکتیں اور نہ اسکی ہر صورت کی حد جانی جا سکتی ہے۔ مگر اسقدر

صورتوں کی حد معلوم ہو سکتی ہے جتنا ہر علم والے کے ذہن میں جہان کی صورتیں آتی ہیں

اسی طرح حق تعالے کی حد بھی معلوم نہیں ہو سکتی کیونکہ اسکی حد تمام صورتوں کے علم سے

معلوم ہو سکتی ہے اور تمام صورتوں کا علم حاصل ہونا محال ہے پس حق تعالے کی حد بھی محال

ہوئی صفحہ ۹۰ تیسری حکمت فص نوحی مترجمہ لکھنوی بشہادت شیخ اکبر جہان کی تمام صورتوں کا

علم حاصل ہونا محال تمام چیزوں کی حد سے حق تعالے کا محدود ہونا لازم آتا ہے تمام چیزوں کی

حد نہیں ہو سکتی اسی طرح حق تعالی کی حد بھی نہیں معلوم ہو سکتی۔ اس سے تو واضح طور پر یہی سمجھا جاتا

ہے کہ جیسے ذات وصفات الٰہیہ کو جب تک کہ مخلوق کے لئے اس عالم کی تمام صورتوں

کا علم احاطی تفصیلی ماننا اور اسکا ذات وصفات الٰہیہ کو جاننا نہ جاننا دونوں برابر ہیں اسلئے

کہ عالم کی تمام صورتوں کو تفصیلا جاننا کنہ ذات وصفات الٰہیہ کے جاننے پر موقوف ہے

چہ جائیکہ اس عالم سے ہزارہا ہزار زائد وافزون کے علم محیط تفصیلی کا دعوے کیا جائے

جبکہ اس استثنا کا عدم اور وجود برابر تو پھر اہل علم کو کل سنڈا نہ جتنا معیوب ہے —

مولوی رحمت اللہ صاحب کرانوی کے استفسار اول سے اور پر یہ منقول ہو چکا اشیاء کی کمال

کی عبارت کا مفاد کہ یہ موجودات میرے ارادہ کی شان ہے۔ پس ارادہ ہو یا علم تمام صفات الٰہیہ

غیر محدود اور غیر متناہی ہیں جیسے ذات الٰہی غیر محدود اور متناہی ہے اور ارادہ الٰہی کی تمام مرادیں

یہی عالم ہے۔ پس اخبار عالم کے متناہی اور محدود ہونے سے ارادہ الٰہی کا محدود و متناہی ہونا

لازم آتا ہے۔ صاحب انبار المصطفٰے والاسن ورلع سے تمام عالم کے ذرہ ذرہ و حالات

ذرّہ ذرہ وغیرہ کا علم کلی احاطی تفصیلی آپ کو ثابت کرنے کے لئے یہ مدمنی کی دو حدیثیں ناقل

ومکانی یون بنا ڈالین کہ عرش سے فرش تک اور ابتداء آفرینش آدم عالم سے درج عینا فعل
ہونے تک اور پھر آپ ہی رفتار کے حرمین کے تازہ عطیہ کے صفحہ ۹ مین یہ بھی لکھتے ہین کہ ہر ذرہ
مین اوس کے نیچے علوم غیر متناہیہ مین سطر ۴ متناہی بالفعل اور غیر متناہی بالقوۃ کا پردہ رکھا
جسکے وہ سہار رکھنے اور وہی مرتضی کی ایک شان تک سمجھا جنکو اقرار بھی انکا بھی اور دعوے مین کل
عالم کو لے لیا جو بالفعل متناہی ہے اور بالقوۃ غیر متناہی مگر اس داڑ گہات کا مستمہ لگا رکھا
کلام شریف سے نے فیلب عالم کے جو گذرا کہ اس عالم کی ایک صورت کی حد بھی نہین جانی جا سکتی
تو آپ ہی ایک صورت مین علوم غیر متناہی ہوئی خواہ وہ صورت ذرہ ہو یا قطرہ اور یہ بالفعل
متناہی اور محدود ہے اور بالقوۃ غیر متناہی اور غیر متناہی ہونے ہی کی وجہ سے مخلوق کے
علم کے قابو کی بات نہ تھی جب تعالے شانہ کے علم مین غیر متناہی معلومات جاننے کے
غیر متناہی سلسلے ہین ان غیر متناہی کا جاننا بھی اوسی کے قابو کی بات ہے اس آسانی
سے سمجھا دینے کے لئے ہمارے شیخ نے دافع الریب مطبوعہ مطبع افضل المطابع مراد آباد
کے صفحہ ۹ مین ارقام فرمایا ہے۔ فریقین منظر الضاف ملاحظہ فرمائین۔ پہلا دہ کلیا حیوان
مطلق (غیر ناطق) تو درکنار حیوان ناطق ہے جسکو اول تو جہ مین سب بے موج بچارہ یہ امر
سمجھ مین آجاوے کہ آپ کو اشیاء عالم کے ذرہ ذرہ کے تغیرات کو بہ نسبت ذرہ ذرہ اور
اوسکے عوارض کا علم تفصیلی اجمالی حاصل ہے۔ مثلاً ایک ذرہ کا اول نفس کلیہ تنہا پھر دیاشتے
حنز زمین مین آیا اور رنگ خاکی اور مزاج سرد خشک بوجہ ترکیب پایا۔ فرض کیجئے پھر وہی
ذرہ بسیار دنون کے بعد جسم درخت مین پہنچکر پتون مین گیا۔ پتون سے رنگ سبز مزاج سرد
پایا پھر ان پتون کو ڈھور نے [illegible] تو وہ گوبر مین گیا۔ گوبر کا سیاہ رنگ مزاج گرم خشک ہوا پھر وہ
گوبر کے کیڑے مین گیا۔ رنگ [illegible] مزاج [illegible] پایا۔ کیڑا مرغی کھا گئی مرغی کا [illegible] سے
کہا [illegible] زمین کا جزو ہوا۔ پھر دوسرے [illegible] قیامت تک کیا ہو
اور یہ صرف ایک ذرہ [illegible] سے اشیاء عالم کے بیشمار ذرون کے بیشمار [illegible]

و تغیرات انقلابات حوادث و صفتی جیزی امور مذکورہ صدر اور اون کے [illegible]

حافظہ میں بسنے اور سمانے کی چیز ہو سکتے ہیں اوبان تمام تغیرات اور انقلابوں اور [illegible]

اور ہر سلسلہ میں ہر جگہ اوس ذرہ کی شناخت و غیرہ کا بدیہی ہونا تمام حیوانات [illegible]

خداوندی کا اولی تو وہم میں سمجھ میں آجاتا کیسے ساسمانا [illegible] [illegible]

صفحہ بارہ میں یہ دعوے کہ بداہتہ ظاہر کہ علم تفصیلی جملہ ذرات ما کان و [illegible]

ہزار در ہزار از ید علم بھی کہ عطاء الٰہی مانا جاتا ہے اسی قسم [illegible] [illegible]

بداہتہ کو جملہ [illegible] سے متعلق ٹھیرا کر کاف بیانیہ سے [illegible] دوسرے [illegible] کی طرف ڈالا [illegible]

تب بھی افادہ شیخ اکبر اوس کے آگے آئیگا اور رفع اور [illegible] کے [illegible] فرمایا

امام غزالی نے احیاء علوم الدین کی کتاب المحبۃ والشوق میں تو کہاں ہے علم اولین و آخرین

سا اللہ تعالیٰ کے اوس علم سے جو محیط ہے کل کو لیے احاطہ کے ساتھ جو [illegible] ہے نہایت

یہانتک کہ چھپا نہیں اوس سے برابر ذرہ کی آسمانوں میں اور نہ زمین میں ۔ اور [illegible]

مخاطب کیا سب خلق کو یہ فرمایا اور نہیں دئے گئے ہو تم علم میں سے مگر تھوڑا [illegible]

ہوجاتیں آسمان اور زمین والے اسپر کہ گھیریں اوس کے علم کے [illegible] معلومات) اور [illegible]

یا پھر کے پیدا کرنے کی تفصیل میں ہے تو نہیں مطلع ہونگے اوس [illegible]

انتہی بقدر الحاجۃ بموجب افادہ آیت وما اوتیتم من العلم الا قلیلا [illegible]

یا مچھر کے پیدا کرنے کی تفصیل میں جو معلومات اور حکمتیں ہیں اللہ سبحانہ کی [illegible]

پر تمام آسمان اور زمین والے جو کہ ملکر بھی مطلع نہیں ہو سکتے تو تمام ذرات [illegible]

عالم میں جو معلومات اور حکمتیں ہیں اللہ کی اوس کا علم تفصیلی مخلوق کو [illegible]

آیت وما اوتیتم من العلم الا قلیلا [illegible]

منقول ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ مخلوق کی معلومات بہت سے بہت بھی [illegible]

بمقابلہ حقائق اشیاء قدر قلیل ہے اور [illegible] اسی تفسیر کبیر کی عبارت [illegible]

وغیرہ مین جو مشغول ہین اونکو دیکھئے ہر ذرہ مین معلومات غیر متناہی کی تصریح ہے اور واقع مین
یہ ہنر ہے جو تفسیر کبیر کی عبارت نقل کی ہے اوس کا ترجمہ یہ ہے - جیسے یہ آیت مفاتح الغیب
کے علم کی یکتائی اللہ وحدہٗ کے لئے بتلاتی ہے ایسے ہی مفاتح الغیب کے علم محیط کی صفت
یکتائی پر برہان عقلی بھی دلالت کرتی ہے - تقریر اوسکی یہ ہے کہ آثار اور نتیجون اور صنعتون کے
علم حاصل ہونے کا سبب اون موثر کا جاننا ہے اور موثر اول کل ممکنات مین اللہ تعالے ہے تو پہلی
کنجی جمیع معلومات کے جاننے کی جاننا اللہ کا ہے اور اللہ کا علم نہین - مگر اللہ ہی کو اسلئے
کہ غیر اللہ اثر ہے اور اثر موثر کو نہین جان سکتا - ترجمہ تمام ہوا - بھلا اہل سنت کے جن امام عالی مقام
کے کلام مین آیتون کی تفسیر مین مراد الہی یہ بتلائی جاتی ہے کہ مخلوق کی معلومات بہت سے بہت
بھی بمقابلہ حقایق اشیا قدر قلیل ہے تھوڑی ہے - اور باستثنار کنہ ذات وصفات باری جمیع
معلومات کا جاننا کنہ ذات الہی کے جاننے پر موقوف ہے اور کنہ ذات الہی کا جاننا محال لہذا
باستثنار کنہ ذات وصفات الہی جمیع معلومات تو در کنار کائنات کا جاننا بھی محال جو شیخ اکبر نے فرمایا
وہی حق حقیق رہا - پس آنہین (امام رازی) کے کلام سے حقائق اشیا اور جمیع معلومات مذکورہ کا علم
تفصیلی اکابر انبیا کے لئے تجویز کرنا تحریف معنوی ہے خالص الاعتقاد مین ترجمہ عبارت کبیر کا کیا ہے
اس عالم کی تمام جنسون اور نوعون اور صنفون اور شخصون اور بدنون ہر ہر مخلوق مین حکمت الہیہ کے
آثار پر او بعض اکابر کو اطلاع ہوتی ہے جو انبیا ہین علیہم الصلوۃ والسلام اسی لئے حضور سید عالم
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ الہی ہم کو تمام چیزین جیسی وہ ہین دکھا دے اھ **اقول**
بیان مقصود اس قدر ہے کہ ان امام اہل سنت کے نزدیک انبیاء کرام اس عالم کی تمام مخلوقات کے
ایک ایک ذرہ کی جنس صنف نوع شخص جسم اور ان سب مین اللہ کی حکمتین بالتفصیل جانتے ہین
زمانہ کے نزدیک کافر مشرک ہونے کو یہی بہت ہے - الخ صفحہ ۲۷۴ - امام نے عالم کی جنسون
نوعون - صنفون شخصون - بدنون - مخلوقات الہیہ مین جو حکمت باری کے آثار ہین اون آثار پر انبیا
علیہم السلام کو اطلاع ہوتی بتلائی تھی نہ تمام مخلوقات کے ایک ایک ذرہ کی جنس نوع صنف

مخفی ہیں پر اور ایسے ہی وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض
کے ذیل مگر ہمارے مہربان کو تو نابینوں پر فتح پانے کی دھن میں مقصود و نامقصود سبھی کی سپاہ اسباب
سے لشکر طیار کرنا ہے اور اس دھن میں وما اوتیتم من العلم الا قلیلا کی تفسیر میں
جو انہیں امام اہل سنت نے فرمایا ہے کہ مخلوق کی معلومات بہت سے بہت بھی بمقابلہ علم الہی اور نیز
بمقابلہ حقائق اشیاء قدر قلیل ہے اور آیت مفاتح الغیب کی تفسیر میں تو یہ فرمایا ہے جیسے یہ
آیت مفاتح الغیب کے علم کی یکتائی اللہ وحدہ کے لئے بتلا رہی ہے ایسے ہی مفاتح الغیب کے
علم محیط کی صفت یکتائی پر برہان عقلی بھی زور بازو لگا رہی ہے - برہان عقلی کی تقریر اوپر دیکھ لو
اس کا خیال تو اوسکو ہوتا جو قہر الہی سے ڈرتا اور اہل بصیرت کی نظروں میں خفیف ہونے سے اندیشہ
کرتا اور جسکو فتح کے شادیانے نقارچیوں نے فلک پر پہنچا رکھا ہو بھلا اوسکی پلک بھی کہیں جھپک
سکتی ہے - اسکو اہل علم جانتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اشیاء عالم میں حکمت الہی کے آثار
کو مشاہدہ فرماتے ہیں انپر اطلاع پاتے ہیں - اجزاء عالم سے بڑا ہو یا چھوٹا کسیکے اللہ سے اپنے
وجود اور بقا میں بے نیاز ہونے کا اونکو وہم بھی نہیں ہوتا سکو مجردات ہوں یا مادیات اوسی کی قدرت
کا اثر حق الیقین و عین الیقین جانتے ہیں - پانی - مٹی - آگ ہوا - مجردات و مادیات عالم اسفل
و اعلی کی کائنات کے پیدا کرنے میں جو حکمتیں ہیں اللہ سبحانہ کی اونکے آثار پر مطلع ہو
جاتے ہیں اونکی جوتیوں کو بھی اس باطل کی گرد نہیں لگتی کہ خدا نے اپنی صفتیں بندوں کو دے
ڈالی ہیں صفات الہیہ و صفات اکابر یا اصاغر عباد میں ذاتی اور عطائی کا فرق ہے یہ مقصود تھا
تو ہمارے بھائیوں پر یہی لوٹ پڑی ہے کہ اپنی ہی املاء والاذکیاء میں کلام ابن حجر میں یہ دیکھ لیا کہ
علم الہی واحد ہے تجزی اور انقسام پذیر نہیں اس سے یہ خیالی پلاؤ پکا لیا کہ جب آپ کو وہی علم
الہی عطا فرمایا گیا تو جب وہ بٹا نہیں تو اوس علم الہی کی تمام معلومات علم نبوی کے احاطہ میں
آ گئی - افسوس انہوں نے اوسی املاء میں ابن حجر کے اوسی کلام کے آخر میں یہ نہ دیکھا وھو
غیر علم اللہ تعالی یعنی وہ علم مخلوق کا علم الہی کا غیر ہے - نہ عین جو اون دونوں کے درمیان

ذاتی عطائی کے فرق کی انوکھی راگ مالا گھیم سکے اور ان حضرات نے اپنے پیران پیر امام
مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان کا لحاظ نہ کیا جسکو بندہ مکتوبات شریف جلد اول کے
مکتوب ۲۶۶ سے اوپر نقل کر چکا ہے کہ مخلوق کی صفات کو صفات الٰہی جاننا یہ اسماء و صفات میں
الحاد کرنا اور ذروا الذین یلحدون فی اسمائہ میں داخل ہونا ہے سماوات و ارض کی ملکوت
کے مشاہدہ فرمانیوالوں کے غلام بھی یہ وہم نہیں کرتے کہ اللہ کا خلیفہ اللہ کی مخلوق
میں اللہ کے احکام وغیرہ جاری کرنے کے سوا خدا تعالیٰ کے مختص کام لوازم الوہیت کے
بھی کر لیتا ہے اس بصیرت کی معرفت کے تحفظ نے اللہ سبحانہ کی مشیت اور ارادہ تک کا
اس عالم میں کام منکر کیا ہندو سنے برہما وشنو مہادیو کو مخلوق کے پیدا کرنے پالنے مارنے
کی قدرت کاملہ کا مفوض الاختیار ٹھیرایا کواکب اور عقول عشرہ کو مجوس نے پیدا کرنے
پالنے مارنے کا مفوض الاختیار مانا تو نعمتوں کی طلب اور مصیبتوں کے دفع کرانے میں ان تعالیٰ
شانہ سے کیا سروکار ۔ یہ مقبولان اسکی جو یوں مانا نے ہر جہت کے لئے سوانا جانے کے لئے
سوانا پتھروں کے لئے سوانا تاقت والیکے لئے سوانا [illegible] اندھیا ۲۹ منتر ا ہسورج کے
دیہہ کی جگہ راحت بخش اسے پانی کے کرہ راحت بخش روشنی بخش اسے انترکش فضا کے میدان
راحت بخش اے پرتھوی راحت بخشو اسے جنگلات کے دیوتا راحت بخش ۔ اے ہر لوک بالائی
کرہ راحت بخش الخ ابسے دودھ اشلی کماروں کے لئے تحمل آسرتی دیوی کیمہ لئے تحمل آ
اندرہ دیوتا کی بی بی کیمہ لئے تحمل آ ۔ اور بھی اس مضمون کے منتر بیع حوالجات اوپر نقل کر آیا ہوں
وہاں دیکھئے ڈاکٹر کی تیجی دیوتا ہے ۔ گئوں کی حفاظت بچھڑوں کو ماؤں سے جدا کرنے کی
درخواست سورج سے گئووں کے لئے جنگل چگنے کو مانگا جاتا ہے سورج سے ہی علم
و عقل ذہن دولت اولاد ایمان پران کی حفاظت مانگی جاتی ہے وید کے منتروں و ساتھیہ
کی عبارات مذکورہ بالا میں حق تعالیٰ شانہ کا نام ان کارسازوں میں وید کے دھرمی ہو کر
بھی نہیں لیتا ۔ اے اللہ کی بلاؤں اور برکات دور سے معصوم بچوں کی خاطر سے بے زبان

چڑہنیوالے بہا تیمم کی رعایت سے مصیبتین رفع ہوتی ہین رزق ملتا ہے۔ مگر اسلام نے
کبھی کسی کو ان سے عقل علم ذہن دولت اولاد وغیرہ مانگنا نہین سکہایا یا کسی کی نسبت
علم اور ایمان وغیرہ نصیب ہو اور اسکو بطور رمز واشارے ولا استعارے سر پر بال
اُگنا تا کہ جہنڈیا موہم مذکور بالا غلطی کا نہین ہے عوام کا کسی تاویل سے یہ رشتہ کہ محبوب سبحانی
بہو کون کو ان بیا سو ملکو پالی کوئی حجت شرعی نہین برادران وطن کی ایک مثال ہے۔ آسمانون
اور زمین کی ملکوت دیکہنے کو ذرات ارض وسماوات کے علم کی تفصیلی عیانی احاطی ہر ذرہ کا لب
لینا دوسری ان آیت قرآنی سے آنکہین بند کرلینا ہے أَوَلَمْ يَنْظُرُوا فِي مَلَكُوتِ
السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ طبعی کیا اور نہین نظر کرتے (وہ کفار) آسمانون اور زمین کی
ملکوت مین۔ ترجمہ تمام ہوا آسمان و زمین کی ملکوت مین نظر نہ کرنے پر کفار کی جب شکایت
کی گئی تو کیا ذرات ارض وسماوات کو تفصیلوار دیکہ لینا اون کے قابو کی بات تہی لہٰذا اس ملکوت
سے مراد وہی ہے جسکو مفسرین نے بیان کیا ہے نہ وہ جو اس مفسر نے دین کی ٹکسال مین
ڈہالا ہے۔ یہ فرقہ اہل سنت بلکہ اہل ملت سے نرالی اُڑانے مین ذرا پس و پیش کا خیال نہین
کرتا۔ یہ حضرات اون حدیثون سے جن مین مکاشفات رسالت پناہی کا بیان ہے کہ زمین
کو آپ کے پیش نظر کر دیا پس دنیا مین جو ہوا اور ہونے والا ہی اس کو دیکہ لیا اور آپ کے
روبرو امت پیش کی گئی آپنے سب کو پہچان لیا وغیرہ اس سے ہر وقت ان اشیا کو پیش نظر رہنے
کی اعتقاد کرتے ہین۔ حالانکہ علی قاری مشکوۃ شریف مین حدیث تجلی لی کل شیء کے ذیل مرقاۃ
مین فرماتے ہین لا يلزم منه دوام الكاشفة[له] یعنی لازم نہین آتا اُس حدیث سے
ہمیشہ کہلا رہنا اشیا کا خیر یہ تو ملا علی قاری کا قول ہے۔ اگر یہان لوگون سے کوئی

له یعنی وہ جو مدارج سے فالس ہی مصنف نے نقل کیا ہر چہ در دنیا است از زمان آدم تا آن نفخہ
اولے بروے منکشف ساختند تا آخر حق ہے اور کشف کا حال معلوم انکشاف جسوقت ہوا اوسوقت
نے سب او جہہ گیا تو جو یاد رہا سا اور جو یاد سے اتر گیا۔

مستند بھی گر ایسی ہوا کے مخالف انکا قول کب مانا جائیگا خصوص صریح صحیح حدیثون سے کے ملاحظہ فرمایئے مشکوۃ کے باب فی المعراج کی فصل اول کی حدیث مسلم بروایت ابی ہریرہ میں ہے

لقد رأیتنی فی الحجر وقریش تسألنی عن مسرای فسألتنی عن اشیاء من بیت المقدس لم اثبتها فکربت کربا ما کربت مثله قط فرفعه الله لی انظر الیه ما یسألونی عن شیء الا انبأتهم به

فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے البتہ دیکھا ہے اپنے آپ کو (مقام) حجر مین اوس حال مین کہ قریش مجھسے میرے سفر معراج کے بارہ مین بات جو میری ہو مین پوچھی تہین پس ایسا سخت کرب و غم لاحق ہوا مجکو جسکی مثل مثل اسکے کرب و غم نہوا تھا مین زمانہ گذشتہ مین - تو اوٹھالیا اوس بیت المقدس کو اللہ نے میرے لئے کہ دیکھون مین طرف اوسکی نہ پوچھتے تھے وہ مجھسے کسی چیز کو کہ خبر دیتا تھا مین اونکو اور اوسی کی نقل بات مین

عن جابر انه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لما کذبنی قریش قمت فی الحجر فجلی الله لی بیت المقدس فطفقت اخبرهم عن آیاته وانا انظر الیه متفق علیه

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (کہتے ہین) کہ سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تہے جب جہٹلایا مجکو قریش نے (سیر معراج کے بارہ مین) کہڑا ہوا مین حجر مین پس روشن کردیا اللہ نے میرے لئے بیت المقدس کو پس خبر دینا شروع کیا مین نے اونکو بیت المقدس کی نشانیون سے اوس حالمین کہ دیکھتا جاتا تہا مین طرف اوسی بیت المقدس کی روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے اس مضمون کی حدیثین کتب حدیث مین بہت ہین سب سے یہی ثابت ہے کہ پہلا مشاہدہ حق کہ ایک ہی رات گذری تہی صبح کو بھی بیت المقدس کی نشانیون کا ان نشانیون کی یاد شریف سے اوتر جانے کی حالت مین نشانیون کے بتانے مین کام نہ آیا صبح بجا لانے بھی پہر یاد آجانے کا کام نہ دیا تب کی تو ایسا سخت غم اور اندوہ لاحق ہوا کہ ویسا کبھی لاحق نہوا تہا - جب اللہ سبحانہ نے بیت المقدس کو پہر نظر شریف کے روبرو کردیا - تب ہر ہر نشانی کی ہوئی چیز کو دیکھ دیکھ کر

اوس کے پتہ اور نشان سے بتلاتے گئے نہ یہ کہ ایک نظر ڈالکر ہر ہر بے نظر ڈالے سب کو
بتلادیا ہو رات کی تجلی چشم ظاہر سے دیکھی یہاں بیت المقدس کی صحبت کو ہی اشیا بیت المقدس
کے بتلانے میں کارآمد ہوئی تو پہلے کسا شغلون سے ابتداء دنیا سے انتہا تک کی اشیاء
عالم و عوارض اشیاء کے ہمیشہ کے لیے پیش نظر رہنے پھر اوس سے علم محیط تفصیلی ثابت
بنانے کے لیے معلوم نہین کونسے دین و ملت سے یہ نیا فرقہ دلیل اور برہان قایم کرے گا
مَاکَانَ وَمَایَکُونُ کو یہ فرقہ سے وہ لیتا ہے اوسکی کل بھی حدیثون منقولہ بالا نے پہلے ہی
سے سمجھا دی ہمارے شیخ نے دافع البہتان میں ایک فصل شفاء قاضی عیاض کی اواخر فصول
شفاء سے نقل کردی ہے تاکہ وہابی ان لوگون کے ان کے مستند کے کلام سے کہولدین
اوس ماکان وما یکون کو قاضی عیاض نے نظر بر جمع بین النصوص بما اوحی الیہ سے
مقید کیا ہے یعنی جو ہو گذرا اور آئندہ ہووے گا اوس میں سے جو وحی کیا گیا ہے وہ طرف
آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی پس ماکان وما یکون مین سے اوسیقدر بزرگ کا
علم حضور کو عطا ہوا کہ وہ بھی بہت وسیع اور سب سے زیادہ ہے جسکی معرفت کا بوجھ ہماری سمجھ
بوجھ کے اوٹھانے سے باہر ہے) نہ مکاشفات کا بطور استیعاب کے تبیانا لکل شیء
اور تفصیل کل شیء سے داو چلایا ہوا اوکا اپنے ہی اس قول کے خلاف ہے اور ان
عمومات کو عموم عرفی مانتا ہے جیسے تدمر کل شیء اوتیت من کل شیء میں جسکو اوسی جا رسالے کے
جواب سوالی تحریر سے تو وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ اور قتل الخراصون الآیۃ
و دیگر نصوص حصر قرآنیہ اور مشاہدات اور واقعات کے خلاف لازم آنے سے سوتی دیا
بلفظ کل کے عموم سے تمام ممکنات کا علم تفصیلی حضور کو ثابت کیا تھا انباء المصطفی
اور اوسکو قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ دلالت فرماکر انباء کے صفحہ ۳ میں نہایت زیرکی سے
کام لیا تاکہ اس احاطہ کے منکر کو ضروریات دین کا منکر ٹہیراکر کافر بنانا آسان ہو جاوے
مگر ابھی ایسا بہول کا لوہا مانکر اس دعوے کا بچانا جو دہی سکوڑ لیا فالحمد للہ یا کہو

دیکھیے تو پہلی آیت منجملہ موجودات میں شعر کی آپ سے نفی کرتی ہے جسکے معنی یہ ہیں اور نہیں سکھایا ہمنے آپ کو علم شعر کا اور نہ وہ آپ کے لایق جب یہ نالایق علم آپ کے لایق نہوا تو نہ بعد معراج اوس کا حاصل ہونا ممکن اور نہ وقت وصال[۵۱] اور دوسری آیت قرآن مجید کے شعر سحر کہانت ا ور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے شاعر ساحر کاہن ہونے سے انکار پر لعنت بر سا کر جو یہی باتیں گزشتہ والے بتلا رہی ہے تو یہ فنون و علوم کلیاً تماماً و جزئیاً تمام شعر سحر کہانت کے آپ کی معلومات پاکیزہ سے نکل گئے جنسے دفاتر بھرے ہوئے ہیں تو ساری کائنات یا تمام ممکنات کا علم احاطی تفصیلی آپکو ثابت کرنا ان آیتوں کو رد کرنا ایسے ہی وما تعلم نفس ما اخفی لھم الایہ دوسری آیتوں کو یعنی کوئی نفس نہیں جانتا ہے اوسکو جو چھپا دیا گیا اُن سے آنکھوں کی ٹھنڈک سے ایسے ہی اخباس خمس غیب کے پانچوں خزانوں کا بالاستیعاب کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ تعالے کے بالاہرنے پالینے سے پہلے وہاں بعض کو ان میں سے بتلا دیا جاتے تو یہ اس حصر کے منافی نہیں ایسے ہی و منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص الایہ ہے جو یہ ثابت ہو رہا ہے کہ اُن پیغمبروں میں سے بعض وہ ہیں جنکے قصے بیان کردئے ہیں تیرے اور بعض وہ ہیں جنکا بیان نہیں کیا ہمنے ٭ ناظرین منظر انصاف غور فرمائیں اس میں کہ جب صاحب انبا المصطفے کی اس تشریح (کہ قرآن ہر چیز کا بیان ہے اور بیان بھی کیسا روشن اور روشن بھی کس درجہ کا مفصل) کے بموجب انبیاء علیہم السلام کی سوانح عمریاں مفصل) کے بموجب انبیاء علیہ السلام کی سوانح عمریاں مفصل روشن پیرایہ کے ساتھ دکھلانے کے خاص قرآن کریم میں صاحب انباء اور اونکے حمایتوں کا فرض منصبی ہر دوسرے دعوے ہے تو کہاں کے بغیر دعوے سچا نہوگا حافظ مولوی لطف اللہ صاحب مرحوم

---

[۵۱] علامہ ابن حاجب فرماتے ہیں کہ آپ سے فن شعر کا وقوع میں آنا ایسا ہی محال ہے جیسے اللہ سبحانہ سے اولاد ہونا۔

ہمارے شیخ کے تلمیذ نے دافع الریب کے صفحہ میں صاحب الکلمۃ العلیا کا دس
باب میں پورا ہو جانا توڑ کل پیغمبروں کے ناموں کی فہرست ہی دینے پر اکتفا کیا ہے
کہ قرآن و حدیث وکتب دنیا سب سے ہی اس مقصد کو پورا کرنا ۔ مگر زبان خفتہ انداز
پہ عالم طاری ہے ۔ اور آیات صمد کی قطعی دلالت کی رو سے جب قرآن مجید اور حضور علوم
شعر و سحر و کہانت سے منزہ ہیں ۔ حالانکہ جمیع ابواب سے تینوں علوم متعلقہ موجودات عالم
اشیا میں اور ان کا بیان سوریات ہی بدون بیان جزئیات کے قرآن میں نہیں
چہ جائیکہ ان کا بیان اور بیان بھی کیسا روشن اور روشن بھی کس درجہ کا مفصل قرآن
میں ہو تو نظر ہو کہ کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا ۃ تناقض سے منزہ ماننا
کا ضروریات دین سے ہے تو ضروریات دین کے منافی ظاہر لفظ قرآن سے احتمال نکالنا
قرآن میں تناقض اپنی کوتہ فہمی سے پیدا کرنا اور ضروریات دین کے حق ہونے میں شک کر کے
ایمان برباد کرنا ہے ۔ پس نظر بر جمع بین النصوص اور اوتیت من کل شیء کے
مفاد پہچاننے کے تبیانا لکل شیء کو استغراق حقیقی پر دلالت ظنی بھی نہیں رہتی تو
رماح کے صفحہ ۱۰ ابن حدث رامپوری پر خفا ہو کر کل سندیوں سے نفرت جتانا اہل علم کی
شان سے بعید ہے ۔ بیشک آیت مذکورہ ان کی دلیل ظنی بھی نہیں ہو سکتی دلیل ہا کے
تو وما علمناہ الشعر الآیہ اور قتل الخراصون الآیہ اور ومنہم من قصصنا
الآیہ اور وما یعلم جنود ربک الآیہ اور فلا تعلم نفس ما اخفی لہم الآیہ غیرہا
ایک عظیم حصہ قرآنی کی خبروں کی تکذیب ہو جائیگی ۔ اور مشاہدات سے معارضہ کی نوبت
جدا لازم آئیگی ۔ پس ایسے مقام پر نفی تیقن کے افادہ میں استحالہ ہی کیا ہے ۔ تو مصلحین
نظر والے اسیر کا نیو نیز اور ترشنا صحیح ہے اور تبادلات پر ظلم ... یا صاحب توانا
جگہ وغیرہ سے کام لینا اہل ادب کی شان کے شایان امر ہے ۔ ... فن
جیسا دین ہی نکالیوں سے پیدا ہوا اس سے نہیں بیا فی پس خالص کے صفحہ ۱۸ میں

نجودی کے قول سے مفاتح الغیب خمس کا علم دیا جاتا شنوائی کے قدوروں کو دیکھکر یہ کہ
جاتا کہا سے بطور حدیث بیان کیا کہیں سید عبد العزیز کا قول نقل کردیا کہ ان پانچوں
کو قطب بھی جانتے ہیں جو غوث سے نیچے ہیں ورود خیالی کشفی غیر معصوم اولاقوال
ساقطہ سے غیب کے پانچوں خزانوں کا علم ہونا ثابت کیا ہوا اللہ وحدہ کے لئے حصر کے
ساتھ آیات محکمات قطعی الدلالہ کا منسوخ کرنا اور خبر کا نسخ اور وہ بھی تعجبہ کے قول سے
کیا احیاء ایمان بالقرآن ہے ۔ اس فرقہ کا کوئی اس ستم ظلافت ایمان پر شنبہ کرے تو کافیا
من بجبر اور اپنی والیان حق خیر شناسے کو منکر جانتے ہیں ۔ خالص کے صفحہ ۴۴ میں
یہ لکھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی روح کریم تمام جہان میں ہر مسلمان کے گھر میں تشریف
فرما ہے سطرہ ۶ تمام جہان میں یہ فقرہ ترجمہ میں اصل عبارت سے بڑھا ہوا ہے
مگر خیر کچھ مضائقہ نہیں تشریح کے طور پر ہی سہی بیشک قرآن مجید حضور کی روح ہے
مسلمانوں کی جان ہے دین و ایمان ہے یہی دولت مسلمانوں کے گھروں میں نہ ہوگی تو اور کیا
ص ۳۴۳
ہوگا ساتھ سورہ شوری کی آیت سے تفسیر جلالین ملاحظہ فرمائیے اور وہ یہ ہے وکذلک
ای مثل ایحائنا الی غیرک من الرسل اوحینا الیک یا محمد روحا
هو القرآن به یحیی القلوب من امرنا الذی نوحیه الیک الآیۃ ترجمہ
اور ایسے ہی یعنی مثل وحی کرنے ہمارے کی تمہارے غیر کی طرف رسولوں میں سے
وحی ۔ کیا ہم نے طرف تمہاری اے محمد روح کو وہ قرآن ہے بسبب اوس کے زندہ ہوتے
ہیں دل ہمارے اوس حکم سے کہ وحی کرتے ہیں ہم طرف تمہاری الخ ترجمہ تمام ہوا ۔
جو مسلمان پڑھا ہوا نہیں ہوتا قل اور فاتحہ اوس کو بھی یاد ہوتی ہے ۔ کوئی گھر اس روح
پاک سے خالی نہیں ۔ تمام جہان میں حضور کی روح کا نور ہونا کہا جاتے تب بھی
نظر بر حقیقت اولی بیجا نہیں صاحب خالص کے غوث زمان بتلاتے ہوتے
ہیں ۔ دو شنبہ کل شیٔ غبار سے ہیں کتاب ہی سے سر چشمہ ہے اور بیشک جب

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ وَفِیْ رِوَایَةٍ رُوْحِیْ قدرت الٰہی کا سب سے پہلا خلق اسی نور
محمدی و روح احمدی کے ساتھ ہوا ہے پھر تمام مخلوقات و مادیات کا ظہور اوسی سے ہوا ہے ذرہ ذرہ
میں حضوری کا نور ہے مگر یہ شہود و حضور گو اس آئینہ مثال سے اسطرح ظاہر ہو کہ اول شمع
بنائی پھر اوس سے بہت سے چراغ روشن کئے تو اگرچہ سب چراغوں میں اسی کی سب روشنی
مستقل ہی کی ہے ۔ مگر جب شمع کو ایک جدا مکان عالیشان میں رکھدیا جائے اور چراغوں
کو جدا جدا مکانوں میں رکھدیا جائے تو ایک سے دوسرا غائب ہوجائیگا اور وہ شہود اور حضور
مفید مستفید میں جو بطور حقیقت ہے اوس شہود اور حضور کا ندرہے گا ۔ جو ترکیب سے
اس کو آسان طور سمجھنے کے لئے دوسری مثال یہ ہے کہ بیٹا باپ ہی کا عطر نطفہ جزو ہوتا ہے
عقل اور نقل کی شہادت ہے آیت وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا میں بندہ کو خدا کا
بیٹا بنانے پر وہی جزئیت کا الزام لگایا ہے ۔ اس حقیقت کے لحاظ سے گویا بیٹے میں
باپ موجود ہیں مگر مقام تفصیل شخصی ترکیب عنصری میں یہ شہود باپ کا بیٹے میں بیٹے کے
غائب ہونے کی حالت میں بیٹے کی حالت کا نگران نہیں ہوسکتا ۔ یہ کوئی فلسفی نہیں ہے
ہم تم روزمرہ اسکا تجربہ کر رہے ہیں ۔ مثلاً بیٹا لکھنؤ میں جسوقت مرا باپ اوسوقت دہلی
میں جشن کر رہے تھے اوس خوشی میں کوئی تکدر نہ آیا ۔ اگر وہ شہود و حضور جزوی باپ کا
بیٹے میں بیٹے کی حالت موت دیکھنے کو غائب ہونیکی حالت میں مفید ہوتا تو مجلس جشن
بیٹے کے مرتے ہی مجلس ماتم نہ ہوجاتی جیسے خط یا تار آنے میں ہوجائیگی ۔ پس قول مذکور
علی قاری کا قطع و برید ہو یا بلا قطع اس حقائق حضور و شہود سے مقام تفصیل شخصی
ترکیب عنصری میں حضور کے ہر جگہ حاضر ناظر ہونے غیب اور ظہر شہود بنجانے کو
مفید ہوگا ۔ اگر ایسا ہوتا تو یہی قاری کلی الہم علم کلی کا نہ لگاتے ۔ اور عقائد کی کتاب
جنمیں قطعیات بردار ہوتا ہے اوس کتاب شرح فقہ اکبر میں یہ نہ فرماتے ۔ جانو تم

(ا) بے سوائی کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جیسی ہر ایک چیزوں کو معلوم جانتے

مگر وہ اس کو جانتے ہیں جو ان کو اللہ سبحانہ نے بتلا دیا تو جو کوئی معتقد ہو
اس امر کا کہ وہ جانتے ہیں غیب کو تو بیشک وہ کافر ہو گیا اسلئے کہ اس نے معارضہ
کیا اللہ سبحانہ کے اس قول کا کہ فرما دو کوئی ارضی و سماوی مخلوق غیب نہیں
جانتی سوائے اللہ کے جیسا کہ (امام ابن الہمام کی کتاب عقائد) مسامرہ میں ہے

ترجمہ واعلموا ان الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام لم یعلموا المغیبات من الاشیاء ہو تا آخر کا تمام ہوا اگر روح مبارک حاضر ناظر ہوتی نزدیک ملا علی قاری کے۔ ہر جگہ اور کسی چیز کا آپ سے پوشیدہ رہنا نہ فرما جاتے اور اوسکے جاننے کے اعتقاد پہ حکم کفر نہ لگاتے۔ انک انت علام الغیوب کے ذیل حصر ثابت کرنے کے بعد فرمایا نصوص کی فصل ۱۵ اسیوی میں کیونکہ غیب کو سوائے اللہ کے دوسرا کوئی جانتا ہی نہیں ص۱۹ فصل ششی میں ہے آنحضرت کی روح سے تمام ارواحوں کا مادہ بنا اگرچہ وہ روح عالی خود جسد عنصری ترکیب سے زمانہ میں اس ادراک نہ کرے ص۹۵ ترجمہ فصوص جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انور روح مبارک سے تمام ارواح عالم بنائی گئیں تو سب میں آپ موجود۔ مگر ترکیب عنصری میں آپ کو اس کا ادراک نہ ہو تو اس فرقہ کا اس ترکیب میں حاضر ناظر اعتقاد کرنا نصوص قرآنیہ کا معارضہ کرنا ہے ان نصوص کے جاننے سے کوتاہ حقائق کی کروٹ سے کہ یہ مطلب کو پہنچا ہوا ہے کہ تمام نصوص حصر پہ قرآن کے باقی پھیر چکے کوئی مسعود نہ رہا ہے۔ علی قاری کے قول سے ہی بناوٹ مذکورہ بالا کو توڑ دیا اور وہ کیا اس کو اپنے گھر سے کہتے ہیں نص قطعی قرآنی ہی اس کی نفی کرتی خالص کے صفحہ ۴۴ میں ہے۔ پاک ارواح جب بدن کے علاقوں سے جدا ہوتی ہیں ملاء اعلیٰ سے ملتی ہیں اور اسے کچھ پردہ نہیں رہتا تو سب کچھ ایسا دیکھتے سنتے ہیں جیسے یہاں موجود ہیں بسطا تا حسو عبارت کبیر کا ترجمہ کرتے ہوئے صفحہ ۷۵ لکھتے ہیں اہل سنت کی چھٹی دلیل یہ

کہ بلاشبہ اعتزال کی ستولی تو روح ہے نہ بدن اس لئے ہم لکھتے ہین کہ جسے احوال عالم
غیب کا علم زیادہ ہوتا ہے اوس کا دل زیادہ زبردست ہوتا ہے ولہذا مولی علی نے فرمایا
خدا کی قسم مین نے خیبر کا دروازہ جسم کی قوت سے نہ اکھیڑا بلکہ ربانی طاقت سے اسیطرح
بندہ ہمیشہ طاعت مین لگا رہتا ہے تو اوس مقام تک پہنچتا ہے جسکی نسبت رب عز وجل
فرماتا ہے وہان مین خود اوس کے کان آنکھ ہو جاتا ہون تو جب جلال الہی کا نور اوس کا
کان ہو جاتا ہے تو بندہ نزدیک و دور سب سنتا ہے اور جب وہ نور اوسکی آنکھ ہو جاتا ہے
بندہ نزدیک و دور سب دیکھتا ہے اور جب وہ نور اوس کا ہاتھ ہو جاتا ہے بندہ سہل
و دشوار و نزدیک و دور مین تصرفات کرتا ہے سطر ۸ تا ۱۴ کان۔ آنکھ ہاتھ ہو جاتا
ہون یہ ترجمہ کنت سمعہ و بصرہ الحدیث اور انہین لفظون کے ساتھ عبارت تفسیر کا
ٹھیک نہین صحیح ترجمہ یہ ہے کہ مین اوسکی سماعت اور بصارت اور قوت ہو جاتا ہون اور جبکہ
بندہ جب اس مقام پر پہنچتا ہے تو اوسکی قوت باصرہ اور دستی طاقت سلب فرماکر صفات
سمع و بصر و قدرت الہی اوس کے بدن مین اپنا تصرف کرتی ہے اوسوقت مین اللہ سبحانہ
ہی اوس کا سمیع و بصیر اور زور بازو ہوتا ہے نہ بندہ۔ ایسی حالت مین نزدیک و دور کی برابر سنے
دیکھنے والا سہل و دشوار نزدیک و دور مین یکسان تصرف کرنے والا اللہ ہوتا ہے نہ بندہ
اور یہ جو کچھ کہا حاشیہ مستزاد نہین ہے۔ خود سیدنا و مولینا علی اسد اللہ الغالب ہی قسم کھا کر
فرماتے ہین کہ مینے خیبر کا دروازہ اپنے جسم کی قوت سے نہ اوکھیڑا بلکہ ربانی طاقت سے
کیا اسپر بھی تحقیق مدد کی ہوا و ہوس مین نہ سوجھا کہ آپ اپنی جسمانی طاقت کی نفی فرماکر ربانی
طاقت کا یہ کام بتلا رہے ہین تو انسانی طاقت سے اس کام کے ہین آئیا دعوے اس
کے برابر ہو جائیگا بے سود منہ بھر تے عارفون کے ذہن کا ستے اللہ سبحانہ سمیع و بصیر
قادر مطلق کے نزدیک دور کی برابر سنے دیکھنے۔ اوسکی قدرت کے سہل و دشوار نزدیک و دور مین
برابر تصرف کرنے کو کوئی منکر نہین جسکا انکار ہے اوسکا ثابت کرنا محال اور دشوار رہے

بندہ کی طرف اس سننے دیکھنے کو منسوب کرنا ایسا ہی ہے جیسا مشغولین کی طرف دراسلائی سوئی تاگے
کو منسوب کیا جاتا ہے کشفی حالت خرق عادت کے وقت کا نزدیک و دور کی برابر سننا
دیکھنا وغیرہ جو فعل الٰہی ہے وہ بندہ کے کان آنکھ ناخن کی جسمانی طاقت کے لیے نزدیک و دور
کی برابر سننے دیکھنے سہل و دشوار سب یکساں دور میں برابر تصرف کرنے کا آلہ مثل کنجی اور شیشہ انھیں
بن گیا۔ فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم سے عبارتیں نقل فرماکر جناب شیخ نے ہیچ دافع الریب کے
اس مرحلہ کو طے کر دیا ہے از انجملہ قول شیخ اکبر قدس سرہ کا کہ بندہ کی صفات سننا
دیکھنا وغیرہ سلب فرماکر سمیع و بصیر الٰہی بندہ کے وجود میں تصرف کرتی ہیں بندہ کی ذات ذات
الٰہی نہیں ہو جاتی [illegible] اوسوقت اوس کا سمیع و بصیر ہوتا ہے نہ بندہ اور بندہ کے
بعد وجود میں [illegible] تصرف کرنا اوس کو ثابت کرے ہے جیسا بیان بعض مکاتیب امام ربانی
مجدد الف ثانی [illegible] سے بالا منقول ہو چکا اور بعض اقوال سابقہ جو صاحب
خالص نے نصوص یا قرآنیہ کو مثال بتلانے کے لیے دستاویز بنائے ہیں اون سے ناراضی شیخ
محقق دہلوی کی ایک دلیل ہے دافع الریب میں مدارج شریف سے نقل کیا کہ بعض از فضلا

مشتبہ و شدہ کتب تصنیف کردہ و دراں اثبات نمودہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بر تمامہ علوم الٰہی معلوم ساختہ بود و ظاہر این قول مخالف بسیارے از ادلہ است تا قائل
آن چہ مقصد کردہ باشد انتہی اس سے تو معلوم ہوا کہ تمام کائنات کا علم آپ کو ثابت کرنا بہت ہی
دلیلوں قرآنی عقلی و نقلی کے مخالف ہے مگر چونکہ اوس دعوے میں احاطہ اور تفصیل وغیرہ
موجبات کفر کی تصریح نہ تھی اور نہ اوس سے مقصود قائل بخوبی معلوم ہوتا تھا اسواسطے تامل
کیا مگر اب تو ادعائے علم تفصیلی سب ہی کے مدعی مصداق خبر مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا خروج کسی کا اپنا علم ہے یہ شبہ نہیں بنقل شعرانی علی خواص قدس سرہما یہ قول خالص میں
نقل کیا کہ کامل کا دل بر تفصیل تمام عالم علوی و سفلی کا آئینہ ہے ملخصہ ایسا ہی سہی
مگر آئینہ کو اوس تفصیل کا جاننا ضروری نہیں جیا دین کہ اوس کا ہر وجہ تفصیل کس نے ثابت کیا

ہ چاند کو اوس تفصیل کی خبر نہ ہم دیکھنے والوں کو تمام جزئیات تفصیلی کا اوس سے پتہ چلے
غایۃ المامول کے صفحہ ۱۴۰ کا ترجمہ یہ ہے اور گیا ہے ایک فرقہ قلیلہ متاخرین سے
طرف اس کی کہ آنحضرت صلعم مطلع ہیں مغیبات حتی خمس پر بھی لیکن وہ اپنے اس دعوے پر کوئی صحیح
دلیل کتاب و سنت سے ذکر نہیں کرتے باوجودیکہ اونکے دعوے میں یہ تصریح نہیں ہے
کہ علم آپ کا شامل علم الٰہی کے جمیع معلومات الٰہیہ کو محیط ہے ۔ اور اس کی بنا اوسکی نظیر بعض صوفیہ
سے اور جواب اس خبر کا وہی جو امام عبدالوہاب شعرانی نے یواقیت کے خطبہ میں دیا ہے
کہ معاذ اللہ میں مخالفت کروں جمہور متکلمین کی اور اون کے مخالفوں کے کلام کی صحت کا
اعتقاد کروں جو بعض اہل کشف غیر معصوم سے ہیں سطر ۹ تا ۱۷ یہی امام قسطلانی جنکی عبارتوں
فالتمس الاعتقاد کو چھپایا ہے آخر میں کی عبارت شرح بخاری کی جلد عاشر سے دافع الریب
میں منقول ہے کہ بعض شیخ جو ایمان میں مضبوط نہ ہے وہ اس کے قائل ہو گئے پس
سلف اہل سنت کے اجماعی عقیدہ میں بعد اتفاق کے اختلاف بے بنیاد پیدا کرنے
والے جب قسطلانی کے نزدیک یہی بَعْضُ مَنْ لَمْ یَرْسَخْ فِی الْاِیْمَانِ ٹھہرے
تو اونکو چھپا رول کر اہل سنت بنانا عقائد اہل سنت پر حملہ کرنا ہے آپ ہی رسالہ میں ضروریات
عقائد اہل سنت سے ایک یہ بتلایا ہے میں اللہ عزوجل نے اپنے محبوبوں خصوصاً سید المحبوبین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیوب خمسہ (میں) سے بہت (سے) جزئیات کا علم بخشا ۔
(رافع قول) یہ قسم دوم ہوئی مثلاً از قسم دوم کو آپ ہی ضروریات عقائد اہل سنت سے ٹھہراتے
ہیں اور صفحہ ۴ میں رسالہ کے آپ ہی یہ لکھتے ہیں (قسم) دوم ضروریات عقائد اہل
سنت جس کا منکر بدمذہب گمراہ ہوتا ہے سطر ۱۵ اور اس ضروریات عقائد اہل سنت
کی حد صفحہ ۵ میں آپ ہی یوں قرار دیتے ہیں کہ حضور کو بلا استثنا جمیع جزئیات خمس کا
علم ہے سطر ۲۲ و ۲۳ پس جب ان پانچوں خزانوں میں سے غیب کے بعض کا علم عطائی آپ
کو ماننا ضروریات عقائد اہل سنت سے مان لیا تو اس سنت کی حد سے [illegible]

اور جو اون کے سمجھانیوالے ہوں شئی نہیں ٹھیر سکتے تب ہی تو امام قسطلانی صدیوں بعد پیدا
ہونیوالے اس خیال سے کیونکر ایمان میں ہم [illegible] نہیں بتلاتے ناظرین ذرا [illegible]
سکار رواجون کو اس لیئے دین کی غرض سے ملاحظہ فرمائیں - آپ کی عبارت خالص کے
صفحہ ۹ میں نقل کرکے جو ترجمہ میں پانچوں غیبوں کے علم کو آپکے لئے ماننے نہ ماننے
میں صرف محدثین کا اختلاف بنایا ہے کمال جرأت کو کام فرمایا ہے ان علماء الظاہر
من المحدثین وغیرهم اختلفوا الخ عبارت صاف بتلا رہی ہے کہ خیال [illegible]
مذکور میں مخالف اس بیہودہ خیال والوں کو صرف محدثین ہی نہیں بلکہ فقہا اور متکلمین سب ہیں
وغیرہم کو نقل کرکے ترجمہ میں ملیا میٹ کر دیا اور سطر ۹ میں خیال مذکور والوں کو کہا کہ وہ
حق پر ہیں یہ جناب کی گھر کی ملونی ہے ایسے ہی جب آپ نے [illegible] بعض [illegible]
کے جاننے دلالت سے پہچاننے والے کو عالم الغیب ٹھیرایا تو اوپر یہ اعتراض پڑا کہ ایسا علم
عطائی بعض غیب کے جاننے کا ہر ادنی اعلی کو ہوتا ہے تو کیا اون کو بھی عالم الغیب
مانا جائیگا چونکہ اس بیجا اعتراض سے گلو گذاری دشوار تھی تو دو ورق کے لئے شیرینی دیانت کو
پہاڑ کر صدق کو چہپا کر صفحہ ۸۴ میں خالص کے تو معترض کو آپ نے بعض غیوب بتلاتے دلالت سے
پہچاننے سے جاننے والے کو عالم الغیب ٹھیرانیکا قائل ٹھیرا کر آیات اور احادیث اور
اقوال فقہا کو جو اپنے اوپر پڑتے تھے ذرا سے بیان بابت میں اون پر وارد بتلا دیا اور لفظی
[illegible] کی جب اوپر تہمت لگائی تو قرینہ کمال وغیرہ میں وہی لفظ ایسے موقع میں [illegible]
دکھا دیتے تب اوس کا یہ الٹ پھیر کر دیا کہ اپنا قصور اوس معترض کے پکڑنے والے پر
تھوپ دیا اگر ہم یہ کہیں کہ اون بیچاری وغیرہ کے اقوال کے ایسے [illegible] کے اشتہار [illegible]
تاویل عمل کرتے ہیں جسکی نظیر عام طور پر دیار و امصار کے [illegible] اہل بدعت [illegible] شرعی
[illegible] ثبوت [illegible] باز اون [illegible] ہے [illegible] دیکھ لو [illegible] انکار [illegible]
[illegible] سے آنحضرت کے بیان کر [illegible]

تولہ تولہ بھر کی پڑیاں رومال میں باندھکر دلال دکان دکان دکھاتے پھرتے ہیں جب کوئی
خریدار دریافت کرتا ہے کہ تمہارے آڑتی یا سیٹھ کے یہاں صرف یہی مال ہے یا
اسکے سوا اور بھی ہے دلال کہتا ہے بس یہی ہے اس سے کسی خریدار یا دلال پر یہ حال
حال کو اس کا وہم بھی نہیں ہوتا کہ ان پانچ پڑیوں کی تھوڑی سی مقدار کے سوا آڑتی
کے یہاں ان جنسوں میں سے اور کچھ باقی نہیں - بلکہ تاجر تولہ تولہ بھر کی پانچوں
پر سوسو من کا سودا کر لیتے ہیں تولہ تولہ بھر کی پڑیوں تک سو سو من اور تو کیا وہ خیال بھی
کرتے ہیں ہرگز نہیں - اسی طرح غیب کے پانچوں خزانوں کے دلال اولیاء اللہ
غوث و قطب ابدال رضی اللہ تعالٰی عنہم ان غیب کے پانچوں کی پانچ پڑیاں خدا تعالٰی
خود فرمائیں یا ان سے معاملہ رکھنے والے کہ سب پانچوں خزانے غیب کے یہی ہیں
تو اس سے غیب کے خدائی خزانوں کو کوئی ان پانچوں میں منحصر نہ سمجھیگا - ایسا سمجھانا
سخت بے دوری اور نادانی کا تماشا کرے جو یہ الٹ پھیر کرتا ہے - اہل رموز و اشارات
و استعارات کے کلمات مختلف ادائیں اور رخ رکھتی ہیں نا واقف تو صرف اپنی اٹکل اور نا
محاورات و تبصرہ وغیرہ سے چشم پوشی کرتا ہے سیدی ابویزید بسطامی رضی اللہ
تعالٰی عنہ فرماتے ہیں لوائی ارفع من لواء محمد ﷺ تو کیا اس سے کسی
ایماندار کو یہ وہم ہو سکتا ہے کہ جھنڈا بایزید کا حضور کے جھنڈے سے زیادہ اونچا ہے
امام مجدد رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں جس سے اونچا دکھائی دیتا ہے وہ علوئے
ظلی ہو رہے سے لواء محمدی کا اپنے سب کا ظل ہوتا تو ہم کہتے - تم کہو اونچا ایک
منزلہ مکان پر قریب کا قدر کے دو منزلہ مکان سے اونچا معلوم ہوتا ہے - سورج زمین سے
بہت بڑا ہے پھر بھی زمین سے چھوٹا دکھائی دیتا ہے - حضرت نے اپنا قول اپنی تحقیق
از تبع الہی است ان کا قول دیکھکر آپکے لئے اللہ پاک سے زیادہ علم کا دعوی نہ کر دیا

؎ یہ عبارت مکتوبات شریف مجددی صاحب مجددی میں منقول ہے - منہ

ان غیوب کے پانچون خزانون کے علم اجمالی تفصیلی کا حصر اللہ سبحانہ کے لئے ثابت کرنے
والے کچھ نصوص کتاب و سنت و اقوال مفسرین صحابہ و تابعین سلف و خلف و ائمہ
غایۃ المامول اور دافع الریب مین نقل کئے ہین اون سب کو نقل کرنا اس مختصر کے مقصد
باہر ہے۔ مگر قدرے اون سے یہ ہے ۲۱ عن احمد عن ابن عمر عن النبی صلے اللہ علیہ
وسلم قال اوتیت مفاتیح کل شی الا الخمس ان اللہ عندہ علم الساعۃ
الحدیث وعنہ من طریق اخر عن ابن عمر الحدیث المذکور وزاد فی
اخرہ قال قلت لہ انت سمعتہ من عبد اللہ قال نعم اکثر من خمسین
مرۃ [illegible] احمد ابن عمر سے روایت کرتے ہین وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ دیا گیا ہون مین کنجیان ہر چیز کی سوا سے ان پانچ خزانون
غیب کے کہ جن کا ان اللہ عندہ علم الساعۃ (آخر آیت تک مین ذکر ہے) الحدیث
اور اونہین امام احمد سے دوسرے طریق سے بروایت ابن عمر (یہی) حدیث مذکور آئی
ہے جسکے اخیر میں یہ زیادہ ہے کہا کہا مین نے اوس سے تو نے سنا ہے حضرت عبد اللہ
بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے کہا ہان اکثر پچاس مرتبہ سے ترجمہ تمام ہوا جب صحابہ کرام
مین حضور کے فرمان و تصدیق بموجب آیت مفاتح الغیب کی تفسیر مین غیب کے پانچون
خزانون کی کنجیان نہ ملنا ایسا مشہور تھا کہ جسکی روایت راوی نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے
حضور کے وصال شریف کے بعد پچاس مرتبہ سے زیادہ نفی مذکور کے ثابت رکھی
بن سنی ہے تو آج اون کا علم محیط تفصیلی کسی قطب زمان کے ثابت کرنے سے کام
نہین ہو سکتا وفیہ ایضا ثم قال حدیث ابی ہریرۃ وذکر ان البخاری
اخرجہ فی تفسیر الایۃ المذکورۃ وساق الحدیث (الی ان قال)
وقال حدثنی عن اشراطہا الحدیث الی قولہ صلے اللہ علیہ وسلم
فی خمس لا یعلمہن الا اللہ ان اللہ عندہ علم الساعۃ

وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام الحدیث وقال رواه البخاری ایضا
فی کتاب الایمان ومسلم من طرق ثم ذکرت الامام احمد اخرجه عن ابن
عباس وساق الحدیث (الی ان قال) یا رسول الله حدثنی متی الساعة
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم سبحان الله خمس لا یعلمهن الا هو
ان الله عنده علم الساعة وینزل الغیث الحدیث قلت قوله سبحان الله
خمس لا یعلمهن الا هو رد صریح علی من یزعم من الغلاة ان معنی قوله
صلی الله علیه وسلم فی الروایة الاخری ما المسئول عنها باعلم من
السائل انه وجبرئیل علیهما السلام متساویان فی العلم بها ملا۲۱ یعنی پہلی
حدیث حضرت ابی ہریرہ کی اور ذکر کیا کہ بخاری نے روایت کیا ہے جسکو آیت مذکورہ
کی تفسیر میں اور بیان کیا اوس حدیث کو (یہانتک کہ کہا) اور فرمایا عنقریب بیان کرونگا
میں تجھے اشراط قیامت کو آخر حدیث تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول
شریف تک یعنی بیان پانچ (خزانوں غیب) کے کہ اون کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا
(جنکا ذکر اس آیت میں ہے) کہ بیشک اللہ ہی کے پاس ہے علم قیامت کا اور اتارتا
ہے مینہ کو اور جانتا ہے اونکو جو رحموں میں ہے آخر آیت تک الحدیث اور کہا روایت کیا ہے
اوسکو بخاری نے بھی کتاب الایمان میں اور مسلم نے چند طریقوں سے پھر ذکر کیا ہے کہ امام
احمد نے روایت کیا ابن عباس سے اور روان کیا اس حدیث کو یہانتک کہ عرض کیا انہوں نے
ابن عباس نے یا رسول اللہ بیان کیجیے مجھے کب ہوگی قیامت فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے پاکی ہے اللہ کو ان پانچ (خزانوں) غیب کے اللہ کے سوا کوئی نہیں
جانتا (جنکا ذکر اخیر تک میں ہے آیت) ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث
الحدیث کہتا ہوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول شریف کہ پاکی ہے اللہ کو
اون پانچ خزانوں کو غیب کے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور صحیح ہے اوس پر

غالیون مین جو گمان کرتا ہے کہ دوسری روایت مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
قول شریف کے کہ نہین ہے وہ جس سے پوچھا جاتا ہے کہ کب ہوگی قیامت زیادہ
جاننے والا (اس بارہ مین) سائل سے معنی یہ ہین کہ آنحضرت جبرئیل علیہما السلام برابر ہین
اوس کے جاننے مین ترجمہ تمام ہوا حافظ ابن کثیر کی تفسیر سے جو یہ مذکور بالا نقل کیا
ان آیات اور احادیث سے حصر کے ساتھ ثابت ہوگیا کہ ان پانچون خزانون کا غیب
کے علم اجمالی تفصیلی اللہ سبحانہ کے سوا کسی مخلوق کو نہین اور نہ ہوسکتا ہے اسلیئے
کہ یہ غیر متناہی ہین سب ملکر اور اسی حصر کی حدیث کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
تعالے عنہما سے پچاس مرتبہ سے زیادہ سنا ہے ایسا ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
کی اوس حدیث سے یہ حصر ثابت ہے جسکو امام بخاری نے آیت مذکورہ کی تفسیر مین
روایت کیا ہے اور اسی کے حصر کی اثبات کی دوسری حدیث کو امام بخاری نے کتاب
الایمان مین داخل کیا ہے جسکو امام مسلم نے چند طریقون سے روایت کیا ہے
جماعت صحابہ کرام سے جسکو امام احمد نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالے
عنہم سے روایت کیا ہے جسمین یہ بھی مذکور ہے کہ پاکی ہے اللہ کو (اس سے کہ کوئی مخلوق
بالاستیعاب غیب کے ان پانچون خزانون کے جاننے مین اوسکا شریک ہو)
ان پانچون کو بالاستیعاب اللہ کے سوا کوئی نہین جانتا جس سے معلوم ہوا کہ
اون مین سے بعض کی خبر ملنا ممکن بلکہ واقع اور ثابت ہے افسوس جس حصر پر ایمان
مطلوب اوس مین غیر اللہ کی شرکت سے اللہ کو پاکی بتلاتی ہین خود حضور آپ بھی
الشہوۃ قبل الدلالۃ کا حوالہ دیکر تو اون پانچ خزانون مین سے غیب کے کوئی چیز
بچی نہ چھوڑی تو ایسا دعوے کسی ایمان دار کو کب زیبا ہے اور جسکو حضرت
شیخ محقق دہلوی وغیرہ کے اقوال سے ثابت کیا ہے مدارج شریف مین اونکے
یہ فرمایا مفاتیح خزائن ارض الخ در دست او داد یعنی کلید ہاے خزائن غیب سپرد ساختی

بس سے روشن کہ اللہ نے اون پانچ خزانون کی غیب کی کنجیان اپنے ہی ہاتھہ مین رکھی ہین ۔
کسی مخلوق کو نہین دین وہی شیخ ترجمہ مشکوۃ مین فرماتے ہین چہ علم باحوال غیب بہ تفصیل جز
پروردگار تعالے را نباشد یعنی اس لئے اپنی ذات مقدس سے اوسکی نفی فرمائی کہ جیسی ہر ایک
چیز کے (اون) حالات کا (جو اوسپر گذرتے ہین) علم تفصیلا سواے اللہ کے کسیکو نہین
اور اپنے خیال کو خالص صفحہ ۴۹ مین نصوص الحرمین کی عبارت سے بچایا تھا جسکو اوسی عبارت کے
اخیر نے باطل کر دیا آپہی اوس کا ترجمہ یون کرتے ہین جو کچھ حال اوسپر آنے والا ہے اون
سب کی اس وقت اوسے خبر ہے وہ جو آئے گا اجمال کی تفصیل ہی ہوگا صفحہ ۴۹ اس عبارت نے
اجمال کی تجلی اور انکشاف کو اپنے آپ پر جو حالات گذرینگے ظاہر کر دیا جس سے معلوم ہوا کہ جو حالات
اوسپر گذرینگے اسوقت اونکا اجمالی طور پر انکشاف ہوا ہے آنے والے حالات جس اجمال کی
تفصیل ہونگے فصوص الحکم کی حکمت ششم مین فص یعقوبی کے ختم پر ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو حکم ہوا کہو مین نہین جانتا کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا کیا ہوتا ہے یعنی حجاب کی
تصریح کردو اور کشف سے اسی قدر مقصود ہوتا ہے کہ بعض اور خاص بلا اطلاع ہو جاتی تھے نہ کہ اسلئے
سوال اور پر دخل باریتعالی کی واقفیت کے کیونکہ یہ اللہ ہی کی شان ہے صفحہ ۱۲۳ از ترجمہ لکھنوی
تمام عرفا یہی کہتے چلے آئے ہین استیعاب کا از الا خاب تو تجلی ہی آفت ہے ۔ خالص کے
صفحہ ۴۹ مین ہے بزنبشا بوری مین زیر آیہ کریمہ وجئنا بک علی ھؤلاء شھیدا ۵
فرمایا ان ابی من وحیک صلی اللہ علیہ وسلم شاھدا علی جمیع الارواح الخ اس کا ترجمہ
آپ یہ کرتے ہین یہ جواب عزوجل نے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ تمہین
ان سب پر گواہ بناکر لائینگے ۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ حضور کی روح انور تمام جہان مین ہر ایک کی روح
ہر ایک کے نفس ہر ایک کے دل کا مشاہدہ فرماتی ہے (کوئی روح کوئی دل کوئی نفس اون کی
نظر کریم سے اوجہل نہین جب تو سب پر گواہ بناکر لائے جائینگے کہ شاہد کو مشاہدہ ضرور ہے)
اسلئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالے نے میری روح

کو پیدا کیا تو عالم میں جو کچھ ہوا حضور کے سامنے ہی ہوا استطرہ ۳ اہ انتہی ترجمہ میں تمام جہان میں یہ فقرہ اصل عبارت کے ترجمہ پر بڑھا ہوا ترجمہ کے گھڑ کی ساخت ہے ترجمہ ساخت اور اصل عبارت سے ملانے کی آسانی کے لئے جب پہلے دوسری لکیر کھینچدی ہے اور جس عبارت پر ترجمہ کی لکیر نہ کھینچی وہ بھی صحیح نہیں صحیح ترجمہ اسکی اصل عبارت کا یہ ہے اسلئے روح آپ کی گواہ ہے سب روحوں اور قلوب اور نفوس پر اسلئے آپ نے فرمایا سب سے پہلے اللہ نے میری روح کو پیدا کیا اس شہود روحی اور خبر کی حاضری سے غائب ہونے کی صورت میں نگران حال رہنے کا بیان آئندہ آتا ہے اس سے حضور کو حاضر ناظر ٹھہرانا جسکو حاشیہ پر لکھا ہے یہ تیرے دین کی نئی ساخت مشاہدہ کو غلط ہے اور یہ جو مومنین اول کے اندر کی اپنی بنائی ہوئی عبارت میں کہا کہ شاہد کو مشاہدہ ضرور ہے یہ غلط ہے گواہیاں معاینہ کی ہی نہیں ہوتیں تسامع کی گواہیاں مشہور چیزوں کی ہوتی ہیں جنکے بیان سے کتب فقہیہ بھری ہیں حد بندی شاہد کیا اور پھر بات پھیر دیا جو حضور معاینہ کو دیا اہل دفتر و دیوان کی گواہیاں متعلقہ دفتر صرف دفتر دکھا دینے سے ادا ہوجاتی ہیں جس تحریر کا اندراج ان سے گواہی لی جاتی ہے تحریر دکھا دینا اوس میں کافی ہوتی ہے جس شخص یا چیز کا حال اوسمیں مندرج ہے اسکے آنکھ سے دیکھنے کو اون سے نہیں پوچھا جاتا امت محمدیہ کو امم سابقہ پر گواہ بنا کر لانا بھی آیت قرآن میں منصوص ہے تو شاہد کو مشاہدہ ضروری کی بنا پر وہ بھی اس عالم میں ہر جگہ حاضر ناظر ہیں تمہیں سرپیٹنا پس سے تو الٹی ازار گلے کو لگیگی۔ پارہ سیقول کی اول آیت لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا کی تفسیر میں تفسیر مدارک التنزیل کے مرقوم ہے روی ان الامم یوم القیمۃ یجحدون تبلیغ الانبیاء فیطالب اللہ الانبیاء بالبینۃ علی انہم قد بلغوا وھو اعلم فیؤتی بامۃ محمد علیہ السلام فیشھدون فیقول الامم من این عرفتم فیقولون علمنا ذلک باخبار اللہ تعالی فی کتابہ الناطق علی لسان نبیہ الصادق فیؤتی بمحمد علیہ السلام فیسئل عن حال امتہ فیزکیہم ویشہد بعدالتہم

والشهادة قد تكون بلا مشاهدة كالشهادة بالتسامع في الاشياء المعروفة صفحہ ۹

جو حاشیہ خازن مطبوعہ مطبع میمنیہ مصر **ترجمہ** آیت کا یہ ہے کہ ہو جاؤ تم گواہ
لوگوں پر اور ہو جائے رسول تم پر گواہ اور ترجمہ اوسکی تفسیر کا یہ ہے مراد یہ ہے کہ امتیں دن قیامت کے
انکار کرینگی تبلیغ انبیاء کا پس مطالبہ کریگا اللہ انبیاء سے گواہوں کا اس امر پر کہ بیشک انبیاء
(علیہم الصلوۃ والسلام) نے پہنچادیا رسالت الہی کو اونکو اور حال یہ ہے کہ وہ اللہ خوب
جانتا ہے (اس تبلیغ کو) پس لائی جاویگی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تو گواہی دینگے وہ پس
کہینگی وہ امتیں کہاں سے جانا تمنے تو کہیں گے جانا ہمنے اسکو اللہ تعالی کے خبر دینے
کی وجہ سے اپنی اوس کتاب میں جو ناطق تھی اوس کے سچے نبی کی زبان پر تو بلائے جاوینگے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پس پوچھے جاوینگے وہ اپنی امت کے حال سے تو وہ اونکے تزکیہ اور
عدالت کی گواہی دینگے کبھی ہوتی ہے گواہی بغیر مشاہدہ کے جیسے گواہی ساتھ اپنی سماعت کے
مشہورہ چیزوں میں ترجمہ تمام ہوا مسلمانو اس سے ذہن کی قصر کی جہالت کو دیکھ لو یہ گواہی تو
تھی بغیر مشاہدہ کے اور یہاں گواہی معاینہ کے بلکہ گواہی کا معاینہ میں حصر کر دیا اور خازن میں
اسی تبلیغ کی گواہی کا ذکر کرکے فرمایا **وقیل ان امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہداء**
علی من ترک الحق من الناس اجمعین یعنی ایک ضعیف قول یہ ہے کہ امت محمدیہ گواہ
ہوگی اون لوگوں پر جنہوں نے ترک کیا (دین) حق کو سب لوگوں میں سے آگے امم سابقہ پر اون
نبیوں کی تبلیغ کی گواہی کا ذکر ہے پھر اون امتوں کا وہی سوال کہ تمنے اس کو کہاں سے جانا
تم تو ہمارے بعد آئے ہو اور امت محمدیہ کا وہی جواب کہ ہمنے اس کو رسول کی زبانی کتاب الہی سے
جانا وہی تسامع کی گواہی ہے نہ معاینہ کی اسکے سوا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت
خاص امت نوح علیہ السلام پر اسی تبلیغ کی گواہی کا ذکر ہے اور کفار کا وہی سوال اور امت
محمدیہ کا وہی جواب پھر کیا ترمذی کی روایت میں وسطا عدولا زیادہ ہے صفحہ ۹۱ تا ۹۲ خازن
کا دیکھ لو آیت مذکورہ کے ذیل ایسا ہی تفسیر مظہری میں بیان کرکے فرمایا وروی البخاری

والترمذی والنسائی عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم یجاء نوح علیہ السلام یوم القیمۃ فیقال لہ ھل بلغت
فیقول نعم یا رب فیسأل امتہ ھل بلغکم فیقولون ما جاءنا من نذیر
فیقال من شھودک فیقول محمد وامتہ قال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فیجاء بکم فتشھدون ثم قرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وکذلک
جعلناکم امۃ وسطا فتشھدون لہ بالابلاغ واشھد علیکم [illegible]

ترجمہ اور روایت کیا بخاری اور ترمذی اور نسائی (حدیث کے تین اماموں)
نے ابی سعید خدری رضی اللہ تعالے عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لائے
جائینگے نوح علیہ السلام دن قیامت کے کہا جائیگا ان سے کیا رسالت الٰہی کو پہنچا دیا تمنے
(اپنی امت کو) پس کہیں گے ہاں اے رب میرے پس پوچھا جائیگا انکی امت سے
کیا تبلیغ کی تمکو کہیں گے وہ نہیں آیا ہمارے پاس کوئی ڈر سنانے والا تو فرمایا جائیگا
کون گواہ ہیں تمہارے لئے نوح پس عرض کرینگے محمد اور امت انکی فرمایا محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے پس بلائے جاؤگے تم پس گواہی دوگے تم پھر پڑھا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے (بطور استشہاد اس آیت کو) وکذالک جعلناکم امۃ وسطا پس گواہی
دوگے تم واسطے انہیں نوح علیہ السلام کے رسالت الٰہی پہنچا دینے کی اور گواہی دونگا
میں تمپر (اسکے بعد امام احمد اور ترمذی اور نسائی کی حدیث نقل کی اوس میں نبیوں کے
لائے جانے کے بیان میں کسی نبی کے ساتھ ایک مرد کسی کے ساتھ دو مرد کسیکے ساتھ زیادہ
ذکر کئے اور اون نبیوں سے تبلیغ کے بارہ میں سوال اور اونکا یہ جواب کہ ہمنے تبلیغ کر دی۔
اور اونکی امتوں کا انکار اور پھر امت محمدیہ کو بلاتا اور اون کا تبلیغ انبیاء کی گواہی دینا پھر
اون سے کفار کا یہ سوال کہ تمنے اسکو کہاں سے جانا پھر اونکا یہ جواب جاءنا نبینا بکتابہ
فاخبرنا انھم قد بلغوا فصدقناہ یعنی لائے نبی ہمارے کتاب خبر دی

ہمکو کہ بیشک اون نبیون نے تبلیغ کردی پس تصدیق کی ہمنے اسکی فیقال صدقتم
پس گواہ بنا یگا سچ کہا تمنے اے امت محمد صلعم مدارک میں فکیف اذا جئنا من کل
امة بشہید وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا) کی تفسیر ان سے حال ہے
شاہدا علی من آمن بالایمان وعلی من کفر بالکفر وعلی من نافق
بالنفاق یعنی لاوینگے ہم تمکو اے محمد اس حالیکہ گواہی دینے والے ہوگئے تم ساتھ
ایمان کے اوسپر جو ایمان لایا اور ساتھ کفر کے اوسپر جو کافر ہوا اور ساتھ نفاق کے اوسپر
جو منافق ہوگیا ص ۳۰۲ و ۳۰۰ خازن میں اخیر جملہ کی تفسیر یون کی یعنی تشہد علی ہؤلاء
الذین سمعوا القرآن وخوطبوا بہ بما عملوا یعنی گواہی دوگے تم ان پر جنہون نے
سنا قرآن کو اور مخاطب کئے گئے ساتھ اوسی قرآن کے ساتھ اوس کے کہ عمل کیا انہون نے
اسکے دونون تفسیرون میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یعنی ہیچ روایت
یعنی ابن مسعود ہی کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سورہ نساء پڑھنے کا اور اس
آیت پر حضور کے رونے اور حسبنا فرمانے کا ذکر ہے اور خازن میں اس حدیث کو ختم کر کے
لکھا زاد مسلم شہیدا ما دمت فیھم او قال ما کنت فیھم شک احد،
دعا نہ یعنی امام مسلم کی روایت میں یہ زیادہ ہے کہ گواہ ہوں میں اونپر اوس وقت تک کہ رہا میں
اونمیں یا فرمایا کہ تھا میں اون میں یہ شک ہے اس حدیث کے راویون میں سے ایک راوی کا
اور یہ بات ٹھیک قید عیسی علیہ السلام کے بیان میں خود قرآن مجید میں موجود ہے اور اسی قید کے
ساتھ حضور کے بارہ میں تفسیر در منثور کی حدیث میں بھی ہے بدون شک راوی کے
اور پھر مطلب دونون کا ایک ہی ہے اے مسلمانو حضرات شیعیہ کی بابت انکار اور تو کچھ ایجاب
تو دیکھو حضور تو فرماتے ہیں کہ میں جب تک اون میں رہا اوسی وقت تک کا گواہ ہوں اور جب
تمنے مجھکو اوٹھا لیا تو اے اللہ تو ہی اون کا نگران حال ہے اور اگلے پچھلوں پر عام گواہی کی
تفسیر پر اوس گواہی کو معاینہ کی گواہی نہ ٹھیراوین بلکہ اللہ سبحانہ کے خبر دینے کی وجہ سے

قرآن مجید میں جسکو معانی معنی گواہی مراد ہی بتلاتے ہیں اور جناب خالص ابن حاشیہ پہ اسکی تصریح
یہ جتاتے ہیں کہ دیکھو رسول نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر ناظر ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت باطلہ کو
مارتے ہوئے اسکی نفی ہیں سند و ہیں کے ہیں جو جماعت کے آمین اور عقیدے سے اسلام میں برو سے
آسمان ہو گئے تفسیر نیشاپوری میں بھی ایسا ہی ہے مگر اون میں سے مفید مطلب سمجھکر وہ عبارت
کترلی ہے جسکو ہم خالص تجاہل سے اوپر نقل کر چکے ہیں حالانکہ وہ عبارت بھی مفید مدعا سے
ناقل نہیں اور جس میں آپ کو شاہد یعنی گواہ بتلایا ہے نہ حاضر ناظر چنانچہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے حُبُّكَ الشَّيءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ یعنی دوست رکھنا تیرا کسی چیز کو اندھا بہرا کر دیتا ہے
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت باوجودیکہ فرائض ایمانیہ سے ہے مگر اوس میں بھی اگر حد سے
بڑھ جاتے آپ کے لئے کوئی کرا خاصہ اور الوہیت کا ثابت کرنے لگے ایمان کہو کر کافر مشرک
ہو جاویگا نصاریٰ نے محبت عیسوی میں حد سے بڑھکر جہانتک نوبت پہونچائی ہے اوس سے
مسلمانوں کے کان نا آشنا نہیں معنوں کی بعض عیسوی میں آیا ہے — پھر حضرت عیسیٰ نے چاہا کہ
اپنے اور خدا کے درمیان میں کوئی فرق بیان کریں تاکہ معلوم ہو جاوے کہ عیسیٰ بندہ ہے کیونکہ
واقع میں بندہ ہیں۔ اور حق تعالیٰ تو آپ ہے کیونکہ وہی رب ہے تو سمجھا سکے اپنے نفس کے
بارہ میں اونہوں نے فرمایا کہ وہ شہید یعنی گواہ ہے اور حق تعالیٰ کے بارہ میں فرمایا کہ وہ رقیب ہے
صـ۱۹ لفظ گواہ اور رقیب جو فارق ہے نص قرآنی میں درمیان بندہ اور خدا ہونے کے اونکو
مشرقی شرقی زین کے غدر نے گواہ کو رقیب کے معنی میں پہنچا عبودیت کا الوہیت کا جامہ پہنا دیا۔
مائدہ کے اخیر کی تفسیر میں بیچ خازن کے ہے وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ
یعنی وکنت اشهد بما یفعلون واحضرهم ما دمت مقیما فیهم فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي
كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ یعنی الحفیظ علیہم المراقب لاعمالہم واحوالہم
والمرقب الحافظ الذی لا یغیب عنہ شیء منہ ترجمہ اور تھا میں
اونپر گواہ جب تک رہا بیچ اون میں یعنی گواہی دیتا اور حصر کرتا تھا میں اون کے فعلوں کی

جب تک مقیم رہا اونمین پس جبکہ اوٹھا لیا تو نے مجھکو تو ہی نگہبان رہا اونپر یعنی نگہبان اعمال اور نگران
اون کے اعمال اور احوال کا اور رقیب اوس نگہبان کو کہتے ہین جس سے کوئی چیز نہ چھپے (اور
نہ چھپ سکے) ترجمۂ آیت اور تفسیر کا تمام ہوا دیکھو معاینہ کی گواہی کو آیت اوسی وقت کے ساتھ
مقید کرتی ہے جب تک اون مین قیام فرمارہی شاہدان سے جدا ہونے کی حالت کے ساتھ
غائب ہونے کی حالت مین نو نصوص قرآنیہ سے گواہی کا ثبوت نہ تھا جنکی خبر اللہ سبحانہ ویکتا
نہ ہر چھپی کھلے کی نسبت اور خبر پانے بغیر عبودیت کا خاص شہادت معاینہ کے وقت معاینہ کی
گواہی کا اور غیر حاضری کی حالت مین سنی سنائی بات کی گواہی کا اور اللہ سبحانہ کا خاصہ
تو رقیب یعنی نگہبان نگران اعمال و احوال عاملین جس سے نہ کوئی عامل چھپ سکے اور
نہ حال اوسکا یہ فرق آیت کا سمجھا یا ہوا مفسرین سلف و خلف کا منقول ہوا ہمارے بہرا
لے کس ہٹ پھیری سے اوس خدائی خاصہ کو آپ کے لئے اوٹھا لیا اور غیر حاضری کی حالت مین
حاضر ناظر ٹھیرا لینے کے لئے کس اصل نصرانین کو اپنا لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے فدائیون فرمانبردارون دین اسلام کے حمایتیون کو وہابیت کا ...ہ کر آپ کی تعظیم
کا مٹانے والا گروہ بنایا مصنف رساہ وخاص الامن جیسی آیت یا حدیث کے الفاظ کی
معنی گری خلاف سلف وخلف کرگذرتے ہین جبکہ منہیات نا کل شی کی معنی گری ہمارے اہل سنت
کے خلاف بلکہ شیعہ وخوارج اور بعض معتزلہ سے بھی قدم بڑھا کر اون الزامونکا اپنے سر
کرلیا ہے جنسے یہ فرقے یہ کہکر بچ گئے تھے کہ ہماری مراد کل امور دین مسلہ دینیہ قرآن مین ہے نہ
امور دنیا کی... جیسا کہ تنقیح توضیح تلویح نورالانوار قمرالاقمار تقریرات احمدیہ وغیرہ سے
ہمارے شیخ نے دافع الریب مین نقل کردیا ہے ـ جناب نے کورا اپنا نرالی معنی گری کو معتقدین
کے دلو نمین جلانے کے لئے بڑی روک تمام چالاکی سے کام لیتے مین تاکہ ان بنا دونکو
دیکھکر چلتے ہونیکی ولولے ہو نیا دین نہ اوتر جانے سبب اہل سنت
والجماعۃ جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی سیرت ... اتباع کا مونہ ہین

اون سے بات چیت کرنے اونکی کتابین دیکھنے سے اونکو منع کرتے ہین الاس کا صفحہ ۵ کہولکر دیکہلو یہ لکہا ہے ہین اونکی طرف التفات ہی کیون کرین ایسو نکا علاج حضور نے فاموشی اور غیبت مین فراموشی سطر ۵۰۔ ایسی ہی حسن بن صباحیون سے یہ نرالا مذہب پاؤن چلا ہے رجوع بمطابق بس اگر بتحقیق قطب دائرہ وجود آپ ہی کے وجود سے موجودات عالم کے وجود دلکو ستفاد مانکر کل ارواح کو حضور کی روح سے پیدا ہوا جانکر سب مین حضور کے نور کا ظہور پہچانکر جیساکہ بعض متاخرین کا قول و نشئه کل الاشی نقل کیا ہو صاحب خالص کا اسپر دلالت کرتا ہے ہر چیز مین شہود نور محمدی کا مانا جاتے تو ایسا شہود مقام تفصیل تشخصی ترکیب عنصری مین شاہد اور مشہود کی باہمی جدائی اور غائب ہونے کی حالت مین فائدہ معاینہ کا اور حاضر ناظر ہونے کا ہین دیتا جیساکہ اسکو اوپر دلیل ثابت کر آئے ہین اس سے بعض متاخرین صوفیہ کی ٹھوکر کہائی ہوئی بہی یہ تاویل بعید سنبہال لے سکتی ہے کہ سب ایک نور کے اجزا ہین تو شہود اشتراکی ملحوظ فرما کر قطب کے لئے ممس سے شہود کو کہدیا ہوگا ایسا نہین تو نصوص حصر قرآنیہ قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ کا اونکو منکر کہنا پڑیگا

اور وہ جو خالص کے صفحہ ۱ مین شرح بردہ قاری سے عبارت نقل کرکے ترجمہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اقسام علوم کو حاوی ہے سطر ۲ بیشک آپ کا فرمایا ہوا جو وحی غیر متلو کہلاتا ہے بطور قواعد اور کلیات کے ایک ایسی اصل ہے کہ جتنے حوادث جنکا ظہور اگرچہ حضور کے زمانہ مین نہوا ہو اور بالخصوص اونکی بابت کچہہ نہ فرمایا ہو مگر وہی قواعد اور کلیات اون حوادث کے حکم کو کفایت کرجاتے ہین یہی حاوی ہونا ہے چونکہ وہ قواعد اور کلیات احکام جزئیات حوادث مستقبلہ کو اپنے نیچے چہپائے ہوئے تھے بوقت حدوث حوادث اونکا ظہور ہو جاتا ہے تبہی تو کتب فقہ مین مختصر سی حدیث کی شرح جدا جدا ابواب کے دفتر بہر گئے ہین اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ہی فرماتے ہین کہ مین جوامع الکلم دیا گیا ہون خود اسی شرح بردہ قاری مین علومہ تتنوع الی الکلیات والجزئیات معروض کمترین کا موید ہے یعنی علوم آپ کے نوع بہ نوع بہانت بہانت

ہوکر پہیلے ہین جو منتہ کلیات اور جزئیات کے کیس شجاع مع المتکلم یتوی جو بطور قواعد ایک اصل دینی ہن
اونسے کلیات کے ہمسند ہو لینے جزئیات کی تہرین جاری کرنا مجتہدون کا اس تخریج کے مصداق
ہین اگر اس سے اشباہ عالم کا علم اجمالی تفصیلی مراد لیتے تو ہی قاری شرح فقہ اکبر میں یہ نہ فرماتے کہ جانو
تم بیشک انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اشیاء (عالم) مین سے چہپی ہوئی چیزونکو نہین جانتے
ہین جو انکو کبہی کبہی بتلا دیا اللہ نے بس جو معتقد ہو اس بات کا کہ وہ جانتے ہین غیب کو تو وہ بیشک
کافر ہو گیا اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معارضہ کی وجہ سے کہہ دو نہین جانتا کوئی ارضی وسماوی
(زمینی) غیب کو سوائے اللہ کے جیسا کہ امام ابن الہمام کے مسایرہ مین ہے اور فاضل نے صفحہ ۱۱۵ مین
مین جو نقل کیا کہ امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی دو کتابون مین علم حروف کی روش پر تمام
دنیا تک کے وقایع بطور رموز ذکر فرمائے ہین جن سے اون کی اولاد مین سے آئمہ مشہورین
احکام نکالا کرتے تھے۔ امام علی رضا کو جب مامون رشید نے اپنے بعد ولی عہد کیا تو فرمایا کہ
یہ کام پورا نہوگا سو ایسا ہی ہوا کہ امام رضی اللہ عنہ نے مامون رشید کی زندگی ہی مین شہادت
پائی یہ صفحہ تک کا خلاصہ بطور التقاط ہے۔ شاہان مصر کے احوال کی حرف رمزی مین
اشارہ کرنا جو ترجمہ میں مذکور ہو وہ اور یہ رمز کہ یہ کام پورا نہوگا یہ وقایع کے علم تفصیلی پر دلالت
نہین کرتے اسلیئے کہ کام پورا ہونے کی وجہ اس مین مجہول تھی اور دجوہ امتناع اتمام بہت ہین
از انجملہ یہی احتمال تھا کہ شاید اس کام کو ارکان دولت یا ولیعہدی کے استحقاق کے مدعی
نہ پورا ہونے دین حرف کی رمز پہچان کر اون سے لگاوٹ لگا تا اس سے کسی امر کو بطور اجمال
بلا تفصیل تاڑ جانا علم غیب نہین ہو سکتا ایسے لگاوٹ انکل پچو احکام نجومی بہی نکال لیتے
ہین تو کیا یہ بہی عالم الغیب کہلانے کے خالص الاعتقاد والے ہین دوسرا یہ بات نقل نہین کہین
بعض آئمہ اہلبیت کی کہ یہ علم ہمارے گہر اور بعض پنڈت اہل ہند کے گہر کے سوا اور کسیکے
گہر نہین ہوس سے تاکہ یہ بہید نہ کہلجائے کہ وہ علم بہی علم نجوم یا اوسکی مثل کوئی دوسرا علم
تہا جسکی کالت ملیشہ منجمون کی پوتہیون مین ہوتی رہتی ہے۔ امام طحطاوی حاشیہ درمختار مین

کہتے ہیں ھو (اے الرمل) علم بضروب اشکال من الخطوط والنقط بقواعد
معلومۃ تخرج حروفا تجمع وتخرج جملۃ دالۃ علی عواقب الامور وقد علمت
انہ حرام قطعا واصلہ لادریس علیہ السلام انتہی ابن حجر مکی کے فتاوے میں ہے
ان تعلمہ وتعلیمہ حرام شدید التحریم لما فیہ من ایہام العوام ان فاعلہ
یشارک اللہ فی غیبہ انتہی من مجموعہ فتاوی جلد ۲ صفحہ ۲۹۵ خطوط اور نقاط کی شکلوں کی
ضروب سے قواعد معلومہ سنبہال اونسے حروف نکال حرفونسے عواقب امور پر دلالت کرنیوالے
جملے نکال اونسے آیندہ حوادث کا پہچاننا جسکی اصل ادریس علیہ السلام سے آج وہ شریعت
محمدیہ مین قطعی حرام جسکے شدید التحریم ہونے کی علت وہی امام ابن حجر یہ بتلاتے ہین (اسمین
عوام کو وہم دلاتا ہے اس امر کا کہ اس علم کا فاعل باہم شریک ہے اللہ کا اللہ کی غیب دانی مین)
جنکی نقل عبارات و مدح سرائی مین الامن اور انبا اور ملح اور خالص وغیرہ اس مذہب کی
بانی کی کتابین بہری پڑی ہین امام موصوف عوام کے ایہام علم غیب کی وجہ سے جس علم کو سخت
حرام فرماتے تھے وہ ایہام یقینی علم غیب بنگیا اون خواص مین جو اس مذہب جدید کے بانی
اور ارکان ہین وہ ایسے جاہلون کو جو علم غیب نہین علم غیب کے اثبات مین استدلال مین پیش کر رہے ہین
اور قہر قہار سے خوف ندارد۔ کشف کے وقت اولیا اللہ کا دل لوح محفوظ بنجاتا ہے اور اوس
بہت سے عواقب امور کہلے ہین تو یہ کشف اوٹہہ جانے کے وقتون مین عواقب امور کہول لینے
کی کبھی نہین بنجاتا۔ کلام شیخ وکلام امام غزالی سے سمجہا دیا گیا کہ کشف اور وحی فعل باری ہے
نہ فعل عبد پس جو بندہ کا فعل ہی نہین اوسمین بندہ کا اختیار کیسا ایسے ہی روحانی سننا دیکہنا اور
جسمانی سننا دیکہنا اور شیخ ترجمہ مشکوۃ فارسی مین ذیل حدیث لیلۃ التعریس فرماتے ہین
جسکا خلاصہ یہ ہے کہ حدیث مذکور مین یہ ذکر ہے کہ آپ مع اصحاب رات بہر چلے پچہلے پہر اوتر کر
خواب و استراحت فرمائی۔ حضرت بلال کو پہرے پر بٹہایا تاکہ وقت نماز فجر وہ جگا دین بلال
بہی سو گئے یہانتک کہ سورج نکل آیا آپ جاگے چلکر نماز قضا دن چڑہے پڑہی اس پر دو اعتراض پڑتے ہین

ایک یہ کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ دل جاگتا ہے اور آنکھ میری سوتی ہے پس باوجود بیداری دل
سورج کے طلوع ہونے کا مشاہدہ کیوں نہوا دوسرے یہ کہ وحی اور کشف سے کیوں نہ دریافت کر لیا
شیخ جواب دیتے ہیں کہ آفتاب کے طلوع غروب کا دیکھنا یہ کام ہے جسمانی آنکھ کا نہ قلبی روحانی آنکھ کا
اور کشف اور وحی کرنا یہ کام ہے اللہ کا اگر اس امر خاص میں آپ پر وحی نہ بھیجی اور کشف نہ کیا تو آپ کی کیا
روحانی سننے دیکھنے کو جسمانی سننے دیکھنے میں پیروں کی روحوں کو حاضر ناظر ٹھہرانے کے لیے
چل دینا اور فقہا کی تصریحات سے آنکھ بند کر لینا جس فساد اعتقادی کا مورث اور تضییع اوقات
کے لشکر کا بلانے والا ہے اہل بصیرت سے پوشیدہ نہیں۔ مگر کیا کیجئے یہ نیا دین وہابیت کی
ہجو دیجو کی تیغ کی آڑ میں ایسے ہی داؤ گھات سے چلا ہے اور ابھی تو اس مذہب کے حسن کی قباحتیں
اور بہت ہیں۔ ہمارے شیخ کی کتاب المواعظ کے چند حصے جنکے بیان سے بھرے ہوئے ہیں اس
مذہب کی بعض غلطیاں یہ ہیں و نزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیء سے جب مع اعراض
اشیاء عالم کے ذرہ ذرہ کا بیان روشن مفصل قرآن میں ہونا بنایا تھا تو دو سوقات سے اب تک اس
مدعی نے نہ اپنے دعوے کی تائید میں کوئی قوی یا ضعیف قول کسی مفسر کا صحابہ و تابعین سلف
و خلف سے پیش کیا اور نہ ہر چہار مذاہب اہل سنت سے کسی کتاب عقائد کی عبارت پیش کی
اور ایسے ہی مفاتیح الغیب خمس جنکے جاننے کا حصر اللہ وحدہ کے لیے آیات اور احادیث میں
منصوص ہے ان پانچ کا علم محیط مخلوقات خدا کو ماننے میں نہ قول صحابہ تک ہی پیش کیا اور
نہ کوئی عبارت کسی مذہب کی کتاب عقائد سے پیش کی۔ بلکہ سب زبانی اترانی میں کہا تو یہ کہا

کہ خامہ برق بار رہنما خرمن سوزی تحدیات میں سب نرالا رنگ نکالتا ہے۔ اور جب بہت سے
سوالات پیش کیے گئے کہ جب قرآن ہر شے کا بیان روشن ہے اور ہر شئی کی تسرد جہ کا مفصل اور
شے ہر موجود کو کہتے ہیں تو فرشتوں اور نبیوں رسولوں کی سوانحمریاں روشن بیانی کے ساتھ
مفصل قرآن مجید میں دکھائیے اور انکے ناموں کی تفصیل ہی دکھائیے۔ دنیا کے ہر کھیت کے پیدا وار
کی جنس نوع واندانہ کی گنتی ریت کے ذروں کی گنتی انبیا و تفاصیل شعر سحر کہانت کے

علوم اور اس عالم کے ماکان و مایکون کا بیان اور بیان بھی کیسا روشن اور روشن بھی
کس درجہ کا مفصل قرآن کریم میں دکھا کر اپنے دعوے پتا مرتد ہو جاتے ہے ۔ مگر محض لفاظی
کی بناوٹ اور سجاوٹ میں یہ دم کہاں جو یہ جواب عنایت فرمائیں کہ فرشتوں اور نبیوں کی سورتیں مختصر بیان
یا ان کی تفصیل روشن بیان کے ساتھ فلان فلان آیات میں ہے اور ہر کھیت کے پیداوار کی
جنس نوع دانہ دانہ کی گنتی ریت کے ذروں کی گنتی جمیع ابواب و تفاصیل شعر سحر کہانت کے
علوم جو فنون اور اس عالم کے ماکان و مایکون کے بیان روشن مفصل فلان فلان آیات میں ہیں
اور یہ بیانات آیتوں میں ہیں ہی کہاں اور نہ اسکے بیان کی قرآن کریم میں ضرورت حتی کہ لوح محفوظ
میں بھی ماکان مایکون کی غیر متناہی کائنات کل بطور استیعاب مندرج نہیں بلکہ شعر سحر کہانت
سے تو قرآن و صاحب قرآن کی تنزیہ آیات قرآنی ہی بیان فرما رہی ہیں ایسے ہی اللہ کے لشکروں
دیتو کی نسبت ارشاد ہے پس جسکے اجمالی بیان تک کی نفی قرآن سے قرآن ہی بیان کر رہا
ہو اون کا تفصیلی روشن بیان قرآن میں اب کیسے ہو سکتا ہے دعوے کرنے کی وجہ یہ ہے کہ
ہیں اس مدعی نے اون دو دانا بینی کو بھی ملحوظ رکھا جو شیعہ اور خوارج اور بعض معتزلہ نے ملحوظ رکھی
تھی بموجب مقابلہ نزول قرآن ہی سے۔ ان مدعی صاحب نے جب تبیانا لکل شیء وغیرہ کی
متعلق کر رکھی ہیں اہل سنت از صحابہ تا ایندم سب کو چھوڑ دیا بلکہ ہر سہ فرقے مذکورہ بالا سے بھی بالا دعوے
کر کے ان کی الزاموں اعتراضات کو سر لیا تو دور کی سوجھی کہ کہیں مذہب اہل سنت کے خلاف
بلکہ آپ کے اسلامی فرقوں کے خلاف ہنود و مجوس اور نصاریٰ کے موافق جو ہمارے عقائد و
اعمال اختراعی ہیں اون سے مطلع ہو کر اہل سنت سے مانوس عوام لوگ بدک نہ جائیں اسکی
روک تھام کے لئے لفظ اہل سنت والجماعت کو بردہ بنا کر اپنے اوپر ایسا کسا کہ اوتر نہ جائے
ہر سطح پر دیکھو تو یہی لکھا ہوا ہے مطبع اہل سنت والجماعۃ۔ بات بات میں یہی کہتے ہم
اہل سنت والجماعۃ ہیں۔ حالانکہ انکی صورت عملی و اعتقادی سے۔ لفظ پناہ مانگتا ہے سدا

بڑی شان رکھتا ہے یہ لفظ پاک ✤ بنادے گیا ہے یزدان پاک

سبھے اہل سنت والجماعت جو مومنہ ہین عملیات و اعتقادیات مین جماعت صحابہ کرام و تابعین
و آئمہ مجتہدین کے اتباع کا طریقہ مسلوک فی الدین ہے وہ شیعہ نہین سکتے اور نہ اونکو بلا ضرورت
اپنے منہ میان مٹھو بننے کی ضرورت اور جعلی اصول بنانے ہین سکتے آخر دعوٰنا ان الحمد
للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا محمد و علیٰ آلہ
وصحبہ جمیع الانبیاء والمرسلین فقط

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۵ سطر ایک **قولہ** یہ پہلے طبقہ مین نہ تھا طبقہ تو
بہت پیچھے ہے خلافت شیخین کے بعد کی روایت حدیث کا حال مین وجہ ایک شرح وہی رکھتا ہے
جسکو بذیل مضمون حنفیت اور اسلام القاسم میرزا صاحب اجین علامہ نقش احمد صاحب سلمہ
بہاری نے کیفر پیچ کیا ہے ۔ اسلام کے لئے جو امر زیادہ خطرناک ثابت ہوا وہ یہ کہ ان بدیانت
مفسدہ پرواز ون نے جو تقدس اور صداقت کے لباس مین پہیے ہوئے تھے گڑھی ہوئی حدیثون
کا روایت کرنا اور صحابہ ان اور ان کا شائع کرنا شروع کیا ۔ دہریہ ایکس کا سبھی امتیاز کے
روایت حدیث کی سند پر نا صحابہ نا محقق ہو کر اس کا مالک بن گیا ۔ یہ نتیجہ ہوئی کہ شیخین کے
بعد لوگون نے کثرت سے حدیثون کی روایت شروع کی اور اس کا نتیجہ جعلی حدیثون کا ہی
ایک بہت بڑا ذخیرہ ایمان فروشون کی عنایت سے جمع ہو گیا بخلاف عہد شیخین کے اوسمین
لوگون نے بہت کم روایت کی اور خود شیخین نے بھی اس   اسقدر احتیاط کی کہ بجز
چند حدیثون کے انہون نے بھی کوئی روایت نہین کی اسلیئے جو روایتین شیخین کے عہد خلافت
مین کی گئین وہ نہایت معتبر اور قابل وثوق ہین ۔ اسی طرح جو مسائل اور فتاوے شیخین کے
عہد خلافت مین مرتب ہوئے او ہی ان حدیثون سے زیادہ قابل وثوق ہین جو ان کے
بعد گھڑی گئی ہین (ناقل کہتا ہے) جبکہ پہلی صحیح حدیثون سے وہ مسائل اور فتاوے زیادہ قابل
وثوق ہین جو شیخین کے عہد خلافت مین مرتب ہوتے تو چوتھے طبقہ کی وہ روایت جہلا

قبروں پر سال کے سر پہ پہنچنے کی جو صحیح مرفوع متصل الاسناد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زبان سے فرمائی ہوئی عہد خلافت شیخین میں مرجانی ہوئی کے معارض جسپر وہ اعتراض ہیب رہا ہے جسکو تحریر و شرح تحریر سے نقل کر چکا ہوں کیسے قابل عمل و اصغا ہو سکتی ہے } حضرت امیر معاویہ نے جب دیکھا کہ ملک میں حدیث ڈھالنے کی مشین قایم ہوگئی ہے اور بہت سے کارخانہ داروں نے اُس کا ٹھیکہ لے لیا ہے تو اس سے مجبوراً ان کو مجمع عام میں یہ اعلان کرنا پڑا۔

عَلَيْكُمْ مِنَ الْاَحَادِيْثِ مَا كَانَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ (مسلم) مسلمانو اُن حدیثوں پر عمل کرو جو حضرت فاروق اعظم کے عہد خلافت میں روایت کی گئی ہیں اون کے بعد کی روایت کا اعتبار نہیں۔

اسیطرح حضرت عبداللہ بن مسعود نے جب دیکھا کہ ان جعلی حدیثوں کی وجہ سے مسائل میں بہت اختلاف ہو گیا اور لوگوں نے مختلف فتوے دینے شروع کر دئے تو آپ نے مسلمانوں کے اس اختلاف مٹانے اور مذہب کی حفاظت کے لئے یہ زریں اصول بنایا من کان مستنا فلیستن بمن قد مات { ان شخصوں کے فتوؤں پر عمل کرو جو وفات پا چکے } اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کا انتقال حضرت عثمان رض کے قبل ہوا ہے اسلئے من قد مات سے خلافت شیخین کے فتاووں کی طرف اشارہ ہے اور پھر اپنی اس اصل پر خود بھی اس اہتمام سے عمل کیا اور یوں فرمایا۔ لو سلک الناس وادیاً و سلک عمر شعباً لسلکت شعب عمر۔ حضرت عمر کے فتوؤں سے خواہ تمام ملک اختلاف کرے مگر میں انہیں کے فتوؤں پر عمل کرونگا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود صحابی باوجودیکہ کبار فقہا اور صحابہ میں فضل و کمال میں ممتاز اور مجتہد تھے مگر انہوں نے خود کو اس تقلید شخصی سے بے نیاز نہ پایا جیسا کہ علامہ ابن قیم اعلام الموقعین میں لکھتے ہیں)۔

وکان یترک مذھبہ وقولہ بقول عمرؓ وکان لا یکاد یخالفہ فی شیٔ من مذاہبہ ویرجع الی قولہ من قولہ	حضرت فاروق اعظم کی تقلید شخصی کے ملتزم الامۃ حضرت عبد اللہ بن مسعود اسقدر ملتزم تھے کہ اونکے مذہب اور قول کے مقابلہ میں اپنے

مذہب اور قول کو چھوڑ دیتے اور حضرت عمر کے مذہب سے کسی چیز میں مخالفت کرنے کے قریب نہ پہنچتے (اور فتوے دینے میں اگر اپنا قول اونکے قول کے خلاف ہوتا) تو اپنا قول چھوڑ کر اُنہیں فاروق اعظم کے قول کی طرف رجوع فرماتے۔

(اور یہ التزام اور انتظام کیوں ہوا اسلئے کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک عہد میں تو اسلامی دائرہ کا مرکز اور مسلمانوں کا محور سرور کائنات کی مقدس ذات تھی اور آپ نے اپنے بعد کے لئے مسلمانوں کو یہ حکم دیا

اِنِّی لَا اَدْرِیْ مَا بَقَائِیْ فِیْکُمْ فَاقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ	مجھے معلوم نہیں کہ کب تک تم میں رہوں میرے بعد تم ابی بکر اور عمر کی پیروی کرنا اور اپنے بعد امت کیلئے

دو چیزیں چھوڑیں - چنانچہ آپ فرماتے ہیں - تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ مَا تَمَسَّکْتُمْ بِہِمَا کِتَابَ اللّٰہِ وَسُنَّتِیْ (مقدمہ ابن خلدون ص) میں تمکو دو چیزیں دیئے جاتا ہوں جب تک انکو تھامے رہوگے گمراہ نہ ہوگے قرآن اور میرا طریقہ جو کہ مسلمانوں کا دستور العمل ہیں۔ پھر باوجود اسکے کہ قرآن عربی میں تھا اور صحابہ اُسکے سمجھنے سے عاجز نہ تھے اور اسی طرح آنحضرت کے افعال اور اقوال (اور تقریر) سے بھی صحابہ واقف تھے۔ مگر آپ نے پھر بھی تمام صحابہ کو یہ حکم دیا کہ میرے بعد ابوبکر اور عمر انہیں دو کی پیروی کرنا اور انکی پیروی کرنے اور انکی بات ماننے کے حکم سے کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا (کہ فلاں کو انکی پیروی کی ضرورت نہیں) اور آزاد صحابہ کو یہ آزادی نہیں دی گئی کہ جو کچھ وہ قرآن اور سنت سے سمجھیں اوس پر عمل کریں اور یہی وہ امر ہے جو زیادہ توجہ کے لائق ہو اور تقلید شخصی کے لئے نہایت مضبوط بنا ہے کیونکہ تقلید اسی کا نام ہے کہ کسی کو معتبر دینا و ضابطہ سمجھکر اُن مسائل

اور احکام میں جو وہ خدا اور اوسکے رسول کی طرف سے بیان کرے اُنمیں اُسکی تصدیق کرے
اور یہ باور کرے کہ جو کچھ یہ کہتا ہے وہ خدا اور اوس کے رسول کا حکم ہے نہ اوس کا ذاتی حکم
جیسا کہ آجکل مقلدین پر الزام دیا جاتا اور بہتان لگایا جاتا ہے کہ وہ امام ابو حنیفہ یا امام شافعی
کے احکام کو مانتے ہیں نہ خدا و رسول کے اور یہ امام اپنی طرف سے کہتے ہیں حالانکہ مقلدین
اور اماموں کی شان اس سے بری ہے۔ اس تقلید شخصی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا یہ حکم محض اسلئے تھا کہ مسلمانوں سے اس اتفاق اور اتحاد کی عمارت متزلزل نہ ہونے
پاوے ورنہ اگر مسلمانوں کو یہ اختیار دیا جاتا کہ وہ کتاب و سنت سے جو کچھ اپنی رائے سے
سمجھیں اسی پر عمل کریں اور اس میں کسی کی تقلید نہ کریں تو پھر اختلاف کا ہونا لازمی ہے کیونکہ
سمجھ کا اختلاف اور اوس سے مذہب کا اختلاف انسانی سرشت کا خاصہ لازمہ ہے اور
پھر عام خاص ایک جم غفیر کی مختلف رایوں سے ان گنت مذہبوں کے پیدا ہونے کی
نوبت پہنچنا جسکا نتیجہ جس سے اتفاق اور اتحاد کی جو مقصود اعظم تھا خرابی ظاہر کی)
سرور کائنات کے مقدس عہد کے بعد حضرت صدیق اکبر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے اس اصول اتحاد کی پابندی کی اور اسے اپنی حکومت کا ایک قانون قرار دیکر تقلید
شخصی کو (خلیفہ کی) ضروری قرار دیا (ازالۃ الخفا مقصد دوم ص۱۳۲) اور اس کے متعلق
دفعات ذیل مقرر فرمائیں (۱) کوئی شخص بجز اُسکے جسکو خلیفہ مقرر کرے حدیث کی روایت
کا مجاز نہیں (۲) فتوےٰ وہی شخص دیگا جسکو خلیفہ اجازت دے اوس کے سوا
کسی عالم کو اسکا مجاز نہوگا کہ وہ فتوے دے (۳) اُن واعظین کے سوا جن کو
حکومت نے مقرر کیا ہے کسی دوسرے کو وعظ کہنے کا مجاز نہیں (۴) خلیفہ کے فتوے
کے سوا کسیکے فتوے پر عمل نہ کیا جاتے۔ حضرت صدیق اکبر کے بعد حضرت فاروق
اعظم نے بھی اس قانون کے دفعات مذکورہ ضروری قرار دیا جیسا کہ حضرت شاہ
ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مقصد دوم میں لکھتے ہیں لہذا درین عصر خلاف مذاہب

وسنت آراد اقع نشد بہر یک مذہب وہر یک راسے مجتمع وآن مذہب خلیفہ ورائے مجتمع وآن مذہب خلیفہ ورائے او بود در روایت حدیث و فتوی و قضا و مواعظ معقود بود در خلیفہ یا کسیکہ نائب خلیفہ باشد یا مراد مسلمانون کو یہ بھی معلوم ہے کہ اُن دونون خلافتون مین کثرت سے وہ مقدس اصحاب تھے جنکی آنکھونکو سرورکائنات کے افعال دیکھنے اورکانون کو اقوال کے سننے کی عزت حاصل تھی جنکے دل آفتاب نبوت کے انوار سے منور ہوکر اسلامی آبادی کے لئے بدر کامل ہوکر چمکے جنکو خود سرورکائنات اور ہادی حقیقی نے مشعل راہ قرار دیکر دنیا کے لئے اسوۂ حسنہ ٹھیرایا جنکو کسی زبردست سے زبردست کی سطوت وجبروت صراط مستقیم سے ایک انچ بھی نہین ہٹا سکی اور نہ کسی اژدہ دہا کی چمکدار تلوار کی تیز دھار انکی زبان کو سچائی سے روک سکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مقابلہ مین وہ کسیکی بھی پرواہ نہین کرسکتے تھے لیکن حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم کے اس حکم (تقلید شخصی) کی سب نے تعمیل کی اسطرحسے تمام شہرون کا اسپر اجماع ہوگیا صحابہ کا یہ اجماع اور شیخین کا یہ حکم ہر مسلمان کو یقین دلاتا ہے کہ تقلید شخصی اسلام کا عظیم الشان اصول ہے جسکے لئے اہل اسلام اللہ اور رسول کی طرف سے مامور ہین نہی لفظاً ومعنیً مع تقدیم وتاخیر ناقل عرض پرداز ہی کہ مذکورہ بالا حدیث ترمذی وحدیث مقدمہ ابن خلدون وحدیث مسلم کی اجتماعی شان بزبان حال یہ بیان کر رہی کہ کتاب وسنت کے ساتھ تمسک کرنے مین بھی پیروی کرنا اُن دو لوگون کا بعد حضرت کے انپر اور سپر اُنکی طلب پاس انکی علم اور فتو وغیرہ ذخیرہ ہی ضرورت ہے پس خود رائے سے قرآن وحدیث کے معنی لگانا اُنکے ممنوع ہوا ناظرین کرام حصہ ہذا سے پوشیدہ نہ ہوگا کہ یہ امر کا بعض ہے اور انکی ... ہی کی حدیث کفا تیکہ نبوت آخرت لہ ... فیہ ما رب ... سبب صرف یہی اظہار کہ یہ استدلال انکا سند ... حبس امر کو مخصوص بہ نبوت جانکر ... فی الدین بعض نے ٹھیرایا اسکو

[illegible]

دعا سے برکت کرنا فعل نبوی ہونے کی وجہ سے قابل اتباع ہو تو اس دعا سے برکت سے پہلا
نفل منہ سے ہوتے آتے اور گوشت کی مانند ہو جاتے اپنے دہن مبارک کا لعاب ڈالتا ہے
تو تم بھی کہانے پہ تھوک کر دعا پڑھو تا کہ ایسا ہو پادری صاحب نے جھنکنے کے کچھ دہن بہا اس کو
زیادہ بسط کے ساتھ اسی حصہ میں لکھا ہے {صفحہ ۹۰ کی سطر ۱۰ کے ختم کا ضمیمہ پڑھو} منجملہ کتب اپوکریفا
کی کتاب بن سیرخ اور حکمت مطبوعہ کرسچن نالج سوسائٹی انارکلی لاہور سنہ ۱۹۰۱ء پر جو تمہید پادری
کیمپن ایچ ۔ ایل ۔ وایٹ ۔ بجرنٹ صاحب بی ۔ اے ۔ ایچ ۔ ڈی ۔ ڈی ۔ ڈی ۔ نے اپنی طرف سے لگائی ہے
اس میں یوں ہے کہ کلیسا میں اپوکریفا کی وقعت کلیسائے انگلستان کے سائل میں کے چھٹے مسئلہ میں
عہد نامہ عتیق[1] کی مسلم کتابوں کی فہرست کے بعد یوں آیا ہے ۔ دوسری کتابوں کو چال چلن کے
نیک نمونے اور اخلاق کی درستی کے لئے کلیسا پڑھتی ہے ۔ مگر عقائد کے ثبوت کے لئے ان سے
سند نہیں لیتی "

یہ وہ کتابیں ہیں جو اپوکریفا (مخفی یعنی کتاب الاسرار) کے نام سے مشہور ہیں اب یہ سوال آتا ہے
کہ یہ نام کسطرح پڑ گیا اور اگر یہ کتابیں بائبل کے ساتھ کس قدر بحث میں تھا و نکا مطالعہ اور تعارف
کہاں تک مسیحیوں کے لئے مفید اور ضروری ہے وہ ناظرین کو یہ معلوم ہی ہے کہ کتب اپوکریفا کے
ہر وجہ بائبل میں پائی نہیں جاتیں رومن کیتھولک کلیسا اور چند دیگر فرقوں کے ہاں وہ بائبل کا جزو
سمجھی جاتی ہیں (الی قولہ) اس صفحہ ۱ صفحہ (ترجمہ توریت) اور اپوکریفا میں ایک خاص تعلق
ہے وہ یہ ناقل کہتا ہے پہلا جو کتابیں آئیں عیسائی فرقوں کے اعتقاد میں الہامی بائبل
کا میں حصہ پائی گئی ہوں اور نہ مانتے والا فرقہ ہی اونکو چال چلن اور تہذیب اخلاق (دیکھو
صبر حلم وغیرہ) میں مفید اور واجب الادب ... وہ عقائد میں صرف اس جرم کا وجہ سے
نہ لی جاتی کہ ان میں مانے کے مسائل کا بیان ہے اللہ وحدہ لا شریک لہ کو خیر و شر نیک و بد
دونوں کا خالق بتلایا ہے اور جبر و اختیار وغیرہ مسائل تقدیر میں جو شبہات پیدا ہوتے ہیں

[1] انجیل سے پہلی کتب انبیا کو عہد نامہ عتیق کہتے ہیں ۱۲ منہ

انہیں جو اوٹھایا ہے جیسا جو مسئلہ اللہ سبحانہ کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کے آثار دکھانے میں
آفتاب نیمروز کا کام دے اوسمیں عقل ناقص کے شکوک و شبہات بے بنیاد دیکھکر اُن کتابوں کو
خاص اسی مرض میں چھوڑا جاوے - اور بجنسہ توریت کو جسمیں مترجموں کے باطل خیالات کا خمیر ملکر
عقل کے ساتھ ہم ذات ہو گیا ہے نہ چھوڑا جاوے بلکہ اوس میں اللہ سبحانہ کی مقدس ذات سے
علم جیسے کمال کی نفی کرنے میں خبیث فلاسفروں کے قول کا نقشہ بایں طور اوتارا ہوا ہے لیا جاوے
کہ جب اللہ تعالی شانہ آدم کو پیدا کرکے پچھتایا یا قوم نوح کو ڈبا کر دلگیر ہوا - آسمان و زمین کو پیدا فرما کر
عرش پر آرام فرما ہوا - اور مثل اسکے اُسے چھوڑا جاوے مسئلہ تقدیر کے بیان کرنے سے زبور کو
چھوڑا جاتا ہے پولس مقدس کے خط کو چھوڑتے جاتے ہیں پطرس کے پہلے خط عام کو چھوڑا جاوے اور
چھوڑا جاتا ہے ور وہ بھی ایک جزوی [illegible] ہیں توکسکو اوس کا دوسرا توریت سے ایک خاص تعلق
بھی آپ ہی بتلاتے جاتے ہیں - کشتی کو پیدا کرکے پچھتانا پر مشہور کا جو برادران وطن کے
دہرم شاستروں میں درشن دکھا رہا ہے وہ بھی انہیں فلاسفہ کی دہسک کا دھواں ہے جو یک گتو
کہ خدا کو علم آیت یا جزئیات کا علم نہیں تو انکی جان میں جو خلاف حکمت کام ہو جانے پر آپ
ہی پچھتا اور دلگیر ہونا پڑے گا -

باوجودیکہ موصوف نے صنعت الہی کی تعریف اور جبر و اختیار کی بحث اور خیر و شر نیکی بدی کے
مخلوق الہی ہونے کے حوالے کتاب ایوب سیرخ اور حکمت سے یوں دئے ہیں باب ۳۹
کی آیت ۱۲ سے باب ۴۲ کی آیت ۱۴ تک صنع الہی کی تعریف ہے اور خیر و شر کی بابت خیالات
میں صد ۱۲ باب ۱۵ کی آیت ۱۱ سے ۲۰ تک جبر و اختیار کی بحث ہے ماحصل یہ کہ خدا ہمہ دان
اور قادر مطلق اور ناقابل مزاحمت ہے باب ۱۰ ورس ۳ تا ۷ باب ۲۴ ورس ۱۷ باب ۳۳
آیت ۱۰ [illegible] میں تقدیر کا ثبوت ہے) اور مصنف تقدیر کا قائل ہے صدا جب خدا کی
ہمہ دانی کی حکمت اور پوری قدرت بے روک ٹوک کا مقتضا ہی خیر و شر دونوں کا پیدا کرنا
پیدا کرنا ٹھہرا اور تقدیر شر کی اوس سے نفی کرتے ہیں اوسکی قدرت اور ارادہ پر نقص

اور عیب اور ناکامیابی اور مغلوبیت کا دہبا آیا اور وہ یہی ہے نفی کرنیکی وجہ سے اور ایسی اعقل سفلی کے تنگے چلانے پر یہ الزام تہا کہ جب سب کی نسبت خدا کا ارادہ خیر کا تہا کہ سب ایماندار ہوین اور شیطان کا ارادہ تہا کہ کافر ہو کر مرین ۔ اور باتفاق اہل کتابین و اہل اسلام دوزخ اور جنت دونون کے مستحق دو فریق ہین ضرور تو کفر پہ مرنے والی جماعت کی نسبت یہی ماننا پڑیگا کہ خدا کا ارادہ انکی بارہ مین پورا نہوا اور شیطان کا پورا ہوگیا پس بمقابلہ شیطان نعوذ باللہ خدا سبحانہ کی ایسی ناکامیابی اور مغلوبیت اور سکو قادر مطلق کب ثابت ہونے دیگی لیکن آفتاب عقل کی اس سے نفی کرکے اسکو قادر مطلق کہنا بنتا ہی نہین ۔ پولس مقدس اس مرحلہ کو یون طے کرچکے ہین اپنے خط مین کہ وہ ایکہی لوندے سے عزت کا برتن بناتا ہے اور بے عزتی کا بھی تو کیا مٹی کمہار کو یون کہہ سکتی ہے کہ تو نے مجکو ایسا کیون بنایا اے انسان تو خدا سے کیون مزاحمت کرتا ہے وہ جسپر چاہتا ہے قہر کرتا ہے ان آیات مین بالمقابل بیان تو تہا قہر و مہر کا جیسے عزت اور بے عزتی کا جو کمہار کی طرف بظاہر منسوب ہونیکی وجہ سے ترجمہ مین ظلم نظر آتی ہین مگر منکران تقدیر نے اپنے خیال کی نصرت پر خارج مین بھی دکھادی قہر کی جگہ رحم کو رکھکر رحم کا مقابل مہر کو ٹھیرا کر رحم اور مہر کو دو کر دیا ۔ حالانکہ رحم اور مہر دونون ایک صرف عربی اور فارسی و اردو زبان کا فرق ہے عربی مین جسکو رحم کہتے ہین فارسی اور اردو مین اوسی کو مہر کہتے ہین تو اوسکے متقابل کو اوس کا مقابل تو وہ ہی قہر ہے جسپر عقل نارسا کو اعتراض ہے ۔ اور اوسی اعتراض اور مزاحمت سے پولس روکتے ہین ۔ مہربانی کرنے پر تو اعتراض اور مزاحمت کرنے کا موقع ہی نہین ۔ اور جب اعتراض نہین تو اعتراض سے روکنے کی حاجت بھی نہین ۔ اور حاجت ہوتی ہے تو اسی قہر پر اعتراض کرنے کی وجہ سے جس اعتراض اور مزاحمت کا بیجا ہونا کمہار کے مٹی سے ہلکے برتن بنانے پر مٹی کے برتن کو مزاحمت کرنے سے فقط روکنے سے سمجہایا ہے اور یہ طرح تو انصاف ہے جب کوئی پاجیانہ بنانے کی وجہ سے ناکسا ہین ہرا اعتراض کرتا ہے تو

یہی جواب پاتا ہے کہ تو کون ہے ہم اپنی مملوک زمین میں جو چاہیں بنائیں اگر مالک
مجازی کو اعتراض کو معترض کے منہ پر مار کر چپ کر دینے کا یہ حق ہے تو مالک حقیقی کو بدرجہا اوس
اس سے زیادہ حق ہونا چاہیے ایوب کو اور پولس اسی کو پیش کر رہے ہیں پولس کے
کلام پر ایمان رکھنے والوں کو جب مسئلہ تقدیر شر پر خلاف عقل ہونیکا شبہہ ہوا تھا تو ان کو
اس کلام پولس سے [۱-قرنتیون باب ۱ - ورس ۲۵ - کیونکہ خدا کی بیوقوفی آدمیوں
کی حکمت کے بہ نسبت حکمت والی ہے اور خدا کی کمزوری آدمیوں کی بہ نسبت زور آور ہے
صفحہ ۲۹ یہ آیت نسخہ سنہ ۱۸۴۱ء میں یون ہے خدا کا احمقانہ کام آدمیوں سے عاقل تر اور خدا کا
ضعیفانہ کام آدمیونسے قوی تر ہے] یہ مان لینا چاہیے تھا اگرچہ عقل سفلی ناقص دسترسی حقیقت
سے چشم پوشی کرنیوالی اپنی نارسی سے خدا کے خالق شر ہونیکو بیوقوفی اور احمقانہ کمزور اور
ضعیفانہ کسکا کام خیال کرتی ہے مگر آدمیونکے عاقلانہ اور قوی کاموں سے زیادہ قوی عاقلانہ
پر حکمت کام ہے اور قدرت کاملہ کا مقتضا اور اسکا انکار اسکا موجب ہے جو منکر کو مبہوت بناتا
ہے پطرس کے پہلے خط عام کے باب ۲ کی آیت ۸ کا اخیر یہ ہے سو تے وے ہیں
جو سرکش ہو کے کلام سے ٹھوکر کھاتے ہیں جسکے لئے وے مقرر بھی ہوئے صفحہ ۲۰۴ سرکشی
کے لئے مقرر کیا جانا یہی وَالقَدَرِ خَیرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰہِ تعالیٰ کی تفریع ہے
ایوب کی باب ۳۴ کی آیت ۱۹ کا اخیر یہ ہے کہ (دولتمند اور مسکین) سب اوسی
کے ہاتھ کے بنائے ہوئے ہیں صفحہ ۹۵ بلفظہ اوسی کے حصر کے ساتھ دونوں اوسیکے بنائے
ہوئے ثابت ہو رہے ہیں نہ یہ کہ دولتمند اوسکے بنائے ہوئے ہیں اور مسکین شیطان کے
یا اہرمن باپ دیوتا کے اور ایک کو دولت دیکر دولتمند بنا دینا اور دوسرے کو نہ دیکر مسکین
بنا دینا ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک کو ایمان کی توفیق دیکر ایماندار بنا دینا اور دوسرے کو
یہ توفیق نہ دیکر ایمان سے محروم کر دینا تلاش کرنیوالے کو تقدیر خیر و شر من اللہ کے اثبات
میں اور بھی آیتیں بیبل میں مل سکتی ہیں قصہ کوتاہ حسب التسمیہ

اپوکرفا یہ مسئلہ راز کا انسانی علم اور بیان میں نہ آسکے تو اس سے اسکا انکار کر جاتا
اوس عقل دور اندیش کا کام نہیں چاہیے آپ کو خدائی کاموں کے اسرار کے ادراک میں
قاصر پانا تعجب کی بات نہیں سمجھتی کیونکہ وہ بہت سے انسانی تصرفات میں بہت چیزیں
ایسی دیکھہ چکی ہے جو علم اور بیان میں نہیں آتیں صرف ذوق اور وجدان میں
آسنے کی وجہ سے مانی جاتی ہیں بلکہ بعض کا ذوق بھی ان سے حاصل نہیں ہوتا اونکے
اثر سے اونکے ذوق کا پتہ چلتا ہے اسکی مثالیں بہت ہیں ازانجملہ ایک یہ کہ معشوق کی ترچھی
نگاہ کی برچھی جو عاشق کی ازخود رفتگی میں اثر کر گذرتی ہے اس حالت کو علم اور بیان میں
لانے سے وہ اثر ہرگز نہو سکا اس حالت کو علم اور بیان میں لاکر لاکھہ سناؤ اوسکی وہ حالت
نہوگی جو معشوق کی نگاہ بازی دیکھنے کے ذوق میں ہوئی تھی - دوسرے یہ کہ تیز راگنی
کے ڈھنگ بھی علمی اور بیانی نہیں ذوقی اور وجدانی ہیں - ایسے ہی مسئلہ تقدیر خیر و شر
کی حقیقت اور حکمت اور اوسپر جزا اور سزا اسکے ترتیب کی معدلت پر آثار ذوقی اور وجدانی
ہے نہ علمی اور بیانی جس ذوق کا اثر ہیجان اور جانداروں کی حرکت سے فرق دیکھنے میں آتا ہے
اور جبر اور اختیار ان دو امروں کے درمیان میں ایک امر موجب جزا اور سزا جیسا کہ شیخ
اکبر قدس سرہ نے جو فرمایا ہے کہ اس کا ذوق اعیان ثابتہ کو بھی نہیں ملا کثرین سے جو عرفان
کہ وہ اسکے معارف نہیں اسلئے کہ اس ذوق کا اظہار فطرتاً آثار ہے - پہر اس مسئلہ کی تائید اور
ثبوت میں انبیاء سلف و خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام اور کتب سماویہ سے نصوص
محکم دنیا میں موجود بخلاف تثلیث کے کہ نہ وہ ذوقی اور وجدانی اور نہ مسئلہ تقدیر کی طرح
قدرت کاملہ کے اثر کی ظاہر کرنے والی بلکہ کمال قدرت کے مقتضا کے منافی توحید منافی
و کرنت انبیا اور کتب سماویہ کی شہادت کے منافی - کون سا امر نہیں جانتا کہ جب وہ تثلیث
کے [illegible] مجوس اور ہنود بہت سے [illegible] کرنے والے مشرکوں کا مذہب ہے تو
[illegible] کا رد اور انکار [illegible] تمام [illegible] چلا آتا ہے تو تثلیث اس جملہ

آسمانی سے ہرگز نہیں بچ سکتی جسکے مٹانے پر تمام انبیا کی تعلیم تلی ہوئی ہے وہ کیسے کسی کے واسطے سبب نرالی بطور راز بشیر یادہ ہوسکتی ہے۔

[صفحہ ۱۱۲ کی سطر ۹ کے ختم کا ضمیمہ یہ ہے] اس حصہ کے صفحہ ۱۶۱ میں شتر وید کا ترجمہ بہاشیہ بہومکا دیباشدی کے صفحہ ۵۷ سے یہ مضمون نقل ہو چکا کہ جب یہ ذروں سے بنی ہوئی دنیا اور آکاش اور جو ذرے یہ بانو پرکرتی مادہ کچھ بھی نہ تھا اور سوت اوسکی قدرت ہی قدرت تھی تو بھلا وہ قول کب مان لینے لائق ہو سکتا ہے جو مادہ اور ارواح کے ازلی ابدی اور قدیم کہنے میں ٹھوکر کھا چکا ہو۔ اوس وید برہان کو نسیان ارسطو کی غلطی ہیں سلطان اکثر ہنود اپنا گھر بھول جو یہ کہنے لگے ہیں کہ یہ جہان ہمیشہ سے یونہی چلا آیا ہے اور یونہی چلتا رہیگا۔ ہر مہاپرلی یعنی قیامت کے بعد آکاش اور پران پرمیشور میں کل عقل اور روح اور ذرے اپنے میں سے نکال جز و اسباب جمع ہو کر سلسلہ عالم کا پھر جاری کریگا یہ ایسی انوکھی بات ہے جو اگلے حکما اور وید کے بھی سراسر خلاف ہے اور ارسطو کی باطل رائے سے غلطی میں پڑتا جسکو حکیم راکٹن مولف حیات انسان بڑے عقلی مذہب براہمنہ کے خلاف اور عالم کے حدوث کو یہی بتلاتے ہیں [اغاثہ] کے خاتمہ میں ہے اور اُن حکما کے اراکین رسولوں اور شریعتوں کی تعلیم کرتے تھے اور اس بات کے معترف تھے کہ جس بات کو رسول لاتے ہیں وہ عقل کے طور سے بالا اور سوا ہے اور وہ لوگ الہیات میں کچھ گفتگو نہ کرتے تھے اور اسکی گفتگو کو رسولوں پر حوالہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارے علوم صرف ریاضیات اور طبیعیات اور اُنکے توابع ہیں اور اصحاب مقالات نے نقل کی ہے کہ اول جس شخص نے عالم کے قدیم ہونے کا قول مشہور کیا وہ ارسطو ہے اور یہ شخص مشرک اور بت پرست تھا اور اسنے الہیات میں تقریر کی ہے کہ بالکل غلط ہے اوسکو مسلمانوں کی بہت سی جماعتوں نے رد کیا ہے یہانتک کہ جہمیہ اور معتزلہ اور قدریہ اور شیعہ اور حکماء اسلام سب نے رد کیا ہے صفحہ ۱۰۱ عملی اور اعتقادی احکام اسلام کے

سب باتیں عقل روشن کے موافق ہیں جیسے نقل کے۔ ہان ذات وصفات و افعال الٰہی
کی کنہ کے ادراک سے چونکہ عقل قاصر ہے اور عقل ہی حاکم ہے کہ یہ عالم اثر ہے اور موثر
اول کل ممکنات میں اللہ سبحانہ ہے اور اثر موثر کی کنہ کو ادراک نہیں کر سکتا لہذا عقلاے
روشن طبع اس امر کے جاننے والوں نے کہ ذات الٰہی ذوات مخلوق سے جبکہ عقلاً بھی نرالی ہے
ایسے ہی صفات و افعال الٰہی صفات و افعال مخلوق سے نرالے اور ہماری
عقلی دست رس صرف اسی قدر ہے کہ ذات و صفات و افعال الٰہی کو مخلوق کی ذات
و صفات و افعال پر قیاس کریں پس نرالی اور واجب قسم کو غیر نرالی ممکن قسم پر قیاس
کرنے میں ہم ٹھیک بات کو نہیں پا سکتے اسواسطے وہ ان امور کو اُن پر حوالہ کرتے تھے جو اس
بارہ میں واسطہ فیض الٰہی اور اس بیت کے مصداق ہیں ؎

جہاں فلسفہ گنگ ہے بال و پر ہے ٭ رسالت وہاں ناطق و چارہ گر ہے

اس میں سے انہوں نے اسیقدر بتلا دیا جسکا اُنکی رسالت سے تعلق تھا اور مکلفوں سے
اُسپر ایمان لانا مطلوب ہے پس انبیاء کے لائے ہوئے میں سے یہی قسم مراد ہے
امام ابن القیم کی نہ انبیاء کے لائے اور بیان فرمائے ہوئے عملی اور اعتقادی
احکام کی سب قسمیں کیا معلوم نہیں کہ ارسطو اور اوس کے ہم نواؤں نے اس بے قاعدہ
بات میں لولی اکل دوڑا کر کیسی ٹھوکر کھائی ہے۔ کیا ہم آپ آواز کو نہیں سنتے کہ جیسے
انسان اشرف المخلوقات مخدوم الکل ذی اختیار کو جسکے کام میں اسکی ہوتی ترجیح میں
آنیوالی سب آسمان اور زمین کی چیزیں ہیں اُن مجبور کو اک ہیولیٰ وغیرہ ملکہ و نکلی ہو رہا ہے
شکلوں کا پجاری بنا کر یہ گیت گوا دیا تھا کہ جنس انسان تو صرف پجاری ہے سکوا آب و گل وغیرہ
کی اور یہ کو اک وغیرہ جو انسان کے معبود ہیں یہ پجاری ہیں اپنے سے اوپر کے درجہ کی تا ہیا
کے اسی طرح آٹھ قسمیں درمیان کی بالا بالا درجہ کی اور بعض نیچے کے درجہ کی پجاری گئیں دسوان
واسطہ صرف معقول یا لوئی واسطہ نہ نیچے کے درجہ والوں کا وسائط میں

اگرچہ ویدنے عنصروں اور کواکب سب کو معبود انسان کا ٹھیرایا ہے ان کی نماز کے بعد آسمان کے
دیوتاؤں کی پوجا پر جھکایا مگر وید پڑھکر بھی کسی حاجت کے مانگنے اور کسی بلا کے دفع کرانے میں
خدا کا نام لینا نہیں جانتا اور نہ اسکی مشیت اور ارادہ تکوین کا اس عالم میں دخل بتلا دے
وید کی رس نچوڑا ہوا دیا نندجی کا بار اٹھایا دیا گیا منترہ یہ ہے کہ مخلوق اپنے کرموں
(افعالوں) آپ پیدا ہوتی رہتی ہے۔

دیانندجی والا منتر اور اسکے ہم آواز اور بہت سے منتر اسی حصہ میں بر محل دیکھو سورج کے
رہنے کی جگہ سے راحت مانگی جارہی ہے فضا کے میدان سے پانی کے گرنے سے بوٹیوں
نے جنگلات کے دیوتا سے برہم لوک سب سے بلند گرہ وغیرہ سے راحت بخشنے کی درخواست ہے
صلا ۱۱ سوتا دیوتا کی تحریک سے اسونی کماروں کے دونوں بازوں سے پوشن دیوتا کے
دونوں ہاتھوں سے رسی کو گاے کی ٹانگیں باندھنے کے لئے پکڑا جاتا ہے صلا ۱۱ دودھ کے
درخواست ہی کا شونی کماروں کے لئے نکل آ سرسوتی دیوی کے لئے نکل آ اندر دیوتا کی بلی
کے لئے نکل آ صلا ۱۱ چار پچھتروں ہر جت وغیرہ کے لئے سوا ہا کہا جا رہا ہے صلا ۱
۲۱ بہوت پریت کا زور حاصل کرنے کی درخواست وید کا مصنف اپنے لئے پانی کے
مالک دیوتا سے کر رہا ہے صلا ۱۱ اس عالم سے خدائی دخل کے منکر خدا سے لوکا کیا منتر
کب گا سکتے ہیں۔

ارسطو قدم عالم کی جانب سے دریاں گاتے ہیں اپنے استاد افلاطون کی بھی نہیں سنتا
جب اوسپر استاد کی مخالفت کا الزام آتا ہے تو اوس کو یوں ٹال جاتا ہے کہ یہ جو اللہ
اکیلے کے مستحق عبادت ہونے اور دوسرے معبودوں کی عبادت کے باطل و شرک
منافی توحید ہونے کا قول کیا ہے افلاطون نے الہیات و نہیں جو کچھ
فرمایا ہے موافق طریق موسیٰ کے یہ شریعت و تنزیلات موسیٰ سے مرتب ہو کر لکھدیا
اور اپنی تیز فلسفی سے عقلی دلائل کو بھی اوسی طرف موڑ دیا ہے۔ اگرچہ عقلاً اللہ اکیلے

نہ کا مستحق عبادت ہونا اور دوسرے معبودوں کا مستحق عبادت ہونا ثابت نہیں ایسے ہی مجازات
عقلی میں جو ارسطو نے کہا ہے سب بربان ہے تہافت فلاسفہ امام غزالیؒ کی اور چند کتب
امام تیمیہ اور ملل و نحل شہرستانی وغیرہ کے دیکھنے والوں پر عقل کے خلاف میں بے عقلی کی باتیں
اور تہافتیں ارسطو اور اوس کے ہم مذاقوں کی پوشیدہ نہیں انا مجملا ای حصہ پر ارسطو کے اس
قول کی فلسفیت کا فساد دیکھئے تو اپنے قبروں سے مُردوں کے اجسام زندہ کرکے اوٹھائے
جانے کے بعید جاننے میں یا ایں طور کلام کہ جسم اوٹھینگے تو اپنے تمام عضوں کے ساتھ اوٹھینگے
اور منجملہ اوصاف اجسام اون جسموں کے پیدا ہونے اور مرنے کے دن بھی ہیں اور اون دونوں کو بعینہ
اون جسموں کے قبروں سے اوٹھتے وقت جسموں کے ساتھ اوٹھانے کے لئے دوبارہ لانا محال
لہذا قبروں سے جسموں کا زندہ ہوکر اوٹھنا عقلی محال ۔ اسکو اعادہ معدوم کے بعینہ محال ہونے
پر متفرع کرنا کوری حماقت ہے اگرچہ اس حماقت کو حکمت کا بہروپ بہرواکر حکمت کے لباس
میں دکھایا ہے ۔ اسلئے کہ جسم کا مادہ جو اوس جسم کی حقیقت ہے وہ معدوم کب ہوا ہے
وہ تو موجود ہے اگر گل جل کر منتشر ہو جائے یا زمین یا درندہ کے کہا لینے سے متغیر ہوجائے
یا آدمیوں سے اس قدر دوسرے حیوانوں کا جزو بدن ہو جائے جو موٹے ہونے سے
بڑھتا اور دبلے ہونے سے زندگانی دنیا میں گھٹتا رہا ہے ۔ اس سے وہ علیم اور قدیر کے
علیم و قدیر ہونے شانہ کی نکل نہیں جاتا متغیر کو حالت اصلی پر لے آنا زمین کے کہائے ہوئے
کو زمین سے واپس لینا جزو بدن بنجانے والے کو بدن سے نچوڑ دینا اگرچہ ہمیں وہ عجیب
معلوم ہو مگر قدرت پر دشوار نہیں اور پیدا ہونے اور مرنے کی ساعتوں اور ایام عمروں
کے دونوں کا جب مادہ ہی نہیں تو اس معدوم پر موجود کو قیاس کرنا باطل ہے ۔ ہاں جنا
باپ کہلانے والے اصلی جسم کا مادہ بعینہ وہی ہونا چاہئے جسنے جہاں سے نیک یا بد اعمال
اور اعتقاد دل سے جوارح سے ارتکاب کیا ہے تاکہ مجرم کے بدلے بیگناہ کو سزا دینے کا ظلم نہ لازم
آئے ایسے ہی نیکی کی جزا دینے میں نیکی کرنے والے کو محروم کرکے غیر مستحق کو جزا دینے کا

عنصر باقی نہ رہے سوا اسی مادہ سے ویسا ہی جسم پیدا ہوکر وہ نکلیگا اور وہی مادہ بمنزلہ تخم
اوس جسم کے بننے کا ہوگا گویا تحت عرش سے پانی برسیگا اُسکے اُگنے کے لئے حقیقت
جسمانی کا ویسا ادل بدل ہوگا جیسا کہ تناسخ میں ہونا لازم آتا ہے - اور جبکہ یہ وارد ہو چکا کہ
جنتی کا چہرہ چودھوین رات کے چاند کی طرح روشن ہوگا جس سے کالے کریہ المنظر کے حسین
ہوکر اُٹھنے کا ثبوت بہم پہنچتا ہے تغیر وصفی کے ساتھ تو نہ ہمارے اعتقاد پر اعادۂ معدوم
کا اعتراض وارد ہوتا ہے اور نہ جینے کا اور جسموں کے پیدا ہونے اور مرنے کے دنوں اور
ساعتوں کو نہ اُن جسموں کی ذاتیت میں دخل نہ وصفیت میں اگر ایسا اثر دخل ہوتا تو ان جسموں
کی زندگانی دنیا میں اُن مرنے پیدا ہونے کی گھڑیوں کا اُن جسموں کی ذاتیت اور وصفیت
میں اثر سا ہوا ہردم رہنا ضروری ہوتا اور یہ در بارہ وصفیت کب جبکہ وہ دن اُنکے ایسے وصف
ہوتے جو موصوف سے جدا نہیں ہوا کرتے - سمجھوال بچے تک جانتے ہیں کہ جو جس دن پیدا
ہوا اوس سے دوسرے دن دو دن کا کہلائیگا - گر اوس دوسرے دن میں پہلا دن اوس بچے
کے ساتھ نہ رہیگا اور اوس اخیر گھڑی کا وہی رہیگا اسی طرح آخر وقت عمر تک سب کے سب بگڑے
ہر پلک کی جھپک ہر ساعت ہوں ہر رات عدم کی راہ لیتے چلے جاینگے جب اُن دنوں
ساعتوں کا بیان اونکے ساتھ رہنا اونکی حیات میں ضروری نہیں تو قبروں سے اُٹھنے
کے وقت اس ضرورت کا سپنا کسی دیوانہ کو بھی دکھائی دیگا - اور بھلا جب اس بعث میں
اُن دنوں سے مادہ کی ضرورت ہی - حالانکہ یہ ظروف زمانی ہیں تو اس ضرورت کے
محسوس کرنے والیکو چاہئے تھا کہ وہ اُن جسموں کے پیدا ہونے اور مرنے کی جگہوں کو بھی
اُن جسموں کے ساتھ رہنے ساتھ اُٹھنے میں ضروری ٹھیرا کر اون جسموں کے گلے کا ہار
بنا کر سمجھوال بچوں تک کو ہنسنے اور پھبتیاں اڑاتا اسلئے کہ وہ ظروف زمانی ہیں تو یہ ظروف مکانی
اور جبکہ حلیہ اوصاف جسم کی لازمی نہیں دیکھو جوانی کے وقت لڑکپن کا وصف اور
بڑھاپے کے وقت جوانی کا وصف خواب و خیال ہو جاتے ہیں تو یہ جبلی ٹھہریں

طرف منسوب کی جنکو اجسام مذکورہ کی نہ ذات میں دخل نہ صفت میں کیسے قبروں سے
اجسام کے اوٹھائے جانے کے لئے لوٹائی جانی لازمی اور ضروری بتائینگی۔
قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ مِنْهُمْ آیت سورہ ق میں اللہ سبحانہ نے فرمایا کہ
زمین جو مقدار اُن مردوں کے جسموں میں سے کم کر دیتی ہے وہ ہمارے علم سے نہیں نکل
جاتی حاصل یہ کہ مقدار اجسام زمین کی کھائی دوسرے کروں میں پہنچائی ہوئی کا پھر جمع
کرنا ہمارے نزدیک دشوار نہیں۔ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا
لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ آیت النساء پارہ والمحصنات میں فرمایا کہ ہر گاہ کہ
پک جاوینگے چمڑے اونکے یعنی جل جاوینگے بدل کر دینگے ہم اونکو چمڑے اُن (یعنی)
چمڑوں کے غیر۔ بموجب تفسیر جلالین اس سے تبدیل وصفی مراد ہے یعنی چمڑوں کی
جلی ہوئی صفت کو بدلکر اُن جلی حالت اصلی پر لوٹا لاوینگے۔ ماہروں پر پوشیدہ نہیں کہ
بعض اعضاء جسمانی تو ایسے ہیں کہ جن میں تبدیلی ہو سکتی ہے جیسے ہاتھ پاؤں کی ہڈی ٹوٹی
ہوئی کو نکالکر اوسکی جگہ بکرے وغیرہ کی ہڈی چڑھا دینا یا ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالنا انسان میں تبدیلی
اور کاٹ چھانٹ سے انسان انسانیت سے نہیں نکل جاتا مر نہیں جاتا اور دوسرے
اعضا اجزاء جسمانی ایسے ہیں کہ اون کے بدلنے کاٹنے توڑنے پھوڑنے پیسنے
سے انسان زندہ نہیں رہ سکتا جیسے دل دماغ کلیجہ وغیرہ اور انہیں کو حقیقت
جسم انسانی میں بڑا دخل ہے اور روح کے ساتھ ہو کر ماں باپ کی کمائی میں شریک ہیں
یہی حقیقت جسمانی اعتبار کی جاتی ہے پس قسم اول بہشت میں بھی بدلجاوے تو ہمارا
مدعا تو مضر نہیں وہ حکم لباس کا رکھتی ہے اور چمڑہ بھی اوسی قسم میں ہے اور غالباً اسی
آیت کا بعد بیان تبدیلی جلود لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ افادہ فرمانا ہے کہ یہ تبدیلی چمڑوں کی
برداشت کی آسانی منع فرمانا کرنا نہ شدت عذاب کی سختی دیکھانے کو اونہیں کفار کی اسی
حقیقت انسانیکو لئے وقوع میں آوے گی جنہوں نے کفر کا ارتکاب کیا تھا۔ اور عقلت

المثانی نے قبر کے لئے جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ وغیرہ بہت سی آیتیں بآواز
بلند پکار رہی ہیں کہ یہ عذاب و ثواب انھیں عمل کرنے والوں پر پن پاپ کمانے والوں کو دیا جاتا
بدلا ہوگا ان عملوں کا جو وہ کر چکے ہیں اور بڑے سے بڑے علاوہ خاصہ [illegible] روحی عروج او جسم
کے ساتھ مجرد مت ہوا ہے جو روز جزا جزا سزا کے لئے پیش ہو رہا ہے اگر ان دو جزوں میں سے
ایک بھی بدل جاتا تو یہ نہ فرمایا جاتا بلکہ یون فرمایا جاتا کہ یہ بدلا ہے ان عملوں کا جو یہ
دونوں پہلے چھوڑا سے ہوتے جسموں کی شرکت میں کر چکے ہیں اس بدلے ہوتے جسم کو
ان بدلی روح کے ساتھ۔

چونکہ نئے پرانے فلسفہ کی منہ چڑھی ہوئی کے چڑھاوا اتار کی الٹ پلٹ سے خود مطلبی کا
فائدہ لینے میں اہل باطل نے کسقدر بہت پھیر سے اپنے باطل کی مانگ پٹی سنبھالی ہے
اوسیمیں سے ہے وہ جو کہا جاتا ہے کہ ہر سال جاندار کی کھال اتر کر اوس کے نیچے سے
گوشت کا حصہ کھال بنکر اتری ہوئی کھال کے قایم مقام ہو جاتا ہے اور ہر سال کی اس قایم
مقامی سے ایک مدت دراز مفروض المقدار میں گویا جسم ہی بدلجاتا ہے اگر اس تبدیلی کے
پورا ہونے کے وقت وہ مرگیا اور پہلے ان بدلے جسم کے کئے ہوئے پن پاپ کی
جزا سزا میں یہ بدلا ہوا جسم جزا سزا کے لئے روز جزا پیش ہوا تو وہی اعتراض نہ پر لوٹ پڑا
جو تمھنے تناسخ کے ماننے والو پر ڈالا تھا جواب اسکا چند وجہ ہو اول یہ کہ اس تبدیلی
اور قایم مقامی سے بالاخر جسم کی تبدیلی لازم آنیکو تجربہ باطل کرتا ہے دیکھو جسم بدلکر
دوسرا جسم بنجاے اوس کے نئے بنا جزء آجزا ہی قایم ہو اکرتا تو پرانے جانور کا گوشت
نئے جانور کے گوشت کی طرح اتنی ہی جلد پک کر گل جایا کرتا جتنی جلد نئے جانور کا
گل جاتا ہے اور اگر سب نہ گلے تو اوسقدر تو گلجاتا جو سال دو سال [illegible] بدلکر
نیا تیار ہوا ہے اسکو بھی تجربہ یوں توڑتا ہے کہ پرانے جانور کے گوشت کا حصہ
بالائی گلتا ہے نہ حصہ زیرین سے گوشت کے [illegible]

بہشت کو بتاتے اور اسکی نفی نہ جانیگی بخلاف تناسخ کے کہ وہ اوس سے مختلف ہے میں
ہی نکلکر رہنا ہوجائیگا اگر جسم بدلا کرتا تو ایسا فرق ہوتا دوسرے یہ کہ جتنے بلکہ
قایم مقامی ہوا کرتی تو ہمیں جھنسلے وغیرہ کے جتنے کے سوالے ہوئے بھی اترتے ہیں
کر دیکھے جاتے اور جب ایسا نہیں ہوتا تو وہ بھی ایک خیال ہی کہ بلا غلطی بے بنیاد بات
اور یہ جو انسان کے جسم کہا جاتے سے دہول سی اوڑجاتی یا باریک چھلکے سے چینو رینہ
اوترتے نظر آتے ہیں یہ کہاتے پینے کا فضلہ ہے جو مساموں کی راہ سے اسی طرح
نکلکر اوڑجاتا ہے اور اگر یہ مان بھی لیا جاوے کہ بعض جاندار کی کہال بھی اوترتی ہے
تو اوس کے قایم مقام ہونیکو فضلہ کیا تعلق ہے تیسرے یہ لازم تھا کہ جسم بدل
جایا کرتا تو انانیت بھی بدلجایا کرتی اسلئے کہ ستر برس کے بعد پہلے پہچانے ہوئے جسم سے
جب ملاقات ہوتی ہے اور وہ بسبب بڑھاپے کے پہچانا نہیں جاتا تاہم جب وہ پہچانا
کہتا ہے کہ میں وہی تو ہوں جو ستر برس ہوئے کہ تم سے فلان مقام پر ملا تھا اور یہ بیان
میں صرف اکیلی روح سے ظاہر نہیں ہوتی جس منہ سے یہ نکل رہی ہے وہ اوس کے
ساتھ رہا ہے اور اگر یہ بلا مدد جسمانی ادراک روحانی ہی ہے تو جسم کے بدلجانے سے
روح بے خبر کیوں رہی بس جس خانہ کی تبدیلی کی اوس خانہ کی رہنے والی روح کو خبر ہو
اوسکی خبر اوسکو کیسے مل گئی اور کہانسے مل گئی جسکو دوسرے کے بدلنے سے نہ تعلق رہ جاوے
آمدہ جسمانی خصوصاً جبکہ اپنے ہی جسم کی تبدیلی کا اوسے ادراک ہوتا ۔ اگر وہ مان لی کے
یہ کہا جاوے کہ یہ تبدیلی اور قایم مقامی سونے کی حالت میں ہوتی تو کہا جاوے گا کہ
سونا کام جسم کا ہے نہ روح جیسے لطیفہ ذراکہ ہوشیار و بیدار کا ہیں اگر تبدیلی ہوتی تو
روح اوس سے بے خبر نہ رہتی اسلئے کہ مفارقت تو روح کی جسم سے ہوتی ہی کا نہیں بخلاف
جاری ہونے موت کے کہ وہاں مفارقت ہو جاتی ہے ۔ ثم ینشئہا الآیہ کو پکڑنا
سفیہ ہوتا اگر مردوں کے جسموں کا قبروں سے زندہ کر کے اٹھایا جانا جو قرآن ہے

اور جسمون کے پیدا ہونے اور مرنے کے وقت کے بعینہٖ عادہ پر تو ہر فرد ور کی مزدوری ملنا آسان ہو جائیگا جب وہ مزدوری مانگنے آئیگا تبھی اُس سے مزدوری کے دن کے بعینہٖ لوٹا کر لانے کا مطالبہ کیا جائیگا۔ وہ اس ان کو لا نگا نہ مزدوری پائیگا یہ اندھی فلسفیت نظام عالم میں اندھیر پیدا کردیتی۔ اس کے سوا اور بھی بہتنے ارسطو اور اوس کے ہم نواون کی تنگ فلسفیت کے اس حصہ مین مذکور ہین۔ منجملہ قائلین نشو و نمو جو یہ کہتے ہین کہ بہ نشو و نما کی بے اختیاری مین حاملہ کے حمل کی طرح لکاش اور بران پر منشو رمین سے نکلکر پہاڑون اور درختون اور روحون اور معقول وغیرہ کا پیدا ہو کر بغیر ال اسباب جمع ہونے سے سلسلہ عالم کا چھڑ جاتا ہے۔ دیانندی سما چار بارہا نقل کرتے گئے کہ مخلوق اپنے کرمون آپ پیدا ہوتی اور مرتی ہے۔ چونکہ کاریگران دنیا کی حاجتون اور ضرورتون کے ادراک سے اور پرندہ جاننے والی فطرتو مین پیدا کرنے پالنے مارنے کے کام جسم اختیار کئے بغیر نہین سکتے اس لئے اُنھون نے مظاہر قدرت کاملہ الٰہیہ مین تثلیث کو مانکر برہما کو مخلوق کا پیدا کرنے والا اور وشنو کو پالنے والا اور مہادیو مہیش رودر کو مارنے والا ٹھہرایا اور آتش پرست مجوسیون نے ان کا موجد مین یزدان اور اہرمن الاختیار عقول عشرہ اور کواکب کو مانا اور باوجود اس کے ہنود اور آریہ ایک خدا کو قادر مطلق سرب شکتیمان بھی دیکھ کہنے لگتے ہین اور یہ نہین سوچتے کہ وہ فرضی قدرت قدرت کاملہ کیسے مانی جاسکتی ہے جسکا مقدور کچھ نہو یا اپنے موصوف مین رہکر اپنا اثر ظاہر کرنے سے عاجز ہو اور اپنے موصوف سے جدا ہو کر پنج کے درجہ کی مخلوق مین پہنچکر وہ پیدا کرنا پالنا مارنا سیکھ جاتے یہ خیالات خود زبان حال کہہ رہے ہین کہ ایسے خیالات اور اعتقاد رکھنے والا قدرت الٰہیہ کو ہماتے سہارے کا محتاج ٹھہراتے اور قادر مطلق کہنے مین ایسی ہی کہنے والے طوطے کی طرح مطلب سمجھے کو سون دور ہو۔ جو سمجھ ہنود اور مجوس اور آریون کے اعتقاد مین عالم پر منشو ریزدان مین سے نکلا ہے اُسکی جڑ ہے جانتے ہین کہ ذات انوق اور عالم مین دیکھ چکے کہ اعتقاد کہنے والے بے رستہ ہو جاتے وہ

سکا م نہین ہو سکتی جسکے کرنے مین دست و پا اعضا کی ضرورت ہے جس سے یہ نکلا دو ثرادی کہ
پرمیشور کا شروپ پر رہنے سے پہلے جسم و جوارح سے منزہ ہونیکی حالت مین بے دست و پا
کی طرح خود مخلوقات کے اجسام بنانے پالنے مارنے سے عاجز ہے اور آسمانی اودیان آثار رویت
دکھایا کہا اور اس قدرت کا کمال یہن عنوان ثابت کر دیا کہ اسکا کلمہ کن تمام اصید بلکہ جملہ مجردات
و مادیات تمام کائنات کے پیدا کرنے یا اسباب ارضی و سماوی رزق دینے پالنے مارنے فنا کنے
وغیرہ مین وہ کارسازی فرما رہا ہے جو جسمانی طاقت قاصرہ خداوند کے بل بوتہ سے باہر ہے
اور مخلوق متناہی اور محدود مین غیر متناہی اور نامحدود ذات کے خواص جنکی حد اور نہایت
نہین کیسے آ اور سما سکتے ہین جبکہ قادر مطلق کی قدرت کاملہ کا اس سے جدا ہونا محال
... اور اس کا سمانا محال وہ ساری کائنات تمام ممکنات سے نرالی ذات جسکو پیدا اور
آپ سے بھی اب ان کیتے ہین مگر اس کے قدرتی کامون مین قانون قدرت قاہرہ کا روڑا
اٹکاتا ہی نہین ہے ۔ اور قدرت کاملہ کی معرفت کے نقص نے مسبب الاسباب کو
چھوڑ اسباب کی پوجا پاٹ کرنے نذر نیاز بھینٹ دینا سے پر جانے پر جھکایا جسکی مثل وہی
ہوئی جیسے کسی بیوقوف نے اپنے قتل ہونے سے ڈر کر قاتل کی تلوار پر بھی چڑھ پھول چڑھایا
اور ایک ٹیکا بن کونڈ بٹا کا اسکے آگے ڈنڈوت کر کے کہا کہ ہمنے اپنے قتل کرنے والے کو منا
پہ لیا ہے ۔ اب ہمارا کوئی کچھ نہین کر سکتا ۔ قاتل کو جب اس بے پرواہی اور بھروسہ
کر لینے کی چھپ پیاس کے بحر ہونے کی خبر ہوئی تو اس ناحق شناسی
پر اسکی خفا ہوا اور تلوار کا وار کرنے ہی کے لئے اوس کے پاس پہنچا ۔ اوس نے
پھر ا تلوار میاں کی دہائی دی اب جہ ستانی مگر بے دہائی اور بھیجے اور تلوار کے آگے
کی ہاتھ جوڑ کر اوس کو قتل ہونے سے نہ بچا سکی جب قدرت کاملہ کی تاثیر کے
نہ سمجھنے اور قدرت کے کمال کو نا نکر نہ پہچاننے پر شنیہ کی گئی تو کہا گیا کہ معترض جاہلون
کو عیسائیون سے سوال ہو سکتے ہیں ۔ ایک یہ کہ خدا قادر مطلق ہے تو ایک خدا دو کیون نہین

پیدا کر لیتا اس کا جواب سوال کو وضع کرنے کے لئے یہ ملا کہ کہاں تو تجھے قدرت کا وہ عجز
دکھایا کہ وہ قادر مطلق بے دست و پا کی طرح کچھ نہ کر سکا اور کہاں اوسکا وہ زور دکھایا کہ اپنے
مانند دوسرے خدا پیدا کرنے کے آرزومند ہوتے ہیں۔ اس قادر مطلق سے بہروپی اور
بہکالی ہونی ہوا اور غیرہ اپنے بہت سے خدا کر کے اور معبودوں کا اول چھپانے کے لئے اگر کار
اکثر پیرایہ میں سوال چھیڑ دیا اور اتنا نہ سوچا کہ سوال کیا کہتا ہوں آیا سوال ٹھیک بھی ہے
یا نہیں اس لئے کہ ماحصل اوس سوال کا تو یہی ہے کہ خدا قادر مطلق ہے یعنی کسی شئے
مخلوق پر اوسکی قدرت جاری ہونے سے عاجز نہیں تو وہ ایک ایسی ذات کو پیدا
کیوں نہیں کر لیتا جو پیدا کئے جانے سے منزہ ہو کسیکی قدرت کی تاثیر کا اثر نہ ہو
ازلی ہے ابتدا ہو نہیں ازلی ہے ابتدا کی انتہا کو پیدا کئے جانے سے منزہ کچھ پیدا
پیدا کرے تو قدرت کے نیچے نہ آنے والے کو قدرت کے نیچے آنے کو طلب کرتا
اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارتا اور اپنے سر پر آپ آرا چلاتا ہے۔ جبکہ اللہ سبحانہ
کو ہر طرح کی لیاقت کے پیدا کرنے پر قدرت ہے۔ مگر جو قدرت کے تحت آئے گا مقدور
اور مخلوق ہی کہلا سکیگا نہ خدا۔ خدا تو وہی ہوگا جو خود بخود ہو۔ اور کسیکی قدرت کے تحت
نہ آیا ہو۔ پس ایسا سوال کرنا ہی سراسر حماقت ہے اگرچہ اندھوں میں کانے راجہ بنے بیٹھے
والوں کو ... میں اسکو ذرا بھی سمجھا جاتا ہے مجھے مراد اس سائل سے ایک فرضی شخص ہے
نہ کوئی سچ مچ شخص اسلئے کہ جسے اتنی سی بات بھی سمجھ آئے اس جواب کو سنانے اصلی سائل کو مجھے
نہیں بتلایا اور اس سے قطع نظر کرلینے کے سوال کا جواب ہے آیات محکمہ قرآنیہ کی مطابق
دلالت اور مفسرین کی صریح شہادت سے اکثر حصہ میں بیان ہو چکا کہ امور تکوینیہ کی
قدرت حاصل ہونا ہی غیر اللہ کو محال ہے۔ پس جس قدرت کا حاصل ہونا محال ہو وہ
کیا ہے کسکو بیان مقدور کا حیا امکان سے ہوا ہے تب ہی تو ہمارا میان فرق
زوال خدا کے بابر حجت ایک ہی صورت میں ہے۔ إِلٰهٌ مَعَ اللّٰهِ ... قرار

سمجھا دیا کہ تخلیق ارض و سماوات (کل کائنات) و تزئین مخلوقات وغیرہ امور تکوینیہ میں ہے اللہ سبحانہ کے سوا کوئی کچھ بھی کر سکتا تو وہ خدا کے ساتھ دوسرا معبود ہو سکتا اور جب اس میں ہے کوئی کچھ بھی نہیں کر سکتا تو وہ اللہ کے ساتھ دوسرا معبود بھی نہیں ہو سکتا اس لئے کہ امور تکوینیہ میں کارسازی کا کام قدرت کاملہ کا ہے جو ذاتی ہی ہوتی ہے نہ قدرت قاصرہ کا جو عطائی ہی ہوتی ہے اور قدرت کاملہ کے بغیر نہیں تب ہی تو کس قدر ہوا کے کہ میں تسخیر ہوا کی تخت سلیمان علیہ السلام کے لئے اور بیہودہ دار ذریات وغیرہ کہ آسے کی تسخیر حقیقون کے لئے ہوا کو یہاں اور درختان حسب عندہ کو وہاں ہوا اور درختوں وغیرہ کو شعور دیکر حکم برداری پر لگا دینا کچھ صنعت تکوین وہ ذاتا نہیں ہے جیسا کہ بعض سید وضال لوگوں کو اب اِتَّخَذُوْا شُرَكَاءَ شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ کا سودا ہوا ہے اور اس ذہن میں ایک بڑی کتاب لکھ ماری ہے۔

صفحہ ۴۲ کی سطر ۱۷ کی سطر ۷ کے ختم کا ضمیمہ یہ کہ بن سیرخ اور حکمت کی کتاب کے صفحہ ۴ میں ہے کلیسیا میں آٹھ سو برس تک عبرانی زبان کا علم معدوم رہا انتہی جب آسمانی کتابوں کی زبان کا علم آٹھ سو برس تک معدوم رہے تو آسمانی کتابوں کی زبان دانی میں قیود علم کا رونا کہ تکلے مطالب مجھتی میں جیسا سدراہ ہو کا عقلاء پر پوشیدہ نہیں تو سن گرچہ لگایا لگانے والے سعی گری میں نامراد کو مراد الٰہی ٹھیرانے میں جو کچھ کر گذریں تھوڑا ہے خصوصاً لغات غریبہ مشکلہ و مجازات سفر بیہ و متشابہات کتابیہ کے ترجمہ کرنے میں ادھر ادھر کے لئے ہوتے باطل خیالات کا خمیر متن میں ملا جائیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں بعض قدما فلاسفہ اپنے باطل خیال کے بکانے میں جو یہ کہہ چکے تھے کہ اللہ کو علم نہیں اور بعض کا یہ خیال تھا کہ جزئیات کا علم نہیں کہو اوس کا خاکہ ترجمہ توریت میں متن کے ساتھ جہات کہا گیا یہ دکھائی نہیں دے رہا ہے کہ یہوواہ تعالیٰ شانہ آدم کو پیدا کر کے پچھتایا نوح کی قوم کو ڈبا کر دلگیر ہوا آسمان و زمین پیدا کرنے کے بعد عرش پر قیام فرما ہوا اور اس کے سوا

اور اسکے سوا اور دوسری حقوق اشد فلسفہ کا تنفیر تکلی او مضمون ملا ہوا دیکھلو بعثت حصالی سے

حدود قیود کا منکر ہو جانا اُسی تنفیر کی ثمرہ ہے۔

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۰۱ **قولہ** بیشک پولُس کی تعلیم فتنہ کے ڈر سے بچانے خود تو آزادی مجانے سب کچھ حلال سب روا کی خوشخبری سنانے کی وجہ سے آسانی اور بہانہ ڈھونڈنے والی بڑی جماعت کی نظروں میں مقبول ہو چکی تھی (از سطر ۱۲ تا ۱۴) حسب علامت اگلے نوشتوں کے یہود منتظر تھے کہ ایک نجات دلانے والا آئیگا اور توریت کے سخت حکموں کی تلافی فرمائیگا جب عیسی علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا کہ خطرات قلبیہ پر بھی مواخذہ ہوگا اگرچہ وہ فعل جسکا خطرہ دل میں گذرتا ہے عمل میں نہ آئے ہوں۔ حالانکہ توریت میں خطرات قلبیہ پر مواخذہ نہ تھا زانی بعد ثبوت زنا مطابق حکم توریت کے لائق سزا تھا جب زبان عیسوی یہ سنا کہ غیر زن کو بنظر شہوت دیکھنے سے زنا موجب سزا ہو جاتا ہے اسی پر چلے اور بحث احکام انجیل متی کے باب ۵ میں تصریح ہے منکر ہو گئے ہوئے اور سمجھ لی کہ یہ وہ نجات دلانے والا موعود سخت حکموں کی تلافی کرنے والا نہیں ہے اُن یہود کو یہ بات یاد تھی کہ ہماری شرع کے پابند اور آسمانی بادشاہت آنے کے آرزومند عیسی علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے تک مبتلی تھے ہر چند کہ سب شرائع انبیاء آسمانی بادشاہت کا قانون ہیں اور ان قوانین کے جاری کرنے میں اصحاب شرائع انبیاء و رسل علیہم الصلوۃ والسلام خدا تعالیٰ کے نائب اور بنفسہ ہیں یہ بات جدی کی رہی کہ بعض کو ان نائبوں سے زیادہ اختیارات دئیے گئے اور بعض کو کم مثلاً ہمارے سادات موسی و یوشع و داود و سلیمان علیہم السلام کو کفار پر جہاد کرنے میں قتل کرنے معززات کو موت دینے کا بھی اختیار دیا گیا تھا - اور سیدنا عیسی کو یہ اختیار نہیں دیا گیا علیہم الصلوۃ والسلام پس شریعت عیسوی بھی آسمانی بادشاہت کا فرمان ہے - اور شریعت محمدیہ بھی غرض دونوں ہی کی ہیں مگر اختیارات کا ہے - شریعت محمدیہ میں سب سے زیادہ اختیارات دئیے

گئے ہیں چونکہ وہ ایسی اکمل ہے کہ اوسکے بعد دوسری شریعت کے آنے کی ضرورت باقی نہیں
رہی اور اسی کے لئے یوحنا اور عیسیٰ علیہما السلام کا اعلان اور دعا ہو رہی ہے کہ آئندہ آتی
ہے اور درحقیقت کامل بلکہ کامل تر آسمانی بادشاہت یہی وہی ہے اور جس آسمانی بادشاہت
کے بھائیوں سے لیکر دوسروں کو دینے کا ذکر انجیل متی سے آئندہ آنے کا وہ تو خود ہی
اور سب جانتے ہیں کہ دعا آئندہ ہی کے لئے ہوتی ہے نہ موجود اور حاصل شدہ کے لئے چنانچہ
دعا میں یعنے مستقبل کے صیغہ متعدی کے ہیں اور حواریوں کی پابندی شریعت کا ثبوت
واقعات تاریخی ہند سے جو اناجیل مروجہ سے روشن ہے حسب خیال صاحب ہمارے رسول
پولس مقدس پابندی مذکور کے مخالف ہیں اور یہی باعث پابندی شریعت چھوڑنے کا
سبب ہوئی ہے چنانچہ پطرس حواری کا یہ پابندی شریعت ختنہ کرانے کا حکم دینا
جسکو ابھی بات پاس ہو جانے سے پہلے پولس نے بھی انجیل کی امانت مان لیا تھا جیسا کہ
صفحہ ۱۰۷ حصہ ہذا میں گلتیوں کے باب ۲ درس ۷ سے منقول ہوا بعد میں جب کہ حواری
جب انطاکیہ پہنچے ہیں تب اُن سے پولس نے مقابلہ کیا ہے اور اُن پطرس کو شریعت
پر چلانے اور اس ختنہ کرانے کے حکم دینے کی وجہ سے ملامت کے لائق ٹھہرایا ہے
حالانکہ اسکو پہلے انجیل کی امانت کہا تھا اور برنباس کو بھی بوجہ مذکور ریاکاری میں شریک
ٹھہرایا ہے جیسا کہ صفحہ ۱۰۸ میں باب مذکور کے درس ۱۱ تا ۱۴ سے منقول ہوا اور عیسیٰ
علیہ السلام کے مثل یوحنا کا اعلان دینے دعا سکھانے کا بیان یہ ہے لوقا باب ۱۱
اور ایسا ہوا کہ وہ (مسیح) ایک جگہ دعا مانگتا تھا جب مانگ چکا ایک نے اُس کے
شاگردوں میں سے اُس کو کہا اے خداوند ہمکو دعا مانگنا سکھا جیسا کہ یوحنا نے اپنے شاگردوں کو
سکھایا (۲) اُس نے اُن سے کہا جب تم دعا مانگو تو کہو اے ہمارے باپ جو آسمان پر ہے
تیرے نام کی تقدیس ہو تیری بادشاہت آوے تیری مراد جیسی آسمان پر زمین پر بھی
پوری ہووے صفحہ ۱۲ متی باب ۶ درس ۱۰ کہ تیری سلطنت آوے تیری مرضی

عیسیٰ آسمان پر نہیں تھا پھر بھی بر آوے صحاح مرقس کے شروع باب ۱۲ سے ورس ۱۰
تک انگور کی باغ کی تمثیل میں باغ والیکا میوہ لانے کے لیے اپنے آدمیوں کو بھیجنا باغبانوں
کا اُن میں سے کسیکو پیٹنا کسیکو قتل کرنا کسیکا پتھروں سے سر پھوڑنا بالآخر اوسکے بیٹے
کو بھی مار ڈالنا پھر باغ کے مالک کا اُن باغبانوں کو ہلاک کر کے انگور کا باغ اوروں کو دینا
اور اس باغ پانے والے پتھر معماروں کے ناپسند کیے ہوئے تھے الٰہی نقد نبوت کی
تکمیل ہو کر اوس محل کے کونے کا سرا ہونا بصفحہ ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ مذکور ہے اور اسی طرح متی کے
باب ۲۱ ورس ۳۳ تا ۴۴ میں ہے ورس ۴۳ میں اتنا اور ہے۔ اسلیے میں تم کو کہتا ہوں
کہ خدا کی بادشاہت تم سے لی جائیگی اور ایک قوم کو جو اُسکے میوے لاوے دی
جائیگی۔ اور یہی مضمون لوقا کے باب ۲۰ ورس ۹ سے ۱۸ تک میں بصفحہ ۶۵ و ۱۴۱
مسطور ہے۔ اور بلا تشبیہ اس میں سے کسقدر باعتبار صاف صاف صحیح بیان پتھر
زبور ۱۱۸ ورس ۲۲ سے ۲۶ تک میں مذکور ہے جس سے مثل آفتاب نیمروز روشن ہے
کہ خدا کی بادشاہت عیسائیوں سے لیکر جس قوم کو دیگئی وہ امت والی قوم صحابہ کرام
لشکر ہے خاتم المرسلین کا جسنے خدائی باغ کی پوری آبپاشی کر کے اس باغ کے
عمدہ میوے آپکی معرفت باغ والے تعالیٰ شانہٗ کی نذر کر کے مصداق رضی اللہ
عنہم ورضوا عنہ کے ہوئے یعنی اللہ سبحانہ اُنسے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے
راضی ہوئے۔ اور وہ پتھر جسکو اہل عناد یہود و نصاریٰ نے نابت کیا تھا جس بغیر زینت
کا قصر الٰہی ناتمام جدا جدا تھا وہ اوس محل کے کونہ کا سرا ہوا جس سے ظاہر ہے کہ تمام
انبیاء اس قصر نبوت کی تیاری کے لیے بمنزلہ پتھر کے تھے جسکے سنگ بنیاد آدم تھے ان
سب سے اوس قصر نبوت کی تیاری ہوئی ایک پتھر بغیر وہ بے سرا ناتمام پڑا ہوا تھا سب
نبیوں کے سردار خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ پورا ہوا آپ کا سردار
انبیاء و مرسلین ہونا جس سے ظاہر ہے اور آپ سرور انبیاء و مرسلین صلوات اللہ عشر

علیہم جمیعین ہی کے سردار نہیں ہیں بلکہ ساری کائنات کے سردار ہیں وہ بشارت بیجکا مذکورہ عنقریب گواہ ہے جسمین عیسی علیہ السلام فرما چکے ہین کہ اس جہان کا سردار آنے والا ہے اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ جب قصر نبوت کی تکمیل آپ سے ہوگئی اور بعد آپ کے اس مین کسی اینٹ پتھر روڑے کی ضرورت نہی جیسا کہ تاویلی تمثیلون اور نزول اور حدیثون سے ثابت ہو چکا اور آپنے خود بھی فرمایا کہ وہ پتھر مین ہون پس بعد آپ کے جو کوئی نبوت و رسالت کا دعوے کرے وہ موافق تصریحات احادیث علاوہ دجال معروف جھوٹا دجال ہے منجملہ تیس دجالون کے حدیثین تو اس باب مین بہت وارد ہوئی ہین قدرے اون مین سے یہ ہے وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی روایت ترمذی وابوداود حدیث ثوبان مین کا یہ ٹکڑا ہے جو مشکوۃ کی کتاب الفتن کی فصل ثانی کی چودھوین حدیث مین ہے **ترجمہ** اسکا یہ ہی اور تحقیق شان یہ ہے کہ عنقریب ہونگے میری امت مین جھوٹے تیس ہر ایک مین سے زعم کریگا کہ مین اللہ کا نبی ہون اور حال یہ ہے کہ مین خاتم الانبیا ہون یعنی مجہپر نبوت و رسالت ختم ہو چکی کوئی نبی بعد میرے ہونیوالا نہین ترجمہ تمام ہوا اور مشکوۃ ہی کے باب الملاحم کی فصل اول کی پہلی حدیث بخاری ومسلم مین یہ ہے و حتی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلاثین کلھم یزعم انہ رسول اللہ الحدیث ان حدیثون مین قرب قیامت کی نشانیان بیان فرمائی ہین منجملہ ان کے ایک یہ اور بیان تک کہ اٹھائے جاینگے بہت جھوٹے دجال قریب تیس کے ہر ایک ان مین کا زعم کریگا کہ مین اللہ کا رسول ہون احمد اور طبرانی کی حدیث مین تیس اور تیس سے زیادہ کا بیان ہے اس مین کچھ تعارض نہین رسالت کے مدعی تیس سے کم ہونگے اور نبوت اور رسالت دونون کے مدعیون کو ملا کر ... نبوت و رسالت جو جھوٹے دجال صرف نبی تھے ...

خاتم النبیین ہونا آپ کا قرآن میں منصوص ہے نہ یہ کہ صرف معتقدوں کی اجتہادی رائے کی
ایجاد ہو۔ تو کوئی صورت نہ تھی کہ قرآن کا ماننے والا نبوت یا رسالت کا دعوے کرے
مگر مسیح دجال کی دجالیت کا کمال بھی قابل دید ہے اور اس کی بے حیائی لائق داد ہے
ابناء دنیا کو اپنی دجالیت کے جال میں پھانسنے کے لیے کیا دور کی چال چلے کہ خاتم النبیین
معرف باللام کے الف لام کی اقسام معنوی میں ایک قسم ہمارے دعوے نبوت کو دجالیت
سے بچا سکتی ہے۔ حالانکہ صحابہ کرام جو اسباب نزول آیات و زبان قرآن و مواقع استعمال
الف لام کے ماہر تھے نہ انہیں سے کسی کو اس تراشیدہ قسم کے احتمال پر آپ کے بعد کسی کے
دعوے نبوت کی صحت کا شبہ ہوا اور نہ مسیلمہ کذاب کو یہ سوجھی جو آجکل کے دجالوں کو سوجھی
دوسرے یہ کہ جب خود ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نے خاتم النبیین کے معنی کی
یہ تفسیر فرما چکے کہ مجھ پر نبوت ختم ہو چکی کوئی نبی میرے بعد نہ ہوگا اور اگر ہوتا تو عمر ہوتا اور یہ کہ میرے بعد
جو زعم کرے کہ میں اللہ کا نبی ہوں اللہ کا رسول ہوں تو وہ بہت بڑا جھوٹا دجال ہے اور
چونکہ کثرت سے اس معنی کے نصوص کتاب و سنت میں موجود ہیں تو ایسے دجالوں کی دعوے نبوت
کو سچا ماننا کفر صریح ہے اور منکر ختم نبوت کا مرتد ہے۔

(دوم بہ سر مطلب) بعد ختم زمانہ حواریوں کے عیسائیوں نے پابندی شریعت کی اصل
چھوڑ دی باعث اس کا چار سو ان کا بسائل پولس کی اس عنایت کو ٹھہراتا ہے جو گلتیوں کے
باب ۳ درس ۱۰ تا ۱۵ سے اور فلسیوں کے باب ۲ درس ۱۶ سے صفحہ ۲۰ میں اور
اعمال کے باب ۵ اورس ۱۴ سے ۴۰ تک صفحہ ۱۰۲ حصہ نہایت منقول ہے جس میں شریعت
پر چلانے ختنہ کرانے کی فکر شیخی پر رد و انکار ہے اور الفاظ کا پہلے حواری سے مقابلہ
جس کے باعث آپس میں بگاڑ ہو کر جدا ہو جانے کا اظہار ہے اور یہ کہ برناباس مرقس کو لے کے
کپرس کو روانہ ہوا اور پولس سیلاس کو ہمسفر کر ساتھ لے کے سوریہ اور کلکیہ سے گذرتا
کو تقویت دیتے پھرے ہیں۔ علاوہ اس کے اسی حصے میں مکاتیب پولس سے منقول

ہو چکا کہ مسیح کے آنے تک شریعت ہمارا استاد تھی جب وہ آ گئے تو پھر ہم شریعت کے
پابند نہیں رہے مسیح نے لعنتی بنکر ہمیں شریعت کی لعنت سے چھڑایا شریعت سے کچھ کام نکلا
شریعت کو ایمان سے کچھ تعلق نہیں جو تم فتنہ کراؤ گے تو فضل کی نظر سے گر جاؤ گے مسیح سے
جدا ہو جاؤ گے میرے لئے سب حلال ہے سب روا الغرض شریعت مٹانے کے سوا [illegible]
پولس پر ایسا بکثرت موجود ہیں انتہی ملخصاً سوال اگر کہا جاوے کہ یہود کو اصطفا پیدا کرنے کے لئے پولس
نے شریعت کی پابندی توڑنے کی کارروائی کی تھی تو کہا جاتا ہے کہ احکام میں سختی کی جگہ آسانی
ہو جانے سے ہی اٹھانا کہ احکام شریعت مٹانے اور عمداً پابندی توڑنے سے فتنہ کے حکم
عمداً ہی کے مٹانے کی مجال کسی نبی کو نہ ہوئی اوسکی پابندی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یوشع
داؤد سلیمان ارمیا دانیال تا عیسیٰ علیہم السلام سب کرتے رہے کوئی کسی ایک تو بتلاوے
کہ فلاں نبی نے اس سے رہائی ہوتا اور اس عمداً پابندی کو توڑا ہے یہی تو بطرس اور حواری کا اس حکم
کی تعمیل کا وہ اہتمام رہا کہ مقابل کے روکنے پر بھی نہ اس تعمیل سے نہ ہٹے یہی حق کہ
توریت کے سخت حکومت کی تلافی فرمانے والی شریعت سہلہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو اسکی تکمیل کی
جو آئندہ آنے والی آسمانی بادشاہت کی مصداق ہے [illegible] ملکوت [illegible]
جسکا خلاف ہی حواریوں کے بعد یہ عقیدہ تراشا گیا کہ تثلیث کے ماننے والے کو کوئی [illegible]
کا کرنا ضرور نہیں اسکی نجات کو اسی قدر کافی ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کا مصلوب ہونا اور [illegible]
ہو کر تین دن قبر میں رہنا اور پھر جی اٹھنا تسلیم کرتا ہو حالانکہ [illegible]
بھی منقول نہیں [illegible] نجات [illegible] مسیح کے بعد۔ ذات ثلاثہ [illegible]
یہ قیود کی شرح کرنے کے [illegible] مدت زمانے کے بعد بڑھایا گیا ہے جیسا کہ کتب تاریخ
[illegible] محققین [illegible]
[illegible] حقیقة الحال [illegible]
کشف الحقائق [illegible] کی عبارتیں [illegible] تمام [illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۳	۱۵	زمین میں [illegible]	زمین میں دھنس گیا	۱۰۳	۱۶	دہرکی	ذہرکی
۱۰۸	۹	....	یہ تاویل ہی [illegible] اسکا بہم	۱۱۱	۱۴	بڑے	[illegible]
					۹		[illegible]
۱۳۱	۱۴	وادی	وہ ادی کا	۱۲۲	۱۹	سنت	سنت ہے
۱۳۳	۱	بکر میں اسعد نام	بکر ذو میں [illegible] نام	۱۲۳	۱۴	آئینہ کا مر	آئینہ کا نام
۱۳۳	۸	نطفہ	نطفہ	۱۳۴	۱۱	طین	تین
۱۳۴	۹	دین	دین میں	۱۳۶	۱۳	تشریح ہی	تشریح بھی
۱۴۱	۱۶	جوڑو	جوڑ	۱۴۵	۱۷	آنکھوں	آنکھوں کا
۱۴۸	۲۰	مرد کا گیارہ	مرد کا ہرا ای گیارہ	۱۵۲	۱۵	جوڑ	جوڑ
۱۵۵	۱۲	فقرو دیسا	فقرو دیسا	۱۵۵	۱۳	ابن میں	[illegible]
۱۵۷	۱۹	حکم سے	[illegible]	۱۵۷	۱۲	آگر	اگر
۱۵۸	۸	نوزوان	نو جوان	۱۵۹	۹	اا قت	کی طاقت
۱۶۰	۳	قابل	قالبدل	۱۶۱	۱۵	ہے	[illegible]
۱۶۲	۲۱	ادس	ادس میں	۱۶۱	۱۵	اوراوان	[illegible]
۱۶۴	۵	انز	انزل	۱۶۲	۷	ابین نے	زمین [illegible] کرنے
۱۷۴	۱۰	والی امین	والی [illegible] امین	۱۶۹	۱۹	قلم بہری	[illegible]
۱۸۰	۵	سبھی	سبھی میں	۱۸۲		کر جوان	[illegible]
۱۸۸	۱۰	خدا اور سلیا	خدا [illegible] اور کو سلیا	۱۹۲	۱۵	[illegible]	[illegible]
۱۹۶	۷	عبادت	عبادت	۱۹۶	۲۰	اکا	[illegible]
۲۰۲	۱۳	ذریت کی	ذریت کی حرام کی ہوئی	۲۰۹	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۰۹	۸	سکاکہ	سکا او سکہ	۲۱۰	۲۰	[illegible]	[illegible]
۲۱۱	۳	دشکا	دشکے	۲۱۴	۸	[illegible]	[illegible]
۲۲۴	۱۴	دغیرہ کو	دغیرہ کو [illegible]	۲۲۴	۱۷	[illegible]	[illegible]
۲۲۸	۱۶	[illegible]	[illegible]	۲۲۹	۱۵	[illegible]	[illegible]
۲۳۱	۱۹	صندسہان	[illegible]	۲۳۲	۹	[illegible]	[illegible]
۲۳۲	۱۱	[illegible]	[illegible]	۲۳۳	۲	[illegible]	[illegible]
۲۳۳	۱۳	دی	دیدی	۲۳۵	۳	[illegible]	[illegible]
۲۳۶	۷	[illegible]	[illegible]			[illegible]	[illegible]
۲۳۸	۱۰	[illegible]	[illegible]	۲۳۹	۴	[illegible]	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰۰	۳	[illegible] سے ہے	گذری ہی ہے	۳۰۲	۱۸	سشرح	سشرح ہے
۳۱۹	۱۲	[illegible] ہیں	ہوتے ہی ہیں				
״	۷	[illegible]	چھپتی	۳۰۵	۵	ہیں جو	ہیں مگر اسکو
״	۲۰	[illegible]	الامن ہیں	״	۱۸	لیا	کیا
۳۲۴	۱۸	[illegible]	ہنوں	۳۰۶	۲۰	جھوڑا	جھوڑا
״	۱۱	[illegible] کام	سلام کام				
״	۱	[illegible]	ہیں سکے	۳۱۱	۱	متکلم	متکلم
۳۳۶	۱۱	[illegible] ہیں	صرف ہی ہیں	۳۱۹	۱۴	سٹریعتوں	شریعتوں
״		[illegible]	آیۃ کی	״	۱۸	[illegible]	شخص
۳۵۶	۷	[illegible]	ہم	۳۲۷	۳	ـــ	ہ
״	۷	[illegible]	ہم پر ہمان				
״	۱۸	[illegible]	کے پاس	״	۴	پر	پر پا
״	۲	تکرہ	تکرہ	۳۲۸	۱	ضریت سکے	ضرورت ہے
۳۶۰	۵	[illegible]	بار حجاز	۳۲۹	۹	سے انبیا	سبے انبیا
۳۶۳	۱	[illegible]	کذانی کو				
۳۷۲	۳	[illegible]	ذکر کیا	״	״	״	״
۳۷۵	۱۳	خالد [illegible]	خالد بالحقاد کی	۳۳۰	۵	مرتین	مرتبہ ثبین
۳۷۸	۱۳	[illegible] کیا	سمایوں کیا	۳۳۱	۲	ترسی	ترشی
۳۸۳	۱۸	انبیا [illegible]	انبیا المصطفین	״	۱۹	دالا	دیاگیا
۳۸۴	۱۱	[illegible]	نان	۳۳۳	۲۱	او مرا [illegible]	سکی اہل انکی پاس ہوگی اور غیر مرعیان ذہبیت و ببانت
۳۸۵		[illegible]	سلطین کی				
۳۸۶		[illegible]	نجھ نجھہ	۳۳۵	۳	[illegible]	خاطر البنین
				״	۳	روایت	دعا کیت
				۳۳۶	۵	قیمت	ہیں کلو
				״	۹	ایک	ایک

الحمدللہ [illegible] الاسلام [illegible] مطبع [illegible] آباد [illegible]

[illegible]